جشن صد سالہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی مبارک

ISSN 2395 - 1494 ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ/ اگست ۲۰۱۸ء AUGUST-2018

اہلِ سنت کا ترجمان

ماہنامہ کنز الایمان دہلی

بیسویں صدی کے عظیم مصنف کی نشانی

وحید العصر تاج الشریعہ

۱۴۳۹ھ

کی عقیدت افروز تاریخی پیش کش

تاج الشریعہ نمبر

سوادِ اعظم اہل سنت کے عظیم عالم دین، معروف ومقبول رضوی قادری شیخ طریقت، قاضی ومفتی وفقیہ علامہ ازہری میاں کی دینی اصلاحی خدمات کا منظرنامہ

"اچھا ہوا کہ آپ لوگ دِلّی آگئے اور کنز الایمان بھی دِلّی آگیا"

(ارشادِ تاج الشریعہ بتاریخ ۳۱/ اکتوبر ۱۹۹۸ء بمقام مٹیا محل دہلی)

دی صدا ہاتف نے موضوعِ سخن ہے اِن دِنوں

جنت فردوس میں تاج الشریعہ کا جمال

۲۰۱۸ء

ایڈیٹر
محمد قمر الدین رضوی

دارالحکومت دہلی کا معروف ومقبول کثیر الاشاعت اسلامی مجلہ
اور
سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت کے مشاہیر علمائے ہند
① شیخ عبد الحق محدث دہلوی
② مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
③ علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
④ علامہ عبد العلی فرنگی محل لکھنوی
⑤ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
⑥ شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی
⑦ شاہ احمد سعید مجددی رام پوری
⑧ علامہ فضلِ حق چشتی خیرآبادی
⑨ علامہ عبد العلیم فرنگی محلی لکھنوی
⑩ علامہ فضلِ رسول عثمانی بدایونی
⑪ سید شاہ آلِ رسول احمد مارہروی
⑫ مفتی ارشاد حسین مجددی رام پوری
⑬ مفتی غلام دستگیر قصوری لاہوری
⑭ علامہ عبد القادر برکاتی بدایونی
⑮ امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی
⑯ سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی
⑰ شیخ الاسلام شاہ انوار اللہ فاروقی حیدرآبادی
کے مسلکِ حق وصداقت کا نقیب وترجمان
مجلسِ مشاورت
ڈاکٹر فضل الرحمن شرر مصباحی
(دہلی شریف)
سید وجاہت رسول قادری
(کراچی)
مولانا افتخار احمد قادری
(مدینہ منورہ)
مولانا محمد عبد المبین نعمانی
(مبارک پور)
علامہ بدر القادری
(ہالینڈ)
مولانا محمد قمر الحسن قادری
(امریکہ)
سید شمیم الدین منعمی
(پٹنہ)
مولانا محمد فروغ القادری
(برطانیہ)
مجلسِ مشاورت
مولانا محمد حنیف خان رضوی
(بریلی شریف)
ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی
(حیدرآباد)
مولانا محمد معین الحق علیمی
(ممبئی)
مولانا مقبول احمد مصباحی
(دہلی)
الحاج محمد سعید نوری
(ممبئی)
سید محمد فضل الرحمن چشتی
(دہلی)
قاضی عبد الرحیم مصباحی مقبولی
(رتناگیری)
مفتی مجاہد حسین حبیبی
(کولکاتہ)
ماہنامہ کنز الایمان دہلی
کی اہم تاریخی پیشکش
تاج الشریعہ نمبر
بموقع عرس چہلم بریلی شریف
ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ
اگست ۲۰۱۸ء
مشیرِ اعلیٰ
علامہ یٰسین اختر مصباحی
ایڈیٹر
محمد قمر الدین رضوی
مدیر مسئول
محمد ظفر الدین برکاتی
Postal Address.
KANZUL IMAN MONTHLY
423, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6 (India)
Ph:.23264524 Email.kanzuliman.delhi@gmail.com
مراسلت وترسیلِ زر کا پتہ
ماہنامہ کنز الایمان دہلی
۴۲۳، مٹیا محل جامع مسجد، دہلی ۶
Mob.: 9350505879, Whatsap:.9910920970
1

ارمغان خلوص
اساطین و اکابر خانوادۂ رضویہ بریلی شریف کے نام
جنھوں نے پورے دو سو سال دین وسنیت کی عالمانہ اور فقیہانہ خدمت کی
مخلصین
RAZVI KITAB GHAR
ارکان مجلس مشاورت ــــــــــ ارکان مجلس ادارت
ماہ نامہ کنزالایمان، دہلی شریف
ارکان رضوی کتاب گھر، دہلی
ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ/اگست ۲۰۱۸ء
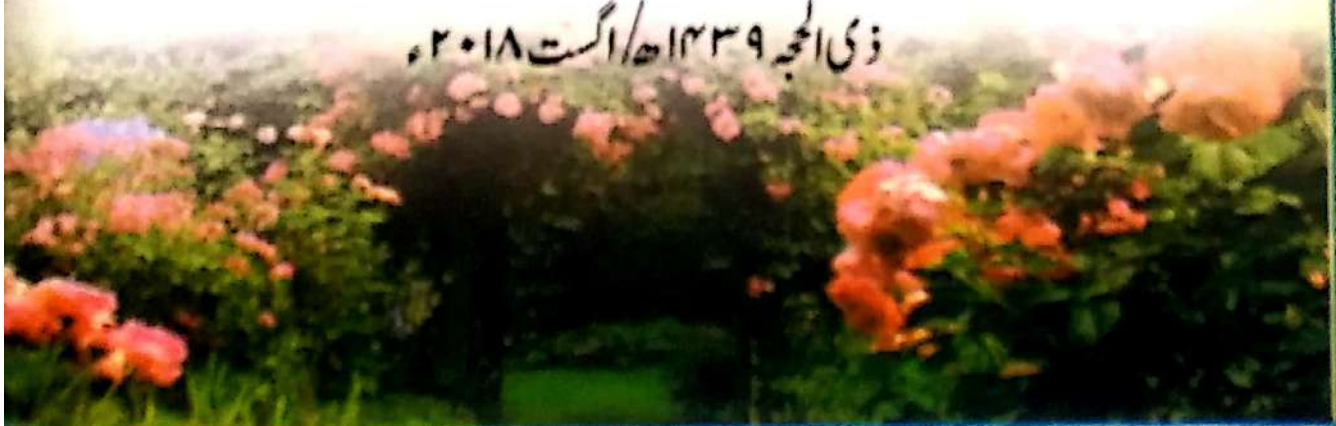
متصلب عالم شریعت باعمل پیر طریقت حضرت تاج الشریعہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہمارے لئے یہ خبر نہایت ہی افسوس ناک ہے کہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ، معروف عالم دین شیخ طریقت حضرت تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے درمیان نہیں رہے۔ حضرت تاج الشریعہ کی رحلت دنیائے سنیت کا ایک عظیم نقصان ہے۔ وہ ایک متصلب عالم شریعت اور باعمل پیر طریقت تھے جن کے دم سے سنیت نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہندوستان بے حد مضبوط تھی۔ خانوادۂ برکات خانوادۂ رضویہ کے اس غم میں صمیم قلب سے شریک ہے۔

حضرت تاج الشریعہ قدس سرہٗ میرے والد ماجد کے بے حد چہیتے خلفاء میں سے ایک تھے اور حضرت تاج الشریعہ بھی والد ماجد کی بارگاہ میں جس نیاز مندی سے پیش آتے، وہ یقیناً اعلیٰ حضرت و حضرت مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے انہیں ورثہ میں ملا تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جانشین حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کو اپنے جوارِ رحمت میں خاص مقام عطا فرمائے اور ان کے ولی عہد اور تمام متوسلین، معتقدین اور محبین کو صبر جمیل کامل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقیر برکاتی سید شاہ نجیب حیدر نوری

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ، مارہرہ شریف

پیغام صاحب زادۂ تاج الشریعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

عزیز گرامی مفتی عبد الرحیم نشتر فاروقی کے ذریعہ حافظ محمد قمر الدین رضوی صاحب مالک رضوی کتاب گھر دہلی نے بتایا کہ ادارہ ماہ نامہ کنز الایمان دہلی والد گرامی حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات وخدمات پر مشتمل تاج الشریعہ نمبر نکال رہا ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ یہ اوران جیسے کئی دیگر حضرات بھی خدمات تاج الشریعہ اور پیغام تاج الشریعہ کو عام وتام کرنے میں اپنے اپنے طور پر ہمارا تعاون کررہے ہیں اور بزرگوں کے انمٹ نقوش کو آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ کررہے ہیں۔ امید قوی ہے کہ یہ نمبر عوام الناس کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اِس نمبر کو قبولیت عامہ کا شرف عطا فرمائے، حافظ صاحب اور ان رفقاء کو دارین کی برکات وحسنات سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسٓ ﷺ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

فقیر محمد عسجد رضا قادری غفرلہ

۱۳؍ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۴، اگست ۲۰۱۸ء بروز جمعہ

ماہنامہ کنزالایمان دہلی کی جانب سے
تاج الشریعہ نمبر شائع کرنے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں

خانوادۂ رضویہ بریلی شریف

اور مرکز اہل سنت کی شان تھے ہمارے چچا جان

حامدا و مصلیا و مسلما

ہمارے چچا جان کے وصال سے خانوادۂ رضویہ کے ساتھ پوری دنیائے سنیت کا جونقصان ہوا ہے، اس کی تلافی بہت مشکل ہے۔ چچا جان علیہ الرحمہ خانوادۂ رضویہ کی آبرو تو تھے ہی، وہ عالم سنیت کی بھی شان تھے۔ ان کی مذہبی، مسلکی، علمی، روحانی اور تحریری وتقریری خدمات نے جہاں خاندان اعلیٰ حضرت کا نام روشن کیا، وہیں عالمی سطح پر خاص کر عرب دنیا میں اہل سنت و جماعت کو بھی سرخ رو اور سربلند کر دیا۔ مرکز ومسلک کو جہاں انھوں نے استحکام بخشا، وہیں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کو بھی بے پناہ و بے مثال فروغ عطا فرمایا۔

وہ عقائد اہل سنت اور معمولات اہل سنت کے سلسلہ میں ہمارے مشائخ، ہمارے اجداد اور ہمارے اسلاف و اکابر کے مذہب مسلک، موقف و منہج، افکار ونظریات اور کردار وعمل کے سچے ترجمان تھے۔ ہمارے اجدادِ کرام سیدی سرکار اعلیٰ حضرت، حضرت حجۃ الاسلام، تاجدار اہل سنت سیدی و مرشدی مفتی اعظم ہند، دادا حضور، حضرت مفسر اعظم جیلانی میاں اور میرے والد ماجد ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خاں علیہم الرحمہ کے بعد چچا جان علیہ الرحمہ نے مرکز کی آن بان، شان اور فقہ وفتاوی نیز احقاق حق وابطال باطل اور ردِ بدمذہباں کے میدان میں اس کے اختصاصات وامتیازات کو برقرار رکھنے کے لئے حتی المقدور جدوجہد کی اور اس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی رہے۔

اللہ تعالی ہمارے خاندان میں قیامت تک تسلسل کے ساتھ ہمارے بزرگوں کے امثال پیدا فرما کر اُسے عروج واستحکام اور سربلندی و بلند اقبال عطا فرمائے۔

بڑی مسرت وشادمانی کی بات ہے کہ ماہنامہ کنزالایمان دہلی اور دیگر سنی رسائل وجرائد چچا جان کی حیات وخدمات پر خصوصی نمبر شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالی ان سب رسائل وجرائد کے مدیران اور ادارتی ٹیم بطورِ خاص مولانا محمد ظفر الدین برکاتی کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین) ہمارے ماہ نامہ اعلیٰ حضرت کی طرف سے بھی عرس چہلم منعقدہ ۳۰، اگست کے موقع پر ایک خصوصی شمارہ بنام تاج الشریعہ نمبر آرہا ہے۔

اللہ تعالی سب کو شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں سبحانی غفرلہ ولوالدیہ

خادم مرکز اہل سنت درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

14 ذی الحجہ 1439ھ/25 اگست 2018 بروز ہفتہ
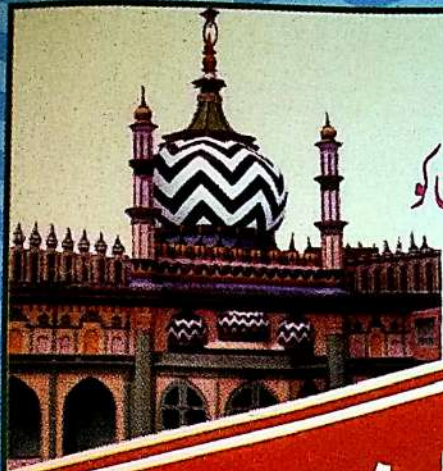
بارگاہ حضرت تاج الشریعہ میں عارفانہ خراج عقیدت

سنیت پر آپ کا کتنا بڑا احسان ہے
وہ بھی منظر سب نے دیکھا آپ کے جانے کے بعد

قاضی القضاۃ فی الہند وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضرت مفتیٔ اعظم حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ (المعروف حضرت تاج الشریعہ) کے عرس چہلم کے مقدس و مسعود موقع پر ماہ نامہ کنز الایمان دہلی کے ذمہ داران کی جانب سے تاج الشریعہ نمبر کی اشاعت خوش آئند اور قابل صد تحسین عمل ہے۔

حضرت تاج الشریعہ ایک عالم ربانی اور خانوادۂ رضویہ کے ایک بہت عظیم بزرگ تھے۔ آپ کی بابرکت ذات سے مجھے بھی اکتساب فیض کا موقع ملا ہے۔ آپ کے پردہ فرمانے سے ملت اسلامیہ کا جو خسارہ ہوا ہے اس کی تلافی مشکل ہے۔

دعا گو ہوں اللہ رب العزت ہم سب کو سرکار تاج الشریعہ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین

اخیر میں تمام قارئین سے ملتمس ہوں کہ میرے والدین مرحومین کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

آپ کا اپنا

محمد عارف نسیم خاں ایم ایل اے چاندے ولی حلقہ

(سابق کابینی وزیر حکومت مہاراشٹر)

اسلاف شناسی

ooo

اداریہ

''اچھا ہوا کہ آپ لوگ دِلّی آ گئے...''

محمد ظفر الدین برکاتی★

ادارہ رضوی کتاب گھر دہلی اور ماہ نامہ کنزالایمان دہلی کی اعلیٰ حضرت ومفتی اعظم ہند سے نسبت وتعلق کو بتانے اور جتانے کی ضرورت نہیں، رضوی کتاب گھر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی کے نام نامی سے منسوب ہے اور مالک وایڈیٹر حافظ محمد قمرالدین رضوی حضرت مفتی اعظم ہند سے مرید ہیں۔ اب یہ عرض کرنا ہے کہ اِس ادارے سے حضرت تاج الشریعہ کا کتنا گہرا تعلق ہے، کہ ہماری آپ سے نسبت وتعلق بھی عملی اور محسوس ہے۔

دراصل رجب ۱۴۱۹ھ/نومبر ۱۹۹۸ء میں ماہ نامہ کنزالایمان دہلی کا پہلا شمارہ ''غریب نواز نمبر'' منظر عام پر آیا جس کی بڑی پذیرائی ہوئی اور سنی عوام وخواص میں بڑی خوشی محسوس کی گئی جس کی خبر ہند وپاک میں بڑی تیزی سے پھیلی۔ اس کی دو مثالیں ہم یہاں پیش کریں گے، پہلے حضرت تاج الشریعہ سے ادارہ کی نسبت وتعلق کی بات کرتے ہیں۔

• ۳۰/اکتوبر ۱۹۹۸ء کی شب میں راجستھان سے حضرت ازہری میاں صاحب قبلہ، حضرت مفتی محمد اشفاق حسین نعیمی اجملی صاحب، خطیب الہند مولانا عبیداللہ خاں اعظمی اور تاج الشریعہ کے مصاحب مولانا محمد شہاب الدین رضوی دہلی تشریف لائے اور فاروقیہ بک ڈپو مٹیا محل میں (اعظمی صاحب کے علاوہ) مقیم ہوئے۔ اُس وقت مکتبہ نعیمیہ اور مکتبہ جام نور بھی ایک ہی عمارت میں فاروقیہ بک ڈپو کے ساتھ قائم ہو چکے تھے۔ دوسرے دن صبح کے وقت حافظ محمد قمرالدین رضوی ''غریب نواز نمبر'' لے کر حضرت تاج الشریعہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت حضرت مفتی اعظم راجستھان اور حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی مدیر اعلیٰ (موجودہ مشیر اعلیٰ) بھی موجود تھے۔

حضرت ازہری میاں نے تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ

''اچھا ہوا کہ آپ لوگ دِلی آ گئے اور کنزالایمان بھی دِلی آ گیا۔ اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے۔ آمین۔''

(شمارہ ۲، ماہ نامہ کنزالایمان، دہلی دسمبر ۱۹۹۸ء، ص ۵۹)

پھر بارہ بجے دن کے قریب اسٹیشن روانہ ہونے سے پہلے حضرت تاج الشریعہ رضوی کتاب گھر دہلی کے دفتر میں تشریف لائے اور ماہ نامہ کنزالایمان کی ترقی اور کامیابی کے لئے دعا فرمائی۔

اُس وقت مولانا محمد یامین نعیمی، حاجی محمد معین الدین اشرفی اور جناب غلام ربانی صاحب (وغیرہ) بھی موجود تھے۔ حضرت تاج الشریعہ نے سبھی کتب خانوں کے لئے دعا فرمائی۔ (ایضاً)

حضرت کے دہلی تشریف لانے سے پہلے ۳۰، اکتوبر کو دن میں بریلی شریف خانوادۂ رضا کے دوسرے بزرگ عالم دین حضرت علامہ محمد تحسین رضا بریلوی علیہ الرحمہ بھی تشریف لائے اور خوب دعاؤں سے نوازا جیسا کہ اسی شمارہ ۲، جلد اول میں دوسری خبر لکھی ہے کہ

''۳۰/اکتوبر ۱۹۹۸ء کی صبح خانوادۂ رضا کے دوسرے صوفی عالم دین مولانا تحسین رضا بریلوی بھی تشریف لائے اور دعا فرمائی۔''

حافظ محمد قمرالدین رضوی صاحب کی طرف سے شائع خبر میں، حضرت کا یوں تعارف کرایا گیا ہے:

''اپنے خوش عقیدہ اور باخبر قارئین کو غالباً یہ بتانے کی ضرورت نہ ہوگی کہ امام اہل سنت مولانا امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ کے بھائی استاذِ زمن حضرت مولانا حسن رضا بریلوی کے فرزند حضرت مولانا حسنین رضا بریلوی کے حقیقی فرزند ہیں حضرت مولانا تحسین رضا بریلوی مدظلہ العالی اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا قادری بریلوی (فرزند اکبر امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی) کے فرزند مفسر اعظم ہند، حضرت مولانا ابراہیم رضا عرف جیلانی میاں کے حقیقی فرزند ہیں جانشین مفتیٔ اعظم حضرت مفتی محمد اختر رضا قادری رضوی ازہری مدظلہ العالی۔

ماہ نامہ کنزالایمان کی خوش نصیبی ہے کہ ان دونوں حضرات کی مخلصانہ دعائیں اس کے ساتھ ہیں۔''

ابھی ماہ نامہ کنزالایمان کی اشاعت کے چند ہی دن ہوئے ہیں کہ ہند وپاک کی تین اہم شخصیات نے اس کے دفتر میں پہنچ کر حوصلہ افزائی کی ہے اور دعاؤں سے نوازا ہے۔

چنانچہ ۹/نومبر ۱۹۹۸ء کو پاکستان کے ممتاز عالم دین علامہ عبدالحکیم

شرف قادری نے بھی دفتر میں پہنچ کر ماہ نامہ کی اشاعت اور غریب نواز نمبر کی مبارک باد پیش کی۔ بریلی ومبارک پور کے سفر میں دہلی ہوکر گئے اور پھر دہلی سے اجمیر اور ممبئی سے پاکستان روانہ ہو گئے۔

ابھی بروزِ جمعہ ۲۰ رجولائی کو نمازِ مغرب کے بعد خانوادۂ اعلیٰ حضرت کا یہ علمی چشم وچراغ بجھ گیا، کہ حضرت تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری اختر بریلوی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمارے بزرگ کہتے ہیں کہ کسی بھی چیز کی قیمت اسی وقت واضح ہو پاتی ہے، جب وہ چیز دست رس سے باہر ہوجائے حالاں کہ اس کی ضرورت ہو۔ اِس تناظر میں دیکھیں تو تاج الشریعہ کی علمی، تحقیقی اور تصنیفی وفلاحی خدمات اِس عوامی مقولے کو سچ ثابت کر رہی ہیں کہ واقعی اُن کی ہمارے سماج کو ابھی ضرورت تھی۔ دراصل حضرت تاج الشریعہ کو تین طرح کی دل کش اور پرکشش نسبتیں اور خوبیاں حاصل تھیں:

(۱) خود عظیم عالم دین تھے۔ وجیہ تھے۔ مفتی وقاضی، فقیہ اور عظیم شاعر تھے۔ (۲) اعلیٰ حضرت ومفتی اعظم ہند کے دینی مذہبی مقام ومنصب کے حامل وجانشین تھے۔ (۳) سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے شیخ طریقت تھے اور بے شمار مریدوں والے پیر۔ اس لئے آپ کی شہرت ومقبولیت فطری اور قدرتی ہوتی گئی اور لوگ اسیر ہوتے گئے۔

اسی لئے آج اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند، تاج الشریعہ اور کسی بھی دینی مذہبی شخصیت پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کرنے کا مشورہ خوب دیا جارہا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ افکارِ اعلیٰ حضرت پر پی ایچ ڈی کے لئے منظوری ملنا آج مشکل نہیں بلکہ بروقت صحیح رہنمائی اور محقق کو مواد کی فراہمی سب سے بڑی مشکل ہے۔ بے شمار سنی شخصیات پر آج پی ایچ ڈی ہو رہی ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ محققین مواد کے لیے پریشان رہتے ہیں، اس لئے پہلے ان کی علمی مدد کی جائے، یہ سب سے بڑی خدمت ہوگی۔

جماعت رضائے مصطفیٰ اور منظر اسلام، اعلیٰ حضرت ومفتی اعظم ہند اور تاج الشریعہ کی تعلیمی تدریسی اور فلاحی یادگار ہیں، ان کو عملی طور پر متحرک وفعال بنانے کی منصوبہ بندی کی جائے (بطورِ خاص جماعت رضائے مصطفیٰ کو) گزشتہ دو سالوں میں ہم نے اِن دونوں کے حوالے سے اتنے مشورے پڑھے کہ حیرت ہوئی۔ اب مشورہ نہیں، اقدام اور عمل کی ضرورت ہے۔ یہ حرکت اور تحریک کا موقع ہے۔

لیکن حدیث پاک کہ ''اخیر زمانے میں دین کا کام بھی درہم ودینار سے ہوگا'' کو خاص پس منظر میں ہم کب تک دیکھتے اور پیش کرتے رہیں گے؟ وہ کام جس کو مکمل ہونے سے پہلے، کرنے کے نام پر اور
ہونے کے بعد، ہو جانے کے نام پر عقیدت مندوں سے تعاون
ہے، اس میں سے کام کرنے والوں کو بطورِ محنتانہ، دینے کی منصوبہ
کیوں نہیں ہوتی؟ یہ بھی دینی موضوع ہے بحث کا۔

جماعت کے بے شمار مخلص اور کارآمد علمائے کرام نالاں ہیں کہ
دن رات مطالعہ کرکے، کتابیں خرید کر، ذاتی خرچ پر سفر کرکے تحریر و
تقریر میں جان ڈالتے ہیں تو بھی ہم صرف اِتنی سی نذرونیاز کے مستحق
پاتے ہیں کہ ''ماشاءاللہ! آپ دین کی خدمت کررہے ہیں، کرتے رہیں
لیکن اسی کام اور اُسی موضوع پر قصے کہانیوں اور نعرے بازیوں کے
کوئی تقریر کرلیتا ہے تو سفر سے پہلے زادِ سفر مل جاتا ہے، پہنچنے پر آؤ بھگت
ہوتی ہے اور پھر رخصت ہوتے وقت بھی نذر، آنے بند نہیں ہوتے۔

یہ دوہرا غیر متوازن معیار نہایت غلط ہے جس کی وجہ سے
سے کام کے علمائے کرام نے اپنی راہ بدل لی ہے اور اپنی دنیا دو
بنالی ہے۔ اعلیٰ حضرت کے دس نکاتی فارمولے پر لکھنے اور مذاکرے
مباحثہ کرتے ہوئے اِس پہلو پر بھی غور کرلیا جائے تو جشن صد سالہ
اثرات، اگلی پوری صدی پر پوری طرح سایہ کیے رہیں گے۔

اِس سلسلے کا دوسرا پہلو، یہ ہے کہ جماعتی گروہ بندیوں، علاقائی
بندیوں اور مشربی ترجیحات کے مرگھٹ پر کارآمد علمائے کرام کی سماجی
فلاحی خدمات کو قربان نہ کیا جائے، آپ کی اپنی ترجیحی حد بندی اپنی جگہ لیکن
ان کی حوصلہ افزائی میں کنجوسی اور تنگ نظری کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔

ساتھ ہی اعلیٰ حضرت اور تاج الشریعہ کے نام پر ہونے والی محفلوں
نظر رکھی جائے کہ بدزبانی، لفاظی اور بدمزگی کا دانستہ مظاہرہ نہ کیا جائے
پھر بھونڈے جملوں پر سبحان اللہ، الحمدللہ اور نعرۂ تکبیر ورسالت کی پاکیز
کو شار نہ کیا جائے۔ یہ غیرت نہیں، بے غیرتی ہوگی کہ ہم بدزبانی اور لفا
کریں اور سبحان اللہ، یارسول اللہ کی آواز بلند کرائیں۔

ایک تازہ ترین واقعہ ہے کہ کہیں کسی رحمت عالم کانفرنس میں ایک
صاحب نے بدتمیزی اور بدزبانی کا جو مظاہرہ کیا ہے، اسے آپ غیرت
نمونہ کہیں گے؟ بستی بستی قریہ قریہ، علم کا سورج فیض کا دریا
نجدی کے لئے لوہے کا سریہ...... آپ نے بھی سنا ہے؟
آیا بلاوا مکہ ہے۔ نجدی ہکا بکا ہے۔ یہ بات وہی کہہ سکتا ہے
سیاست اور حکومت کی داخلی اور خارجی پالیسی کی ہوا بھی نہیں لگی ہے۔
حکومت نے کبھی تاج الشریعہ کو گرفتار کیا پھر واپس ہندوستان بھیج دیا

[ا]ر غسل کعبہ کی دعوت دیتی ہے تو کیا سمجھتے ہیں کہ اس نے توبہ کر لیا ہے؟
یہ خارجی سیاست ہے اور پھر لفاظی کا مطلب یہ نہیں کہ رحمت عالم کانفرنس کی توہین کی جائے جیسے یہاں کی گئی ہے۔

ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب ہماری عوام اور ملک وملت کے بہت سے لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ فلاں بزرگ کون تھے، کہاں کے تھے اور کیوں لوگ انھیں یہ مانتے ہیں، وہ مانتے ہیں تو پھر اُن کے مخالفین پر پوری رات کی کانفرنس کیوں قربان کردی جاتی ہے؟

دراصل ہر جگہ ہم نے ایک ہی روش اور خود ساختہ سنت پر عمل کیا ہے، سیرت کی محفل میں بھی ہم اپنے نبی کی روشن حیات پر بات نہیں کرتے بلکہ اس سے زیادہ گستاخان رسول پر دم لگادیتے ہیں اور بہت اہتمام سے ابوجہل کے مذہب ومسلک پر گھنٹوں خطاب کرتے ہیں حالاں کہ ایک دو سال سے سیرت النبی پر خطیبوں اور شاعری کی دعوت اور تاریخ لینے کی تیاری اور کانفرنس کے لئے وصولی ہورہی ہوتی ہے۔

یہاں ایک سوال یہ بھی ہے کہ مسجد کی رقم، مدرسے میں نہیں لگائی جاسکتی، زکوۃ کی رقم مدرسے کی بجائے اسکول کی تعمیر میں نہیں لگائی جاسکتی تو پھر رحمت کالم اور سیرت رسول کانفرنس کی رقم ابوجہل اور گستاخ نبی کے لئے کیوں برباد کی جائے گی؟

حضرت تاج الشریعہ کے تاج پر ایک سطحی خطیب کی لفاظی پر ہمیں یہ خیال آیا کہ لفظوں کی عقیدت مندانہ جذباتی جنت میں رہنے والے حضرات کی معلومات میں اضافہ کردیا جائے۔

۲۵ ویں شب ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۷ راگست ۲۰۱۸ء کو منعقد "محفل مناقب تاج الشریعہ" کے لئے جاری ایک اسٹیکر سے آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ تاج الشریعہ کا تاج کب سے وجود میں آیا۔

تاج تاج الشریعہ کی تاریخ: ۱۱ردسمبر ۲۰۱۱ء کو الحاج محمد اویس رضوی ہیرا کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ حضرت تاج الشریعہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، متوفی ۷ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ) کے لقب "تاج الشریعہ" کی مناسبت سے کوئی ایسا تاج بنایا جائے جسے دیکھ کر ہی سمجھ میں آجائے کہ حضرت تاج الشریعہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا تذکرہ ہے۔

انھوں نے اپنے بھائی الحاج محمد سہیل رضوی روکاڑیا کے پاس اپنا خیال پیش کیا جس پر انھوں نے کہا کہ صرف تاج نہیں بلکہ اس میں حضرت کے القاب بھی ہوں پھر یہ دونوں حضرات رضا آفسیٹ ممبئی پہنچے اور اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ وہاں الحاج محمد سعید نوری، الحاج محمد صدیق رضوی اور مولانا محمد اسلم رضا مصباحی کے ساتھ میٹنگ ہوئی، القابات لکھے گئے اور الحاج محمد عارف رضوی نے ایک نئے انداز کے تاج کی ڈیزائننگ کروائی جسے جناب محمود شیخ کاتب صاحب نے اپنے حسن کتابت اور تزئین کاری سے مزین کیا پھر سید شاہ نواز برکاتی نے خوب خوب محنت کر کے تاج کو پیارا سے پیارا بنایا۔ تاج کا پہلا اسٹیکر بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) کی تعداد میں چھپ کر عرس رضوی ۲۵ صفر ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰ جنوری ۲۰۱۲ء کو منظر عام پر آیا پھر اس کے بعد جو یہ تاج کا سلسلہ چلا تو چلتا ہی رہا ہے اور آج گھر گھر یہ تاج مقبول ومشتہر ہوگیا ہے۔"

(تفصیلات موصولہ بذریعہ واٹس ایپ الحاج محمد سعید نوری)

اُس تاج کے اوپر ایک شعر لکھا ہے کہ

تاج دارِ دو عالم کا صدقہ ہے یہ
ازہری تاج گھر گھر جو مقبول ہے

اس کے بعد بارہ القاب "مفتی، محقق، مفسر، محدث، مدبر، مفکر، شیخ طریقت، مرشد کامل، افقہ الفقہاء، قاضی القضاۃ، سلطان الفقہاء، زبدۃ المتقین" اور دو مقام ومناصب "وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضرت مفتی اعظم ہند" لکھے ہوئے ہیں پھر نام لکھا ہوا ہے حضرت علامہ محمد اختر رضا قادری ازہری پھر "فیضان تاج الشریعہ زندہ باد" لکھا ہوا ہے۔ یہ سب ہم نے اس لئے بیان کردیا ہے تاکہ تاج کو صرف تاج والی ٹوپی سمجھنے والے حضرات کو معلوم ہوجائے کہ یہ محض تاج نہیں بلکہ تاج والے عالم دین کا پورا تعارف بھی ہے جو بے شماروں کے سروں کے تاج رہے ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ کے وصال پر مثبت ومنفی منظر نامے کو تفصیل سے لکھنا ضروری نہیں سمجھتے لیکن ہندوستان کے ایک قومی (اردو) اخبار کے مدیر نے اپنا جو اداریہ لکھا ہے، اسے پڑھ لیں ہمارا موقف بھی واضح ہوجائے گا جس کی سرخی ہے: ایک عالم دین کی موت پر مسلکی بدتمیزیاں؟

"پانچ دن قبل خاندان اعلیٰ حضرت کے چشم وچراغ حضرت مفتی محمد اختر رضا قادری عرف ازہری میاں (جن کو اُن کے معتقدین "تاج الشریعہ" کے نام سے مخاطب کرتے ہیں) کا انتقال ہوگیا۔ عام طور پر ہوتا ہے کہ کسی بھی عالم دین کی موت پر بیشتر لوگ مسلک اور مکتب سے اوپر اٹھ کر اظہارِ تعزیت کرتے ہیں اور جو لوگ تعزیت نہیں بھی کرتے، وہ خاموش رہنے کو ترجیح دیتے ہیں، لیکن مجھے یہ دیکھ کر نہایت افسوس ہوا کہ اتنے بڑے عالم دین کی موت پر رنج وغم کا اظہار کرنے کے بجائے کچھ لوگوں نے سوشل میڈیا پر مسلکی کبڈی کھیلنا شروع کر دی۔ مسلکی بغض میں مبتلا کئی

لوگ اتنے اندھے ہو گئے کہ انھوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ اِس عظیم انسان نے مصر کی الازہر یونی ورسٹی سے تعلیم حاصل کی تھی اور ''ازہری میاں'' کہلائے جانے والے اِس عالم دین کو ازہر یونیورسٹی نے نہ صرف یہ کہ گولڈ میڈل دیا بلکہ ''فخرِ ازہر'' کا خطاب بھی دیا۔

اتنے جید عالم دین کی وفات حسرت آیات پر کیا تمام مسلمانوں کا یہ فرض نہیں تھا کہ اُس وقت وہ مسلک کے مباحثوں سے اوپر اٹھ کر اُن کے عقیدت مندوں اور چاہنے والوں کے ساتھ ہمدردی سے پیش آتے؟ کیا اپنے مسلکی تعصب کی روٹیاں سینکنے کا یہی وقت تھا؟ اِس سے پہلے میں نے نہ تو اِس قسم کے مباحثے کسی عالم کی موت کے وقت دیکھے، نہ سنے تھے۔ کیا ہم سب کسی موقع پر بھی مسلک اور مکتب سے اوپر اٹھ کر نہیں سوچ سکتے؟

مجھے تو حیرانی اِس بات پر ہوئی کہ سوشل میڈیا پر کچھ فتنہ پرور عناصر نے تاج الشریعہ کے بارے میں اتنی تکلیف دہ باتیں لکھیں کہ بریلی (شہر) میں نقضِ امن کا خطرہ پیدا ہو گیا، پولیس کو دو ایسے لوگوں کو گرفتار کرنا پڑا جنھوں نے توہین آمیز پوسٹ ڈالی تھیں۔

ادھر خود کو ازہری میاں کا عقیدت مند کہنے والے کچھ لوگ نمازِ جنازہ کی تصاویر کے ساتھ جو جملے لکھ رہے تھے، ان کو پڑھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ وہ لوگ بھی نمازِ جنازہ میں آرنے والے اِس انبوہ کثیر کو مسلکی نفرتیں پھیلانے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

ذرا سوچیے ایک طرف تو گئو رکھشک بے گناہ مسلمانوں کو تہہ تیغ کرنے میں لگے ہیں، لو جہاد کے نام پر نفرتیں پھیلائی جا رہی ہیں، تو اقلیتی فرقے کے لوگوں کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں، مسلسل یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے سے دور کیا جائے، فرقہ پرست ٹولیاں ملک کا شیرازہ درہم برہم کرنے میں لگی ہیں۔ دوسری طرف ہم اُن تمام حالات سے بے پروا اپنی صفوں کو منتشر کرنے میں لگے ہیں۔ ہم مسلکی بحث شروع کرنے کے لیے ہر دن نیا بہانہ ڈھونڈ رہے ہیں؟

ایک طرف تین طلاق اور حلالہ کے معاملات آئے دن اٹھ رہے ہیں، خواتین پر مظالم کے نام پر اسلام کو بدنام کرنے کی سوچی سمجھی مہم چل رہی ہے اور دوسری طرف ہم اِن سب معاملات سے بے نیاز اپنے اندر چھپے مسلکی بغض کو نکال نکال کر ''سوشل میڈیا کے کوڑے دان کو عطر دان'' سمجھ کر اُس میں سمو رہے ہیں۔

ہم سب جانتے ہیں کہ شیعہ سنی کے نام پر تفرقہ ڈالنے کے لیے کتنے لوگوں کو مسلمانوں کے درمیان مامور کیا گیا ہے۔ کتنے لوگوں کو صرف اِس کام پر لگایا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں میں تفرقہ پھیلا کر اُن کو کمزور کریں ہماری عقلوں پر نہ جانے کون سا دبیز پردہ پڑا ہوا ہے کہ ہم کو نظر ہی نہیں کہ پردے کے اُس پار کیا ہے۔

اِس وقت عالم یہ ہے کہ کوئی بھی نیوز چینل کھول کر دیکھیے وہ مسلما[نوں] کی اصلاح کرنے کے نام پر مسلمانوں کے دامن کو داغدار کرنے میں ملے گا، ہر دن کوئی نیا معاملہ ہماری صفوں سے نکال کر میڈیا والے لے آ[تے] ہیں اور ہم نہ جانے کس پتھر کے بنے ہیں کہ اُس پر گرنے والے کسی لو[...] کا کوئی اثر ہی نہیں ہوتا، ہم تو میدان میں اسی وقت اترتے ہیں ج[ب] ہمارے مسلک پر آنچ آتی ہے۔''

ہماری فطری مجبوری ہے کہ ربانی، زمینی حقیقت، عقیدتوں [کے] بادلوں میں چھپ جاتی ہے اور علم و فضل، ہماری عقیدتوں کی گھاٹیوں [میں] اوجھل ہو جاتے ہیں۔ حضرت تاج الشریعہ کی علمی شخصیت کے ساتھ بھی [یہی] یہی برتاؤ رہا ہے۔ آپ کی عالمانہ شخصیت آپ کی پیروی مریدی کی مقبو[ل] فضاؤں میں گم ہو گئی (عوامی اعتبار سے) اس لئے ہم نے اِس نمبر میں کوشش کی ہے کہ آپ کی علمی حیثیت اور فقہی شخصیت خوب نکھر کر سامنے آ جائے اور عقیدت مند حضرات کرامت سے بلند حقیقت ''شرعی زندگی'' منظر نامہ بھی دیکھ لیں۔

ہم یہ بھی سوچتے اور کہتے ہیں کہ ہم نے عقیدتوں کے ہجوم میں گھیر [کر] حضرت تاج الشریعہ کو دینی کام نہیں کرنے دیا لیکن آپ کی دینی علمی خدمات کو دیکھ کر ہمارا یہ خیال غلط ثابت ہوتا ہے، البتہ مزید فرصت ملتی [تو] آپ واقعی مزید کارہائے نمایاں انجام دے پاتے لیکن جتنا کیا ہے لاکھوں مریدوں والے عظیم پیرو مرشد سے اِس کی بھی امید نہیں کی جا سکتی اس لئے ہم اسے رب کا خاص فضل و کرم سمجھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ان کے فضل و کرم کا صدقہ ہمیں بھی مل جائے۔

ایک بات اہل علم کے ذہن میں آ سکتی ہے کہ اختر شناسی، شخصیت شناسی، ایک بات ہے اور مجموعی طور پر پورا نمبر ہی اختر شناسی پر ہے تو پھر الگ سے اختر شناسی کی ضرورت یوں پڑی کہ اختر آپ کا تخلص ہے اور یہ شاعرانہ نام، آپ کی عاشقانہ شخصیت کا عنوان ہے۔ بس اس لئے الگ باب رکھا گیا ہے اور شخصیت شناسی یوں کہ نمازِ جنازہ کے بعد آپ کی ب[...] شخصی خوبیوں کو نظر انداز کر کے ہم لوگ لاکھوں کروڑوں کے نام پر تاج الشریعہ کی ''اقدار شناسی'' کا مذاق اڑاتے رہے اور سمجھتے رہے کہ نمازِ جنازہ کی تعداد میں اضافہ اُن کی عظمت کی واحد دلیل ہے۔ اِس کے علاوہ ان کی

عظمت کے لئے کوئی دلیل اور خوبی موجود نہیں۔ بس اس لئے ''شخصیت شناسی'' کا باب رکھا گیا ہے کہ اعدادی عظمت کی حقیقت معلوم ہو جائے۔
آخری اہم بات یہ کہ شخصیات سے متعلق نمبرات اور خصوصی شمارے میں تکرار لازمی چیز ہے۔ ہزار کوشش کے باوجود ''تاج الشریعہ نمبر'' میں بھی تکرار موجود ہے لیکن بہت کم۔ ○○

z.barkati@gmail.com

ارباب اہل سنت و جماعت

اب جشن صد سالہ امام احمد رضا کے چند دن ہی باقی رہ گئے ہیں۔ اپنی تیاریوں کا جائزہ لیں اور منصوبہ بندی کے تحت یادگار بنانے کی کوشش کریں۔ اس کو مثالی اور یادگار بنانے کے ساتھ ملک وملت کے لئے مفید و کارآمد بنانے کے لئے حکمت عملی کے تحت تقسیم کار پر عمل درآمد کی ضرورت ہے۔
سواد اعظم اہل سنت بریلوی جماعت، مسلک اعلی حضرت کی سو سالہ تاریخ کا علمی، ادبی، مذہبی اور فقہی خدمات کے اعتراف و اظہار کے ساتھ رفاہی، فلاحی، اقتصادی، سماجی اور سیاسی قیادت و اقدامات کا خلاصہ بھی پیش کریں اور اگلی صدیوں کو نقیب و نگہبان بنانے کے لئے مطبوعہ تاریخ کو ہندوستان کی مرکزی لائبریریوں، کتب خانوں اور مراکز میں دستیاب کرائیں، یہ سب سے بڑی خدمت ہوگی۔
جلسے جلوس تو ہم کرتے ہی ہیں اور عرس بھی ہم ہی مناتے ہیں اور مناتے رہیں گے لیکن آج سے طے کریں کہ تحریر و تقریر اور خطاب میں سیمینار، سمپوزیم اور کانفرنس میں پیغام اعلی حضرت کو صدیوں کی ضرورت بنا کر دلیلوں سے پیش کریں گے۔
عقیدت ہماری شناخت ہے، یہ پونجی ہاتھ سے نہیں جانے والی، عقیدتوں کے ہجوم میں ہماری حقیقت گم نہ ہو جائے، خیال رکھیں!
روحانی نسبتیں ہماری حرارت و حمیت کے ایمانی ڈور ہیں، وہ نہیں ٹوٹنے والی، اس لئے روحانی نسبتوں کے علمی و عملی ڈور کو ٹوٹنے نہ دیں، بہت کچھ ٹوٹ پھوٹ چکا ہے، تسلیم والی بات کریں، تردید کو مسترد کر دیں اور تردید اپنوں کی نہ کریں لیکن جنہوں نے اسلامی تعلیمات اور ترجیحات کی تردید کی ہے اُن کی تردید نہ کرنا بہت بڑی بھول ہوگی۔
دین اسلام جغرافیائی روایات کو تسلیم کرتا ہے لیکن یہ سماجی روایتوں کا دین و مذہب نہیں، آسمانی مذہب ہے۔
دین اسلام انسانی زندگی کی ضرورتوں اور حاجتوں کو تسلیم کرتا ہے لیکن غیر اسلامی ضرورتوں اور حاجتوں کی تائید نہیں کرتا بلکہ دین فطری ہے اور انسانوں کی فطری ضرورت و حاجت کی تشریحی و تحلیلی وکالت کرتا ہے۔ اب اگر انسان کا دماغ اسلام کی اِس نظریاتی روح کو تسلیم نہ کرے تو دین قصور وار نہیں، انسان قصوروار ہے۔
اعلی حضرت اور تمام علمائے دین، مجدد دین اسلام اسی فطری دین و مذہب کے عالم و فقیہ و مفتی تھے، قاضی اور معلم تھے۔ انہوں نے اپنے عالم دین ہونے کی ذمے داری پوری کی۔ اب ممکن ہے کہ اپنی ضرورتوں کے اختلاف کے سبب اُن کے فتاوی اور تصریحات سے کسی کو اختلاف ہو۔ یاد رہے کہ اختلاف کرنے والے اور اختلاف کی راہ تلاش کرنے والے ''جشن صد سالہ امام احمد رضا'' کا موضوع نہ بن جائیں۔
ہمیں یہاں اعلی حضرت کے اسلاف کی سنت پر عمل کرتے ہوئے انسانی مزاج کی زمینی تفہیم پر چلنا چاہیے کہ چھوٹی لکیر کے سامنے بڑی لکیر کھینچ دیں تو چھوٹی لکیر کا وجود ہماری نظروں میں نہیں رہ جاتا۔ اسی صوفیانہ اصول کے تحت ہم کام کریں اور تعارف و تشہیر، اظہار و اعتراف اور تبلیغ و ترسیل پر توجہ دیں۔ اس طرح سے اعلی حضرت کی عالمانہ خدمات، فقیہانہ کارنامے اور مجددانہ اقدامات کے تلے اختلافات اور مخالفین کے سبھی دستاویز دفن ہو جائیں گے، بس شرط ہے صبر و استقامت کے ساتھ اثبات و استقلال کی۔
ٹھیک یہی فارمولہ حضرت تاج الشریعہ کی شخصیت کا تعارف کرانے اور چہلم کا عرس فاتحہ کرنے میں اپنائیں اور بے شمار خالص اور جذباتی مسلمان جن کو ''قریہ قریہ تاج الشریعہ'' کے علاوہ کچھ نہیں معلوم، کو تاج الشریعہ کی شخصیت اور علمی دینی خدمات سے آگاہ کریں۔ صرف نعرہ کا علم و عمل نعرہ سازوں کے لئے نیک شگون نہیں۔ آخرت کی بھلائی کے لئے ان کی عملی تربیت پر بھی توجہ دینا دین و سنیت کی عظیم بنیادی خدمت ہے۔

کامل احمد نعیمی، کٹیہاری 9717615318

باب اول

انابت شناسی

خانوادۂ رضویہ بریلی شریف کی دینی علمی وراثت کا تاریخی منظر نامہ

- شہزادہ سعید اللہ خاں قندھاری
- سعادت یار خاں (وزیر مالیات دہلی)
- اعظم خاں (دینی روحانی انقلاب کی طرف)
- حافظ کاظم علی خاں رزاقی
- مولانا رضا علی خاں بریلوی
- مولانا نقی علی خاں بریلوی
- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضاؔ بریلوی
- حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں قادری بریلوی
- مفتی اعظم ہند محمد مصطفےٰ رضا خاں نوریؔ بریلوی
- مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں بریلوی
- تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری اخترؔ بریلوی

تاج الشریعہ اور آپ کے خاندانی اسلاف

فاروق خاں مہائمی مصباحی★

حضرت ازہری میاں علیہ الرحمہ کے مورث اعلیٰ جن کا نام تاریخ میں ملتا ہے وہ شہزادہ سعید اللہ خاں ہیں جن کا تعلق افغانستان کے قبیلہ ''بڑھیج'' سے تھا۔ آپ کے والد صاحب ''قندھار'' کے والی تھے، آپ ان کے ولی عہد۔ آپ کی والدہ کے انتقال کے بعد جب والد صاحب نے دوسرا نکاح کیا تو نئی ماں نے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانے کے لیے باپ بیٹے میں نا اتفاقی پیدا کرا دی، مجبوراً شہزادہ سعید اللہ خاں کو ''قندھار'' چھوڑ کر ''لاہور'' کا رخ کرنا پڑا۔

چوں کہ آپ نہایت بہادر اور سپہ گری میں خاص مہارت رکھتے تھے اور آپ کا تعلق شاہی خاندان سے بھی تھا، اس لیے لاہور کے والیوں نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ بہت جلد خبر دہلی تک پہنچ گئی، پھر جب آپ کسی کام سے دہلی گئے تو دربار شاہی میں بلا کر آپ کو فوج کے کسی بڑے منصب پر فائز کر دیا گیا۔ کچھ وقفے بعد جب روہیل کھنڈ میں بغاوت شروع ہوئی تو آپ کو اس بغاوت کی سرکوبی کے لیے روہیل کھنڈ بھیجا گیا اور بغاوت کے ختم ہو جانے کے بعد دربار شاہی سے روہیل کھنڈ کے صدر مقام ''بریلی'' میں قیام کرنے اور امن وشانتی قائم رکھنے کا حکم ہوا۔ آپ جب بریلی آئے تو پھر بریلی ہی کے ہو کر رہ گئے، اور اسے چھوڑ کر جانا گوارا نہ فرمایا؛ کیوں کہ اس وقت بریلی میں کچھ افغانی پٹھان آباد تھے جن سے وطن کی مٹی کی خوش بو آتی تھی، خیر بریلی میں رکنے کے ظاہری اسباب کچھ بھی ہوں مگر قدرت جانتی تھی کہ بریلی میں ایک ایسی ذات کا ورود ہو چکا ہے جس کی نسل سے ایسی ایسی ہستیاں جنم لیں گی، جن کے ذریعے اسلام کی تجدید، دین کی تبلیغ واشاعت سنیت اور ناموس رسالت کی حفاظت اور مسلمانوں کی بروقت قیادت جیسی اہم خدمات ہونے والی ہیں۔

بریلی میں آپ کو جاگیریں بھی ملی تھیں جو ۱۸۵۷ء میں ضبط ہوگئیں اور ضلع رام پور میں شامل کر دی گئیں۔ پیرانہ سالی کی وجہ سے آپ نے شاہی ملازمت سے دست بردار ہو کر اپنی آخری عمر یاد الٰہی میں گزار دی۔ انتقال کے بعد آپ وہیں مدفون ہوئے جہاں آپ کا قیام تھا، اب وہ میدان قبرستان میں شامل ہے اور آپ ہی کی نسبت سے ''شاہ زادے کا تکیہ'' کہلاتا ہے۔

سعادت یار خاں: سعید اللہ خان کے بیٹے کا نام سعادت یار خاں تھا۔ والد کے شاہی ملازمت سے استعفا دے دینے کے بعد سعادت یار خاں کو دہلی کا ''وزیر مالیات'' بنایا گیا تھا، آپ نے دہلی میں دو یادگاریں چھوڑیں۔ ایک ''سعادت گنج کا بازار'' اور دوسری ''سعادت خاں کی نہر''، آپ کی ''مہر وزارت'' بھی اعلیٰ حضرت کے زمانے تک موجود رہی۔

آپ کے تین بیٹے تھے (۱) اعظم خان (۲) معظم خان (۳) مکرم خان۔ تینوں شاہی دربار میں بڑے بڑے منصب پر فائز تھے، جن کی تنخواہیں اس وقت ایک ہزار ماہ وار سے کم نہ تھیں۔

اعظم خان: اعظم خاں نے بھی بریلی میں رہ کر حکومت کی، کچھ اہم ذمہ داری سنبھالی، اس کے بعد یکا یک دل کی دنیا میں ایسا بدلاؤ آیا کہ ترک دنیا کر کے ساری عمر یاد الٰہی میں گزار دی، آپ کے زہد وورع کا اندازہ اس واقعے سے لگایا جاسکتا ہے:

آپ شاہ زادے کا تکیہ، معماران بریلی میں رہا کرتے تھے اور آپ کے صاحب زادے حافظ کاظم علی خاں ہر جمعرات کو آپ سے ملاقات کرنے آیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ٹھنڈ کے موسم میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ والد بزرگ وار کے پاس کوئی شال نہیں۔ اس پر اپنی بیش قیمتی شال نکال کر والد کو نذر کر دی، آپ نے وہ شال آگ میں ڈال دی، حافظ صاحب نے سوچا کہ کسی اور کو دیتا تو اسے استعمال بھی کرتا، ابا حضور نے تو آگ میں ڈال دی، ادھر آپ کو حافظ صاحب کے اس وسوسے کی بھنک لگ گئی، بھڑکی ہوئی آگ میں

ہاتھ ڈالا، اور شال نکال کر پھینک دی اور فرمایا: فقیر کے یہاں دھر پکڑ کا معاملہ نہیں، لے اپنی شال، شال دیکھا گیا تو جوں کا توں تھا، ایک دھاگا بھی نہ جلا تھا۔

حافظ کاظم علی خاں علیہ الرحمہ:

آپ اعظم خاں کے بیٹے تھے، اور بدایوں کے تحصیل دار تھے، آپ کی خدمت میں دوسو سواروں کی بٹالیں رہا کرتی تھیں، اور آٹھ گاؤں کی جاگیریں بھی ملی تھیں۔ آپ حافظِ قرآن تھے، مولانا نورالحق فرنگی محلی بن مولانا انوارالحق فرنگی محلی سے آپ کو سلسلۂ رزّاقیہ میں اجازت وخلافت بھی حاصل تھیں۔

آپ کے دور میں مغلیہ سلطنت کا زوال شروع ہوگیا تھا، ہر طرف بغاوت کی لہر دوڑ رہی تھی اور ہر علاقہ خود مختار ہونا چاہتا تھا۔ جب حافظ صاحب نے دیکھا کہ اس بغاوت کو دور کرنے کی کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہو رہی ہے تو آپ دہلی سے لکھنؤ چلے آئے اور سلطنتِ اودھ سے منسلک ہوگئے۔ سلطنتِ اودھ میں نمایاں کارنامے انجام دینے کے انعام میں آپ کو ایک جاگیر عطا ہوئی۔ یہ جاگیر عرصۂ دراز تک خانوادۂ رضویہ میں برقرار رہی۔ ۱۹۵۴ء میں جب کانگریس نے دیہی جائداد ضبط کی، تو یہ جاگیر بھی ضبطی میں آگئی۔

حافظ صاحب کے دو بیٹے تھے مولانا رضا علی خاں اور حکیم تقی علی خاں۔ حکیم تقی علی خان فنِ طب میں مہارت حاصل کر لینے کے بعد جے پور میں بحیثیت طبیب مقیم ہوگئے تھے۔

مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ:

آپ کی ولادت ۱۲۲۴ھ-۱۸۰۹ء کو بریلی میں ہوئی۔ شہر ٹونک کے مشہور عالم دین مولانا خلیل الرحمٰن سے اکتسابِ علم کیا۔ ۲۲ سال کی عمر میں سندِ فراغت حاصل کی۔ ویسے تو آپ تمام مروجہ علوم میں غایت درجہ مہارت رکھتے تھے مگر علم فقہ سے کچھ خاص ہی لگاؤ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ فراغت کے بعد ہی سنہ ۱۲۴۶ھ میں باقاعدہ دارالافتاء کی بنیاد رکھی۔ اور ساری عمر فتویٰ نویسی میں گزار دی۔ ۱۲۴۶ھ سے لے کر آج تک یعنی تقریباً دوسو سال سے آپ کا خاندان مسلسل خدمت فقہ وافتا انجام دے رہا ہے۔

آپ نے مسلمانوں کی مذہبی قیادت کے ساتھ سیاسی قیادت بھی فرمائی، پہلی جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں آپ نے بھرپور حصہ لی
انگریزوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ عظیم مجاہد آزادی تھے۔ انگریز
افسر لارڈ ہسٹنگ آپ سے بہت پریشان رہتا تھا اور جنرل ہڈ
نے آپ کے قتل پر پانچ سو روپے انعام بھی رکھ دیے تھے مگر ا
اپنے مقصد میں کامیابی نہ ملی، ایک انگریز مؤرخ ڈاکٹر ملی سن آپ ک
بارے میں لکھتا ہے:

"ملا شاہ علی بن کاظم علی نہ ہوتے تو انگریز بآسانی بریلی پر قبض
کر لیتے، مگر اُن کی مداخلت کی وجہ سے انھیں کافی دشواریوں کا سا
کرنا پڑا۔"

آپ حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادابادی کے شاگرد حضرت
عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے بیعت تھے اور انھی سے آپ کو خلافت
حاصل تھی۔ حاصل یہ کہ آپ ہی کی ذات اس خاندان کے لیے ٹر
پوائنٹ ثابت ہوئی، آپ ہی کی بدولت یہ خاندان علمی دولت سے
مال ہوا۔ آپ ہی کے سبب اس خاندان کے ہاتھوں سے تلوار چھوٹی
قلم نے اس کی جگہ لی اور آپ ہی کی وجہ سے اس خاندان نے اپنا
ملک کی حفاظت سے دین کی حمایت کی طرف پھیرا۔

۲ رجمادی الاولیٰ ۱۲۸۲ھ کو آپ کا انتقال ہوا۔ بریلی کی
قبرستان میں مدفون ہوئے۔

مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ:

رجب ۱۲۴۶ھ-۱۸۲۹ء میں آپ کی ولادت ہوئی، والد
سے اکتسابِ علم کیا، آپ کی عظمت و رفعت کا اندازہ اس سے لگا
سکتا ہے کہ مجددِ اعظم امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ آپ ہی
صاحب زادے ہیں۔ چند درسی کتابیں چھوڑ کر بقیہ ساری کتا
آپ ہی سے پڑھی ہیں۔

آپ جمادی الاخرہ ۱۲۹۴ھ میں حضرت سیدنا شاہ آل ر
احمدی تاجدار مارہرہ مطہرہ علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے۔ اسی
میں پیر و مرشد نے اجازت وخلافت سے بھی نوازا۔ ۱۲۹۵ھ میں
فرمایا۔ وہاں حضرت سید احمد زینی دحلان اور دیگر جید علمائے مکہ مک
سے سندِ حدیث حاصل فرمائی۔

آپ نے مختلف علوم وفنون میں تین درجن سے زائد کتابیں

ر چھوڑی ہیں، ۱۳۱۷ھ میں انتقال فرمایا۔ والد صاحب مولانا رضا علی خاں کے بغل میں مدفون ہوئے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ

مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ رحمۃ والرضوان کی ذات خانوادۂ رضویہ کے لیے مرکز و محور کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ آپ کے اسلاف و اخلاف آپ ہی کی وجہ سے جانے پہچانے جاتے ہیں، آپ کو عرب و عجم نے چودھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا ہے۔

۱۰ رشوال ۱۲۷۲ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ۱۳ رسال ہی کی عمر میں مروجہ جملہ علوم و فنون سے آراستہ ہوئے۔ ۱۳ رسال ۱۰ رمہینے ۴ دن کی عمر میں مسئلۂ رضاعت پر آپ نے اپنا پہلا فتویٰ جاری فرمایا۔ اسی دن آپ کے والدِ بزرگ وار مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ نے آپ کو منصبِ افتا سپرد کر دیا۔ سات سال تک آپ، والد صاحب کی ماتحتی میں فتویٰ لکھ کر چیک کراتے رہے۔ سات سال کے بعد والد صاحب نے آپ کو یہ اجازت دے دی کہ اب مجھے دکھائے بغیر فتویٰ جاری کر لیا کرو لیکن جب تک والد صاحب باحیات رہے آپ نے کوئی بھی فتویٰ ان کی تصدیق کے بغیر جاری نہ فرمایا۔ اس سے فتویٰ نویسی میں آپ کے غایت درجہ احتیاط کا پتہ چلتا ہے کہ ایک ایسا شخص جسے آنے والے وقت میں عرب و عجم کے علما اپنا مجدد تسلیم کرنے والے تھے، اپنے سے تجربے کار مفتی کی موجودگی میں بغیر اس سے اصلاح لیے کوئی بھی فتویٰ جاری نہ فرمایا۔

آپ ۵۵ رعلوم و فنون کے ماہر تھے اور تقریباً ان تمام فنون میں آپ نے کتابیں لکھیں ہیں، جن کی تعداد، مولانا عبدالمبین نعمانی مصباحی کی (۲۰۰۴ء) کی تحقیق کے مطابق ۶۸۴ رتک پہنچتی ہے، آپ نے جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا ہے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے، آپ کے فتاویٰ بارہ جلدوں میں غیر مترجم اور ۳۰ جلدوں میں مترجم شائع ہو چکے ہیں جن میں فتاویٰ کی کل تعداد ۶۸۴۷ ہے۔

۱۳ رسال کی عمر سے جس خدمت دین کا آغاز آپ نے کیا تھا، وہ ۶۸ رسال کی عمر میں آپ کی رحلت فرما جانے پر ختم ہوا۔

۲۵ رصفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں آپ اس دنیا سے فانی سے جملہ اہلِ سنت و جماعت کو روتا بلکتا چھوڑ کر کوچ فرمایا۔

حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا علیہ الرحمہ

اعلیٰ حضرت کے دو فرزند تھے مفتی حامد رضا اور مفتی مصطفےٰ رضا۔ مفتی حامد رضا قادری اعلیٰ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مفتیِ اعظم ہند حضرت تاج الشریعہ کے دادا حضور ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۲۹۲ھ۔ ۱۸۹۲ء میں ہوئی، اور جملہ علوم و فنون وقت کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے حاصل کیے۔ ۱۳۲۳ھ۔ ۱۹۰۵ء میں جب اعلیٰ حضرت کے ساتھ حج کرنے کے ارادے سے حرمین شریفین پہنچے تو وہاں پر علامہ محمد سعید بابصیل مکی اور علامہ سید احمد برزنجی مدنی کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے۔ علامہ خلیل خربوطی جنھیں محض دو واسطوں سے علامہ طحطاوی علیہ الرحمہ سے سند فقہ حاصل ہے نے آپ کو سند فقہ عطا فرمائی۔

آپ ہر لحاظ سے اپنے والد بزرگ وار کے جانشین تھے۔ بارہا ایسا ہوا کہ اعلیٰ حضرت کو کسی جلسے کی دعوت ملی اور آپ بسبب مصروفیت اس جلسے میں شریک نہ ہو سکے تو آپ نے حضرت حجۃ الاسلام کو اپنا نائب بنا کر وہاں بھیجا۔

۱۳۵۲ھ۔ ۱۹۳۴ء کو لاہور میں ملتِ اسلامیہ کے شیرازے کو جمع کرنے کے لیے سنی دیوبندی جماعت کے اربابِ حل و حقد کی ایک میٹنگ ہوئی، جس میں طے پایا کہ گفتگو کے ذریعے مسئلے کو سلجھایا جائے اور حق واضح ہو جانے پر حق کو تسلیم کرتے ہوئے ایک ہو جائیں۔ دیوبندی جماعت کی طرف سے مولوی اشرف علی تھانوی کا انتخاب ہوا، جماعت اہل سنت کی طرف سے حضرت حجۃ الاسلام کا۔ آپ بریلی سے لاہور تشریف لائے مگر ادھر سے تھانوی جی نہیں پہنچے۔ بس موقع پر حجۃ الاسلام نے ایسا لاجواب خطاب فرمایا کہ سننے والے علما و فضلا آپ کی فصاحت و بلاغت اور علم و فضل کی جلوہ سامانیہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ اس موقع پر مسلمانوں نے نعرہ اٹھایا کہ دیوبندی مناظر نہیں آیا تو چھوڑو، ان کے (حجۃ الاسلام) چہرے کو دیکھ لو اور فیصلہ کر لو کہ حق کدھر ہے۔

اسی مناظرے میں آپ کی ملاقات ڈاکٹر اقبال سے ہوئی۔ جب آپ نے علامہ اقبال کے سامنے دیوبندی مولویوں کی گستاخانہ

عبارتیں پیش کیں تو علامہ اقبال حیرت زدہ رہ گئے اور بے ساختہ بولے کہ مولانا صاحب یہ ایسی عبارتیں ہیں کہ ان لوگوں پر آسمان ٹوٹ پڑنا چاہیے۔

آپ نے مسلسل ۵۰ رسال تک خدمت فقہ و افتا کی اور ساری زندگی مسلمانوں کی مذہبی و سیاسی معاملات میں رہنمائی فرماتے رہے۔

۱۷ رجمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ۔ ۲۳ رمئی ۱۹۴۳ء کو نمازِ عشا کے دوران حالتِ تشہد میں آپ کا وصال ہوا۔ محدّثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی قادری نے نماز جنازہ پڑھائی۔ روضۂ اعلیٰ حضرت کے مغرب جانب گنبد رضا میں مدفون ہوئے۔

آپ نے مختلف علوم و فنون میں درجنوں کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کے فتاوے کا مجموعہ بنام ''فتاویٰ حامدیہ'' شائع ہو چکا ہے۔

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ: آپ کا نام محمد ہے اور عرفی نام مصطفیٰ رضا ہے، آپ اعلیٰ حضرت کے چھوٹے صاحب زادے ہیں اور اپنے دور کے مفتیِ اعظم ہند۔ خانوادۂ رضویہ میں اگر اعلیٰ حضرت کے بعد کسی کو بہت زیادہ شہرت ملی ہے تو وہ آپ ہی کی ذات ہے۔ ۲۲ رذی الحجہ ۱۳۱۰ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ۲۵ ر جمادی الآخریٰ ۱۳۱۱ھ میں چھ ماہ، تین یوم کی عمر میں سید المشائخ حضرت ابو الحسن نوری میاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی انگشتِ شہادت مفتیِ اعظم کے دہن مبارک میں ڈالی، آپ شیر مادر کی طرح اسے چوسنے لگے، سید المشائخ نے داخلِ سلسلہ فرما کر تمام سلاسل کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

بیعت کرتے وقت سید المشائخ نے فرمایا تھا:

''یہ بچہ دین و ملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوقِ خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا، اس کی نگاہوں سے لاکھوں گم راہ انسان دین حق پر قائم ہوں گے یہ فیض کا دریا بہائے گا۔''

نوری میاں کا کہا حرف بہ حرف صادق آیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ شدھی تحریک کے خلاف حضرت مفتیِ اعظم ہند اور دیگر علماے اہلِ سنت کی ان تھک کوششوں سے لاکھوں کی تعداد میں، ایسے مسلمان جو جو دین سے پھر گئے تھے، دوبارہ مشرف باسلام ہوئے۔

۱۸ رسال کی عمر میں آپ نے پہلا فتویٰ لکھا، جب کہ اس استفتا کا جواب لکھنے کے لیے ملک العلماء فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کر رہے تھے، جب اعلیٰ حضرت کو معلوم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور پانچ روپے بطور انعام دیا اور ارشاد فرمایا:

''تمہاری مہر بنوا دیتا ہوں اب فتویٰ لکھا کرو۔''

تب سے اخیر عمر تک مکمل ۷۲ رسال یعنی تقریباً پون صدی خدمتِ دین اور خدمت فقہ و افتا میں لگے رہے۔ فقیہ ملت نے آپ کی تصانیف کی تعداد ۳۹ شمار کرائی ہے۔ ۱۴۳۵ھ میں رضا اکیڈمی نے آپ کے فتاویٰ بنام ''فتاویٰ مفتیِ اعظم'' سات جلدوں میں شائع کیے ہیں، جو تقریباً ۵۰۰ رفتاویٰ اور ۲۲ رسائل پر مشتمل ہیں۔

۱۴ رمحرم الحرام ر ۱۴۰۲ھ۔ ۱۳ رنومبر ر ۱۹۸۱ء کو رات ایک بج کر چالیس منٹ پر کلمۂ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے وصال فرمایا۔ والد محترم اعلیٰ حضرت کے بائیں پہلو میں جگہ پائی۔

سرکارِ کلاں حضرت مولانا سید مختار اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

مفسر اعظم ہند مولانا ابراھیم رضا علیہ الرحمہ

آپ کی ولادت ۱۳۲۵ھ۔ ۱۹۰۶ء میں ہوئی، حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کے گھر یہ پہلی پیدائش ہوئی تھی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے پوتے کا عقیقہ بڑے ہی پُر وقار انداز میں کیا۔ عزیز و اقربا کے علاوہ وہ دار العلوم منظر اسلام کے جملہ طلبہ کو مدعو کیا اور ناظمِ مطبخ کو تاکید فرمادی کہ ''جن ممالک یا صوبہ جات کے طلبہ دار العلوم منظر اسلام میں ہیں ان کی خواہش کے مطابق انھیں وطنی کھانا کھلایا جائے۔''

۱۹ رسال کی عمر میں ۱۳۴۴ھ۔ ۱۹۲۵ء کو والد بزرگ وار حضرت حجۃ الاسلام نے ہندستان کے جید علماے کرام کی موجودگی میں آپ کے سر پر دستارِ فراغت رکھی اور اپنی نیابت و خلافت سے نوازا۔

آپ کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے شرف بیعت کے ساتھ اجازت و خلافت بھی حاصل تھی، اعلیٰ حضرت ہی نے آپ کا رشتہ اپنے فرزندِ اصغر مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کی صاحب زادی سے طے کر دیا، ۱۳۴۷ھ میں آپ اسی رشتہ سے منسلک ہوئے۔

۱۳۶۷ھ میں دار العلوم منظر اسلام کی باگ ڈور آپ کے سپرد

گئی، ان دنوں دارالعلوم کا نظام کچھ ماند پڑ گیا تھا، مگر حضرت مفسرِ اعظم ہند کے آنے سے پھر اپنی سابقہ روِش پر گامزن ہو گیا۔ ۱۱؍صفر ۱۳۸۰ھ ۱۲؍جون؍ ۱۹۶۵ء کو وصال فرمایا، مفتی افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ داداجان کے دائیں جانب مدفون ہوئے۔

آپ نے پانچ صاحب زادے اور تین صاحب زادیاں یادگار چھوڑیں (۱) مولانا ریحان رضا خان (۲) مولانا اسماعیل رضا خان (عرف تاج الشریعہ مولانا اختر رضا خان) (۳) ڈاکٹر قمر رضا خان (۴) مولانا منان رضا خان (۵) مخدوم تنویر رضا۔ یہ حضرت ریحان رضا سے چھوٹے تھے، مجذوب تھے، جذبی کیفیت میں رہا کرتے تھے، پھر مفقود الخبر ہو گئے۔

تاج الشریعہ مفتی اختر رضا ازہری علیہ الرحمہ: ۲۶؍محرم الحرام؍ ۱۳۶۲ھ۔ ۲؍فروری؍ ۱۹۴۳ء بروز سہ شنبہ (منگل) کو محلہ سوداگراں بریلی شریف میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ کی عمر جب چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو والد ماجد مفسرِ اعظم ہند نے بسم اللہ خوانی کی تقریب منعقد کی، جس میں مفتیِ اعظم ہند اور ہندستان کے بڑے بڑے علماے کرام کے ساتھ ساتھ دارالعلوم منظر اسلام کے جملہ طلبہ نے شرکت کی، حضرت مفتیِ اعظم ہند قدس سرّہ نے بسم اللہ خوانی کی رسم ادا فرمائی، ''محمد'' نام پر عقیقہ ہوا، پکارنے کے لیے ''محمد اسماعیل رضا'' اور عرف ''محمد اختر رضا'' تجویز فرمایا۔

ابتدائی وثانوی تعلیم: آپ نے والدہ ماجدہ سے ناظرۂ قرآن مکمل فرمایا، اسی دوران والد بزرگ وار سے اردو کی کتابیں بھی پڑھتے رہے۔ اس کے بعد والد صاحب نے دارالعلوم منظر اسلام میں داخلہ کرا دیا جہاں آپ نے ہدایہ آخرین تک کی کتابیں پڑھیں، ۱۹۵۲ء میں ایف، آر، اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لے کر ہندی اور انگلش کی تعلیم حاصل کی۔

دارالعلوم منظر اسلام میں مولانا عبد التواب مصری عربی ادب کے استاد تھے، آپ حضرت ازہری میاں کو بڑی دل چسپی سے پڑھایا کرتے تھے، حضرت ازہری میاں کا معمول تھا کہ صبح صبح عربی اخبارات آپ کو سنایا کرتے۔ اردو، ہندی اخبارات کی خبروں کو عربی زبان میں ترجمہ کر کے سنایا کرتے، ظاہر سی بات ہے دوران طالبِ علمی ہی میں اس طرح کا معمول انھی طلبہ کا ہوتا ہے جنھیں قدرت نے ذہانت وفطانت کے ساتھ ساتھ محنت ولگن اور مستقل مزاجی کی دولت سے مالا مال کیا ہو۔

آپ کے اسی لگن کو دیکھتے ہوئے مولانا عبد التواب مصری نے حضرتِ مفسرِ اعظم کو یہ مشورہ دیا کہ حضرت ازہری میاں کو اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ ازہر بھیج دیا جائے۔ ۱۹۶۳ء میں اس مشورے پر عمل ہوا۔ آپ جامعہ ازہر تشریف لے گئے، وہاں آپ نے کلیہ اصول الدین (ایم۔اے) میں داخلہ لیا اور بہت جلد ہی اپنی گونا گوں خوبیوں کی بدولت وہاں کے اساتذہ کو متاثر کر دیا اور پھر ان کی خاص توجہ ونگرانی میں استفادہ فرمانے لگے۔

دوسال بعد یعنی ۱۹۶۵ء میں جب کہ آپ ابھی جامعہ ازہر ہی میں تھے، آپ کے والد حضرت مفسرِ اعظم کا ۶۰؍سال کی عمر میں انتقال ہو گیا، ان دنوں اتنا بڑا سفر کرنا آسان نہ تھا۔ اگر سفر کر کے ہندوستان آتے تو تعلیمی سال کا نقصان یقینی تھا؛ اس لیے آپ وہیں رک کر حصول تعلیم میں لگے رہے، مگر والد صاحب کے انتقال کا آپ کو گہرا صدمہ پہنچا۔ ان دنوں آپ کے دل کا کیا حال تھا، اس کا اندازہ ان اشعار سے لگایا جا سکتا ہے جو آپ کے اس وقت کے خط میں مذکور ہے، یہ خط آپ نے اپنے بڑے بھائی ریحان ملت کو ارسال فرمایا تھا۔

غم میں ہائے تڑپتا ہے دل
اور کچھ زیادہ امنڈ آتا ہے دل
ہائے دل کا آسرا ہی چل بسا
ٹکڑے ٹکڑے اب ہوا جاتا ہے دل
اپنے اختؔر پر عنایت کیجیے میرے
مولا کس کو بہکاتا ہے دل

ازہری میاں کا یہ عمل طلبہ کے لیے اعلیٰ مثال ہے جو ذرا ذرا سی بات پر بلکہ اپنے اپنے اقارب کے شادی بیاہ کی خاطر اپنا سارا تعلیمی سال برباد کر دیتے ہیں۔

جامعہ ازہر میں مسلسل تین سال تک نہایت جاں فشانی کے ساتھ تعلیم حاصل کر کے ۱۹۶۶ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ جب بریلی شریف خبر پہنچی کہ جامعہ ازہر سے آپ کی فراغت ہو چکی ہے اور

۱۷؍نومبر؍۱۹۶۶ء کو بریلی تشریف لا رہے ہیں، تو سارے خانوادے میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، چوں کہ سال بھر پہلے والد صاحب کا انتقال ہوگیا تھا؛ اس لیے خود حضرت مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ علماے کرام اور طلبۂ منظر اسلام کی جھرمٹ میں بریلی جنکشن پر تشریف لے گئے، پھولوں کے ہار اور گجروں سے اس طرح استقبال فرمایا کہ سارا جنکشن مہک اٹھا۔

فتویٰ نویسی کا آغاز: جامعہ ازہر سے تشریف کے کچھ ہی دن بعد ۱۹۶۶ء میں آپ نے اپنا سب سے پہلا فتویٰ تحریر فرمایا ،حضرت مفتی افضل حسین مونگری سے جب اصلاح لیا تو آپ فتویٰ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا میں نے تو دیکھ لیا ہے مگر مفتیِ اعظم ہند کو بھی دکھا لیجیے۔ جب نانا نے دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا ،شروع شروع آپ انھی دونوں پاک ہستیوں سے فتویٰ تصدیق کراتے رہے لیکن یہ سلسلہ زیادہ دنوں تک نہ چلا اور بہت جلد ہی حضرت مفتیِ اعظم ہند نے یہ ذمہ داری بھی آپ کو سپرد کر دی۔ بقول مولانا محمد شہاب الدین رضوی ایک روز حضرت مفتیِ اعظم ہند نے فرمایا:

''اختر میاں اب گھر بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے ،اب تم اس (فتوی نویسی کے) کام کو انجام دو، میں (دار الافتاء) تمہارے سپرد کرتا ہوں۔''

اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب آپ اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں، انھیں کو میرا قائم مقام اور جانشیں جانیں۔

تدریسی خدمات: آپ کی تدریسی خدمات کا آغاز ۱۹۶۷ء سے ہوا ،۱۹۶۷ء میں آپ دار العلوم منظر اسلام میں بحیثیت استاذ جلوہ گر ہوئے ،مسلسل گیارہ سال تک مکمل جاں فشانی کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دیتے رہے، پھر ۱۹۷۸ء میں برادرِ اکبر حضرت ریحان ملت نے آپ کو صدر المدرسین کے عہدے پر فائز کر دیا۔ اس کے علاوہ ۱۴۰۷ھ اور ۱۴۰۸ھ میں مدرسہ الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم، رام پور میں ختم بخاری شریف اور ۱۴۰۸ھ کو جامعہ فاروقیہ، بھوج پور، ضلع مراد آباد اور ۱۴۰۹ھ دار العلوم امجدیہ، کراچی ، پاکستان میں بخاری شریف کا افتتاح کرایا۔

ازدواجی زندگی: ۲۱؍نومبر ۱۹۶۸ء۔ ۱۳۸۸ھ بروز اتوار حضرت ازہری میاں کا نکاح حضرت مولانا حسنین رضا بن مولانا حسن رضا علیہما الرحمہ کی دختر نیک اختر سے ہوا، جس سے ایک صاحب زادے مولانا عسجد رضا اور پانچ صاحب زادیاں ہوئیں، حضرت ازہری میاں کی اہلیۂ محترمہ جنھیں لوگ اماں صاحبہ کہتے ہیں بڑی خوبیوں کی مالک ہیں۔ شفقت ومحبت ،الفت وہم دردی وغم گساری سب ہی خوبیاں آپ میں بدرجۂ اتم موجود ہیں، غریبوں کی مدد کرنا آپ کا شیوہ ہے، ہمیشہ ضرورت مندوں کی قطار آپ کے پاس لگی رہتی ہے، ان سب خوبیوں کے ساتھ ساتھ نماز روزے ، اوراد و وظائف، تہجد ونوافل کی خاص پابند ہیں۔

حج و زیارت: حضرت ازہری میاں نے سب سے پہلا حج ۱۴۰۳ھ ۴؍ستمبر ۱۹۸۳ء کو فرمایا۔ دوسرا حج ۱۴۰۵ھ۔ ۱۹۸۵ء میں اور تیسرا حج ۱۴۰۶ھ۔ ۱۹۸۶ء میں فرمایا۔ متعدد بار عمرے سے بھی فیض یاب ہوئے ہیں، ان دنوں ہر سال رمضان المبارک کے ایام مکہ و مدینہ شریف میں گزرتے تھے، زیارت روضۃ النبی ﷺ کبھی کبھی سال میں دو دو مرتبہ نصیب ہوتی تھی۔

شعر وشاعری:

فن شعر وشاعری خانوادۂ رضویہ کی گھٹی میں پلا دی گئی، حدائق بخشش ،ذوقِ نعت، سامانِ بخشش ، سفینۂ بخشش ،اس کی جیتی جاگتی مثالیں ہیں۔ حضرت ازہری میاں کے اشعار بھی رضاؔ، حسنؔ ،نوریؔ کے جیسے پر کیف ہوتے ہیں، فنِ شاعری میں ان کے کمال کا انداز اس واقعے میں لگایا جاسکتا ہے:

''مولانا عبد الحمید رضوی افریقی حضرت مفتیِ اعظم ہند کی لکھی ہوئی نعت پاک ''تو شمع رسالت ہے عالم تیرا پروانہ'' پڑھ رہے تھے، محفل میں خود حضرت مفتی اعظم ہند بھی موجود تھے، جب یہ مقطع پڑھا:

آباد اِسے فرما ویراں ہے دل نوریؔ
جلوے تیرے بس جائیں آباد ہو ویرانہ

تو حضرت مفتیِ اعظم نے فرمایا کہ بحمدہ تعالیٰ فقیر کا دل تو روشن ہے، اب اس کو یوں پڑھو:

آباد اِسے فرما ویراں ہے دل نجدی
جلوے تیرے بس جائیں آباد ہو ویرانہ

حضرت ازہری میاں بھی اسی محفل میں موجود تھے، آپ نے بر جستہ عرض کیا "حضور مقطع کو اس طرح پڑھ لیا جائے"

سرکار کے جلووں سے روشن ہے دل نوری
تا حشر رہے روشن نوری کا یہ کاشانہ

حضرت مفتیِ اعظم نے یہ مقطع بہت پسند فرمایا، ساتھ ہی ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا۔

شہرت و مقبولیت: خانوادۂ رضویہ میں اعلیٰ حضرت اور حضرت مفتیِ اعظم علیہما الرحمہ کے بعد جو شہرت و مقبولیت حضرت ازہری میاں کو نصیب ہوئی وہ کسی اور کو نہیں ملی، ہندوستان بھر میں جو شہرت و مقبولیت حضرت ازہری میاں کو حاصل تھی وہ کسی پر ڈھکی چھپی نہیں۔

حاصل یہ کہ جب سے حضرت مفتیِ اعظم ہند نے حضرت ازہری میاں کو اپنا جانشین بنایا تب سے لے کر اخیر دم تک آپ بحسن وخوبی اس نیابت و جانشینی کو نبھاتے رہے اور سینکڑوں اداروں اور تنظیموں کی سرپرستی، ملک و بیرون ملک اجلاس و کانفرنس میں شرکت، کروڑو مسلمانوں کی مسلکی و مشربی راہ نمائی، امتِ مسلمہ کی مذہبی و سیاسی قیادت جیسے عظیم دینی خدمات انجام دے کر حضرت مفتیِ اعظم ہند کی جانشینی کا حق ادا کر دیا ہے۔

وفات: سنہ ہجری کے اعتبار سے ۷۷؍ اور سنہ عیسوی کے اعتبار سے ۷۵؍ بہاریں دیکھ کر مؤرخہ ۲۰؍ جولائی ؍ ۲۰۱۸ء بروز جمعہ، شب ۷؍ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ بعد مغرب حضرت تاج الشریعہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو روتا بلکتا چھوڑ کر اِس دنیا سے اُس دنیا کی طرف انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

وفات کے بعد کا منظر نامہ: حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی وفات کی خبر چند دقیقوں کے اندر پوری دنیا میں پھیل گئی، جملہ اہل سنت کے اذہان ماتم کدہ بن گئے، ہر چہار جانب سے تعزیتی پیغام آنے شروع ہو گئے، ہندوستان کا شاید ہی کوئی عالم ہو جس نے رنج و غم کا اظہار نہ کیا ہو، ہندوستان کے اکابر علمائے کرام و مشائخ عظام نے اپنے دُکھ درد کو شیئر کیا۔

ہم میں سے ہر کوئی جانتا تھا کہ تاج الشریعہ کی ذات بہت مقبول ہے، مگر اتنی مقبول ہے یہ آپ کے جانے کے بعد پتہ چلا، ہندوستان کے تقریباً سبھی اداروں میں اگلے دن تعطیل رکھی گئی، اور محفل ایصال ثواب منعقد کر کے ثواب کا نذرانہ پیش کیا گیا۔

جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا کہ ادارے میں دو دن تک تعطیل رہی۔

حیرت کی انتہا اس وقت نہ رہی جب ہندستان کے علاوہ پوری دنیا کے اکابر علما کے تعزیتی کلمات دیکھنے اور سننے میں آئے اور اپنوں کے علاوہ دیگر مکتبۂ فکر کے علما نے تعزیتی مجلسیں منعقد کر کے حزن و غم کا اظہار کیا۔ کس کس کا نام لیا جائے، بس اتنا سمجھیے کہ حضرت تاج الشریعہ کی رحلت سے پوری دنیا کے مسلمانوں کو زبردست صدمہ پہنچا۔

۸؍ ذی قعدہ ؍ ۱۴۳۹ ۔ ۲۲؍ جولائی ۲۰۱۸ء بروز اتوار صبح گیارہ بجے آپ کے فرزند و جانشین حضرت مولانا عسجد رضا قادری بریلوی نے نماز جنازہ پڑھائی، نمازِ جنازہ میں عقیدت مندوں کا سیلاب امنڈ آیا، بڑے بڑے علمائے کرام، مثلاً حضرت علامہ شیخ ابو بکر شافعی سربراہ اعلیٰ مرکز سنی ثقافت، محدث کبیر دام ظلہ، سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ حضرت عزیز ملت دام ظلہ، صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مفتی محمد نظام الدین رضوی۔ امیر سنی دعوت اسلامی مولانا شاکر علی نوری وغیرہ نے شرکت کی۔

اہل بریلی نے مسلسل چار پانچ دن تک اپنی دکانیں بند رکھیں، بڑے بڑے سیاسی لیڈران (راہل گاندھی، اکھلیش یادو، نتیش کمار وغیرہ) نے افسوس کا اظہار کیا۔ کئی دنوں تک اخبار، وہاٹس اپ، فیس بک اور تمام سوشل میڈیا پر حضرت تاج الشریعہ کی ذات چھائی رہی، کسی نے سچ کہا ہے:

موت اس کی ہے زمانہ کرے جس پر افسوس

(ماخوذ از: حیات اعلیٰ حضرت: جلد اوّل، الملفوظ، فتاویٰ رضویہ مترجم: جلد اوّل، فتاوی حامدیہ، مقدمہ فتاوی مفتیِ اعظم ہند، تصانیف امام احمد رضا از مولانا عبد المبین نعمانی، تجلیات تاج الشریعہ، حیات تاج الشریعہ)

☆☆☆

ماہم ممبئی

ماجد نے عرفی نام مصطفی رضا رکھا۔ فن شاعری میں اپنا تخلص نوری منتخب فرمایا، مفتی اعظم ہند سے مشہور ہوئے۔

۲۵ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ چھ ماہ تین دن کی عمر میں سید المشائخ حضرت ابوالحسین نوری علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی انگشت شہادت آل الرحمٰن محمد ابو برکات محی الدین جیلانی کے دہن مبارک میں ڈالی ، مفتی اعظم شیر مادر کی طرح چوسنے لگے۔ سید المشائخ نے داخل سلسلہ فرمایا اور تمام سلاسل کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ مفتی اعظم ہند کو بیعت کرتے وقت ارشاد فرمایا، یہ بچہ دین وملت کی بڑی خدمت کرے گا۔ مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے۔ اس کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ انسان دین حق پر قائم ہوں گے یہ فیض کا دریا بہائے گا۔"

امام احمد رضا نے اپنے نور نظر لخت جگر خلف اصغر کو جمیع اوراد واشغال، اوفاق واعمال سلاسل طریقت میں ماذون مجاز بنایا۔ مفتی اعظم ہند نے قرآن مجید اعلیٰ حضرت سے پڑھا مولانا حسن رضا، مولانا محمد رضا چچا کے علاوہ برادر اکبر مولانا حامد رضا سے بھی پڑھا، فارسی و عربی بھی انہیں حضرات سے پڑھی۔ مدرسہ اہلسنت منظر اسلام کے اساتذہ مولانا بشیر احمد علی گڑھی، مولانا ظہور الحسین فاروقی رام پوری، مولانا رحم الٰہی منظر نگری سے خاص طور سے درسیات کا اکتساب کیا۔ جب متوسطات پڑھ چکے تو زیادہ تر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حضوری حاصل رہی جس سے فوائد کثیرہ حاصل ہوئے۔ ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء میں مفتی اعظم قدس سرہ نے اٹھارہ سال کی عمر میں خداداد ذہانت ، ذوق مطالعہ، لگن ومحبت ، اساتذہ کرام کی شفقت ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی توجہ کامل اور شیخ مکرم سید المشائخ قدس سرہ کی عنایت کے نتیجے میں جملہ علوم وفنون، معقولات ومنقولات پر عبور حاصل کر کے مرکز اہل سنت منظر اسلام بریلی شریف سے تکمیل فراغت پائی۔

علوم وفنون: برصغیر میں معقول ومنقول علوم وفنون کی جتنی مشہور اسنا دہیں ان میں سے سلسلہ تلمذ بریلوی کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ ہر فن اور ہر علم کی سند عالی ہے اور پھر اسی ایک سلسلے سے تمام معقول ومنقول کی سند حاصل ہوجاتی ہے گویا سلسلہ تلمذ بریلوی جمیع علوم وفنون کا جامع ہے۔ ذیل میں ان علوم کا ذکر کیا جاتا ہے جو حضرت مفتی اعظم ہند مصطفی رضا خاں نوری قدس سرہ نے بریلوی سلسلہ تلمذ کے واسطے سے نہ صرف حاصل کیے بلکہ ان میں درجہ اختصاص حاصل کیا اور تقریباً چالیس علوم و فنون میں مہارت بہم پہنچائی:

(۱) علم القرآن (۲) علم الحدیث (۳) اصول الحدیث (۴) حنفی (۵) جملہ کتب فقہ متداولہ مذاہب اربعہ (۶) اصول فقہ (۷) تفسیر (۸) علم العقائد والکلام (۹) علم نحو (۱۰) علم صرف (۱۱) معانی (۱۲) علم بیان (۱۳) علم بدیع (۱۴) علم منطق (۱۵) علم منا (۱۶) علم فلسفہ (۱۷) علم حساب (۱۸) علم ہندسہ (۱۹) علم سیر (۲۰) تاریخ (۲۱) علم لغت (۲۲) علم ادب (۲۳) اسماء الرجال (۲۴) عربی (۲۵) نظم فارسی (۲۶) نظم ہندسہ (۲۷) نثر عربی (۲۸) فارسی (۲۹) نثر ہندی (۳۰) خط نستعلیق (۳۱) تلاوت مع تجو (۳۲) علم الفرائض (۳۳) علم عروض (۳۴) علم قوانی (۳۵) علم تکس (۳۶) علم التوقیت (۳۷) زیجات (۳۸) ہیئت کی والد ماجد تحصیل کی (۳۹) علم تصوف اور سلوک کی تعلیم حضرت ابوالحسین نوری میاں اور والد ماجد سے لی۔ دیگر علم وفنون کی تحصیل دیگر اسات سے کی۔

فتویٰ نویسی: ۱۳۲۸ھ میں فراغت کے بعد پہلا قلم برداشتہ فتو رضاعت کے مسئلے پر لکھا۔ جواب کی صحت پر امام احمد رضا نے مسرت اظہار فرمایا اور خود ہی مہر بنوا کر عطا کی۔ امام احمد رضا کی کامیابی پر علا نقی علی خاں جو خوشی ہوئی تھی امام احمد رضا کے چھوٹے شہزادے ک کامیابی پر بھی وہی خوشی ہوئی۔ ۱۳۲۸ھ سے ۱۳۴۰ تک ۱۲ رسال امام احمد رضا کی زیر نگرانی فتویٰ لکھا اور تربیت بھی حاصل کی۔

تلامذہ: (۱) محدث اعظم پاکستان مفتی سردار احمد رضوی پاکستا (۲) مفتی سید افضل حسین رضوی مونگیری (۳) فقیہ عصر مفتی احمد جہانگی خاں رضوی (۴) شیخ المحدثین مفتی محمد تحسین رضا خاں رضوی بریلو (۵) شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی (۶) تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خان ازہری بریلی شریف (۷) محدث کبیر علامہ محمد ضیا المصطفیٰ قادری مصباحی (۸) فقیہ ملت قاضی عبدالرحیم بستوی (۹) مفتی محمد صالح رضوی شیخ الحدیث جامعۃ الرضا بریلی شریف (۱۰) مفتی محمد اعظ رضوی ٹانڈوی (۱۱) بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی مبارک پوری (۱۲) یادگار سلف مولانا حبیب رضا خان رضوی بریلی شریف (۱۳) شیخ العلما مفتی غلام جیلانی مصباحی (۱۴) استاذ العلماء خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی (۱۵) مفتی مطیع الرحمن رضوی فقیہ النفس (۱۶) قاری امانت رسول پیلی بھیت (۱۷) سید شاہد علی رضوی رامپوری۔ (۱۸) بدر العلماء بد

الدین رضوی گورکھپوری (۱۹) فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی۔

خلفاء: (۱) حضرت مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خان بریلوی (۲) غزالی دوراں احمد سعید کاظمی پاکستان (۳) تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں ازہری بریلوی (۴) صدر العلماء مفتی تحسین رضا خاں بریلوی (۵) رئیس القلم علامہ ارشد القادری (۶) بحر العلوم مفتی افضل حسین مونگیری (۷) مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن قادری عباسی (۸) حضرت مولانا حشمت علی خان (۹) حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آباد (۱۰) حضرت علامہ سید محمد علوی مالکی (۱۱) حضرت علامہ عبد المصطفیٰ ازہری (۱۲) محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد رضوی (۱۳) حضرت علامہ ریحان رضا خان بریلوی (۱۴) شیر بہار حضرت مفتی محمد اسلم رضوی مظفر پوری (۱۵) امین ملت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مارہرہ شریف

مصروفیت اور ہمہ جہت مشاغل کے باوجود مختلف موضوعات پر تصنیفات وتالیفات کا ایک گراں قدر ذخیرہ چھوڑا ہے:

(۱) فتاویٰ مصطفویہ کامل (۲) وقعات السنان (۳) ادخال السنان (۴) الموت الاحمر (۵) الملفوظ کامل (۶) الطاری الداری لہفوات عبد الباری (۷) القول العجیب فی جواز التثویب (۸) سامان بخشش (۹) تنویر الحجہ بالتواء الحجہ (۱۰) کانگریسوں کا رد (۱۱) داڑھی کا مسئلہ (۱۲) وہابیہ کی تقیہ بازی (۱۳) کشف ضلال دیوبند (۱۴) حاشیہ تفسیر احمدی (۱۶) مقتل اکذب واجہل (۱۷) نور العرفان (۱۸) سیف الجبار علیٰ کفر زمیندار۔

رجب ۱۳۳۹ھ میں اعلیٰ حضرت مجدد دین ملت امام احمد رضا قدس سرہ نے متحدہ ہندوستان کیلئے دار القضاء شرعی قائم فرمایا اور چند علمائے کرام کی موجودگی میں حضرت صدر الشریعہ مفتی امجد علی رضوی اعظمی کو پورے متحدہ ہندستان کیلئے قاضی شرع بنایا۔ حضرت مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری، حضرت علامہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہم الرحمہ والرضوان کو دار القضاء کے مفتی اور معین القاضی کی حیثیت سے مامور فرمایا۔

حج وزیارت: حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے تین حج کیے، پہلا حج ۱۹۴۵ء میں، دوسرا حج ۱۹۴۸ء میں اور تیسرا حج ۱۹۷۱ء میں فوٹو کی قید کے بعد بلا فوٹو کیا۔

وصال: آپ ۱۴ ر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ ۱۲ ر نومبر ۱۹۸۱ء رات ایک بج کر چالیس منٹ پر کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ وصال کے وقت آپ کی عمر ۹۱ رسال تھی، آپ کی نماز جنازہ حضرت سرکار کلاں سید مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ نے پڑھائی۔ حضرت مفتی اعظم کی آخری آرام گاہ گنبد اعلیٰ حضرت میں ہے۔

مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی: **ولادت:** مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی کی ولادت باسعادت ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ امام احمد رضا کے گھر میں ہوئی۔ امام احمد رضا نے محمد نام رکھا جب کہ والد گرامی نے ابراہیم رضا نام تجویز فرمایا۔ سرکار اعلیٰ حضرت نے پکارنے کیلئے جیلانی میاں رکھا۔ محمد نام پر عقیقہ ہوا۔ جب حضرت مفسر اعظم کی ولادت عمر شریف چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو ۱۴ ر شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ بروز چہار شنبہ سرکار اعلیٰ حضرت نے علماء صلحاء اعزاء اقرباء اور شہر کے معززین کی موجودگی میں بسم اللہ خوانی کرائی اسی مقدس ومبارک موقع پر امام اہل سنت نے آپ کو بیعت فرما کر خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا اور علی الاعلان فرمایا کہ یہ میرا پوتا کبھی میری زبان ہوگا۔

تعلیم وتربیت: ابتدائی تعلیم گھر ہی پر والدہ ماجدہ مشفقہ جدہ محترمہ سے حاصل کی یہاں تک کہ ناظرہ قرآن کریم اور اردو کی ابتدائی کتب پڑھیں سات سال کی عمر مبارک میں دار العلوم منظر اسلام میں داخل کیے گئے قدوری، فصول اکبری وغیرہ محدث جلیل حضرت علامہ احسان علی فیض پوری قدس سرہ سے پڑھیں۔ عربی ادب کی کتابیں اور مشکوٰۃ شریف خود حضرت حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں علیہ الرحمہ نے پڑھائیں۔ حدیث وفقہ کی دیگر کتابیں دوسرے اساتذہ سے پڑھیں تحصیل علوم ہی کے دوران جد محترم حضرت حجۃ الاسلام نے مشاہیر علماء ومشائخ کی موجودگی میں دستار بندی فرمائی اور اپنی نیابت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں ۱۳۷۲ھ میں درس وتدریس کا آغاز فرمایا آپ بالخصوص کافیہ، قدوری، شرح جامی، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، شفاء شریف، ترمذی شریف کا درس دیا کرتے تھے عربی میں کمال درجہ کا عبور حاصل تھا دوران درس عربی زبان میں گفتگو فرمایا کرتے۔ مسلم شریف اور شفاء شریف پڑھاتے وقت وجدانی کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔

تلامذہ خلفاء: (۱) حضرت ریحان ملت ریحان رضا خاں

فاتحہ، انباء الاذکیاء، نور العین، قرۃ العین۔

فضائل وکمالات: حضرعلامہ مفتی جہانگیر اعظمی علیہ الرحمہ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے اللہ تعالیٰ نے علمی صلاحیت میں اعلیٰ مقام عطا فرمایا تھا۔ درسی کتابوں میں اس قدر درک حاصل تھا کہ طالب علم ہی کے زمانے میں طلباء کو درسی کتابوں کا تکرار کراتا، اساتذہ کی جگہ نصابی کتابوں کو پڑھانا آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ فتویٰ نویسی کی ابتداء آپ نے بحر العلوم مفتی سید افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ سے کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت نور الایضاح پڑھانے ہی کے زمانے سے فتاویٰ عالمگیری اور درالمختار سے استخراج کا طریقہ بتایا کرتے۔ حضرت مفتی اعظم ہند اور حضرت حافظ ملت سے بھی افتاء میں آپ نے تربیت حاصل کی ہے۔

ریحان ملت علامہ ریحان رضا خاں بریلوی:

حضرت علامہ ریحان رضا خاں ۱۸ رذی الحجہ ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۴ء کو محلہ خواجہ قطب بریلی شریف میں پیدا ہوئے آپ کی تعلیم گھر پر ہوئی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے دار العلوم منظر اسلام میں داخلہ لیا۔ والد کے حکم پر پاکستان تشریف لے گئے وہاں جامعہ مظہر اسلام میں داخلہ لے کر محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد رضوی کی خدمت میں ۳ رسال رہ کر درس حاصل کیا پھر وہاں سے واپسی کے بعد دار العلوم منظر اسلام سے سند فراغت پائی۔

منظر اسلام بریلی شریف میں ۱۲ رسال تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے جب دار العلوم کی نظامت کا بار آپ کے کاندھے پر آیا تو اُن فرائض کی انجام دہی کی وجہ سے کافی عرصہ تک درس وتدریس سے علیحدہ رہے۔ مدرسین کی کمی کی وجہ سے ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء سے لے کر ۱۳۸۵ھ ۱۹۶۵ء تک دار العلوم منظر اسلام میں شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز رہے بخاری شریف، مسلم شریف اور دیگر کتابوں کا درس دیا۔ ادب سے زیادہ دلچسپی تھی آپ دینی ومذہبی علوم سے نہ صرف آشنا تھے بلکہ مہارت رکھتے تھے انگلش اور ہندی میں دسترس رکھتے تھے عسرت وتنگی کی وجہ سے دار العلوم منظر اسلام سے مستعفی ہونے کے بعد ربڑ فیکٹری فتح گنج میں اسٹینوگرافر کے عہدے پر شارٹ ہینڈ (مختصر نویسی) میں دسترس کی وجہ سے بحال ہو گئے لیکن بہت جلد ہی ملازمت کو خیر آباد کہہ دیا دوران۔

نظامت دار العلوم منظر اسلام، رضا مسجد کی از سر نو تعمیر کرائی طلبہ کو ٹھہرنے کے لئے افریقی دار الاقامہ (ہاسٹل) بھی تعمیر کی۔ نشر واشاعت کے لئے رضا برقی پریس قائم کیا۔

۱۹۷۵ء میں عوام وخواص بالخصوص علمائے کرام کے اصرار پر میدان سیاست میں قدم رکھا یہاں رہ کر جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ کی کارکردگی دیکھ کر جناب اکبر علی خاں گورنر اتر پردیش نے جنوری ۱۹۷۵ء میں M.L.C پھر یوپی کانگریس آئی کا نائب صدر منتخب کیا۔ ۱۸ رسال کا طویل عرصہ میدان سیاست میں گزارا مگر کہیں بھی کسی قسم کا لوچ یا دامن پر بدنمائی کا داغ لگنے نہ دیا۔

حضرت ریحان ملت نے عرب، افریقہ، ہالینڈ، برطانیہ، سرینام، امریکہ، ماریشش، سری لنکا، نیپال، پاکستان وغیرہ کے تبلیغی دورے کیے اور ہندوستان کا کوئی صوبہ ایسا نہیں جہاں ریحان ملت نے دورہ نہ کیا۔

اساتذہ کرام: مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رضوی، حضرت بحر العلوم محدث احسان علی رضوی مظفرپوری۔

بیعت وخلافت: آپ کے جد امجد حضرت حجۃ الاسلام نے پانچ سال کی عمر میں داخل سلسلہ فرماتے ہوئے خلافت بھی عطا فرمادی تھی۔ والد گرامی حضرت مفسر اعظم ہند، حضرت مفتی اعظم ہند، قطب مدینہ حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین مدنی سے ۱۴۰۱ھ میں بھی اجازت و خلافت حاصل تھی۔

خلفاء: علامہ عبد الحکیم شرف قادری پاکستان، مولانا توصیف رضا خاں بریلوی، مولانا سبحان رضا خاں بریلوی، مولانا سعید الرحمٰن پوکھریروی، حضرت علامہ محمد حسین ابو الحقانی، مولانا اعجاز انجم لطیفی کٹیہار، مولانا مختار احمد بہیڑی بریلوی۔

تلامذہ: تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری، مولانا سید عارف قادری، حضرت مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی، صدر مفتی مرکزی دار الافتاء بریلی شریف، مولانا ارشد القادری کٹیہار، مولانا غلام رسول قادری شیخ الحدیث، بحر العلوم کٹیہار، مولانا عبد الباری رضوی افریقی۔

وصال: ۱۸ ر رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء میں انتقال ہوا۔ اعلیٰ حضرت اور حضرت حجۃ الاسلام کے مزار کے درمیانی حصہ میں آخری آرام گاہ بنی۔

000

☆ مدرسہ رضائے مصطفیٰ محمد پور مبارک پرشوتم پور ضلع مظفر پور (بہار)
07561935786

تاج الشریعہ اپنے نانا جان کے آئینہ تھے

مفتی عبد الحلیم رضوی*

برصغیر ہند و پاک میں اسلام کی سربلندی اور اس کی ترویج و اشاعت صوفیاے کرام ہی کی مرہون منت ہے، جنہوں نے علم و عمل اور رشد و ہدایت کے انوار سے ایک جہان کو منور کیا، ہزاروں ہزار گم گشتگان راہ کو راہ راست سے ہمکنار کیا، تشنگان علم و معرفت کو اپنے علمی اور روحانی جام سے شاد کام کیا۔ جن کی آفاقی تعلیمات و روحانی اور اخلاقی عظمت نے جوق در جوق لوگوں کو دامن اسلام میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا، جن کی دینی، علمی، فکری، روحانی و اصلاحی خدمات کو آب زر سے لکھا جائے تب بھی ان کی شخصیت کا حق کما حقہ ادا نہ ہو پائے گا۔

وہ ایسے پاکیزہ خصلت انسان ہوتے ہیں، جن کے قلب و ذہن پر روزِ اول ہی سے ماحول و عوامل اثر انداز نہیں ہوتے، وہ ہر حال میں اپنی حیات کو ہر قسم کی آلودگیوں اور ناشائستہ حرکتوں سے پاک و صاف رکھتے ہیں۔ وہ سماج میں اتنے ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ معاشرے اور سوسائٹی میں کتنی ہی بدکاریاں پھیل جائیں لیکن ان کا مقدس دامن ان آلودگیوں سے داغ دار نہیں ہوتا، ان کا ذہن ان بری باتوں کو قبول نہیں کرتا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ غلط باتوں سے وہ اپنے آپ کو اتنے دور رکھتے ہیں کہ دلائل و براہین کے ذریعے کوئی ان کو کتنا ہی مطمئن کرنے کی کوشش کرے یا اپنی چرب زبانی سے ان پر اثر ڈالنا چاہے تو اس کو اس میں محرومی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

وہ ایسی باتوں سے بھی اجتناب کرتے ہیں جو جو نسل انسانی میں نفرت و عداوت، نفاق و دشمنی کا بیج بوتی ہیں، اور آپس میں منافرت کی آگ بھڑکاتی ہیں، کیوں کہ وہ عوام الناس کی اصلاح کی خدمات انجام دینے میں فرحت و انبساط محسوس کرتے ہیں۔

ایسے ہی نیک طنیت، پاکیزہ خصلت اور مقدس نفوس میں امام اہل سنت، محب آل رسول، مجدد دین و ملت، پروانۂ شمع رسالت حضرت علامہ و مولانا الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان کے سچے وارثوں میں، جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد اختر رضا خان ازہری معروف بتاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات بھی ہے۔

حضرت تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ سے ہماری ملاقات اس وقت ہوئی، جب حضرت اسکول میں پڑھتے تھے، جب کبھی بریلی شریف ان کے گھر مفسر اعظم ہند استاذ محترم حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت اور ملاقات کے لئے جاتا، دروازے پر دستک دیتا تو ازہری میاں ۳ سوال کرتے:

(۱) کون ہو؟ (۲) کہاں سے آئے ہو؟ (۳) کیوں آئے ہو؟

جب ہم ان سوالوں کے تشفی بخش جواب دے دیتے تو دروازہ کھول دیا جاتا۔ ہم داخل ہوئے اور اپنی ضرورت کے مطابق وہاں رکتے اور استاذ گرامی حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی برکتوں سے اپنے قلب کو منور و مجلیٰ کرنے کی سعی کرتے اور اجازت طلب کر کے واپس چلے آتے۔

حضرت تاج الشریعہ درس نظامی کی تعلیم کے لیے منظر اسلام تشریف لائے اور اللہ تعالی اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے فضل و کرم سے اساتذہ سے پڑھتے یہاں تک کہ خود مسند تدریس پر فائز ہوئے۔ تاج الشریعہ نے بریلی میں صرف دو استادوں سے پڑھا۔

(۱) بحر العلوم حضرت علامہ مفتی افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ

(۲) حضرت حافظ جہاں گیر خاں مفتی محمد احمد اعظمی صاحب قبلہ

پھر اس کے بعد جامعہ ازہر مصر چلے گئے۔ دنیا نے دیکھا کہ آپ سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے عکس جلیل تھے اور

مفتی اعظم ہند کے بالکل آئینہ تھے، حضرت مفتی اعظم ہند کا تقویٰ دنیا میں مشہور ہے۔ یہاں تک کہ اپنے نہیں بلکہ غیر بھی آپ کے تقویٰ کے قائل ہیں ۔ عبدالرحیم رائے پوری جو تبلیغی جماعت کا امیر تھا ،کہتا تھا کہ ”ایسا متقی میں نے دنیا میں کسی کو نہیں دیکھا، انھوں نے آج تک کسی غیر محرم کو بھی نہیں دیکھا۔“ حضرت تاج الشریعہ بالکل اپنے نانا جان کے آئینہ تھے، مفتی اعظم ہند کے تقویٰ کو دیکھنا ہو تو حضرت ازہری میاں کو دیکھ لو۔ مفتی اعظم ہند کی زندگی دیکھنی ہو تو انھیں دیکھ لو ،حضرت ازہری میاں کی زندگی دیکھنے کے بعد مفتی اعظم ہند کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور مفتی اعظم کا تقویٰ غیر نے بھی قبول کیا۔ حضرت ازہری میاں کے تقویٰ کی مثال اور ان کی زندگی کیسی تھی اس کا بخوبی اندازہ آپ حضرت کے تعلیمی دور کے ایک واقعہ سے لگا سکتے ہیں۔

حضرت ازہری میاں اس وقت نوجوان اور عالم شباب میں تھے، حضرت اور مولانا شمیم ازہری دونوں ازہر میں ساتھ رہے، ایک ساتھ تعلیم حاصل کی ۔ مولانا شمیم ازہری فرماتے ہیں کہ مصر میں جشن جمہوریہ منایا جا رہا تھا۔ وہاں کا طریقہ یہ تھا کہ ازہر کے تمام طلبہ لائن میں کھڑے ہوتے اور مصر کی حکومت کا ایک نمائندہ ان سے ہاتھ ملاتا اور طلبہ اس کو مبارک باد دیتے۔ تاج الشریعہ اور علامہ شمیم ازہری بھی لائن میں تھے اور اس وقت جو ملک کا نمائندہ بن کر آیا تھا، وہ ایک خاتون تھی اور وہ لائن میں کھڑے تمام طلبہ سے یکے بعد دیگرے ہاتھ ملا رہی تھی، جب وہ میرے (مولانا شمیم ازہری کے) پاس پہنچی تو ہم (مولانا شمیم) حضرت کو ترچھی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے اور پھر میں (مولانا شمیم) نے اس خاتون سے ہاتھ ملایا اور اس کے بعد خاتون تاج الشریعہ کے قریب آئی تو حضرت تاج الشریعہ پیچھے ہٹ گئے اور ہاتھ نہیں ملایا۔

علامہ شمیم کا کہنا ہے کہ حضرت نے مجھ سے بات کرنا بند کر دی، یہاں تک کہ سلام کا جواب بھی نہیں دیتے اور ایسے ہی کئی دن گزر گئے، میں گھبرایا کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی یادگار مجھ سے ناراض ہیں، لہٰذا میں حضرت کے قدموں میں گر کے رونے لگا، تو حضرت نے اپنا دست شفقت میرے سر پر پھیرا۔ کہا کہ شمیم صاحب! میں تم سے اپنی ذات کے لیے ناراض نہیں ہوا، بلکہ اللہ و رسول جل جلالہ و ﷺ کی رضا و خوشنودی کے لیے ناراض ہوا تھا ،کیوں کہ وہ خاتون جس سے تم نے ہاتھ ملایا تھا وہ تمہاری محرم نہیں تھی بلکہ وہ تمہارے لیے غیر محرم تھی اور تم نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس طرح انھوں نے ازہری میاں کے سامنے توبہ کی اور معافی مانگی تو حضرت نے انہیں معاف کر دیا۔

آپ خیال کریں کہ جب جوانی کی عمر تھی اور عالم شباب تھا اور آپ طالب علم تھے، عموماً طالب علم کی زندگی ان باتوں کا خیال نہیں رکھتی مگر اس وقت بھی آپ شریعت مطہرہ کے کیسے پابند تھے۔ اللہ اللہ! ہم نے انھیں بہت قریب سے دیکھا ہے، آج دنیائے سنیت ان کا سوگ منا رہی ہے، کوئی جیتا ہے تو اپنے لیے اور اپنے گھر والوں کے لیے جیتا ہے جب وہ مرتا ہے تو پورا خاندان سوگ مناتا ہے اور کوئی جیتا ہے تو اپنے شہر و ملک کے لیے اور جب وہ مرتا ہے تو سارا شہر و ملک سوگ وار ہوتا ہے، مگر حضرت ازہری میاں کا جینا اللہ جل جلالہ و رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا، آج ان کی رحلت پر پوری دنیا رو رہی ہے، ایک عالم اپنے لیے نہیں جیتا ہے بلکہ وہ ساری زندگی قوم کے حوالے کر دیتا ہے، ایک عالم ربانی پوری قوم کے لیے جیتا ہے وہ مسلک و ملت کے لیے جیتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ”ایک عالم کی موت ایک عالم“ یعنی ایک جہان کی موت ہوتی ہے، اس لیے کہ وہ ایک اپنے لیے نہیں جیتا بلکہ وہ ساری قوم کے لیے جیتا ہے۔

علامہ ازہری میاں علیہ الرحمہ کی زندگی مذکورہ بالا قول کی مصداق ہے کہ آپ کا جینا دین متین کی سربلندی کے لیے تھا۔ اسی وجہ سے ساری قوم کی آنکھیں حضرت تاج الشریعہ کے وصال پر اشک بار تھیں، تاج الشریعہ اپنے لیے نہیں بلکہ قوم کے لیے، مسلک کے لیے اور ملت کے لیے جی رہے تھے، یوں ساری دنیا سوگ وار ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت تاج الشریعہ کی قبر پر انوار و تجلیات اور رحمتوں کی بارش کا نزول فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

○○○

☆ناگپور، امیر دعوت اسلامی (ہند)

حضرت تاج الشریعہ خانوادۂ رضویہ کے مرد حق آگاہ

مولانا محمد فروغ القادری★

یہ سحر جو کبھی فردا ہے ، کبھی ہے امروز
نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود
ہوئی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

مجھے یہ جان کر بے حد مسرّت ہوئی کہ ہندو پاک کے صحافتی اداروں اور جامعات کے ارباب علم و دانش، وارث علوم امام احمد رضا، جانشین حضرت مفتیِ اعظم ہندم تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ -نور اللہ مرقدہ وادام المولیٰ فضلہ- کے ایوان علم، وعمل اور ان کی تابناک زندگی کے مختلف گوشوں کو اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کرنے کے لیے ملک و بیرون ملک کے ارباب قلم کے جامع و وسیع مقالات پر مشتمل ایک عظیم کتاب شائع کرنے جارہے ہیں۔

ہر چند کہ ایجاد معانی ہے خدا داد
کوشش سے کہاں مرد ہنر مند ہے آزاد
خون رگِ معمارگی کرلی ہے تعمیر
مئے خانۂ حافظ ہو کہ بت خانۂ بہزاد

حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ مرکز اہلِ سنت بریلی شریف اور عالم اسلام کی ان قد آور شخصیات میں تھے، جنھیں مبدا ٔفیاض نے ماضی وحال کے بے پناہ علم وفضل اور تقویٰ وطہارت کی دولت لازوال سے نوازا تھا، ان کی سب سے بڑی دینی ومسلکی خدمات خود ان کی تابناک اور قابل عمل زندگی کے نمونے تھے، وہ چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم سیدی امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے علوم وفنون کے حقیقی وارث تھے، انھوں نے عصر حاضر کے فتنہ پرور ماحول میں تحریری وتقریری طور پر حالات کا صحیح مقابلہ کرنے کے لیے اپنی باوقار شخصیت میں اعلیٰ نصب العین، اولوالعزمی اور ملت اسلامیہ کی ناقابل تسخیر قدروں کو اپنی حیات ظاہری کا عنوان بنایا تھا۔ ان کی پر کشش شخصیت کے نہاخانوں میں علم وفن کا بحرِ ناپیدا کنار ہر لحہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ ان کے پیکر جمال میں ٹھہراؤ بھی تھا اور جولانی بھی، استحکام کا سکون بھی تھا اور انقلابی شرارے بھی، غیرتِ جلال بھی تھی اور جمال مروّت بھی، دعوت وعزیمت کی صحرانوردی اور دینی فیصلوں کے نفاذ میں ان کی پُرشکوہ اور مبسوط شخصیت جب ایک بار اپنی رائے پیش کر دیتی تھی تو پھر وہ کج کلاہان زمانہ کی تنقیدات اور شعروں کی پرواہ نہیں کرتی، ان کے فکر ونظر کی اصابت، علم وفن کا شجر، فضل وکمال کی انفرادیت اور دین وسنت کے ارتقا کی راہوں میں ان کے جذبۂ ایثار کی عظمت کو عرب وعجم کے علما نے تسلیم کیا ہے۔

شمع کی طرح جس بزم گہ عالم میں
خود جلیں ، دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں

عصر حاضر کے علما میں مجھے کوئی دور دور تک علمی، عملی اور فقہی صلاحیتوں کے اعتبار سے حضرت تاج الشریعہ کا ہم پلہ نظر میں آتا، انتہا درجہ ذہانت، استحضارِ علمی، معاملہ فہمی اور حاضر دماغی انھیں اپنے جدّ امجد امام احمد رضا سے میسر آئی تھی، انھیں علوم متداولہ میں ید طولیٰ حاصل تھا، فقہ حنفی کی جزئیات پر ان کی بلا خیز رقت نظر دیکھ کر سند نشینان درس وافتا کو خوشگوار حیرت ہوتی ہے، وہ قرآن، حدیث، تفسیر، ادب، تاریخ، فلسفہ، منطق اور کلام کا گہرا مطالعہ رکھتے تھے۔ ان کی عربی تصانیف اور شہ پاروں کو پڑھ کر ان پر عربائے عرب کا شائبہ گزرتا ہے، کہیں سے بھی عجمیت کا احساس نہیں ہوتا، صحتِ کلام سے بعض مقامات پر محسوس ہوتا ہے کہ عربی زبان وادب ان کی ذاتی

میراث بن چکے ہوں ،جس کا اظہار ان کی انشا پردازی اور عربی خطابت ومحادثت میں مقتضائے حال ہوتے ،مصفیٰ و مسجیٰ عبارت اور موزوں اشعار کے فی البدیہہ استعمال سے ظاہر ہوتا ہے۔

الفردۃ فی شرح البردۃ ،عربی زبان و ادب میں حضرت تاج الشریعہ کہ ایسی شاہکار تصنیف ہے جسے پڑھ کر ان کی عالمانہ ندرت ،تبحر علمی ،کاروان شوق کی کیف و مستی اور انداز کلام کا بانکپن ظاہر ہوتا ہے، ساتھ ہی ان کے اعلیٰ ذہن و دماغ کے نقش ونگار ،زبان و بیان کی سلامت ،عربی جملوں کی ترتیب وتہذیب میں فصاحت و بلاغت اور معنی خیز استعارے ،تخیل ومحاکات کی فراوانی ،جذبۂ دل کے انکشافات، عشق جبرئیل کا فیضان اور دردمند دل کا الہام قاری کو ایک لمحے کے لیے ورطۂ حیرت میں ڈال دیتے ہیں اور ان تمام مرحلۂ لوح وقلم سے گزرتے ہوئے ان کی معقولیت پسند دل نوازی، اجتہادِ فکر، جرأت انداز اور کون و مکاں کے تاجدار کے قدمِ ناز سے ان کے قلب وجگر اور ہوش خرد کی وابستگی ہر ہر لفظ سے نمایاں رہی ہے۔

عشق رسالت کے جاذب کی منزل یقینی طور پر ایک دشوار تر منزل ہے۔اس سے سرخ رو ہو کر گزرنا اتنا آسان نہیں جتنا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے ،بعض اوقات عاشق زار کے محسوسات وجذبات اس درجہ لطیف اور نازک ہوتے ہیں کہ الفاظ ان کا بار اٹھا ہی نہیں سکتے، ایسے عالم میں اس کے وجدان وخیالات اور علم فکر کی ہیئت وضاعی اپنے ایجاد معانی میں عالم غیب کے تصرفات وعنایات کا موہون رہتی ہے ۔الفردۃ فی شرح البردۃ کو آپ پڑھتے جایئے قدم قدم پر آپ کو عشق بے نیاز کا پردہ نظر آئے گا ،اور یہی حضرت تاج الشریعہ کی داخلی زندگی کا حسن اور نمایاں کمال ہے۔

مرد خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ
عشق ہے اصل حیات موت ہے اس پر حرام
عشق دم جبرئیل ، عشق دم مصطفیٰ
عشق خدا کا رسول عشق خدا کا کلام

حضرت تاج الشریعہ نے اپنی مصروف ترین زندگی کے باوجود علمی دنیا کو تشنا نہیں چھوڑا ،ان کے تمام تر تصنیفات نے اپنے دامن سیماب میں معلومات وحقائق کے جتنے افاق تلاش کیے ہیں انھیں کا اعجاز ہنر ہے، ان کی تمام تحریروں میں تعمیر خودی کا جوہر ا[illegible] متعلقہ مباحث سے مظاہرات فن کا عکس دور دور تک پھیلا نظر آتا ہے ،وہ ذیشان رضا کے نہایت ہی پُر جوش ،معتبر اور بلند پایہ شاعر تھے، ان کا ایک ایک لفظ ادب لطیف کے عرق دو آتش میں ڈوبا ہوا ہے، وہ جس جذبۂ بیخودی اور سوز دروں سے اپنے محبوب حقیقی کو آواز دیتے ہیں اس میں بظاہر کسی اور ترفع کی گنجائش نظر نہیں آتی۔

عالم نور کے پیکر لطیف اور عرش الٰہی کے مسند نشیں کی بارگاہ [illegible] میں ان کی اجابت کا یہ حال تھا کہ مدحِ نبوی کہتے وقت وہ افکار [illegible] تخیلات کی نشاطگی کے بجائے اپنے عشق لازوال تک براہ راست رسائی حاصل کر کے اپنے اعجاز ہنر سے اصناف سخن کے ماہرین [illegible] دیدۂ حیرت بنا دیتے ہیں، فن شاعری میں زبان و بیان کی اہمیت [illegible] ہے، ترسیل وابلاغ کی راہوں میں کس قدر دشواریاں درپیش ہو[illegible] ہیں ایک سخن ور کو زندگی کی تزئین وتعمیر اور اس کے بقائے دوام میں کیا کردار ادا کرنا چاہیے، حضرت تاج الشریعہ کا بافیض اور سیال قلم فطرت کی حنابندیوں سے واقف کار ہے۔

وہ غیر مرئی سے مرئی کی صورت پذیری کا ہنر جانتے ہیں، گویا کہ [illegible] شاعری کا محرک اوّل خود اُن کی داخلیت اور پُرکشش جاہ وجلال ہے۔

میری مشاطگی کی کیا ضرورت حسن معنی کو
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالہ کی حنابندی

(اقبال)

حضرت تاج الشریعہ کی گراں قدر تصنیفات کی ایک لمبی فہرست ہے، عربی، فارسی، اردو اور انگریزی زبان وادب پر انہیں مکمل دسترس حاصل تھی۔ان کی جامع اور دقیع تحریروں سے ہر صنف سخن پر ان کے گہرے مطالعے کا اندازہ ہوتا ہے، تحقیق وتدقیق کے حوالے سے ان کا رنگ و آہنگ حد درجہ منفرد اور اثر پذیر ہے ،قحط الرجال کے نامساعد حالات میں اب ہمارے یہاں کی درسگاہوں میں اس طرح حساس موضوعات پر طبع آزمائی کی روایت اٹھتی جارہی ہے۔حضرت تاج الشریعہ نے اپنی موثر ترین اور لازوال نگارشات کے ذریعے

ملک و بیرون ملک کے عصری جامعات کا رشتہ خانقاہوں سے جوڑ دیا تھا، خاص کر ان کی عربی تصنیفات نے عالم عرب میں اپنی شہرت و پذیرائی کے جتنے آفاق فتح کیے ہیں اس کے حقیقی معنوں میں اہل سنت و جماعت کا وقار بلند ہوا ہے، انھوں نے معمولات اہل سنت کو استدلال کی زبان عطا فرمائی ہے، حضرت تاج الشریعہ کے مندرجہ ذیل کتابیں اپنے عناوین کے لحاظ سے حد درجہ معلومات افزا اور معارف وحقائق سے پُر ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

ان کی کتابوں میں ''الفردۃ'' جو قصیدۂ بردہ شریف (شیخ علامہ شرف الدین محمد بن سعید بوصیری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۹۷ھ) کی شرح ہے، اس کے ایک ایک لفظ سے کوثر و تسنیم کے چشمے پھوٹتے ہیں، حضرت تاج الشریعہ نے عالم عرب کی خانقاہوں میں قصیدۂ بردہ کی عربی شرح لکھ کر حضرت امام بوصیری کے جذب و مستی ،فکر و فن، عشق بے پناہ اور ذوق و تصوف کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے، ساتھ ہی امام احمد رضا فاضل بریلوی کے تتبع میں آپ کا نعتیہ دیوان سفینۂ بخشش (مطبوعہ ۱۹۸۶ء) جو آپ کی عربی و اردو نعت، قصائد، رباعیات اور مناقب پر مبنی ہے، شعر وسخن کی دنیا میں نمایاں مقام رکھتا ہے، اشعار کی بندش اور صنعت کلام سے بیشمار مقامات پر فاضل بریلوی کا رنگ و آہنگ وارفتگی شوق اور فکری تجلیات کا عکس دور دور تک نکھرا ہوا محسوس ہوتا ہے ،میرے نزدیک جذبات کی حرارت جب فکر و خیال کی روشنیوں کے رنگ نکھارتی ہے تو الفاظ الہام کی آئینہ بندی کر کے ذہنی حجابوں سے ادھر پوشیدہ حقیقتوں کا سراغ لگاتے اور محسوسات کے آفاق سے پردۂ اسرار و رموز کا پتہ لگاتے ہیں، دراصل شعری معنویت اپنے مقاصد بیان میں لفظیات کا سہارا چاہتی ہے، جب تک کہ صاحب نطق و بیان لفظوں کے مزاج سے مکمل طور پر واقف کار نہ ہوں وہ جذب وخیال کے آفاق کو مسخ نہیں کر سکتا۔

لفظیات پر باضابطہ گرفت کے بغیر نثر ونظم کی دنیا نا تمام رہتی ہے، میں ہمیشہ سے الفاظ کی حسیاتی اور عملی اثر و نفوذ کا قائل رہا ہوں ،لفظیات کا صحیح اور برمحل انتخاب معانی کی ترسیل و ابلاغ کے لیے از حد ضروری ہے، لفظ انسانی زندگی کا سرمایہ، تہذیب تمدن کا عنوان ،فکری نظریات کی پہچان اور احساس خودی کا استعارہ ہے، لفظ ہماری کائنات بیکراں ، ہماری ذات کے ادراک کا موثر ذریعہ اور ہمارے محسوسات کے اظہار کا توانا تر وسیلہ ہے۔

دریا متلاطم ہوں تری موج گہر سے
شرمندہ ہو فطرت تیرے اعجاز ہنر سے
خورشید کرے کسب ضیاء تیرے شرر سے
ظاہر تیری تقدیر جو سیمائے قمر سے

(اقبال)

میرے ممدوح گرامی حضرت تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں قادری الازہری دام ظلہ العالی علی الامۃ المسلمۃ بعد الوصال رحمۃ اللہ علیہ کی جہت شخصیت عالم اسلام میں مرجع فتاویٰ بھی تھے اور مرکز علم وفن بھی، دعوت وعزیمت اور جرأت واستقامت کی تمام تر خوبیوں سے مرصع ان کی زندگی کی داخلی خوبیوں پر ہند و پاک کے ارباب قلم نے اب تک بہت کچھ لکھا ہے، تا ہم ہند و پاک کے جامعات کے زیر اہتمام حضرت تاج الشریعہ کی حیات و خدمات پر شائع ہونے والی کتاب اپنی نوعیت کی منفرد ہوگی جس میں ان کے طغرہائے جمال کے دلکش خدوخال کو لوح وقلم کے دامن سیماب میں اتارنے کے لیے ملک و بیرون ملک کے مشاہیر ارباب علم ودانش کی خدمات حاصل کی گئی ہیں، جس کے لیے میں ارباب حل وعقد اور ان کے تمام رفقاے کار کو اپنی جانب سے ہدیۂ تبریک دین کرتا ہوں۔ بلاشبہ پوری علمی دنیا اور عشاقان تاج الشریعہ کے طرف سے بے شمار نیک خواہشات اور دعاؤں کے مستحق ہیں۔ ربّ قدیر وجبار اُن کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین

جہان تازہ کی افکار تازہ سے ہے نمود
کہ سنگ وخشت سے ہوتے ہیں جہاں پیدا

ooo

☆ نمائندہ ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ
phone: 00447791097393(u.k)
email:mfquadri@hotmail.co.uk

اعلیٰ حضرت کی دینی غیرت وصلابت کے وارث

محمد محب اللہ نوری

یہ دنیا دارِ فنا ہے، یہاں جو آیا ہے جانے کے لیے ہی آیا ہے:
کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ۝ وَّ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ [الرحمٰن، ۲۶-۲۷]
"جو کچھ پر زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گی آپ کے رب کی ذات جو بڑی عظمت اور احسان والی ہے۔"

یوں تو روزانہ کتنے ہی افراد عالم آخرت کی جانب روانہ ہوتے ہیں مگر ان میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی رحلت صرف ایک گھر، خاندان یا شہر کے لیے ہی نہیں پوری ملت کے لیے باعث رنج والم ہوتی ہے۔ مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ کی مصداق ایسی ہستیوں کا نعم البدل تو کیا، بدل بھی ڈھونڈے سے نہیں ملتا۔

ایسی ہی نادرِ روزگار شخصیات میں مرجع خلائق، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری کا شمار بھی ہوتا ہے۔ ۲۰ رجولائی ۲۰۱۸ء، بروز جمعۃ المبارک، ہندوستانی وقت کے مطابق شام ساڑھے سات بجے بریلی شریف یوپی (انڈیا) میں ان کا وصال ہوا۔ خبر سنتے ہی دل پارہ پارہ اور آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون

آپ خانوادۂ رضویہ کے اہم رکن رکین، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی مسلکی صلابت اور دینی غیرت کے حقیقی وارث تھے۔ راقم کو کئی مرتبہ ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ۲۰۰۱ء میں برکاتی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام عالمی میلاد کانفرنس کا میمن مسجد کراچی میں انعقاد ہوا، جس میں دنیا بھر سے نامور علماء و مشائخ اور سکالرز نے شمولیت کی۔ اس موقع پر آپ نے انتہائی شفقت فرمائی، احقر اور علامہ عبدالحکیم شرف قادری کو اپنے سلاسل حدیث کی اسناد اور تمام سلاسل طریقت کی تحریری اجازت وسند سے نوازا۔

عشق رسول تو انہیں ورثہ میں ملا تھا، یہی وجہ ہے کہ حرمین شریفین کی حاضری کا سلسلہ عمر بھر جاری رہا۔ مدینہ منورہ میں بھی متعدد بار ان کی زیارت سے مستفید ہونے کا موقع ملا، وہ مواجہ عالیہ پر بہت دیر تک کھڑے دست بستہ انتہائی مؤدب انداز میں حاضری دیتے۔ اپنے جد اعلیٰ، اعلیٰ حضرت کا طویل قصیدہ درودیہ:

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروروں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود

دھیمے لہجے میں مکمل پڑھتے۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا حلقہ اثر صرف برصغیر تک محدود نہ تھا، بلاشبہ آپ پورے عالم اسلام کا عظیم دینی سرمایہ تھے۔ رائل اسلامک اسٹریٹجک اسٹڈی سینٹر جارڈن (The Royal Islamic Strategic Studies Centre, Amman, Jordan) پوری دنیا میں علمی، روحانی، سیاسی، ادبی اور ثقافتی سطح پر اثر ورسوخ رکھنے والی ۵۰۰ مسلم شخصیات کا ۲۰۰۹ء سے سروے کر رہا ہے، ۲۰۱۷ء کی سروے رپورٹ کے مطابق حضرت کی شخصیت ۲۳ ویں نمبر پر ہے۔

آپ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی کے پوتے اور اعلیٰ حضرت کے چھوٹے صاحبزادے مفتی اعظم ہند محمد مصطفی رضا خان بریلوی کے نواسے تھے۔ آپ کی پیدائش ۲۴ رذیقعد ۱۳۶۲ھ/ ۲۳ نومبر ۱۹۴۳ء، بروز منگل بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی محمد اسماعیل اور عرف اختر رضا تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی مفتی محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی میاں بریلوی سے حاصل کی، پھر منظر اسلام بریلی سے درس نظامی کی تکمیل کے بعد جامعہ الازہر مصر میں کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا اور فن تفسیر و حدیث کے ماہر اساتذہ سے اکتسابِ فیض کے بعد اپنی جماعت

میں اوّل پوزیشن حاصل کر کے ۱۹۶۶ء میں فارغ ہوئے اور جامعہ ازہر ایوارڈ سے نوازے گئے۔

فراغت کے بعد دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوئے، ۱۹۷۸ء میں اس دارالعلوم کے صدر المدرسین اور رضوی دارالافتاء کے صدر مفتی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ کثرت مصروفیات کی بنا پر تدریسی سلسلہ میں باقاعدگی نہ رہی، تاہم تخصص فی الفقہ کے علمائے کرام کو رسم المفتی، اجلی الاعلام اور بخاری شریف کا درس دیتے رہے۔ آپ کو فتویٰ نویسی میں بڑی مہارت تھی۔

اپنے نانا حضرت مفتی اعظم ہند کے مرید اور خلیفہ تھے، علاوہ ازیں اعلیٰ حضرت کے پیر خانہ کے علماء سے بھی انہیں خلافت و اجازت حاصل تھی۔ حضرت تاج الشریعہ کو شعر و سخن کا عمدہ ذوق تھا، اردو کے علاوہ عربی میں بھی شعر کہتے "سفینۂ بخشش" کے عنوان سے اردو میں، جب کہ روح الفواد بذکر خیر العباد کے نام سے عربی میں دیوانِ نعت ہے۔ آپ بیک وقت محدث، فقیہ، ادیب، مصنف، مفکر، مبلغ، شاعر اور صاحب رشد و ہدایت پیر طریقت اور رہبر شریعت تھے، حق گوئی اور بے باکی میں اپنے اسلاف کا عکس جمیل تھے۔

اردو، عربی اور انگریزی زبان میں اسی (۸۰) کے لگ بھگ رسائل و کتب کے مصنف و مترجم تھے۔ قحط الرجال کے اِس دورِ مہیب میں آپ کا وجود باجود نعمتِ عظمیٰ تھا۔ بلاشبہ آپ جرأت کے پیکر، عزیمت و استقامت کے کوہ گراں اور راہ نوردان حق کے لیے خضر راہ اور منار نور تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حسنات اور دینی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے اور آپ کے اکلوتے عالم و فاضل صاحبزادے مولانا عسجد رضا خان بریلوی کو اُن کی جانشینی کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے اسلاف کا حقیقی نمائندہ بنائے۔ آمین

اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ واعف عنہ وارفع درجتہ فی اعلی علیین۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

ooo

مدیر اعلیٰ ماہ نامہ نور الحبیب، بصیر پور (پاکستان)

مفتی اعظم ہند کے نائب ہیں فتوے میں

سید مظفر شاہ قادری رضوی

''حضرت مفتی اعظم کا تقویٰ بھی مثال تھا، فتویٰ بھی بے مثال تھا، امام احمد رضا کے بعد شہر علم بریلی شریف کی شناخت تھے مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ، سارے عالم میں ان کی عظمتوں اور شرعی فیصلوں کا طوطی بولتا تھا، آج بھی شرعی معاملات میں دنیا کی نگاہیں بریلی شریف کی طرف ہوتی ہیں، جہاں حضرت مفتی اعظم کی نیابت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ۔''

انھیں کی شان علمی وتفقہ فی الدین اور عظمت پر ذیل کی تحریر شاہد ہے۔ یہ تاثرات حضرت علامہ سید مظفر شاہ قادری مدظلہ العالی کے ہیں جو آپ نے اپنے ایک خطاب میں ارشاد فرمائے۔ راقم اسے تحریری شکل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

''میں کیا کہوں؟ اور میرے جیسے بے کار آدمی کی کیا حیثیت ہے کہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے بارے میں کہے، میرے شیخ (حضرت تاج الشریعہ) نے جن کا نظیر یقینا کوئی نہیں ملتا، انہوں نے یہ جملہ کہا ہے کہ

مفتی اعظم کا ذرّہ کیا بنا؟ اختر رضا

بلندی آپ دیکھئے مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کہ آج حضرت تاج الشریعہ کی سلاست، اور میں ایک بات یہاں پر عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ زیب سجادہ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ، فتاویٰ رضویہ شریف کی تعریب فرما رہے ہیں یعنی عربی میں کر رہے ہیں، آپ کے ساتھ ایک مولانا ہوتے ہیں وہ اردو کے اندر پڑھتے ہیں۔ میں زمبابوے میں حضرت کے ساتھ رہا، ہرارے میں حضرت کے ساتھ رہا۔ میں نے دیکھا کہ اللہ نے علم، اعلیٰ حضرت کے خاندان کو ایسا عطا فرمایا ہے کہ حضرت تاج الشریعہ اس وقت شوگر کا مرض بڑھنے کی وجہ سے بظاہر جو بصارت ہے وہ اتنی کمزور ہے کہ آپ کو کاغذ کے اوپر لکھی ہوئی عبارت نظر نہیں آتی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا پورا ایک پیراگراف اردو میں مولانا پڑھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کسی مفتی کو آپ بٹھائیں، اس کے سامنے ایک دفعہ فتاویٰ رضویہ کا پیراگراف پڑھیں، اس کو کہیں کہ اردو دوبارہ سنا دو، وہ نہیں سنا سکتا۔ کیوں کہ تحریر اعلیٰ حضرت ہے۔ تحریر اعلیٰ حضرت کی اردو میں ہی ہے۔ ایک پیراگراف یعنی چار لائنیں۔ اگر کسی بہت بڑے عالم کے سامنے بھی پڑھ دی جائے فتاویٰ رضویہ کی؛ ایک مسئلے کے جواب میں اور پھر کتاب سامنے رکھیں کہ آپ پڑھیے ذرا ہو بہو ویسی۔ تو میں کہتا ہوں کہ بہت ممکن ہو تو وہ ایک لائن پڑھیں گے۔ دوسری میں ڈگمگا جائیں گے۔ الفاظ آگے پیچھے ہو جائیں گے۔ مفہوم ومضمون صحیح بیان کر جائیں گے لیکن لفظ ان کے آپس میں مل جائیں گے۔

لیکن حیرانگی ہوتی ہے اس خاندان پر۔ حضرت تاج الشریعہ کے سامنے مولانا پورا ایک پیراگراف پڑھ کے چپ کر جاتے ہیں؛ آپ اس کی پوری تعریب بیان کرتے ہیں یعنی وہ اردو کا پیراگراف پورا کرتے ہیں اور آپ اپنی زبان میں اس کو عربی میں کر کے بیان کرتے ہیں اور وہ جملہ ریکارڈ ہو رہا ہوتا ہے۔ اس کے بعد دوسری جو ٹیم ہے وہ عربی سے اس کو تحریر کرتی ہے اور تحریر کرنے کے بعد وہ علما جو جامعہ اشرفیہ کے ادھر کے جو، ادب میں عبور رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ الفاظ بھی ایسے نکلتے ہیں جو فصاحت میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔

الحمد للہ میرے شیخ نے اس وقت تین جلدیں فتاویٰ رضویہ کی مکمل عربی میں کر دی ہیں اور عربی بھی وہ جس کو مصری بھی دیکھے

کتاب پر نثار ہو جائے۔ عربی بھی وہ جس کو شامی دیکھے تو کتاب پر نثار ہو جائے کیوں کہ عربی کرنا تو کوئی بھی رسالہ آپ لایئے وہ تو کوئی بھی کر دیتا ہے، لیکن ان کے مزاج کے اعتبار سے، وہ جو تعبیرات وہ رکھتے ہیں اُن تعبیرات کا لحاظ رکھنا، ان کی زبان کا لحاظ رکھنا، اُس کے تسلسل کا لحاظ رکھنا، تو میں کہتا ہوں یہ ملکہ تاج الشریعہ قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کو علمی تبحر کا یہاں پر حاصل ہے۔

میرا یہ معاملہ خود ہوا کہ میں نے کہا جناب ذہبی جو ہے حضور! وہ ابنِ تیمیہ کا شاگرد ہے۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ تو مفتی ہیں، فتویٰ بیان فرماتے ہیں۔ میں آپ سے آٹھ سو سال پرانی بات بیان کر رہا ہوں اور چلتے چلتے میں نے حضرت تاج الشریعہ سے کہا، میری بحث ہو رہی تھی۔ میں نے کہا حضرت اس نے لکھا ہے کہ ذہبی جو ہے وہ ابنِ تیمیہ کے شاگرد ہیں، میں جواب کیا لکھوں؟ میرے ساتھ میرے ایک دوست بھی تھے۔ آپ نے فوراً اُنہی کی کتاب سیَر کا حوالہ دے کر اور ایک اور کتاب کا حوالہ دے کر فرمایا: اُدھر دیکھئے انہوں نے رد لکھا ہے اور جو جملے آپ نے عربی کے پڑھے تھے خدا کی قسم وہی کتاب میں لکھے ہوئے تھے۔

اب آپ اندازہ لگایئے کہ اِس خاندان پر اللہ رب العالمین جلّ وعلٰی نے کیسا فضل رکھا ہے اور جس شخصیت کا آج کوئی نظیر نہیں، میں کہتا ہوں تاج الشریعہ کی نظیر نہیں۔ نہ تقوے میں کوئی نظیر ہے نہ علم میں کوئی نظیر ہے۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ حضرت آپ جانشین ہیں مفتی اعظم ہند کے۔ آپ کو کرسی ملی ہے، آپ کو اُن کی جانب سے قضاء کی اجازت ملی ہے، آپ اُن کے نائب ہیں فتوے میں۔ آپ نے حضرت مفتی اعظم ہند کو کیسا پایا؟ تو اِس وقت کا اتنا بڑا امام یہ کہہ کر خاموش ہوتے ہے کہ جناب!

مفتی اعظم کا ذرّہ کیا بنا؟ اختر رضا!

تو میں کہتا ہوں کہ جناب اِس سے آپ اندازہ لگایئے کہ سرکار مفتی اعظم ہند کا علم کا جو آفتابِ نیم روز ہے وہ کتنی بلندی پر اپنی روشنی کو پھیلا رہا ہے۔"

OOO

ویڈیو سے تحریر کردہ: محمد سعید رضا نوری مشن مالیگاؤں

یادرکھتے ہیں انھیں لوگ مثالوں کی طرح

انتخاب عارف صدیقی (قادری)

اللہ عزوجل نے خانوادۂ رضویہ میں جلیل القدر علمائے کرام اور صوفیائے اعظام کو پیدا فرمایا۔ان میں سے بعض ہم عصروں میں ممتاز ہوئے اور زمانے نے ان کے علمی وقار و دبدبہ کو تسلیم کیا، اور ان کی زندگیاں تاریخ کا حصہ بن گئیں، بقول کسی شاعر کہ

زندگی جن کی گزرتی ہے اُجالوں کی طرح
یادرکھتے ہیں انہیں لوگ مثالوں کی طرح

بندے کے لئے عزت ومقبولیت جس کی بنیاد احکام شریعت کی بجا آوری سے ہوتی ہے، وہ یقیناً من جانب اللہ ہوتی ہے، ربِّ جلیل کے مقرب بندوں کی مقبولیت ایک لازوال نعمت کا نام ہے، زیادہ تر یہ عظیم ہستیاں سادگی کی زندگی گزارتی ہیں، ریا ونمود سے کوسوں دور رہتے ہیں، مگر ان کا سچا چاہنے والا ربّ ان پر اتنا مہربان ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں کو ان کی محبت سے بھر دیتا ہے لوگ خود بخود ان کی طرف مائل ہوتے ہیں۔تاریخ اسلام ایسی مقبول ہستیوں سے بھری ہوئی ہے، جن حضرات کا تاریخ اسلام سے تعلق رہا ہے اور تاریخی کتب پر جن کی نظر ہے وہ کبھی اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتے۔

مثال کے طور پر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور سید معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی کو ہی لے لیں، آج ان بزرگوں کو جو خداداد مقبولیت حاصل ہے وہ فضل ربی ہے کہ صدیوں سے کروڑوں دلوں میں حکومت کر رہے ہیں، اہل ایمان عقیدت مندان اولیائے کرام صدیوں سے ان کی عقیدت کا دم بھر رہے ہیں اور حبِ اولیاء میں سرشار رہتے ہیں۔یہ نہ ظاہر میں ہمارے درمیان موجود ہیں نہ ان کا لشکر اور ظاہری دولت کا خزانہ ہے، نہ کسی قسم کی مادی قوت کا سامان ہے مگر قسم رب جلیل کی کہ دین وسنیت کے ان رہبروں کو جو عالمگیر شہرت حاصل ہے وہ نہ کسی شاہِ زمن کو ملی نہ کسی سلطان وقت کو حاصل ہوئی بلکہ سچ پوچھو تو یہ روحانی حکومت کے تاجدار ہیں اور یہ حکومت روز بروز ترقی حاصل کرتی جارہی ہے۔اس سے بارگاہِ ربّ میں ان کی شان وقرب کا پتہ چلتا ہے، دنیوی بادشاہوں کی سلطنت کے لئے زوال ہے مگر سبحان اللہ ان مقبولین کے لئے جو مقبولیت ہے اس میں نہ کمی ہوتی ہے نہ کبھی وہ فنا ہوگی، کیوں کہ ان کی عزت وعقیدت کی اصل بنیاد ربِّ جلیل کی معرفت اور اطاعت مصطفی ﷺ ہوتی ہے۔اس سے سچا تعلق انہیں بلند وبالا مقام تک پہنچا دیا ہے اور یہاں پہنچنے والا پستی کی طرف نہیں جاتا، دین داری اور تقویٰ کی بنیاد پر جو شہرت عزت ملتی ہے اس کی قدر ومنزلت بڑھتی ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ تم لوگ اولیائے کرام کو کیوں پکارتے ہو؟ اللہ اللہ کیوں نہیں پکارتے! یہ ناداں کیا سمجھیں۔ارشادی باری تعالیٰ ہے فاذ کرونی اذ کرکم۔یہ ان مقربین کی زندگیاں آخر دم تک اللہ اللہ کہنے میں گزری۔اب اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی زبان سے اذ کرکم کا وعدہ پورا کررہا ہے، اللہ عزوجل نے دین داری کی بنیاد پر شہروں، علاقوں اور ملکوں کو مقبولیت ومحبوبیت عطا کی ہے۔شہر مدینہ (زادھا اللہ شرفاً تعظیماً) اہل ایمان کے دلوں کا نور ہیں بغداد، اجمیر اور مارہرہ وہ کچھوچھہ وغیرہ انہیں شہروں کی نسبت سے روشن ہیں۔ان کے علاوہ اولیاء اللہ کے مسکن ہونے کی وجہ سے کئی شہر مقبولیت وشہرت حاصل کیے ہوئے ہیں۔

مقبولیت کوئی ایسی چیز نہیں جسے مول لیا جائے یا کسی کو بخشی جائے نہ یہ ایسی چیز ہے کہ کوئی اسے چھین لے۔غرض اس میں بندے کے کسب کا کوئی دخل نہیں۔محض عطائے الٰہی ہے جس کو چاہے بے حساب دیتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدك الخیر انك علیٰ كل شئی قدیر۔ مقبولیت کے حصول کے لئے ماضی قریب میں لوگوں نے بڑے جتن کیے مگر نہ مل سکی۔

آج شہر بریلی دینی وسنّی عظمتوں کے لحاظ سے کروڑوں مسلمانوں کا محبوب بنا ہوا ہے ایسا کیوں؟ صدیوں سے لوگ اسے بریلی کہتے رہے۔کئی معروف اشیاء کے سبب اسے یاد کیا جاتا تھا، مگر پٹھان

خاندان کے ایک نامور فرزند عالم باوقار علامہ رضا علی خاں علیہ الرحمہ کی صلاحیت وقابلیت کا شہرہ ہوا تو اب ایک طبقہ اہل علم کا اس بزرگ کی نسبت سے اس شہر کو محبت کی نگاہ سے دیکھنے لگا۔ دلوں کی دنیا میں ایک چمک پیدا ہوئی ایک زمانہ کے بعد ان کے آنگن میں ایک اور خوش بخت ذات علامہ نقی علی خاں نے جنم لیا، ان کی علمی شان کا چرچا ہونے لگا تو اب اور زیادہ اہل علم کی توجہ اس کی جانب ہونے لگی۔ اب دو چراغ اپنی اپنی روشنی بکھیر رہے تھے۔ نوابوں اور ولیوں کو بھی اس کی خبر ہوگئی کہ علم وعمل کے یہ چراغ یہاں موجود ہیں۔ علم کے ساتھ عشق رسول ﷺ کی دولت سے یہ حضرات مالا مال تھے اور اسی دولت کو دور دور تک لٹاتے رہے۔ اللہ اکبر!

وہ مبارک دن بھی آگیا شہر بریلی کا نصیبہ جاگا، اس خاندان کی قسمت بلند ہوئی کہ اس گھرانے میں اب وہ تولد ہوا جس کے دادا جان نے اسے ''احمد رضا خاں'' کہا۔ خود اس فرزند نیک نے اپنے کو ''عبدالمصطفیٰ کے نام سے پہچنوایا اور اپنے دل کو تسلی دی'' کہ تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے''

اس ذات بابرکت کے قدم کیا آئے کہ انعام واکرام خداوندی کی بارش ہونے لگی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ عالم اسلام میں ممتاز مقام حاصل کرنے لگا۔ فتویٰ نویسی کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے علم کے دریا بہائے کہ اہل علم اس کے فتاوے دیکھ کر حیران رہ گئے۔ یقیناً جسے خدائے تعالیٰ بڑھانا چاہے تو اسے کون گھٹا سکتا ہے۔

اب تو عوام وخواص کا مرکز یہی شہر ہونے لگا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لوگوں کی توجہ اس طرف کس نے کی تھی؟ کون سا میڈیا، یا موبائل وغیرہ ترسیلی نظام تھا؟ پھر دلوں کی دنیا کیسے فتح ہو رہی تھی؟ اہل دل کا مرکز بریلی شریف کیسے بن گیا؟ بس یہ فضل ربی ہے۔ اب اسے بریلی ہی نہیں بلکہ مرکز اہل سنت، بریلی شریف کہتے ہیں۔

اہل اللہ اور صاحبان کرامت جدھر چلے گئے ادھر ہی عزت و عظمت کی بارش ہونے لگی پھر کیا وجہ ہے کہ بعض چہرے اس کی عظمت وفضیلت کو دیکھ کر مرجھا جاتے ہیں مگر وہ جل کر راکھ ہوجائیں گے، عظمت محبوبان خدا میں تو اضافہ ہی ہوتا رہے گا۔ ان کے طفیل ان کے شہروں کو بھی شہرت وعزت ملتی ہے نہ صرف امام احمد رضا بلکہ ان کے آباء واجداد اور ان کے صاحبزادگان کی علمی حیثیتوں کے چرچے دنیا بھر میں گونج رہے ہیں۔ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں اور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ پھر ان کے جانشینوں کو جو عظمت وشہرت حاصل ہوئی وہ سب پر ظاہر ہے۔ آج لاکھوں کروڑوں دلوں میں ان کی عقیدتوں کے چراغ جل رہے ہیں۔

پھر فضل رب سے اس دور میں جانشین مفتی اعظم، علامہ اختر رضا خاں حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو جو خداداد عزت وشہرت ملی وہ بے مثال تھی۔ وہ چمکتے دمکتے آفتاب کی طرح تھی جہاں دیکھا علماء و فضلا کے جھرمٹ میں یا شیوخ طریقت کے مجمع میں ہر جگہ وہ بلند نظر آتے تھے۔ بناوٹ ونمود، خودستائی سے دور، دینوی وجاہت سے نظریں پھیرنے والے حرص وطمع سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا، نذرونذرانہ سے بے نیازی تعریف وتوصیف سے بے پرواہی، کبھی کسی دنیا دار کی تعریف کے لفظ نہ سننے نہ اہل دنیا سے دنیا طلبی کے مظاہرے دیکھے۔ ان تمام نامناسب باتوں سے اپنے آپ کو الگ تھلگ رکھا، حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد پے در پے جو واقعات رونما ہوئے ان کی تفصیل میں جانے کا موقع نہیں مگر وہ سب کچھ اس پر شاہد وعدل ہے کہ مقبولیت محض عطائے الٰہی ہے، ایجادِ بندہ نہیں۔

تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ کی ذات گرامی میدان تعارف کے احاطہ سے بالاتر بلکہ اکناف عالم میں مشہور ومعروف ہے جنہیں القاب وآداب زیب دیتے ہیں۔ علم ادب کے جبل شامخ ردِ بدعات ومنکرات میں یکتا تھے۔ وسیع النظر مدبر، تدریس وافتا کے شاہ، دعوت وتبلیغ کے سپہ سالار تھے۔ رشد وہدایت کے رکن عظیم تھے۔ آپ علیہ الرحمہ عصر حاضر کے ممتاز شخصیت میں شمار کیے جاتے جو بیک وقت علم شریعت وطریقت کے سنگم، دنیائے سنیت کے مسلم مقتدا، ملت کے روحانی تاجدار تھے جن کے روبرو بڑے بڑے علماء کرام، مشائخ عظام زانوائے ادب تہ کرتے ہوئے فیروز بختی اور اپنی خوش نصیبی تصور کرتے تھے جن کی غلامی اپنے حق میں سعادت دارین سمجھتے۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ مسلک اعلیٰ حضرت اہل سنت وجماعت کے ستون اعظم اور موجودہ دور کے محدثِ اعظم ومفتی اعظم تھے۔ عصر حاضر کی عظیم شخصیت جس نے اپنی پوری زندگی دین حنیف کی خدمت واشاعت ونشر علم وادب درس حدیث وقرآن کے لئے وقف کردی تھی۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود تواضع وانکسار کے پیکر

تھے اور اخلاص وایثار میں بے مثال، سادگی صبر وتحمل، ضبط وتواضع انکسار ،حسن اخلاق ادب آپ کے دربار سے درس لیتا تھا۔
گویا آپ ہر جہت سے متبع شریعت تھے۔تقویٰ وطہارت آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ آپ کا پیدائشی نام محمد اسماعیل رضا عرف اختر رضا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے سچے جانشین سلف کی بولتی تصویر تھے۔ اللہ عزوجل نے حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو وہ تمام خو بیاں عطا کی تھی جو ایک نیک بندے میں ہوا کرتی ہیں۔
اللہ عزوجل نے حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو بے شمار محاسن و کمالات سے سرفراز فرمایا تھا، خاندانی وجاہت وکرامت، پاکیزہ اخلاق وسیرت، بحث وتحقیق کی اعلیٰ بصیرت سے آراستہ فرمایا تھا۔ آپ کے جود ونوال، فضل وکمال اور حسن وجمال کا ایک عالم دیوانہ نظر آتا ہے۔ آپ کا پرکشش نورانی و پاکیزہ چہرہ دیکھنے کے لئے لاکھوں دل بے چین رہتے، جس آبادی سے گزر جاتے انسانوں اور جنات کا ہجوم امنڈ پڑتا، جس کانفرنس میں شریک ہوجاتے جملہ حاضرین کی توجہ کا مرکز بن جاتے، ہر طرف فضا میں ایک ہی نعرۂ گونجتا سنائی دیتا
''بستی بستی قریہ قریہ تاج الشریعہ تاج الشریعہ''
یہ مقبولیت منجانب اللہ ہوتی ہے جو کوئی تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو ایک نظر دیکھ لیتا وہ اپنی سعادت مندی سمجھتا، باغ باغ ہوجاتا اور کوئی باوجود سعی کے دیدار نہیں کر پاتا تو حسرت رکھتا۔ بڑے بڑے شرفا بھی آپ کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی شخصیت میں عجیب کشش تھی۔ ان کی ذات مبارکہ میں خاندانی برکات کے جلوے تھے۔ آج ہمارا فخر ہم سے جدا ہو گیا جس پر دنیائے سنیت کو ناز تھا۔ آج وہ ہمارے درمیان نہیں رہا۔ آپ کے فیوض وبرکات کا سلسلہ جاری وساری ہے اور ان شاء اللہ صبح قیامت تک آپ کے فیوض و برکات سے دنیائے سنیت مستفیض ہوتی رہے گی۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طنیت را
علم دین کا یہ ستون جس کے فیض کا دریا ہر خاص وعام کے لئے جاری ہے علماء عرفا اور فقہائے کرام اپنی علمی اور مذہبی معلومات کی پیاس اس چشمہ سے آکر بجھاتے رہے اور جسے دنیا علم وعرفان میں شہرت دوام حاصل ہوئی۔ ۷ رذی قعدہ بمطابق ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ شام ۷ بج کر ۳۰ منٹ پر اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے کہتے اس دارفانی سے دار بقاء کو رحلت کر گیا۔ اناللہ وانا اللہ راجعون.
اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب کریم حضرت تاج الشریعہ کی تربت پاک پر رحمتوں انوار کی بارش فرما، آپ کے صدقے وطفیل ہم گناہ گاروں پر بھی رحم فرما۔ آمین بجاہ سید المرسلین

اہل سنن کو ناز تھا جس پر چلا گیا
یعنی کہ حق شناس قلندر چلا گیا
آواز دے رہی ہیں یہ خاموشیاں ہمیں
محشر میں کل ملیں گے یہ کہہ کر چلا گیا

ooo

امروہہ 9897863008

باب دوم

اصالت شناسی

ذاتی خوبیاں، علمی کارنامے، اصلاحی خدمات

بیسویں صدی کے عظیم مصنف کی نشانی

وحید العصر تاج الشریعہ

۳۹ ھ ۱۴

وارث علوم اعلیٰ حضرت ۔۔۔۔۔۔۔ یادگارِ حجۃ الاسلام
جانشین مفتی اعظم ہند
مرکز اہل سنت بریلی شریف کا علمی ترجمان

''دعوت وتبلیغ کے میدان میں اولین مسئولیت، اصلاحِ عقائد ہے پھر اصلاحِ اعمال۔ حضرت تاج شریعت آبروئے سنیت نے دونوں رخ سے عالمی سطح پر کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔''

ooo

بیسویں صدی کے عظیم مصنف کی نشانی

ڈاکٹر محمد یونس رضا مونس اویسی

قطب الوقت، مجمع البحرین، مرشد الثقلین، تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، امام الکاملین، زبدۃ العارفین، فخر المحدثین، سراج المفسرین، شیخ الکل، استاذی الکریم، سیدی وسندی، کنزی وذخری لیومی وغدی حضرت علامہ مفتی الشاہ الحاج محمد اختر رضا قادری ازہری علیہ الرحمہ، مفتی اعظم وقاضی القضاۃ فی الہند کی ولادت باسعادت کاشانہ رضا محلہ سوداگران بریلی شریف میں ۱۴/ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ/ ۲۳/نومبر ۱۹۴۲ء بروز منگل ہوئی۔

حضرت تاج الشریعہ کی کتاب زندگی ایسے ماحول میں اور ایسی تہذیب وتمدن میں کھلی جو چوطرفہ خالص اسلامی شرعی تھا۔ دادیہال، نانیہال دونوں خانوادہ ہی میں ہے اور حسن اتفاق کہ سسرال بھی خاندان ہی میں رہی، اس لیے حضرت کی نگاہ نے ہر وقت وہ ماحول دیکھا جو کہ دائرۂ شرع میں پروان چڑھتا ہے۔ اس کا اثر حضرت کی ذات وشخصیت نے خوب قبول کیا اور خود کو شریعت اسلامی کے اندر ڈھال لیا اور زبردست مبلغ اسلام بن کر ابھرے۔ آپ جماعت اہل سنت کے ممتاز ترین صاحب علم وبصیرت، باقیات صالحات میں سے ایک ہیں۔

ذکاوت طبع اور قوت اتقان، وسعت مطالعہ میں اپنی مثال آپ ہیں۔ درس وتدریس، فقہ وافتا، قراءت وتجوید، منطق وفلسفہ، ریاضی، علم جفر وتکسیر اور علم ہیئت وتوقیت میں ید طولیٰ رکھتے ہیں مسلسل بیالیس سالوں سے آپ مسند افتا پر جلوہ افروز ہیں۔

آپ ایک اچھے انشا پرداز اور صاحب اسلوب، کہنہ مشق، سہ لسانی ادیب ہیں۔ آپ کی نثری خدمات متعدد کتابوں پر مشتمل ہیں ان میں مذہبی مسائل اور فتاوی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ فنی موضوعات میں علمی زبان کا استعمال کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود کہیں ثقالت پیدا نہیں ہوتی، آپ ہر موضوع پر ادیبانہ اسلوب اختیار کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ آپ کی تحریروں میں سلاست وروانی، ایجاز واختصار تشبیہات واستعارات، فصاحت وبلاغت پائی جاتی ہے۔ آپ کی تحریریں تقدیسی اردو ادب کے لئے قیمتی خزانے ہیں جس میں بیان کے جوش وزور، شوکت وجلال اور ندرت خیال کے نگار خانے آراستہ ہیں۔

آپ کو شعر وشاعری سے بھی خاص دل چسپی ہے۔ آپ قادر الکلام فطری شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں شاعری کرتے ہیں۔ شاعری انہیں وراثت میں ملی ہے۔ آپ کا مجموعہ کلام ''سفینۂ بخشش'' کے نام سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔ جہاں آپ کے نثری شہ پارے ادبی حیثیت کے حامل ہیں۔ وہیں آپ کی شاعری بھی آپ کی قادر الکلامی پر شاہد عدل ہے۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود قلم سے اٹوٹ رشتہ بنائے ہوئے تھے۔ آپ نے متعدد موضوعات پر کتابیں تصنیف کی ہیں اور بہت سی کتابوں کا ترجمہ بھی کیا ہے۔

پہلے ہم ان کی اجمالی فہرست درج کرتے ہیں اس کے بعد جائزہ پیش کریں گے۔

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	تفصیل
۱	شرح حدیث نیت	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، ادارہ معارف رضا، پاکستان
۲	ہجرت رسول	اردو	مطبوعہ المجمع الرضوی، ادارہ معارف رضا، پاکستان
۳	آثار قیامت	اردو	مطبوعہ المجمع الرضوی، ادارہ معارف رضا، پاکستان

۴	سنو چپ رہو	اردو	ادارہ معارف رضا، پاکستان/ برکاتی پبلشرز، کراچی
۵	ٹائی کا مسئلہ	اردو	مطبوعہ المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۶	تین طلاقوں کا شرعی حکم	اردو	مطبوعہ اختر بکڈ پو، خواجہ قطب، بریلی
۷	تصویروں کا حکم	اردو	مطبوعہ اختر بکڈ پو، خواجہ قطب، بریلی
۸	دفاع کنز الایمان - ۲ جز	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی
۹	الحق المبین	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی
۱۰	ٹی۔وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی
۱۱	القول الفائق بحکم اقتداء الفاسق	اردو	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۱۲	حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر، مقالہ	اردو	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۱۳	کیا دین کی مہم پوری ہو چکی؟، مقالہ	اردو	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۱۴	جشن عید میلاد النبی، مقالہ	اردو	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۱۵	متعدد فقہی مقالات	اردو	مطبوعہ/غیر مطبوعہ
۱۶	سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی	اردو	مطبوعہ ماہنامہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی
۱۷	المواہب الرضویہ فی الفتاویٰ الازہریہ	اردو	مطبوعہ دو جلد/غیر مطبوعہ
۱۸	منحة الباری فی شرح البخاری	اردو	جامعۃ الرضا، بریلی شریف
۱۹	تراجم قرآن میں کنز الایمان کی فوقیت	اردو	اس پر کام جاری ہے
۲۰	نوح حا میم کیلر کے سوالات کے جوابات (کفر، ایمان، تکفیر)	اردو	غیر مطبوعہ، قلمی
۲۱	الحق المبین	عربی	مطبوعہ المجمع الرضوی
۲۲	الصحابة نجوم الاهتداء	عربی	مطبوعہ دار المقطم، مصر
۲۳	شرح حدیث الاخلاص	عربی	المجمع الرضوی
۲۴	سد المشارع علی من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع	عربی	دار المقطم، قاہرہ، مصر
۲۵	تحقیق أن أبا ابراهیم تارح لا آزر	عربی	مطبوعہ دار المقطم، قاہرہ، مصر
۲۶	نبذة حیاة الامام احمد رضا	عربی	دار المقطم، قاہرہ، مصر
۲۷	مرأة النجدیه بجواب البریلویه (حقیقة البریلویة)	عربی	دار المقطم، قاہرہ، مصر
۲۸	حاشیة الازهری علی صحیح البخاری	عربی	مطبوعہ مجلس برکات، مبارکپور

نمبر	نام کتاب	زبان	کیفیت
۲۹	حاشية المعتقد والمستند	اردو	مطبوعہ، المجمع الرضوی، بریلی
۳۰	سفینہ بخشش (دیوان)	عربی/اردو	مطبوعہ، متعدد بار، المجمع الرضوی، بریلی
۳۱	انوار المنان فی توحید القرآن	اردو	المجمع الرضوی
۳۲	المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند (ترجمہ)	اردو	المجمع الرضوی، بریلی
۳۳	الزلال الانقی مع بحر سبقة الاتقی (ترجمہ)	اردو	ادارہ سنی دنیا، بریلی
۳۴	اهلاك الوهابين على توهين القبور المسلمين (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی، بریلی
۳۵	شمول الاسلام لاصول الرسول الكرام (تعریب)	عربی	شائع از سعودی، مطبع کا نام نہیں ہے
۳۶	الهاد الكاف فی حکم الضعاف (تعریب)	عربی	دار السنابل، دمشق
۳۷	برکات الامداد لاهل الاستمداد (تعریب)	عربی	جمعیۃ رضا المصطفیٰ، کراچی
۳۸	عطایا القدیر فی حکم التصویر (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی، بریلی
۳۹	تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی، بریلی
۴۰	قوارع القهار فی رد المجسمة الفجار (تعریب)	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۱	سبحان السبوح (تعریب)	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۲	القمع المبين لامال المكذبين	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۳	النهی الاکید (تعریب)	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۴	حاجز البحرين (تعریب)	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۵	فقه شهنشاه وأن القلوب بيد المحبوب بعطاء الله (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۴۶	ملفوظات تاج الشریعہ	اردو	غیر مطبوعہ، قلمی
۴۷	تقدیم تجلیة السلم فی مسائل نصف العلم	اردو	مطبوعہ اختر بک ڈپو، خواجہ قطب، بریلی
۴۸	ترجمہ قصیدتان رائعتان	اردو	غیر مطبوعہ، قلمی
۴۹	Few English Fatawa	انگلش	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، بریلی
۵۰	ازہر الفتاویٰ	انگلش	مطبوعہ حبیبی دار الافتاء ڈربن، ساؤتھ افریقہ
۵۱	ٹائی کا مسئلہ	انگلش	ادارہ سنی دنیا
۵۲	AJustAnswertotheblasedauthor	انگلش	مطبوعہ، از: ساؤتھ افریقہ (مطبع کا نام نہیں)
۵۳	فضیلت نسب (ترجمہ اراءۃ الادب لفاضل النسب)	اردو	مکتبہ سنی دنیا، بریلی
۵۴	ایک غلط فہمی کا ازالہ	اردو	برکات رضا، پور بندر، گجرات
۵۵	حاشیہ انوار المنان	اردو	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۵۶	الفردہ فی شرح قصیدۃ البردہ	عربی	ناشر مولانا عسجد رضا (مطبع کا نام نہیں ہے)

۵۷	رویت ہلال	اردو	مشمولہ ماہنامہ سنی دنیا شمارہ جنوری ۲۰۱۴ء
۵۸	چلتی ٹرین پر نماز کا حکم	اردو	مشمولہ ماہنامہ سنی دنیا شمارہ جنوری ۲۰۱۴ء
۵۹	افضلیت صدیق اکبر و فاروق اعظم	اردو	مطبوعہ
۶۰	تعریب فتاویٰ رضویہ، جلد اول	اردو	کمپوزنگ جاری ہے۔
۶۱	نغمات اختر	عربی	مطبوعہ

نوٹ: مذکورہ بالا تصانیف کے علاوہ بشکل آڈیو، قیمتی باتیں، بخاری شریف کا اردو میں درس انٹرنیٹ پر ہر اتوار کو بعد نماز عشا آن لائن، عربی سوال کا عربی میں انگلش سوال کا انگلش میں، اردو سوال کا اردو میں جواب، انٹرنیٹ پر موجود ہے، اللہ تعالیٰ اہل علم عقیدت مندوں میں سے کسی کو توفیق بخشے اور اسے تحریر کا جامہ پہنا کر منظر عام پر لے آئے۔ بخاری شریف کی ابتدائی چند حدیثوں کی شرح منحة الباری کے نام سے ایک جلد منظر عام پر آچکی ہے۔

جن کتابوں کا آپ نے ترجمہ فرمایا ہے خواہ عربی میں ہوں یا اردو میں ان پر آپ کا حاشیہ بھی ہے، میں نے صرف المعتقد مع المعتمد المستند اور انوار المنان کے حاشیے کا تصانیف میں تذکرہ کیا ہے، ان حواشی کو بھی آپ کی تصانیف میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ دوران مطالعہ مرکزی دارالافتاء میں، میں نے دیکھا کہ وہ کتابیں جو حضرت تاج الشریعہ کے زیر مطالعہ رہی ہیں ان میں سے بعض کتابوں پر آپ کی تعلیقات وحواشی ہیں، انہیں میں نے تحریرات حضرت تاج الشریعہ میں شمار نہیں کیا ہے۔

آپ نے جو خطوط لکھے ہیں بعض کی کاپیاں دارالافتاء میں تھیں انہیں میں نے پڑھا ہے، وہ زبردست علمی کاوشیں ہیں، اگر حضرت کے خطوط مل جائیں اور انہیں یکجا کر دیا جائے تو وہ بھی مستقل ایک کتاب کی حیثیت رکھیں گے۔

آپ نے علمائے اہل سنت کی کتابوں پر جو تقریظیں تحریر کی ہیں وہ کثیر تعداد میں ہیں انہیں بھی یکجا کیا جائے تو اردو نثر میں اضافہ ہوگا۔ مدارس، مساجد، مکاتب، تنظیم، تحریک جن کا تعلق اہل سنت سے ہے، ان کے معائنے یا سرپرستی قبول کرنے کی تحریریں، یا تعاون کے سلسلے میں تاج الشریعہ کی بابرکت تحریریں بھی اِس قدر ہیں کہ انہیں یکجا کیا جائے تو نثریات اردو میں شاہکار ثابت ہوں گی۔

تعارف کتب

۱۔ **شرح حدیث نیت:** یہ صدق و اخلاص کے موضوع پر معلوماتی کتاب ہے۔ دراصل یہ رسالہ حدیث نیت انما الاعمال بالنیات کی شاندار شرح ہے، ماضی قریب کے مایہ ناز مفتی حضرت قاضی محمد عبدالرحیم بستوی صدر مرکزی دارالافتاء بریلی اُس کے تعلق سے ''پیش گفتار'' کے تحت رقم طراز ہیں:

''اگرچہ حضرت تاج الشریعہ کے معمولات کا دائرہ وسیع تر ہے۔ دورۂ تبلیغ وفتویٰ نویسی جیسے اہم امور کے سبب آپ کی زندگی بے حد مصروف ہے لیکن اس کے باوجود زیر نظر رسالہ ''شرح حدیث نیت'' آپ کی وسعت علمی و بصیرت دینی کا حسین مرقع ہے حدیث نیت کے بارے میں بہت عمدہ و گرانمایہ سرمایہ ہے اور اردو زبان میں نادر تحفہ ہے۔''

حضرت نے حدیث نیت کی تشریح جس علمی انداز میں کی ہے اسے چند خانوں میں بانٹ کر کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے یعنی اسے ہم محدثانہ، فقیہانہ، صوفیانہ، نحویانہ، فلسفیانہ، منطقیانہ تشریح سے موسوم کر سکتے ہیں اس میں شاندار سلیس اردو کا استعمال ہے۔

اس کتاب کے دو نسخے میرے پیش نظر ہیں۔ ایک نسخہ ادارہ سنی دنیا پوسٹ بکس ۲۳۵، رضا نگر سوداگران، بریلی نے جون ۱۹۸۷ء میں ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کے اہتمام سے شائع کیا تھا۔ کتاب درمیانی سائز میں ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ صفحہ نمبر ۲ پر حضرت کا پیش لفظ

اور صفحہ ۳ تا ۱۴ مفتی عبد الرحیم بستوی کی پیش گفتار ہے۔ اصل کتاب ص ۷ سے شروع ہے اور شوال ۱۴۲۸ھ/اکتوبر ۲۰۰۷ء میں ا
معارف نعمانیہ شادباغ لاہور پاکستان نے بھی کمپوز کرا کے خوبصورت ٹائیٹل کے ساتھ شائع کیا ہے۔

۲۔ ہجرت رسول:

اس رسالہ کے نام ہی سے موضوع ظاہر ہے۔ تاریخ اسلام میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ ہجرت ایک انقلاب آف
موڑ ہے۔ حضرت نے بڑے ہی اچھوتے انداز میں رقم کیا ہے۔ رسالہ اردو نثر میں ہے اور سلاست و بلاغت سے بھرپور ہے۔ کہیں کہ
قرآن کی آیتیں اور احادیث واقوال ائمہ شواہد کے طور پر مرقوم ہیں۔ یہ رسالہ المجمع الرضوی، ۸۲ رسوداگران، بریلی سے شائع ہوا ہے۔ا
میں ٹوٹل ۳۲ رصفحات ہیں، سال اشاعت درج نہیں۔ ادارۂ معارف نعمانیہ، لاہور نے بھی یہی نسخہ شائع کیا ہے۔

۳۔ آثار قیامت:

قیامت برحق اور مذہب اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے قرآن و احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ یہ کتاب اسی تعلق
تبشیر وانذار پر مشتمل ہے اردو زبان میں بڑی اچھی کتاب ہے۔ یہ کتاب دراصل کنز العمال مصنفہ علامہ علاء الدین متقی ہندی علیہ الرحم
ایک طویل حدیث اور قیامت کے تناظر میں بلیغ وفصیح تشریح ہے یہ حدیث کنز العمال کی چودھویں جلد صفحہ ۵۷۳ تا ۵۷۴ سے ماخوذ ہے ا
کے مشمولات مندرجہ ذیل ہیں:

☆ جب لوگ نماز کو ضائع کرنے لگیں۔ ☆ جب امانت رائیگاں کردی جائے۔ ☆ جب سود خوری کی جانے لگے۔ ☆ جب رشو
ستانی کی جانے لگے۔ ☆ جب قرآن کو گانا ٹھہرالیا جائے۔ ☆ جب اولاد دل کی گھٹن ہوجائے۔ ☆ جب علما اہل ثروت کے لئے سینوں
ہاتھ باندھے جھکیں۔ ☆ جب مسجدیں آراستہ کی جائیں۔ ☆ جب مہینے گھٹ جائیں۔ ☆ جب عورتیں ترکی گھوڑوں پر بیٹھیں۔ ☆ ج
عورتیں مردوں سے/مرد عورتوں سے مشابہت کریں۔ ☆ جب غیر اللہ کی قسم کھائی جائے۔ ☆ جب آدمی بغیر طلب کے گواہی میں سبقت
لے۔ ☆ جب عہدے میراث ہوجائیں۔ ☆ جب عورتیں عورتوں میں، مرد مردوں میں رغبت کرنے لگیں۔
المجمع الرضوی، ۸۲ رسوداگران، بریلی نے شائع کیا ہے، کتاب درمیانی سائز میں ۹۶ رصفحات پر مشتمل ہے۔ سال اشاعت د
نہیں۔ اس کتاب کو ادارۂ معارف نعمانیہ، لاہور، پاکستان نے بھی شائع کیا ہے۔

۴۔ تین طلاقوں کا شرعی حکم: یہ رسالہ بھی اردو نثر میں ہے۔ یہ دراصل ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ سو
ہے کہ ایک مرتبہ میں اگر شوہر نے تین طلاق بیوی کو دے دیں تو تین طلاقیں واقع ہوں گی یا ایک۔ اس پر حضرت نے قرآن واحادیث
فقہائے کرام کی متعدد کتابوں سے ثابت کیا کہ بیوی پر تین طلاق پڑیں گی۔ رسالہ شاندار لب ولہجہ اور فصیح وبلیغ اردو پر مشتمل ہے۔ جوا
ابتدائی حصہ ملاحظہ کیجئے:

''فی الواقع ائمہ اربعہ و جماہیر اہل سنت کا سلفاً وخلفاً اس امر پر اجماع ہے کہ یک بارگی تین طلاقیں دینے کی صورت میں بیوی پر
ہی واقع ہوں گی۔ اس امر میں کسی معتد بہ کا اختلاف نہیں۔''

یہ رسالہ ۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء میں لکھا گیا۔ اسے مکتبہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی نے شائع کیا۔ رسالہ ۴۸ رصفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

۵۔ سنو چپ رہو: یہ کتاب بھی فقہ میں آداب قرأت سے متعلق ہے اور اردو میں ہے حضرت کی اس کتاب کو جناب م
ابو السنا محمد عبد الرشید نوری ایم۔ اے۔ پاکستان نے مرتب کر کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اکیڈمی شعبۂ تحقیق بزم رضا پاکستان کے تعا
سے صفر ۱۴۱۱ھ/ستمبر ۱۹۹۰ء میں طبع کرایا ہے جسے برکاتی پبلشرز کراچی پاکستان نے شائع کیا۔ اس میں مکمل ۱۴۴ رصفحات ہیں۔

کتاب کے ٹائٹل پر یہ تحریر مکتوب ہے ''مسئلہ حق نبی عند القرأۃ پر تحقیقی کتاب ''سنو چپ رہو'' یہ رسالہ اس طرح معرض وجود میں آیا کہ حضرت ۱۹۸۹ء میں حیدرآباد پاکستان ایک جلسہ کو خطاب کرنے گئے وہاں دیکھا کہ لوگ آیت صلوٰۃ میں ''علی النبی'' پر حق نبی کا نعرہ لگاتے ہیں جو شرعاً آداب قرأت کے خلاف ہے۔ اس پر پاکستان کے مولانا محمد زبیر نقشبندی کو اعتراض ہوا پھر ایک استفتا حضرت کے پاس وہیں روانہ کیا اور ساتھ ہی ایک رسالہ ''مسئلہ حق نبی'' لکھ کر شائع بھی کر دیا۔

حضرت نے ان کے خطوط کے شبہات کا جواب وہیں فی الفور دیا۔ حیدرآباد سے آپ کو لاہور جانا تھا، چلے گئے۔ مولانا نے حیدرآباد، پاکستان میں مولانا زبیر کے شبہات کا ازالہ ۲۵ ر ذیقعدہ ۱۴۰۹ھ کو بشکل استفتا کا جواب لکھا۔ دوسرا جواب ۲۷ ر ذیقعدہ ۱۴۰۹ھ کو لکھا اور پھر ان کے تمام شبہات اور اعتراض اور ''مسئلہ حق نبی'' کے موقف کا رد کرتے ہوئے لاہور سے یکم ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ کو تفصیلی جواب بھیجا جس کے بعد وہ خاموش ہو گئے اور دلائل سے واضح کیا کہ قرآن کا حکم ہے کہ تلاوت قرآن جب ہو تو خاموشی سے سنو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔ یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنو اور چپ رہو تا کہ تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ حضرت کے موقف کی تائید ۴۳ ر علمائے کرام وفقہائے عظام نے کی۔ اٹھارہ جید علما ہندوستان کے ہیں اور بقیہ علما پاکستان کے ہیں۔ ان میں بعض علما وہ ہیں جنہوں نے پہلے مولانا زبیر نقشبندی کے موقف کی تائید کر دی تھی مگر جب انہوں نے آپ کے مدلل تحریر کو دیکھا تو اُس سے رجوع کر لیا۔ وہ یہ ہیں: مفتی غلام مصطفی رضوی، ملتان، مفتی عبد الرشید رضوی، جھنگ، مفتی غلام سرور قادری، لاہور، مفتی مختار احمد، فیصل آباد، پاکستان۔ کتاب کے آخر میں دو قطعے بھی مکتوب ہیں جو کتاب کے نام اور مضامین کتاب کے ماحصل کو ظاہر کرتے ہیں۔ ع

تلاوت کلام الٰہی کی جب ہو | کسی کی سنو تم نہ اپنی کہو
تقاضائے آداب الفت یہی ہے | ہے واجب یہ تم پر ''سنو چپ رہو''

[محمد حماد رضا خاں]

پڑھا جائے جس وقت قرآن حسانؔ | یہ لازم ہے تم پر ''سنو چپ رہو''
کہ حکم خدا انصتوا ہے تو بے شک | جو حکم خدا ہے وہی تم کرو

[محمد حسان رضا خاں]

۶-ٹائی کا مسئلہ: یہ رسالہ مسلمانوں کے لئے ٹائی کا استعمال جائز ہے یا ناجائز؟ سے متعلق ہے۔ حضرت نے ٹائی کی تحقیق کی ہے اور دلائل کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ ٹائی نصاریٰ کا مذہبی شعار ہے اور مسلمانوں کو اس کا استعمال کرنا حرام اشد حرام ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی اور سولی پر لٹکایا لہٰذا عیسائی اس کی یاد میں صلیب کا نشان جسے کراس (CROSS) کہتے ہیں، گلے میں ٹائی (پھندہ) باندھتے ہیں جبکہ یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن عظیم میں ہے: {وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِن شُبِّهَ لَهُمْ (الیٰ قولہ) وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا} یعنی یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہ کیا نہ انہیں سولی دی بلکہ ان کے لئے ان کی شبیہ کا دوسرا بنا دیا گیا (الیٰ قولہ) اور یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہ کیا۔

آج کل ماڈرن طبقہ بلا جھجک اسے فیشن کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ یہی ان کی چال ہے کہ لوگ دانستہ غیر دانستہ ہماری چیزوں فالو (Follow) کریں حضرت نے اس پر سخت گرفت کی ہے۔ حضرت کے موقف کی تائید اکا دن بڑے بڑے مفتیان کرام وعلمائے عظام نے کی ہے۔ یہ رسالہ متعدد بار ہند و پاک سے شائع ہو چکا ہے۔ میرے پیش نظر اس کا تازہ نسخہ ہے جسے المجمع الرضوی، ۸۲ ر سوداگران،

بریلی نے شائع کیا ہے۔ یہ ۲۳X۳۶/۱۶ میں مکمل ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ صفحہ ۴۷ تا ۴۸ مولانا مصطفی رضا کے ''فتاویٰ مصطفویہ'' سے ایک فتویٰ اخذ کر کے بطور سند چھاپا گیا ہے۔ اس میں ادیبانہ طرز کی اردو کا استعمال ہے۔

۷۔تصویروں کا حکم: یہ رسالہ اردو زبان میں ہے۔ حضرت کے اس تحقیقی معیاری رسالے کو آپ کے بڑے بھائی مولانا ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ نے رضا برقی پریس، بریلی سے شائع کیا ہے یہ ۴۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

ماہنامہ المیزان مجریہ ممبئی شمارہ بابت ماہ فروری ۱۹۷۶ء میں ایک تحریر عکسی تصاویر سے متعلق مولانا محمد ہاشمی کچھوچھوی کی شائع ہوئی اس پر حضرت نے یہ تحقیقی رسالہ قلم بند کیا۔ کتاب کے ابتدائی صفحے پر لکھتے ہیں:

''اس شمارے میں نہایت حیرت انگیز امر جس نے سب کو چونکا دیا ہے اور جس پر تمام اصحاب فکر بلکہ ہر دینی شعور رکھنے والوں کی نظریں جم گئیں جو عکسی تصاویر کے متعلق ایک استفتا ہے جو صورتا استفتا ہے مگر اپنے انداز واطوار کے اعتبار سے گویا فتویٰ ہے۔''

حضرت کی اس کتاب پر دو جلیل القدر عالم وفاضل کی تصدیق ہے۔ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا بریلوی لکھتے ہیں:

''الحمد للہ، ماشاء اللہ! تصویروں کا شرعی حکم'' میں نے سنا۔ بہت خوب لکھا ہے مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے اور جزائے خیر دے اور قبول فرمائے اور خدمت دین کی ایسی ہی مزید توفیق عطا فرمائے۔''

بحر العلوم مفتی سید افضل حسین لکھتے ہیں:

''جاندار کی تصویر بنانے کی حرمت میں احادیث کثیرہ شہیرہ ہیں۔ عزیز محترم فاضل مکرم جناب علامہ اختر رضا خاں سلمہٗ ربہٗ کا فتویٰ اس بارے میں نہایت قوی دلائل پر مشتمل ہے جو اوہام ضعیفہ اور شبہات سخیفہ کے ازالہ کے لئے کافی ووافی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اتباع حق کی توفیق بخشے۔ وھو الھادی۔''

۸۔ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن: یہ کتاب حضرت کی شاندار علمی ادبی تحقیقی مواد پر مشتمل ہے اس کا موضوع ٹی وی اور ویڈیو کا شرعی حکم ہے۔ ٹیلی ویژن سائنس کی ان ایجادات میں سے ہے جنہوں نے ماحول کے بگاڑ، فحاشی کے پھیلاؤ، بے پردگی ودینی حمیت کی پامالی میں انتہائی مکروہ کردار ادا کیا ہے۔ کیبلز اور ڈش کے ذریعے دیکھے جانے والے چینلز مغربی ننگی تہذیب کے جو گھناؤنے اثرات چھوڑ رہے ہیں وہ کسی صاحب عقل سلیم پر مخفی نہیں۔ ایسے ماحول میں دینی پروگرام کا نشر بھی خرافات سے خالی نہیں ہوتے۔ اس سلسلے میں کہ ٹی وی اور ویڈیو کا استعمال شرعی پروگرام کے لئے جائز ہے یا ناجائز؟ اس میں حضرت مولانا سید مدنی میاں کچھوچھوی نے جواز کا قول کیا۔ اس پر حضرت کے ایرادات تھے پھر جانبین سے اس سلسلے میں تحریری مباحثہ ہوا۔ حضرت نے قرآن واحادیث اور سائنسی اقوال کی روشنی میں عدم جواز کے قول کو راجح قرار دیا۔ آپ کے اقوال کی حمایت دور حاضر کے محققین علمائے کرام ومفتیان عظام نے کی ہے بلکہ جو پہلے حضرت مولانا مدنی کے موقف کی تائید کر چکے تھے انہوں نے بھی جب آپ کی تحریر پڑھی تو اپنے نظریے پر نظر ثانی کرتے ہوئے آپ کے موقف کی تائید کر دی۔

یہ کتاب پہلے پہل ''ماہنامہ سنی دنیا'' بریلی نے دو قسطوں میں شائع کی پھر ادارہ سنی دنیا نے کتابی شکل میں شائع کی جس کے مرتب ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی ہیں اس میں انہوں نے ابتدائیہ میں ''دو باتیں سچی سچی'' کے عنوان سے اس کا خلاصہ اور کتاب کیوں معرض وجود میں آئی، لکھا ہے پھر ایک صفحہ میں ''عرض ازہری'' مرقوم ہے۔ دوسرا کمپوز شدہ نیا ایڈیشن ہے جسے آل انڈیا جماعت رضائے مصطفی، مہاراشٹر نے ۲۵ صفر ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء میں البرکات دار الکتب، مالیگاؤں، ضلع ناسک، مہاراشٹر سے شائع کیا ہے۔

یہ رسالہ دو حصوں پر مشتمل ہے اور اس نسخہ میں یکجا ہے۔ رسالہ درمیانی سائز میں ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر عزیزی لکھتے ہیں:

''زیر نظر کتاب ''ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن'' جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری اور جانشین محدث اعظم علامہ مدنی

میاں صاحب کے مضامین، اور علامہ ازہری صاحب کے فتویٰ (عدم جواز) علمائے اہل سنت کی تصدیقات پر مبنی ایک معلوماتی اور علمی کتاب ہے۔ علما، طلبا اور دانشوران ملت مطالعہ کریں۔"

کتاب کے آخر میں سائنسی تھیوری والیکٹرانکس کی کتب میں ٹی وی اور ویڈیو کے بارے میں پیش کردہ نظریات کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں بھی لگادی گئی ہیں۔ یہ کتاب بھی اردو زبان میں اپنی مثال آپ ہے۔

۹-دفاع کنز الایمان، ۲ جز: حضرت کی یہ کتاب دراصل ایک جارحانہ مضمون کا جواب ہے۔ مولوی امام علی قاسمی رائے پوری نے "قرآن پر ظلم" نامی مقالہ لکھا اور ۱۹۷۶ء میں اسے مدرسہ رئیس العلوم، کھیری لکھیم پور سے شائع کیا۔ اعلیٰ حضرت نے قرآن کا ترجمہ بنام کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کیا۔ علمی حلقوں اور مذہبی حلقوں میں یہ ترجمہ مقبول ہوا۔ اس پر مولوی قاسمی کے اعتراض تھے جس کا دندان شکن جواب دیا۔ یہ مقالہ ماہنامہ المیزان نے امام احمد رضا نمبر میں شائع کیا پھر ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی نے اسے مزید اضافے کے ساتھ ادارہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی کے توسط سے سائمہ پریس، بریلی سے طبع کرایا۔ اس میں مکمل ۱۱۹ ر صفحات ہیں۔ سن اشاعت جون ۱۹۸۹ء درج ہے۔ یہ رہا جز اول۔

دوسرا جز جو کنز الایمان پر متعدد اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہے وہ اعتراض الجمعیۃ نامی اخبار میں شائع ہوئے تھے ان کا جواب کئی قسطوں میں سنی دنیا میں اور دیگر رسائل جرائد میں ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی نے کتاب کے شروع میں " کچھ اس کتاب کے بارے میں" سرخی لگا کر کچھ معلوماتی باتیں درج کی ہیں اس میں نوٹ کر کے یہ تحریر لکھی ہے:

" دہلی کے ایک مولوی قاسمی نے الجمعیۃ نامی اخبار میں چند سال قبل اعتراضات، کنز الایمان کے سلسلہ میں اور بھی اٹھائے تھے ان کا بھی مسکت جواب حضرت تاج الشریعہ نے دفاع کنز الایمان کے نام سے دیا تھا جو ماہنامہ سنی دنیا کے علاوہ دیگر سنی رسائل میں بھی شائع ہوئے تھے اور جن کی دو ایک قسطوں کو رضا اکیڈمی، ممبئی اور سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور نے کتابی شکل میں بھی شائع کیا تھا۔ دفاع کنز الایمان کی وہ قسطیں "دفاع کنز الایمان حصہ دوم" کے نام سے جلد ہی علیحدہ سے کتابی شکل میں پیش کی جائیں گی۔"

یہ دوسرا حصہ مجھے دستیاب نہیں ہوا۔

۱۰-۱۱-المعتقد المنتقد اور المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد کا اردو ترجمہ:

المعتقد المنتقد علم کلام میں ایک معرکۃ الآرا کتاب ہے اس کتاب کا نام تاریخی ہے جس سے ۱۲۷۰ھ برآمد ہوتی ہے۔ یہ کتاب عالم جلیل حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی (۱۲۱۳ھ/م ۱۲۸۹ھ) کی تصنیف ہے اور اس کتاب پر مولانا احمد رضا قادری نے حواشی تحریر کیے جس کا تاریخی نام المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد (۱۳۲۰ھ) ہے۔ یہ دونوں عربی زبان میں ہیں۔ حضرت نے معاصر علما کے اصرار پر اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب کے اردو ترجمے کی ضرورت اور اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اس پر ہندو پاک کے ۲۲ ر جید علمائے کرام کی تقریظیں اور آرا شامل ہیں۔

حضرت مفتی محمد صالح رضوی بریلوی ترجمہ پڑھ کر ایک مقام پر لکھتے ہیں " ترجمہ نے معتقد و مستند کو گویائی زندگی و تابندگی دے دی۔" اسی میں آگے لکھتے ہیں " ترجمہ کی وقعت کا اندازہ حضرت مترجم کی شان عالمیت دیکھ کر ہر کس و ناکس بآسانی لگا سکتا ہے البتہ ترجمہ کی خوبیاں گننا اور بیان کرنا اور بات ہے۔"

پھر چند سطروں کے بعد آپ لکھتے ہیں:

" ستائش و خوبی کی بات تو یہ ہے کہ عام فہم زبان میں بامحاورہ و سلیس ترجمہ ہے۔ اسلوب ترجمانی میں قدرے ندرت بھی ہے اور شگفتگی بھی۔"

حضرت تاج الشریعہ نے جس مقام کی بحث کو تشنہ دیکھا وہاں پر دونوں کتابوں میں حواشی بھی تحریر کیے ہیں۔ میرے پیش نظر اس کے دو نسخے ہیں۔ پہلی مرتبہ اسے المجمع الرضوی، ۸۲ر سوداگران، بریلی نے ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء میں طبع کرایا۔ پہلی اشاعت میں علما کی تقریظیں نہیں ہیں۔ دوسری اشاعت میں ۲۲ر جید علما و محققین کی تقریظیں شامل ہیں اور اسے راقم السطور نے ترتیب دیا ہے۔ کتاب درمیانی سائز میں ۱۴۷ر صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۲۔ **انوار المنان فی توحید القرآن کا اردو ترجمہ:** یہ بھی علم کلام کے موضوع پر اعلیٰ حضرت کی لاجواب کتاب ہے۔ یہ کلام لفظی اور کلام نفسی کی تحقیق پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ حضرت تاج الشریعہ نے کیا ہے۔ اس میں بھی مغلق مقام کی تشریح حضرت نے قوسین کے درمیان کی ہے اور بعض مقامات پر حاشیہ بھی تحریر کیا ہے۔ یہ کتاب المعتقد مع المستند کے ترجمہ کے ساتھ ضم کر کے جامعۃ الرضا، بریلی نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب ص ۲۱۸ تا ۲۷۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلی بار ۲۰۰۸ء میں شائع ہوئی تھی۔

۱۳۔ **فضائل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق:** یہ سیدی اعلیٰ حضرت کی عربی تصنیف الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی (سب سے بڑے تقوی والے کی سبقت کے دریا کا صاف ستھرا پاکیزہ ترین پانی) کا اردو میں بامحاورہ ترجمہ ہے۔

پیش لفظ کے تحت مولانا عبد المبین نعمانی لکھتے ہیں:

"یہ کتاب اب تک زیور طبع سے محروم تھی، جانشین مفتی اعظم، وارث علوم مجدد اعظم، مرجع اہل سنت امام ملت حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قادری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ صدر مفتی مرکز اہل سنت بریلی کا خدا بھلا کرے کہ انہوں نے اس کتاب عظیم و جلیل کو سنبھال کر رکھا اور اس کی اشاعت کا انتظام کیا اور اردو داں طبقے کے افادے کی غرض سے اس کا نہایت سلیس اور رواں اردو ترجمہ بھی فرمایا جو ہم پر موصوف کا احسان عظیم ہے۔"

یہ کتاب پہلی بار ادارہ سنی دنیا ۸۲ر سوداگران، بریلی نے صفر ۱۴۱۵ھ/ اگست ۱۹۹۴ء میں شائع کی ہے۔ یہ کتاب ۲۱۶ر صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کتاب کو ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور، پاکستان نے کمپوز کرا کے شاندار ٹائٹل کے ساتھ صفر ۱۴۲۸ھ/ مارچ ۲۰۰۷ء میں شائع کیا ہے۔ یہ نسخہ ۲۱۴ر صفحے پر پھیلا ہوا ہے۔

۱۴۔ **تقدیم تجلیۃ السلم فی مسائل من نصف العلم:** تجلیۃ السلم اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے، اس پر حضرت تاج الشریعہ کی بڑی زوردار تقدیم ہے۔ حضرت تقدیم میں لکھتے ہیں:

"ان (اعلیٰ حضرت) کی یہ تصنیف بھی فوائد گراں قدر کا خزانہ اور تنقیح و تصحیح کا مجلی آئینہ ہے ہمارا قصہ بعونہ تعالیٰ یہ ہے کہ یہاں بعض فوائد نفیسہ کا اجمالی بیان کر دیں اور بعض ابحاث عالیہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ جو عربی عبارت میں ہیں ان کا ترجمہ و خلاصہ کریں۔"

یہ رسالہ حضرت تاج الشریعہ کی کوشش سے پہلی بار زیور طبع سے آراستہ ہوا، وہ لکھتے ہیں:

"سیدنا اعلیٰ حضرت کے گنجینۂ جواہر کا ایک اور انمول موتی ہدیۂ ناظرین ہے۔ میری مراد رسالۂ مبارکہ تجلیۃ السلم فی مسائل من نصف العلم سے ہے جو اب تک زیور طبع سے آراستہ نہ ہوا تھا۔ رسالہ کیا ہے مسائل میراث میں اپنے نام کے بمصداق مشعل راہ ہدایت ہے جس سے نہ مبتدی کو بے نیازی نہ منتہی کو استغنا۔"

یہ رسالہ اعلیٰ حضرت کا تحریر کیا ہوا ہے مگر اس کی ابتدا میں تقدیم حضرت تاج الشریعہ کا تحریر کردہ ہے۔

۱۵۔ **القول الفائق بحکم اقتداء بالفاسق:** ایسا شخص جس کی داڑھی حد شرع سے کم ہو، وہ قابل امامت ہے یا نہیں؟ اس کا جواب پاکستان کے مفتی، مولانا ڈاکٹر غلام سرور قادری جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن، پاکستان نے لکھا۔ اس میں انہوں نے جواز کا قول کیا و

سوال و جواب حضرت تاج الشریعہ کے پاس بھیجے گئے۔حضرت نے اس کا جواب لکھا اور مفتی صاحب کی سخت گرفت فرمائی۔
یہ رسالہ ''مجموعہ فتاویٰ مرکزی دارالافتاء'' میں شامل ہے۔اس کی ترتیب مولانا عبدالرحیم نشتر فاروقی اور راقم السطور نے دی ہے۔ الرضا مرکزی دارالاشاعت، ۸۲ رسوداگران، بریلی نے ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء میں شائع کی ہے۔فتاویٰ میں مکمل ۴۴۲ رصفحات ہیں۔اس کا سائز ۲۰x۳۰/۸ ہے۔

۱۶-**ایک غلط فہمی کا ازالہ**: یہ رسالہ بھی اردو میں ہے۔اس رسالہ میں حضرت نے خواجۂ خواجگاں، غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی سے اعلیٰ حضرت کی عقیدت و محبت کیسی تھی، اس کی حقیقت بیان کی ہے اور لگائے گئے بعض الزامات کا جواب بھی رقم کیا ہے۔
مرکز اہل سنت برکات رضا، امام احمد رضا روڈ، پوربندر، گجرات نے ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء میں شائع کیا ہے۔ رسالہ کا سائز ۲۰x۳۰/۸ ہے مکمل صفحات ۸ رہیں۔

۱۷-حاشیہ المعتقد المنتقد: المعتقد المنتقد کے ترجمے کے ساتھ شائع ہوا ہے۔
۱۸-حاشیہ المستند المعتمد: یہ بھی اصل کتاب کے ساتھ شائع ہوا ہے۔
۱۹-حاشیہ انوار المنان: یہ اردو حاشیہ بھی اصل ترجمہ کے ساتھ چھپا ہے۔
۲۰-نقہ شہنشاہ و أن القلوب بید المحبوب بعطاء الله:
یہ رسالہ اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے نہایت قیمتی ابحاث اس میں درج ہیں۔حضرت نے اس کا عربی ترجمہ کیا ہے۔یہ اعلیٰ حضرت کے دیوان ''حدائق بخشش'' میں مطبوعہ دو مصرعے ''حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو'' اور ''بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا'' پر سوال کا جواب ہے۔یہ رسالہ ۵۶-صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور المجمع الرضوی ۸۲ رسوداگران، بریلی نے شائع کیا ہے۔سال اشاعت درج نہیں ہے۔
۲۱-**عطایا القدیر فی حکم التصویر**: یہ اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے جس میں تصویر شیخ اور معظمان دین کی تصاویر بنانے سے متعلق حکم شرعی درج ہے۔اس کا عربی ترجمہ حضرت نے عربوں کی فرمائش پر کردیا ہے۔اسے بھی المجمع الرضوی، ۸۲ رسوداگران، بریلی نے طبع کرایا ہے۔۵۶ رصفحات پر مشتمل ہے۔سال طباعت درج نہیں ہے۔
۲۲-**برکات الامداد لأهل الاستمداد**: یہ رسالہ بھی اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے جس کا عربی میں ترجمہ حضرت تاج الشریعہ نے کردیا ہے۔کتاب اولیائے کرام سے استعانت حاصل کرنے کے موضوع پر ہے۔جمعیۃ رضاء المصطفیٰ کراچی، پاکستان نے شائع کیا ہے۔اس کتاب پر حضرت کا اصلی نام محمد اسماعیل الازہری درج ہے۔یہ کتاب درمیانی بڑے سائز میں ۴۸ رصفحات پر مشتمل ہے۔سن طباعت درج نہیں۔
۲۳-**تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون**: یہ رسالہ بھی اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے، حضرت تاج الشریعہ نے تعریب کا کام کیا ہے اور بعض مقامات پر اپنی تقریرات و تحقیقات بھی قلم بند کی ہیں۔مرتب رسالہ (راقم السطور محمد یونس رضا) لکھتے ہیں:
''مجھے اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ حضرت تاج الشریعہ کی تبحر علمی کسی سے مخفی نہیں۔اس رسالہ کی تقریب پڑھ کر یہ محسوس کریں گے کہ ہم کسی عرب عالم کی تحریر سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔''
یہ کتاب درمیانی بڑے سائز میں ۴۸ رصفحات پر مشتمل ہے۔المجمع الرضوی، ۸۲ رسوداگران، بریلی نے شائع کیا ہے۔سال اشاعت درج نہیں ہے۔
۲۴-**الهاد الکاف فی حکم الضعاف**: یہ اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے۔حدیث ضعیف، اصول حدیث پر لاجواب

کتاب ہے۔اس کا ترجمہ بھی حضرت نے عربوں کی فرمائش پر کیا ہے۔یہ کتاب دار السنابل، دمشق، سوریہ اور دار الحاوی، بیروت لبنان ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی۔عرب دنیا نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور عربی علما نے اس پر تقریظیں لکھیں۔بعض کی تحریریں کتاب آخر میں درج ہیں۔یہ کتاب ۲۸۰ رصفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور دیدہ زیب ٹائیٹل کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

۲۵-**اھلاک الوھابین علیٰ توھین قبور المسلمین**: اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے حضرت نے اس کا عربی تر کیا ہے۔اس میں وہ مسائل درج ہیں جن کی اشاعت شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب نے کی تھی۔اعلیٰ حضرت اس نظریہ سے متفق نہیں انہوں نے اپنے نظریات کو قرآن واحادیث کی روشنی میں پیش کیا ہے۔المجمع الرضوی، ۸۲ رسوداگران، بریلی نے شائع کی ہے۔
اس نسخہ میں حضرت نے بخاری شریف پر جو حاشیہ لکھا ہے وہ موضوع کی مناسبت سے اس کے شروع میں ضم ہے۔یہ کتاب ۸۰ رصفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔سن طباعت درج نہیں۔

۲۶-**النھی الأکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید**: یہ اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے۔حضرت نے اس کی تعریب ہے۔فضیلت الشیخ عبدالجلیل العطا البکری محدث دمشق نے کتاب پر تقدیم اور مصنف ومعرب کے مختصر حالات لکھے ہیں۔یہ کتاب دارالنعمان للعلوم دمشق نے ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء میں طبع کرائی۔ٹائٹل نہایت عمدہ ہے ٹوٹل صفحات ۹۶ رہیں کتاب درمیانی سائز سے بڑی۔

۲۷-**شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام**: یہ اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے جس میں انہوں نے یہ ثابت کیا کہ سرکار علیہ السلام کے آباؤ اجداد اور امہات سب کے سب موحد تھے کوئی بھی شرک وکفر سے آلودہ نہ تھا۔حضرت نے تعریب وتحقیق کی اور حضرت کے صاحبزادے مولانا محمد عسجد رضا قادری نے اپنے صرفہ سے چھپوائی ہے۔
مراجع کتب وماخذ کی تخریج وتفتیش مولانا محمد شعیب رضا قادری نے کی ہے۔عرب کے مطبع سے چھپی ہے۔مطبع کا نام درج نہیں دیدہ زیب ٹائٹل ہے اور مکمل ۱۹۶ رصفحات پر ہے۔کتاب بڑے سائز میں ہے۔

۲۸-**الفردہ فی شرح البردہ**: حضرت کی یہ لاجواب کتاب ہے۔امام بوصیری علیہ الرحمہ کا قصیدہ بردہ بڑا مشہور ومعروف ہے۔اس کی بے شمار شرحیں مختلف زبانوں میں لکھی گئیں عربی شرحیں بھی بہت لکھی گئیں مگر حضرت نے اس کی عربی شرح ایسی لکھی ہے جو حلقوں میں بے حد مقبول ہے۔عربوں نے سراہا ہے۔حضرت کے صاحبزادہ مولانا عسجد رضا قادری نے اپنے صرفے سے اسے شائع کیا ہے۔مطبع کا نام درج نہیں، نہ سال اشاعت مکتوب ہے۔کتاب بڑے سائز میں ۳۰۹ رصفحات پر مشتمل ہے۔
اس شرح کی مقبولیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ مدارس اسلامیہ کے عربی ادب کے نصاب میں داخل درس ہے۔یہ قصیدہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف پر مشتمل ہے۔

۲۹-**سد المشارع فی الرد علیٰ من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع**: یہ کتاب بھی اپنی مثال آپ ہے اس میں حضرت تاج الشریعہ نے ایک باطل نظریہ کا رد کیا ہے۔نظریہ یہ کہ مذہب اسلام کو شارع علیہ السلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ضرورت نہیں، یہ نظریہ سراسر اسلام کے خلاف ہے اور یہودی ذہن رکھنے والوں کا ہے۔اس کتاب کو دار المقطم للنشر والتوزیع ۵۰ رشارع الشیخ ریحان-عابدین القاہرہ-جمہوریہ مصر العربیہ نے ۲۰۱۱ء میں شائع کیا ہے۔ٹوٹل صفحات ۱۰۴ ہیں اور سائز ۲۴X۱۷ ہے۔

۳۰-**الحق المبین**: ابوظہبی سے ایک مجلہ الھدیٰ نکلتا تھا جس میں مذہب حقہ کے خلاف نظریات سامنے آئے۔اس کا رد تاج الشریعہ نے عربی میں لکھا ہے اور اسے الحق المبین کے نام سے موسوم کیا ہے۔المجمع الرضوی، ۸۲ رسوداگران، سے رسالہ شائع ہوا۔صفحات ۴۸ رہیں۔سال طباعت درج نہیں۔

۳۱۔**نموذج حاشیة الازهری علیٰ صحیح البخاری**: قرآن شریف کے بعد سب سے اصح کتاب بخاری شریف ہے۔ حضرت نے بعض مغلق مقام پر حاشیہ لکھا ہے اور بعض پر محشی احمد علی صاحب کی عبارت پر گرفت کی ہے۔ جس کا ایک حصہ "نموذج حاشیۃ الازہری" کے نام سے المجمع الرضوی، ۸۲رسوداگران، بریلی نے طبع کرایا ہے۔ ٹوٹل ۴۸رصفحات پر مشتمل ہے۔
اس میں عربی میں مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی کی تقریظ ہے اور کلمۃ المرتب کے نام سے راقم نے محدث ازہری کی بعض خوبیوں کو اجاگر کیا۔ رسالہ کی ترتیب کا کام راقم السطور نے کیا ہے۔

۳۲۔**(حقیقة البریلوية) معروف به مرأة النجدیه بجواب البریلویه**: یہ کتاب عربی زبان میں ہے اور تاج الشریعہ کی تحقیق وتنقید اور تعاقبات اور مسائل حقہ کے اظہار پر مشتمل ہے۔ اہل سنت و جماعت کے عقائد وافکار والی ذات اعلیٰ حضرت کی ہے انہوں نے اس حوالے سے ہزار سے زائد کتب تصنیف کی ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے انہیں افکار ونظریات کو فروغ دیا ہے جو علمائے سلف کے ہیں۔ مگر وہ حضرات یعنی جو اہل سنت و جماعت کے نظریات کے مخالف ہیں، انہوں نے بعض امور کی بنا پر اسے دنیا کے سامنے نیا فرقہ ثابت کرنے کی کوشش کی ان میں سے ایک غیر مقلد عالم احسان الٰہی ظہیر ہیں جنہوں نے اس حوالے سے ایک کتاب بنام "البریلویہ عقائد و تاریخ" لکھی ہے درحقیقت یہ کتاب اسی کا رد ہے اور اس میں حضرت نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ احسان الٰہی ظہیر کے لگائے گئے الزامات سے اہل سنت وجماعت کے علما بَری ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے کسی نئے نظریہ کو نہیں بلکہ سلف کے نظریہ کو ہی فروغ دیا ہے۔
وہ رسالہ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

فهذه الرسالة التي بين ايديكم تهدف إلى تقديم اجابة تفصيلية عما اورد إحسان الهي ظهير في كتابه "البريلويه عقائد و تاريخ" من أن الامام احمد رضا القادري البريلوي رضي الله عنه تؤكد بأنه لم يأت بأي فكر يتصادم مع الفكر الاسلامي بل أحيا أحكام الشريعة الاسلامية باتباع سنة سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم. وما سلك به الصحابة الكرام والتابعون العظام."

اس کے دو نسخے میرے پیش نظر ہیں۔ ایک نسخہ وہ ہے جو پہلی مرتبہ شائع ہوا تھا۔ یہ ۲۵ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ/ ۲۵رنومبر ۱۹۸۹ء میں مرکزی دارالافتا، سوداگران، بریلی، یوپی سے طبع ہوئی ہے۔ اس میں ٹوٹل ۱۷۳رصفحات ہیں۔ دوسرا نسخہ وہ ہے جو دار المقطم للنشر والتوزیع، ۵۰۔شارع شیخ ریحان۔عابدین القاہرہ، جمہوریہ مصر العربیہ نے چھاپی ہے۔ اس میں ٹوٹل ۲۲۴رصفحات ہیں اور حجم کتاب 24x17 ہے، سن اشاعت ۲۰۰۹ء مکتوب ہے۔ یہ کمپوز شدہ نسخہ ہے۔ اس کا ٹائیٹل بڑا خوبصورت اور مجلد ہے۔ مولانا محمد امام الدین قادری اوران کے رفقا نے جماعت رضائے مصطفی، مانچسٹر کے اہتمام اور تعاون سے اس کو چھپوایا ہے۔

۳۳۔**الصحابة نجوم الاهتداء**: یہ رسالہ بھی عربی زبان میں ہے۔ صحابہ کرام کی ذات اسلام میں کتنی اہمیت کی حامل ہے اور سرکار علیہ السلام نے ان حضرات کے بابت کیا کیا ارشاد فرمائے ہیں۔ حضرت نے اس میں اچھے لب ولہجہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بالخصوص حدیث پاک "أصحابي كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم" پر تفصیل سے بحث کی اور اس مفہوم کی متعدد حدیثوں کو زیر بحث لے کر آئے اور اس حدیث کی فنی حیثیت کیا ہے، موضوع ہے یا نہیں، فن اصول حدیث کے ساتھ اس کا جائزہ لیا ہے۔ دار المقطم للنشر والتوزیع، ۵۰۔شارع شیخ ریحان۔عابدین قاہرہ، جمہوریہ مصر العربیہ نے ۲۰۰۹ء میں اس کو شائع کیا ہے۔ یہ رسالہ بھی مولانا محمد امام الدین قادری نے اپنے رفقاء کے ساتھ جماعت رضائے مصطفی مانچسٹر کے اہتمام سے طبع کرایا ہے۔ اس میں مکمل ۷۴رصفحات ہیں۔

۳۴۔**تحقیق أن أبا ابراهیم علیه السلام تارخ ولیس آزر**: یہ رسالہ بھی عربی زبان میں ہے۔ حضرت سیدنا ابراہیم

علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہے یا تارح۔ قرآن شریف کی آیت وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ۔ [الانعام ۷۴] میں آزر کو اب ذکر کیا ہے جس کا معنیٰ ہے باپ اور آزر ایک بت پرست تھا تو کیا یہی اس اولوالعزم پیغمبر کے والد ہیں۔ حضرت نے ائمہ لغت اور علم الانساب اور متعدد آیتوں اور حدیثوں سے ثابت کیا کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا جو بت پرست تھا۔ آپ کے والد کا نام تارح صاحب ایمان تھے۔ یہ تحقیق بھی فرمائی کہ سرکار علیہ السلام کے آباء واجداد اور امہات اول تا آخر سب کے سب صاحب ایمان موحد کوئی بھی کفر وشرک میں مبتلا نہ ہوئے۔ یہ بھی ۲۰۰۹ء میں دار المقطم مصر نے شائع کی ہے۔ اس میں ٹوٹل ۳۶ رصفحات ہیں۔

۳۵-**نهاية الزين في التخفيف عن ابي لهب يوم الاثنين**: یہ عربی زبان میں ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے۔ ولادت کی خوشخبری ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے ابولہب کو دی۔ اس خوشی میں ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ اس عمل کی وجہ سے پیر کے دن ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ اس کو بعض حضرات نے کہا کہ یہ جھوٹ ہے۔ اس پر حضرت تاج الشریعہ نے اپنی تحقیق پیش کی ہے۔ ۱۸ر ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ/ ۲۸ر نومبر ۲۰۱۰ء کو مدینہ منورہ میں یہ سوال درپیش ہوا۔ حضرت خطبہ کے بعد لکھتے ہیں:

فقد سئلت وأنا بالمدينة المنورة يوم الأحد ۱۸ذي الحجه ۱۴۳۱ھ الموافق ۲۸نومبر ۲۰۱۰ء عما يزعمه المعترض على ما ورد في الحديث عن ثويبة مرضعة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم التي أعتقها أبو لهب مستبشرا بمولد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، وأنه يخفف عنه العذاب يوم الأثنين لذالك زعم المعترض أن الحديث كذب لما زعم من معارضة الآيات والاجماع۔"

اس کتاب پر دمشق کے محدث شیخ عبدالجلیل العطا البکری نے تقدیم اور مصنف کے مختصر حالات لکھے ہیں۔ اس میں ٹوٹل ۸۴ رصفحات ہیں کتاب بڑے سائز میں ہے۔ سن اشاعت ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء درج ہے۔

۳۶-**ترجمه قصيدتان رائعتان**: اعلیٰ حضرت کے عربی قصیدے ہیں، قصیدتان رائعتان کے نام سے جانے جاتے ہیں، یہ مدارس کی درس نظامی میں فن ادب میں پڑھائے جاتے ہیں۔ مولانا محمد مطیع الرحمن نظامی، استاذ جامعۃ الرضا، بریلی شریف کے اصرار پر حضرت نے اس قصیدے کا اردو ترجمہ املا کروایا ہے۔ ترجمہ قلمی شکل میں جامعۃ الرضا، بریلی میں محفوظ ہے۔

۳۷-**العطايا الرضويه بالفتاوى الازهريه**: یہ حضرت نے عربی سوالات کے عربی میں جوابات ہیں۔ اس میں بیشتر مستفتی علما ہیں یا عربی حضرات ہیں۔ مرکزی دارالافتاء، ۸۲ر سوداگران، بریلی کے نقل فتاویٰ رجسٹر میں قلمی صورت میں محفوظ ہیں۔ ان میں سے کچھ کمپوز کیے جارہے ہیں تاکہ جلد زیور طباعت سے آراستہ کیا جاسکے۔

۳۸-**ملفوظات تاج الشريعه**: اس میں وہ علمی شہ پارے ہیں جن کا تعلق فرمودات وارشادات سے ہے۔

تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔ کمپوز ہو چکا ہے۔ جلد ہی مطبوع ہو کر منظر عام پر لایا جائے گا۔ قلمی صورت میں مرکزی دارالافتاء میں محفوظ ہے۔ یہ ملفوظات اردو زبان میں ہیں۔

۳۹-**نبذة حياة الامام احمد رضا**: یہ عربی زبان میں ہے۔ حضرت تاج الشریعہ نے اس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا صاحب کی سوانح عمری بڑے مختصر انداز میں تحریر کی ہے۔ حضرت نے اعلیٰ حضرت کی جن کتابوں کی تعریب کی ہے ان کے شروع میں یہ سوانح عمری شامل اشاعت ہے۔

۴۰-سبحان السبوح عن عيب كذب مقبوح۔

۴۱-دامان باغ سبحان السبوح۔ ۴۲-القمع المبين لآمال المكذبين۔

یہ تینوں کتابیں اعلیٰ حضرت کی تصنیف لطیف ہیں۔ جن کی تعریب و تحقیق حضرت نے کی ہے۔ ہر سہ رسالہ کا تعلق اس مسئلہ سے ہے کہ ایک گروہ اس عقیدہ کا حامل ہے جو کہتا ہے کہ (معاذ اللہ) خدا جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ یہاں تک لکھ دیا کہ جھوٹ بول چکا۔ اس ناپاک عقیدے کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں۔ اسی نظریہ کے بطلان میں اعلیٰ حضرت احمد رضا نے یہ مذکورہ کتابیں لکھی ہیں۔ یہ معرب کتاب دار النعمان للعلوم، دمشق نے ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء میں یکجا طبع کرائی ہے۔ ان تینوں کتابوں پر محدث شیخ عبد الجلیل العطا البکری کی تقدیم اور مصنف و معرب کے حالات درج ہیں۔ سبحان السبوح میں ٹوٹل ۱۷۰ر صفحات ہیں۔ دامان باغ میں ۱۸ر صفحات ہیں اور القمع المبین ۳۶ر صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے بیک ٹائیٹل پر تعارف کتاب مکتوب ہے۔ کتاب درمیانی بڑے سائز میں ہے۔

۴۳۔ **قوارع القهار فى الرد على المجسمة الفجار**: اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے یہ کتاب علم کلام و عقائد سے متعلق ہے ذات باری تعالیٰ کے بابت کیا اعتقاد رکھنا چاہئے وہ بیان کیا گیا ہے۔ بعض حضرات ذات باری تعالیٰ کے جسم و جسمانیت کے قائل ہیں در حقیقت یہ اس کا رد بلیغ ہے۔ حضرت نے اس کا عربی میں ترجمہ کیا ہے اور تعلیقات و تحقیقات سے بھی اسے مزین کیا ہے۔

یہ دار النعمان للعلوم، دمشق، سادات نے ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء میں اپنے صرفے سے شائع کی ہے۔ کتاب کے شروع میں حضرت نے اعلیٰ حضرت کے حالات مختصر انداز میں لکھے ہیں پھر خالد مکی نے مترجم کے حالات کو قلم بند کیا ہے پھر محدث عبد الجلیل العطا البکری کی تقدیم شامل اشاعت ہے۔ یہ بھی بڑے سائز میں ہے۔ ٹوٹل صفحات ۱۲۸ر ہیں۔

۴۴۔ **حاجز البحرين الواقع من جمع الصلاتين**: اس کا ایک نام منير العينين فى حكم تقبيل الابهامين ہے۔ یہ انگوٹھا نام پاک پر چومنے اور دو نمازوں کا ایک ساتھ ملا کر پڑھنے کے بابت ہے۔ اعلیٰ حضرت کی نہایت معرکۃ الآرا کتاب ہے۔ حضرت تاج الشریعہ نے تعریب کی اور تعلیقات و تحقیقات سے مزین بھی کیا ہے۔ دار النعمان للعلوم، دمشق، سادات نے ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء میں طبع کرائی ہے۔ صفحہ ۲۶ سے شروع ہوتی ہے۔ یہ کتاب ۲۷۶ر صفحات پر بڑے سائز میں دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ دعوت مطالعہ پیش کرتی ہے۔

۴۵۔ **الأمن والعلا لناعيتي المصطفیٰ بدافع البلاء**: اس کتاب کا تاریخی نام كمال الطامه علیٰ شرك سوى بالأمور العامه ہے۔ اعلیٰ حضرت کی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلا کہنے کے بابت شاندار اردو تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے تعلق سے متعدد مسائل کا تذکرہ بھی ہے۔ حضرت تاج الشریعہ نے تعریب کے ساتھ تحقیق و تعلیق بھی اس پر لکھی ہیں۔ دنیائے عرب میں بے حد مقبول ہے۔

دار النعمان للعلوم، دمشق، سادات سے ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء میں چھپی ہے۔ کتاب درمیانی بڑے سائز میں ۲۴۴ر صفحات پر مشتمل ہے۔ صفحہ ۹ر تک مصنف کے حالات درج ہیں اور صفحہ ۱۰ تا ۱۳ر معرب کے حالات قلم بند ہیں۔ صفحہ ۱۴ تا ۱۶ دمشق کے محدث حضرت شیخ عبد الجلیل العطا البکری کی تقدیم شامل اشاعت ہے۔

۴۶۔ **سفینۂ بخشش**: یہ حضرت تاج الشریعہ کا دیوان ہے جس میں اردو کے علاوہ عربی اور فارسی میں اشعار کہے گئے ہیں۔ اختر تخلص ہے۔ حضرت قادر الکلام شاعر ہیں۔ شاعری حضرت کو ورثے میں ملی ہے۔ زبان و بیان سلیس شستہ، رواں دواں ہے۔ حضرت کے کلام میں اعلیٰ حضرت، حضرت مفتی اعظم ہند اور استاذِ زمن علامہ حسن کا رنگ بجا طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ حضرت کا دیوان نہایت مقبول ہے، ہند و پاک سے متعدد مرتبہ منظر عام پر آچکا ہے۔ اسے پاکٹ سائز میں المجمع الرضوی، ۸۲ر سوداگران، بریلی نے بھی شائع کیا ہے۔ سن اشاعت درج نہیں۔ اسی نسخہ کو ادارۂ معارف نعمانیہ، لاہور، پاکستان نے بھی شائع کیا ہے۔ ۱۴۱۴ھ میں کیل کو ممبئی۔ ۳ نے بھی شائع کیا

ہے۔ یہ دیوان درمیانی سائز میں ۸۰ ر صفحات پر مشتمل ہے۔

۴۷-A JUST ANSWER TO THE BASED AUTHOR:

یہ حضرت تاج الشریعہ کی انگلش میں شاندار کتاب ہے۔ علم کلام وعقائد کے موضوع پر ہے اور اس میں ایمان، کفر اور تکفیر کے مباحث دلائل و براہین کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ نوح حامیم کیلر کے چند اٹھائے گئے بے جا اعتراض کا علمائے حرمین کے حوالے سے تعاقب بھی حضرت نے کیا ہے۔ اس کتاب کو حضرت نے بذات خود اپنے صرفے سے شائع کیا ہے۔ اس میں مکمل ۱۱۲ ر صفحات ہیں۔ کتاب درمیانی سائز میں دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ چھپی ہے۔ مطبع کا نام اور سن اشاعت درج نہیں۔

۴۸-FEW ENGLISH FATWA:

اس کتاب میں حضرت تاج الشریعہ سے بعض انگلش میں پوچھے گئے سوالات کے جوابات ہیں۔ داڑھی کی شرعی حیثیت، داڑھی منڈے کی امامت، داڑھی منڈے حفاظ کی اقتدا میں نماز تراویح، دار الحرب اور دار الاسلام کا حکم، بینک اور ڈاکخانہ میں جمع شدہ رقوم پر زیادتی لینا جائز ہے یا نہیں۔ ولی اور ولایت کیا چیز ہے (وغیرہ) اہم مسائل کے شرعی جوابات ہیں۔ کتاب کے ابتدائیہ میں ڈاکٹر عبد النعیم نے حضرت تاج الشریعہ کا انگلش میں تعارف لکھا ہے۔ ادارہ سنی دنیا، ۸۲ ر سوداگران، بریلی نے شائع کیا ہے۔ مکمل ۱۶ ر صفحات پر مشتمل ہے۔ سن اشاعت درج نہیں۔

۴۹-**ازھر الفتاوی- ۳ ر جز:** یہ فتاویٰ بھی انگلش زبان میں ہے۔ حضرت تاج الشریعہ نے اس میں ان سوالوں کے جوابات درج کیے ہیں جن کا تعلق بیرون ممالک کے مسائل سے ہیں۔ علامہ ازہری کی شخصیت ایسی مرجع ہے کہ ملک و بیرون ممالک سے بیشتر حضرات دینی مسائل میں رجوع کرتے ہیں۔ اس میں مختلف موضوعات کے مسائل درج ہیں۔ یہ مکمل ۳ ر حصوں میں ہے۔ ازہری اسلامک مشن پوسٹ باکس نمبر 48928۔ کل برٹ 4078، ڈربن ساؤتھ افریقہ سے طبع ہوئی ہے۔ یہ متعدد بار شائع ہوئی ہے۔ 1998ء سے لے کر 2008ء تک ۱۰ ر مرتبہ چھپی ہے۔ اس میں ٹوٹل ۸۴ ر صفحات ہیں۔

۵۰-FATWA ON WEARING OF THE TIE:

ٹائی پہننا مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں اس سلسلے میں حضرت نے اردو میں اور انگلش میں حکم شرعی لکھا ہے۔ ٹائی عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اور وہ لوگوں کو مغالطہ میں رکھ کر ہر طبقہ کے گلے میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے اسے فیشن کے طور پر فروغ دے رہے ہیں لیکن علامہ ازہری نے اس کا پردہ فاش کیا اور حکم شرعی کو اجاگر کیا تا کہ نصاریٰ کی اس عیاری سے بچا جا سکے۔ ۲۵ ر مارچ ۲۰۰۶ء / ۲۵ ر صفر ۱۴۲۷ھ میں رضوی فاؤنڈیشن، لاہور پاکستان نے شائع کیا ہے۔ اس میں ٹوٹل ۲۴ ر صفحات ہیں۔ کتاب درمیانی سائز میں ہے۔ یہ انگلش والا رسالہ متعدد مطابع سے متعدد مرتبہ منظر عام پر آچکا ہے۔

اِن سبھی تفصیلات کے بعد ہم آپ سے یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ حضرت تاج الشریعہ، بیسویں صدی کے عظیم مصنف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری کی نشانی تھے۔ افسوس کہ عظیم مصنف کی یہ عظیم نشانی اور علم وعمل کا کوہ ہمالہ ۶ ر ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ / ۲۰ ر جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ بوقت مغرب روپوش ہو گیا۔ ۲۲ ر جولائی ۲۰۱۸ء بروز اتوار صبح تقریباً ۱۰ ر بج کر ۵۰ ر منٹ پر نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ حضرت تاج الشریعہ کے جانشین حضرت مولانا محمد عسجد رضا قادری دام ظلہ نے نمازِ جنازہ کی امامت فرمائی۔ بعدہٗ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے مزار پر انوار سے متصل ازہری گیسٹ ہاؤس میں آپ کو ایک سے ۲ ر بجے کے درمیان سپرد خاک کیا گیا۔ ○○○

استاذ و مفتی جامعہ عربیہ احسن المدارس قدیم نئی سڑک کانپور (یو پی)

ایسا مرشد نہ زمانے میں کہیں پاؤ گے

اسلامی شریعت وطریقت کے تحت مرشد کی شرائط اربعہ کے جامع پیر طریقت حضرت تاج الشریعہ

سیّد آصف اقبال رضوی مصباحی★

ہر ایک مقام و مرتبہ کے لئے کچھ نہ کچھ لیاقت و صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے، جب تک انسان اپنے اندر خوبیاں پیدا نہیں کر لیتا وہ کسی رتبہ کا حق دار و مستحق نہیں قرار پا سکتا ہے۔ اسی ضابطہ کے تحت امام اہل سنّت، مجدّد دین وملّت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، عاشق ماہِ نبوت، امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان نے ایک کامل مرشد ہونے کے لئے بھی چار شرائط کا جامع ہونا ضروری قرار دیا ہے:

(۱) شیخ خوش عقیدہ سُنّی مسلمان ہو۔

(۲) فاسق معلن نہ ہو (اعلانیہ غیر شرعی کام نہ کرتا ہو)

(۳) عالم ہو کہ ضرورت کے مسائل کتابوں سے تلاش کر لیتا ہو۔

(۴) شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس ﷺ تک پہنچا ہو۔

(ملخصا فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ رکتاب الحظر والاباحۃ ص ۵۰۶۔۵۰۵ مطبوعہ پوربندر، گجرات)

ان چار شرائط کی کسوٹی پر فی زمانہ پائے جانے والے مرشدانِ طریقت کو اگر پرکھا جائے تو بہت سے نااہل ثابت ہو جائیں گے، بلکہ بہت کچھ تو مرید بننے کے بھی لائق نا ہوں گے چہ جائیکہ مرشد بنا لیکن اگر انہی شرائط پر عالم اسلام کے روحانی پیشوا، وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، فخر ازہر، جانشینِ مفتیٔ اعظم پیر طریقت، رہبرِ شریعت، تاج الشریعہ، حضرت علامہ اختر رضا خان قادری، برکاتی، رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ کا جائزہ لیا جائے تو موجودہ دور میں صرف مرشد ہی نہیں بلکہ مرشدوں کے بھی تاج دار نظر آتے ہیں۔

شرط اول خوش عقیدہ سنی مسلمان ہونے کو اگر دیکھا جائے تو کہنا پڑے گا کہ حضرت تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ نہ صرف سنّی تھے بلکہ سنّی گر تھے اور اسی عقیدۂ حقہ کی ترویج واشاعت کرنا آپ کا مقصد اہم تھا، آپ نے نظم ونثر، تحریر وتقریر، قول وعمل اور اپنی ہر ہر ادا سے اسی مسلک ومذہب حق اہل سنّت وجماعت مسلک اعلیٰ حضرت ہی کی تبلیغ واشاعت فرمائی ہے۔ حضرت تاج الشریعہ کے یہ اشعار اُن کے پاکیزہ عقائد وتعلیمات کے مظہر ہیں ؎

جہان بانی عطا کر دیں، بھری جنّت ہبہ کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر، مادر، برادر، جان ومال ان پر فدا کر دیں

عشق رسالت جانِ ایمان ہے ایک سچا ایمان والا جہاں مصطفیٰ جانِ عالم سے پیار کرے گا۔ وہیں ان کے گستاخ کو ذلیل ورسوا بھی جانے گا۔ دشمنانِ رسول پر لعنت بھی بھیجے گا۔ اس رنگ کو لیے ہوئے اِن اشعار کو بھی ملاحظہ کریں ؎

جو جنونِ خلد میں کوؤں کو دے بیٹھے دھرم
ایسے اندھے شیخ جی کی پیروی اچھی نہیں

عقل چوپایوں کو دے بیٹھے حکیمِ تھانوی
میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں

یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ جو سرکار تاج الشریعہ کے دست حق پرست پر مرید ہوا، یا جس نے حضرت تاج الشریعہ کو دیکھ بھی لیا وہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو، کیسا ہی بے پڑھا لکھا اور شریعت کے مسائل سے ناآشنا ہو، وہ وہابیہ، دیابنہ سے سخت متنفر و بیزار رہتا ہے۔

پیر کامل کی دوسری شرط فاسق معلن نہ ہو۔ یعنی پیر کامل وہی ہو گا جو متبع شریعت، صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو، محرمات سے پرہیز کرتا ہو۔

اس دوسری شرط کی روشنی میں آج کل کے پیروں کا حال ملاحظہ کیا جائے تو معاملہ چوپٹ نظر آتا ہے۔ عورتوں سے مصافحہ، پیر صاحبان کی تنہائی میں خواتین سے ملاقاتیں، عورتوں سے پیر دبوانا، ہاتھ چھوانا، نمازوں کی ادائگی میں لاپرواہی، مزامیر کو تو چشتیت وراثت سمجھنا۔ اس پر مستزاد یہ کہ ویڈیو شوٹنگ، فوٹو گرافی تو کار ثواب کی طرح

برضا و رغبت بلکہ بڑے ہی ذوق و شوق سے کروانا۔اس سے بھی گرے ہوئے گریڈ کے پیر فقیر پائے جاتے ہیں ان کی بات یہاں کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔

جبکہ اسی شرط کی روشنی میں حضرت تاج الشریعہ کا جائزہ لیا جائے تو آپ سرتاپا شریعت کے عامل نظر آتے ہیں، صوم وصلوٰۃ کا تو یہ حال تھا کہ سفر ہو یا حضر، صحت ہو یا مرض، کمزوری ہو یا توانائی کسی حال میں بھی نماز کی ادائگی میں غفلت نہیں فرماتے، نماز کا وقت ہوتے ہی اسٹیشن ہو یا ایئرپورٹ مناسب مقام پر نماز کی ادائگی کا اہتمام کیا کرتے۔

اتباع شریعت کی زبردست مثال وقت وصال کے احوال سے پتہ چلتی ہے کہ سرکار تاج الشریعہ کو وصال سے قبل ہاسپٹل سے کاشانۂ اقدس پر لایا گیا، آپ نے تازہ وضو کرکے نماز عصر ادا فرمائی اور شہزادۂ عالی وقار حضرت عسجد رضا صاحب بریلوی سے دلائل الخیرات شریف سماعت فرمائی پھر نماز مغرب کا انتظار کرنے لگے۔غروب آفتاب کے بعد اذانِ مغرب ہونے لگی تو اذان کا جواب دیتے رہے اور دم اخیر اللہ ،اللہ، اللہ، اللہ اکبر فرمایا اور روح انور قفصِ عنصری سے پرواز کرگئی۔انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔

تھی زبان پاک پر اللہ اکبر کی صدا
روحِ اختر جب بریلی سے سوئے جنّت چلی
حضرت تاج الشریعہ اب ہیں جنّت کی بہار
ایک گل جانے سے گلشن کی گلی سونی ہوئی

(مولانا محمود الحسن رضوی، مالیگ)

مشکوٰۃ شریف ص۲۰ پر حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف منقول ہے: انّما الاعمال بالخواتیم یعنی خاتمہ پر اعمال کا مدار اور جنّت و دوزخ کا انحصار ہے۔ سرکار تاج الشریعہ کے آخری احوال بتا رہے ہیں کہ وہ کس درجہ کے متبع شریعت تھے ان کا لقب ''تاج الشریعہ'' ایسے ہی زباں زدِ عام و خاص نہیں ہوا، سچ کہا ہے کہنے والے نے کہ ''زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو'' ان کا کوئی قول و عمل شریعت کے خلاف نہیں ہوتا بلکہ شریعت کا آئینہ دار ہوتا۔

اگر میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ اس دور پر فتن میں اصل شرعی منہج پر اگر کوئی گامزن تھا اور حقیقی شریعت کا کوئی داعی اور مبلغ تھا تو وہ حضرت تاج الشریعہ کی ذات ستودہ صفات ہی تھی۔اگر اس دور پر فتن میں حضرت تاج الشریعہ کی بارعب، متصلب فی الدین، گراں قدر شخصیت نہ ہوتی تو آج کے مغلوب الفکر، مصلحت پرست، صلح کلّیت کا مزاج رکھنے والے نام نہاد علما و مشائخ فقہ و فتاوی کی درگت بنا دیتے۔

لاؤڈاسپیکر کا مسئلہ، تصویر کشی کا معاملہ، ٹی وی، مووی، ویڈیو، علما کونسل کا مسئلہ، سنی وہابی اتحاد، سرو دھرم سمبھاؤ کا معاملہ، وندے ماترم کا حکم، جن گن من کی شرعی حیثیت، چین والی گھڑی کا حکم، لفظ کملی کا مسئلہ، اللہ میاں کہنے کا حکم، ٹائی باندھنے کا مسئلہ یہ وہ مسائل ہیں جن کی رو میں بڑے بڑے جبّہ و دستار والے لڑکھڑاتے، ڈگمگاتے بلکہ ٹھوکریں کھا کر گرتے پڑتے نظر آتے ہیں مگر اس دلدل نما، ناسازگار حالات میں بھی ایک تاج الشریعہ ہی وہ مرد آہن تھے جنہوں نے اپنے آبا و اجداد کے طرز پر عمل کرتے ہوئے غیروں کی دسیسہ کاری اور اپنوں کی ناراضی کو خاطر میں نہ لاکر کلمۃ الحق بلند فرمایا اور شریعت کا جو فتویٰ تھا اُسے ظاہر فرمایا ؎

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بے گانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

حضرت تاج الشریعہ کا سفر ہوا، جلسہ میں بہت سے ڈاکٹر، پروفیسر اور بڑے بڑے آفیسر ٹائی لگا کر شریک اجلاس تھے، آپ نے سب کی موجودگی میں ٹائی کی حقیقت اور ٹائی کے متعلق عیسائیوں کے عقیدے اور ٹائی کی تمام اقسام کی وضاحت پر مشتمل پُر مغز، معلوماتی خطاب فرمایا، جلسے کے بعد اس مسئلہ پر آپ سے استفتا کیا گیا جس کا آپ نے دلائل و براہین سے مرصع مکمّل تشفّی بخش بلکہ مسکت جوابِ لاجواب ہالینڈ روانہ کیا، اسی موقع سے آپ کی بہترین کتاب ''ٹائی کا مسئلہ'' وجود میں آئی۔

مفتی عابد حسین قادری (جمشید پور) اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ میرے دور طالب علمی میں الجامعۃ الاشرفیہ کے ایک خاص موقع سے ازہری میاں قبلہ کا ورود مسعود ہوا تھا، وہاں آپ کی اقتدا میں مغرب کی نماز پڑھنے کا راقم الحروف کو موقع ملا۔حضرت نے غالباً سورۂ والضحیٰ کے آخری کلمہ فحدث کی ثا کو رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کے لام سے ملاتے ہوئے رکوع کیا۔دوسری رکعت میں بھی کسی سورہ میں اسی طرح کیا۔عام طور پر امام لوگ اس طرح نہیں کرتے اس لئے یہ میرے لئے باعث خلجان ہوا مگر کتابوں کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ آپ کا یہ

عمل فقہائے کرام کی تصریحات کے عین مطابق تھا کہ
"آخر سورہ میں اگر اللہ عزّوجل کی ثنا ہو تو افضل یہ ہے کہ قرأت کو تکبیر سے وصل کرے جیسے: و کبّرہ تکبیرا اللہ اکبر، واما بنعمۃ ربّك فحدّث اللہ اکبر یعنی ثا کو زیر پڑھے) اور آخر میں کوئی لفظ ایسا ہے جس کا اسم جلالت کے ساتھ ملانا، ناپسند ہو تو فصل بہتر ہے یعنی ختم قرآن پر ٹھہرے پھر اللہ اکبر کہے جیسے ان شانئك ھو الابتر میں وقف و فصل کرے پھر رکوع کے لئے اللہ اکبر کہے اور اگر دونوں نہ ہو تو فصل و وصل دونوں یکساں ہیں۔"

مرشد کامل کے لئے تیسری شرط ہے عالم ہونا کہ اتنا علم رکھتا ہو کہ ضرورت کے مسائل کتابوں سے تلاش کر لیتا ہو۔

موجودہ دور کے پیر حضرات عموماً اس شرط سے عاری و خالی نظر آتے ہیں عالم ہونا تو درکنار صحیح ناظرہ خواں بھی نہیں ہوتے، زیادہ تر پدرم سلطان بود کے نعرہ لگانے والے ہوتے ہیں تو کچھ چند ایک اردو کتابیں پڑھ کر رعب جھاڑتے پھرتے ہیں مگر جب نظر پڑتی ہے گلستانِ رضا کے گل شاداب، چرخ رضا کے آفتاب و ماہتاب، مفتیٔ اعظم کے خزانۂ علمی کے درّ نایاب، اسم بامسمّٰی تاج الشریعہ، پرتو آپ کے علمی وقار و جاہ و جلال کی تابانیوں سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں اور عقل و فہم دنگ رہ جاتے ہیں۔

آپ علمی اعتبار سے اپنے نامور آباو اجداد کے سچّے جانشین نظر آتے ہیں، آپ میں بیک وقت جد اعلیٰ، مجدّد اعظم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا فقہی تبحر، اپنے نانا مفتیٔ اعظم ہند کی شان افتا، دادا جان حجۃ الاسلام کا زہد و ورع، حسن جمال سب کچھ بدرجۂ اتم موجود تھا، آپ عالم کیا عالم گر تھے، ملک و بیرون ملک کثیر تعداد میں آپ کے شاگرد علما پائے جاتے ہیں، کئی مشائخ نے آپ سے سند حدیث حاصل کی ہے۔

آپ عالم، فاضل مفتی، محدّث، مدقق دینی علوم کے علاوہ بہت سے دنیاوی علوم کے بحر بیکراں تھے، بڑی سادگی سے مضبوط دلائل پیش کر دیتے سمجھنے والا سمجھ جاتا مگر اہل علم بنظر عمیق مطالعہ کرتے تو پتہ چلتا کہ اس خاموش تحریر کی پہنائیوں میں کیسا علمی سیل رواں جاری ہے۔

مفتی محمد اختر حسین قادری (جمد اشاہی) رقم طراز ہیں "کسی نے سوال کیا کہ تراویح کی چار رکعت کے بعد ہر ترویحہ میں جماعت کے چند افراد بلند آواز سے تسبیح پڑھتے ہیں پھر امام دعا مانگتے ہیں اس کے بعد پھر چند افراد پہلی ترویحہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف، دوسری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی، تیسری میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی، چوتھی میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اور پانچویں میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تعریف اور دوسری سے لے کر پانچویں تک تذکرۂ خلافت کرتے ہیں۔ یہ عمل عرصۂ دراز سے ہوتا چلا آرہا ہے۔ مندرجہ بالا عمل کرنا درست ہے یا ناجائز؟ ایسا کرنے میں شرعی رکاوٹ ہے یا نہیں؟ آپ فرماتے ہیں:

الجواب: جائز ہے کہ مانع شرعی کوئی نہیں۔ حدیث میں ہے: ما رأہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن۔ جسے مسلمان اچھا جانیں تو اللہ کے نزدیک بھی وہ اچھا ہے پھر ہمارے ائمۂ اعلام فرماتے ہیں کہ ہر چار رکعت کے بعد لوگوں کو اختیار ہے چاہیں تو تسبیح پڑھیں یا قرأت کریں یا خاموش رہیں یا تنہا نماز پڑھیں۔

درّ مختار میں ہے: و یخیّرون فی تسبیح و قرأۃ و سکوت و صلاۃ فرادا۔ امور مذکورہ میں کچھ متعیّن نہیں ورنہ اہل مکّہ طواف نہ کرتے۔ ردّ المحتار میں ہے: و اھل مکّۃ یطوفون۔ جہت متعیّن نہ ہونا ظاہر تو ممانعت کیسی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ماہنامہ سنّی دنیا، بریلی شریف، ص ۱۳۔ ۱۲ فروری مارچ ۲۰۰۲ء)

اس ارشاد پر غور فرمائیں تو واضح ہوگا کہ حضرت تاج الشریعہ نے کس ایجاز و حسن بیان سے چند جملوں میں مدلّل، مکمّل جواب عنایت فرمایا ہے اور حدیث و اصول فقہ اور ارشاد فقہا سے فتویٰ کو مزیّن فرما دیا ہے۔

آپ نے اصل حکم بیان فرمایا کہ یہ طریقہ جائز ہے پھر اس پر تین شہادت پیش فرمائی۔ اوّل اصول فقہ کا یہ ضابطہ کہ اصل اشیا میں اباحت ہے تو جب تک کسی دلیل خاص سے عدم جواز ثابت نہ ہو تو اس طریقہ کو ناجائز نہیں کہہ سکتے۔ دوم: حدیث پاک کہ عامۂ مسلم جسے اچھا جانیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے اور اس طریقہ کو کوئی ایمان والا ناجائز نہیں کہتا تو عموم حدیث میں یہ بھی داخل ہے۔ سوم: فقہ کا جزئیہ کہ ترویحہ میں کیا کیا جائے اور پھر اس جزئیہ سے مسئلۂ دائرہ کے حکم کا استخراج فرمایا، مزید اس استخراج کی صحت کو ردّ المحتار کے حوالے سے مزیّن بھی فرما دیا۔ اس فتویٰ میں جو اختصار اور جامعیت اور بیان میں وضوح و ظہور کے فنّی محاسن و کمالات جلوہ گر ہیں اہل بصیرت سے مخفی نہیں۔

بہت ساری مساجد خصوصاً شہر ممبئی میں ممبر کی تعمیر اس طور پر کی جاتی

ہے کہ ممبر کا کچھ حصہ دیوار کی محاذات سے آگے نکلا ہوا ہے عموماً پہلی صف ممبر کے دائیں بائیں قائم کی جاتی ہے۔اس طرح صف بندی کے متعلق حضرت تاج الشریعہ کے کمال فقاہت اور استدلال واستنباط کی غیر معمولی صلاحیت کی بکھری کرنیں مشاہدہ کریں۔آپ رقم طراز ہیں:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان ارشادفرماتے ہیں کہ دربارۂ صفوف شرعاً تین باتیں بتاکید اکید مامور بہ ہیں اور تینوں آج کل معاذ اللہ کالمتروک ہورہی ہیں یہی باعث ہے کہ مسلمانوں میں نا اتفاقی پھیلی ہوئی ہے۔ اوّل تو یہ کہ صف برابر ہوخم یا کج نہ ہو، مقتدی آگے پیچھے نہ ہوں سب کی گردنیں شانے ٹخنے آپس میں محاذی ایک خط مستقیم پر واقع ہوں جو اُس خط کہ ہمارے سینوں سے نکل کر قبلۂ معظمہ پر گذرا ہے عمود ہو۔ دوم: اتمام کہ جب تک ایک صف پوری نہ ہودوسری نہ کریں۔سوم: تراص یعنی خوب مل کر کھڑا ہونا کہ شانہ سے شانہ چھلے۔

اقول ظاہر ہے کہ جب ممبر کے دائیں بائیں صف بندی کریں گےتو دوسرا تیسرا،اور جو صفوں میں ملحوظ ہے اور شرعاً بتاکید مطلوب ہے اس کی تعمیل نہ ہوسکے گی۔اور پہلا امر ہی مفقود ہے جوادنیٰ تامل سے ظاہر ہے اگر چہ ایک ہی سیدھ میں دونوں طرف والے کھڑے ہوں کہ جب بیچ میں ممبر حائل ہے تو اس صورت میں نہ عرفاً برابر کھڑا ہونا صادق ہے نہ شرعاً محقق ہے اور اگر ایک سیدھ میں نہ کھڑے ہوں تو یہ صف بالکلیہ معدوم ہے۔

لہٰذا بلاضرورت اس طرح ممبر کے دائیں بائیں صف بندی کرنا اُن احادیث صحیحہ کے خلاف اور شرعاً ناجائز ہے اور اس صورت میں کراہت صرف اس نامکمل صف والوں پر ہی نہ ہوگی بلکہ ان کے پیچھے صف بندی کرنے والے بھی اس کراہت کے مرتکب ہوں گے ۔ چوتھی قباحت اس صورت میں لازم آئے گی کہ امام وسط صف میں نہ ہوگا حالانکہ شرعاً یہ مطلوب کہ امام وسط صف میں کھڑا ہو۔

(ملخصاً فتاویٰ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف،ص ۷۳)

مرشد کامل کی چوتھ شرط ہے کہ اس کا سلسلۂ ارادت حضور پُرنور ﷺ تک متصل ہو۔موجودہ دور پرفتن میں کہیں تو سلسلہ ہی منقطع ہے کہ باپ نے اجازت وخلافت دی ہی نہیں اور بیٹا بطورِ وارث جانشین بن بیٹھا، یا پھر مرشد مجاز بدعقیدہ یا گمراہ ہے جسے دین وشریعت عقائد و مسلک کی کوئی پرواہ ہی نہیں ۔ایسے ہوش ربا ماحول میں حضرت تاج الشریعہ،بدر الطریقہ کی ذات پاک پر نظر پڑتی ہے تو بس دیکھتے رہ جانے کو جی چاہتا ہے ۔سیدی سرکار تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اپنے والد حضرت مفسر اعظم ابراہیم رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خلافت حاصل ہے۔

سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی اجازت و خلافت پانچ طریقوں سے آپ کو حاصل ہے:

(۱) قادریہ برکاتیہ جدیدہ،(۲) قادریہ آبائیہ قدیمہ

(۳) قادریہ اہدائیہ(۴) قادریہ رزاقیہ(۵) قادریہ منوریہ۔

آپ سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ ہی میں اکثر مرید کیا کرتے تھے کہ اس سلسلہ کو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت نے سلسلۃ الذہب (سونے کی زنجیر) فرمایا ہے۔

سلسلۂ چشتیہ کی اجازت وخلافت آپ کو دوطریقوں سے حاصل ہے(۱) چشتیہ نظامیہ(۲) چشتیہ صابریہ۔

سلسلۂ نقشبندیہ کی اجازت و خلافت آپ کو دو طریقوں سے حاصل ہے(۱) نقشبندیہ علائیہ(۲) نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ

سلسلۂ سہروردیہ کی اجازت وخلافت بھی آپ کو دوطریقوں سے حاصل ہے(۱) سہروردیہ قدیمہ(۲) سہروردیہ جدیدہ۔

ان کے علاوہ سلسلۂ مداریہ بدیعیہ وسلسلۂ علویہ منامیہ اور بھی بہت سے سلاسل کی اجازتیں خلافتیں حاصل تھیں۔

بلاشبہ آپ مرشد کامل کی چاروں شرائط کے جامع تھے۔صرف ہند و پاک ہی نہیں بلکہ دنیا کے اکثر علاقوں میں آپ کے مریدین و خلفا بکثرت پائے جاتے ہیں۔آپ کے پردہ فرمالینے سے اہل سنت و جماعت کا ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے، جب سے وصال ہوا ذہن میں وہی شعر گردش کررہا ہے جو کبھی راز الٰہ آبادی نے حضرت مفتیٔ اعظم ہند کی شان میں کہا تھا

ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس دہر میں تھک جاؤ گے
ایسا مرشد نہ زمانے میں کہیں پاؤ گے

ooo

☆ پرنسپل جامعۃ البنات الصالحات، ناسک، مہاراشٹر
9922062526

وحید العصر تاج الشریعہ (۱۴۳۹ھ)

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری★

۷ر ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۰ر جولائی ۲۰۱۸ء کی شام اخترِ فلک کا اچانک بادلوں کی اوٹ میں چھپ جانے کا عقدہ تب کھلا جب عالم اسلام میں یہ جان کاہ خبر بجلی کی طرح پھیلتے ہوئے نقیر تک پہنچی کہ ؎

رفت اختر رضا خاں ذی احترام
چرخِ ادراک و دانش را ماہِ تمام
دنیا سے سنیت کا سکندر چلا گیا
آہ و بکا ہے چار سو اختر چلا گیا

وارثِ علومِ رضا، جانشین مفتی اعظم ہند، سیدی وسندی، مرشدی و مولائی، قطبِ وقت، مخدوم دوراں ''وحید العصر تاج الشریعہ'' (۱۴۳۹ھ) حضرت علامہ مفتی محمد اسماعیل رضا خاں المعروف بہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری الازہری میاں ابن مفسر اعظم علامہ شاہ محمد ابراہیم رضا خاں قادری ابن حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خاں قادری ابن مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی نور اللہ مرقدھم کیا گئے قلبِ مضطرب پر قیامت گزر گئی، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ گرفتارِ غم، اسیرِ غم، دلی کیفیت کس طرح بیاں کرے

کھویا کھویا سا پھر رہا ہوں میں
گویا صحرا میں لٹ گیا ہوں میں

آنکھوں سے آنسو رواں، کیا کروں کیا نہ کروں، آنسو ہیں کہ تھمتے ہی نہیں۔ ہمارا یہ حال ہے تو پھر اہل خانہ کس کیفیت میں ہوں گے جب جب خیال آتا ہے، دل غم میں ڈوب ڈوب جاتا ہے: انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ غم کسی ایک خاندان کا غم نہیں، یہ غم، عالمی غم ہے، پورے عالم اسلام کا غم، یہ غم، اس دور کا غمِ عظیم ہے۔ دنیائے اہل سنت افسردہ ہے۔ ہر آنکھ اشکبار، ہر دل سوگوار۔ وہ جنہیں دیکھے بنا اور جن کی آواز سنے بنا قرار نہ تھا، اب ان کی یادیں اور ان کی باتیں ہی دلوں کا قرار ہیں۔ ان کی شخصیت باغ و بہار تھی، صد حیف! یہ بہار نذرِ خزاں ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وہ ہمیشہ دلوں میں رہیں گے، وہ بظاہر آنکھوں سے دور ہوگئے مگر دل کے قریب رہیں گے، قریب، ہاں اتنے قریب کہ ؎

دل میں سجی ہے تصویر یار کی
جب نگاہ نیچے کی دیدار ہو گیا

مولیٰ کریم ان کی تربتِ انور کو اپنے انوار و تجلیات سے معمور فرمائے۔ ہم سب کو اس صدمہء جانکاہ پر صبر و استقامت عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنی اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد و محبت میں ایسا محو کر دے کہ دنیا کے سارے غم و آلام سے بے نیاز کر دے۔ آمین ؎

کیا کہوں تم سے بے قراری کی
بے قراری سی بے قراری ہے

اس میں شک نہیں کہ خاندانِ رضویہ کا ملت اسلامیہ پر بڑا احسان ہے خاص کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حیرت انگیز و عالمگیر انقلاب برپا کیا، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ؎

عشق را دامن دراز ست از ثریا تا ثریٰ
شہرۂ آفاق خواہی، بلبل و پروانہ باش!

سیدی مرشدی حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کی زیارت کیے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا، ان کے نورانی چہرے

اور روحانی سراپا کی دید سے آج تک قلب و نظر میں اُجالا ہے۔
یقین نہیں آتا کہ وہ تشریف لے گئے ؎

جمالك في عيني و ذكرك في فمي

ان کی اصاغر نوازی اور علم پروری کا کیا کہنا۔ ضعف و بیماری سے قبل آپ ہر سال کراچی تشریف لایا کرتے تھے، آپ کا آنا ہمارے لیے مثلِ عید ہوا کرتا، فقیر آفس سے چھٹیاں لے کر ہر روز و شب آپ کی صحبت و خدمت میں گزارتا، اس دوران اپنی بعض علمی کاوشوں پر اصلاح اور مشورہ بھی لیتا رہتا، آپ فقیر کی کتب و رسائل کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور دعاؤں سے نوازتے، ایک مرتبہ کراچی ہوتے ہوئے حرمین شریفین جا رہے تھے، اس دوران فقیر نے اپنے تیس رسائل کا سیٹ یہ عرض کر کے آپ کے سامان میں رکھ چھوڑا کہ جب فرصت ہو ملاحظہ فرمالیجیے گا۔ اللہ اکبر!

وہاں جا کر جب کسی نے وہ رسائل دکھائے تو مدینہ منورہ سے اپنی تقریظ ارسال فرما کر اصاغر نوازی اور علم پروری کی ایسی مثال قائم کی جس کی نظیر کم ہی ملے گی، اس تقریظ میں تحریر فرمایا:

"مدینہ منورہ حاضر ہوا تو ایک عزیز نے عزیزی ڈاکٹر محمد اقبال احمد اختر القادری کے متعدد رسائل دکھائے جنہیں فقیر نے اہل سنت کے لیے نہایت مفید پایا۔ موصوف اپنی دلنشیں تحریروں میں مسلک اعلیٰ حضرت کی خوب احسن انداز میں ترجمانی کرتے ہیں، ان کا انداز سہل ہونے کے ساتھ ساتھ متاثر کن بھی ہے۔ تبلیغ دین متین میں اکثر سفر پر رہتا ہوں۔ میں نے ہندوستان کے مختلف شہروں کے علاوہ برطانیہ، افریقہ، ہالینڈ اور سری لنکا وغیرہ ممالک میں بھی ان کی نگارشات کو مقبول عام پایا۔ موصوف کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ سے والہانہ عقیدت ہے فقیر جب بھی پاکستان گیا۔ ان کو ہر جگہ اپنے گرد و پیش ہی پایا جو کہ ان کی فاضل بریلوی سے عقیدت و محبت کی دلیل ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس صالح نوجوان کو دنیائے اہل سنت کے لیے چشمۂ علم بنائے۔ آمین"

وحید العصر حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کی روحانی فیض رسانی، بے پناہ شفقت و محبت، بلکہ ان عنایات اور بے پایاں نوازشات نا قابل فراموش ہیں۔ افسوس یہ پیکر محبت و صفا ہم سے جدا ہو گیا ؎

می روی و گریہ می آید مرا
ساعتے بنشیں کہ باراں بگزرد

"وحید العصر تاج الشریعہ" حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری الازہری نور اللہ مرقدہ کے ایوانِ علم و عمل اور ان کی تابناک زندگی کے گوشوں کو چند اوراق میں بیان کرنا محال ہے، وہ شہر عشق و محبت، مرکز اہل سنت بریلی شریف کی آن، بان، جان اور شان تھے۔ ۲ر فروری ۱۹۴۳ء کو بریلی شریف ہی میں پیدا ہو کر اپنے قدوم لزوم سے خانوادے کو رونق بخشی اور سارے عالم کو اپنے اخترِ علوم سے منور کرتے ہوئے ۷رذی القعدہ ۱۴۳۹ھ ۲۰رجولائی ۲۰۱۸ء کی شام وہیں فلکِ موت کی آغوش میں چھپ گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

وہ عالم اسلام کی ان قد آور شخصیات میں تھے جنھیں ماضی و حال کے بے پناہ علم و فضل اور تقویٰ و طہارت کی لازوال دولت سے نوازا گیا تھا۔ اُن کی سب سے بڑی خدمت، خود اُن کی اپنی تابناک اور قابل عمل زندگی ہے جو اتباع شریعت و سنت کا چلتا پھرتا نمونہ تھی۔ انہوں نے عہدِ حاضر کے فتنہ پرور ماحول میں اپنی تحریر و تقریر سے ملتِ اسلامیہ کی قدروں کی جو حفاظت فرمائی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ان کی نورانی شخصیت میں روحانیت کا جمال بھی تھا اور شریعت کا جلال بھی۔ اُن کے پیکر میں استحکام کا سکون بھی تھا اور انقلابی شرارے بھی۔ بحیثیتِ مفتی، دینی فیصلوں کے نفاذ میں اُن کی پُرشکوہ اور مبسوط شخصیت جب ایک بار اپنی رائے پیش کر دیتی تو کسی کو تنقید اور تبصروں کی مجال نہ تھی۔ اُن کے فکر و نظر کی اصابت، علم و فن کا تبحر، فضل و کمال کی انفرادیت اور شریعت و سنت کے ارتقاء کی راہوں میں ان کے جذبۂ ایثار کی عظمت کو اہلِ عجم ہی نہیں عرب کے علماء و مشائخ نے بھی تسلیم کیا۔

اُن کے معاصرین میں دور دور تک اُن کی علمی و روحانی اور فقہی صلاحیتوں کے اعتبار سے کوئی ہم پلہ نظر نہیں آتا۔

اعلیٰ ذہانت، دور اندیشی، استحضارِ علمی، معاملہ فہمی، فقہ میں مہارت اور حاضر دماغی انھیں اپنے اجداد کرامِ خاص کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور مفتی اعظم ہند شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہم سے ورثہ میں ملی تھی۔ علوم متداولہ میں یدِ طولیٰ اور فقہ کی جزئیات پر بلاخیز دِقت نظر دیکھ کر بڑے بڑے افتاء کے مسند نشین خوشگوار حیرت میں پڑ جایا کرتے۔ قرآن، تفسیر، حدیث، ادب، تاریخ، فلسفہ، منطق، کلام اور جمیع علوم پر گہری نظر اور وسیع مطالعہ تھا۔ درس وتدریس اور عالمی تبلیغی دوروں کے علاوہ انہوں نے اردو کے ساتھ ساتھ عربی میں بھی تصنیفی کام کیا جسے پڑھ کر اہل عرب بھی دنگ رہ گئے۔

کراچی کی عالمی میلاد کانفرنس منعقدہ ۲۰۰۲ء کے موقع پر اس فصاحت و بلاغت سے عربی خطاب فرمایا کہ اُن کی عربی سلاستِ کلام سے ایسا محسوس ہوا کہ وہ عجمی نہیں کوئی عربی عالم ہیں، گویا عربی زبان وادب اُن کی ذاتی میراث بن چکے تھے جس کا اظہار اُن کی انشاء پردازی اور عربی خطابت میں مقتضائے حال نقلے، مقفیٰ و مسجع عبارات اور موزوں اشعار کے فی البدیہہ استعمال سے صاف ہوتا تھا۔ ان کی لکھی قصیدہ بردہ شریف کی شرح الفردۃ فی شرح البردۃ عربی زبان وادب میں ایسا شاہکار ہے جسے پڑھ کر ان کی عالمانہ ندرت، عربی زبان وسخن پر گرفت اور اندازِ کلام کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، ساتھ ہی اُن کی اعلیٰ ذہانت کے نقش ونگار، زبان و بیان کی سلاست، عربی جملوں کی ترتیب وتہذیب میں فصاحت و بلاغت اور معنی خیز استعارے، تخیل ومحاکات کی فراوانی، جذباتِ دل کے انکشافات، عشق کا فیضان اور دردمند دل کا الہام بڑے بڑوں کو ایک لمحے کے لیے ورطۂ حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔

لوح وقلم کے اِن تمام مراحل سے گزرتے ہوئے ان کی معقولیت پسند دل نوازی، اجتہادِ فکر اور جرأت رِندانہ ہر ہر لفظ سے نمایاں ہے۔ عشق کی منزل یقینی طور پر ایک دشوار منزل ہے، اس سے سرخرو ہو کر گزرنا اتنا آسان نہیں ہوتا، ترجمانی کے لیے الفاظ ان کا بار اُٹھا ہی نہیں سکتے۔ "الفردۃ فی شرح البردۃ" کو پڑھیں تو سطر سطر پر عشق بے نیاز کا پہرہ نظر آئے گا جو حضرت تاج الشریعہ کی داخلی زندگی کا حسن وکمال بھی تھا "قصیدہ بردہ شریف" کی شرح کے ایک ایک لفظ سے کوثر وتسنیم کے چشمے پھوٹے پڑتے ہیں، اگر یہ کہا جائے کہ آپ نے اس قصیدہ کی عربی شرح لکھ کر حضرت امام بوصیری کے جذب ومستی، فکر وفن، ان کے بے پناہ عشق اور ذوق تصوف کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے، تو بے جا نہ ہوگا۔

وحید العصر حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ نے عالمی تبلیغی دوروں میں مصروفیت کے باوجود قلمی میدان کو بھی تشنہ نہ چھوڑا، ان کی تصنیفات نے اپنے دامن سیماب میں معلومات وحقائق کے جتنے اقلیم اور آفاق تلاش کیے یہ انھیں کا حصہ ہے۔ ان کی تمام تحریروں میں موضوع سے متعلقہ مباحث سے مظاہرات فن کا عکس پھیلا نظر آتا ہے۔

وحید العصر حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ نثر کے ساتھ ساتھ دبستانِ رَضا کے نہایت ہی پر جوش، معتبر اور بلند پایہ شاعر بھی تھے، ان کے اشعار کا ایک ایک لفظ ادبِ لطیف کے عرق دو آتشہ میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے، وہ جس جذبۂ بے خودی اور سوزِ دروں سے اپنے محبوبِ حقیقی کو پکارتے ہیں۔ اس میں بظاہر کسی اور ترفع کی گنجائش نظر نہیں آتی۔ کشورِ نور کے پیکرِ لطیف اور عرشِ اولیٰ کے مسند نشین کی بارگاہِ ناز میں ان کی اجابت کا حال، اللہ اکبر! مدحتِ سرکار دو عالم ﷺ کرتے وقت وہ افکار وخیالات کی شاطگی کے بجائے اپنے عشق لازوال تک براہ راست رسائی حاصل کر کے اپنے اعجازِ ہنر سے اصنافِ سخن کے ماہرین کو دیدۂ حیرت میں گم کر دیتے ہیں۔ فن شاعری میں زبان و بیان کی اہمیت کیا ہے، ترسیل وابلاغ کی راہوں میں کس قدر دشواریاں درپیش ہوتی ہیں، ایک سخنور کو زندگی کی تزئین وتعمیر اور اس کے بقا کے لیے کیا کردار ادا کرنا چاہیے، حضرت تاج الشریعہ کا سیال قلم فطرت کی حنابندیوں

سے خوب واقف تھا، وہ غیر مرئی سے مرئی کی صورت پذیری کا ہنر جانتے تھے۔ فن شاعری اور نعت گوئی ان کے لیے کوئی نئی چیز نہ تھی کہ یہ تو انہیں گُٹی میں ملی تھی۔ الفردۃ فی شرح البردۃ کے علاوہ ان کے مجموعہ ہائے کلام ''نغماتِ اختر'' اور ''سفینۂ بخشش'' پاک و ہند سے متعدد بار شائع ہو کر اہل سخن سے مسلسل داد پا رہے ہیں۔

وحید العصر حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کی تصنیفات کی ایک گرانقدر فہرست ہے۔ عربی ہو یا فارسی، اردو ہو یا انگریزی، ان سب زبان و ادب پر انہیں مکمل دسترس حاصل تھی۔ ان کی جامع اور وقیع تصانیف سے ہر صنف سخن پر ان کی گہری نظر اور وسیع مطالعہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ تحقیق و تدقیق کے حوالے سے ان کا رنگ دوسروں سے حد درجہ منفرد اور اثر پذیر ہے۔ انہوں نے اپنی وقیع و مؤثر نگارشات کے ذریعے ملک و بیرون ملک کی جدید کلیات و جامعات کا رشتہ اسلافِ کرام کی خانقاہوں سے جوڑنے میں اہم کردار ادا کیا۔ خاص کر ان کی عربی تصانیف نے عالم عرب میں اہل سنت و جماعت کا حقیقی تعارف پیش کیا، جن میں معمولات اہل سنت کو پہلی بار استدلال کی سطح پر پیش کیا گیا تھا، آپ کی اس حکیمانہ روش سے عالمی سطح پر مسلک حق اہل سنت اور خانوادۂ رضویہ کا وقار بلند ہوا۔

اپنے اجدادِ کرام کی طرح وحید العصر حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کی بحر علوم شخصیت عالم اسلام میں مرجع فتاوٰی بھی رہی ہے اور رہتی بھی کیوں نہ کہ ان کی ذات مرکز علم و فن تھی، وہ مفتی بھی تھے، وہ قاضی بھی تھے، وہ مفسر بھی تھے، وہ محدث بھی تھے، وہ فقیہ بھی تھے، وہ فلسفی بھی تھے، وہ مایہ ناز مفکر بھی تھے، وہ ایک عظیم دانشور بھی تھے، وہ کہنہ مشق شاعر بھی تھے، وہ ادیب بے بدل بھی تھے، وہ دعوت و عزیمت اور جرأت و استقامت کی تمام تر خوبیوں سے مرصع و مسجع بھی تھے تو بھلا پھر کیوں نہ مرجع فتاوٰی ہوتے، ان کے فتاوٰی کے مجموعہ کی اب تک پانچ جلدیں بنام ''العطایہ الرضویہ فی فتاوٰی الازہریہ'' مدون ہو چکی ہیں اور مزید پر کام جاری ہے۔ اس سے قبل فتاوٰی تاج الشریعہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

وہ صفاتِ حسنہ کے جامع اور کوہِ ہمت و استقامت تھے۔ وہ شہیدِ تسلیم و رضا تھے کہ انہوں نے نہ صرف غیروں بلکہ اپنوں کی نشتر زنی پر جس حکمت اور ضبط و تحمل کا مظاہرہ فرمایا وہ ان کا خاص امتیاز رہا۔ فقیر نے انہیں یونہی شہیدِ تسلیم و رضا نہیں کہہ دیا، بلکہ اس پر ساری دنیا گواہ و شاہد ہے کہ وہ رضائے الٰہی میں فنا ہو کر شہیدِ تسلیم و رضا کے منصبِ عالی پر اس شان سے متمکن و فائز ہوئے کہ کروڑوں انسانوں کا اژدھام دیکھنے کو اُمنڈ آیا ؎

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگاں بہ دعا آرزو کنند

خم ہیں یہاں جمشید و سکندر اس میں کیا حیرانی ہے
ان کے غلاموں کا اے اختر رُتبہ ہی کچھ ایسا ہے

وحید العصر حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کا چلے جانا، عالم اسلام اور خاص کر دنیائے اہل سنت کے لیے سخت جان کاہ غم ہے۔ اللہ کریم حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کو جوارِ قدس میں مقام رفیع عطا فرمائے۔ ان کی تربتِ پاک کو اپنے انوار و تجلیات سے معمور فرما کر کروڑہا رحمتوں اور برکتوں کی بارش فرمائے۔ آمین

مولائے کریم ہم سب کو ہمت و استقامت اور صبر و شکیب ارزانی عطا فرمائے۔ حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کے لائق و صالح جانشین حضرت مولانا صاحبزادہ محمد عسجد رضا خان قادری مدظلہ العالی کو اپنے اجداد کرام کا مظہر کامل بنائے، ان کے وجودِ عسجد سے فیضِ رَضا کا چشمہ جاری و ساری رہے۔

اللہ کریم وحید العصر حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کے ارادت مندوں اور تمام اہل سنت کا اختر بلند فرمائے۔ آمین

یا الٰہی دو جہاں میں سرخ روئی ہو عطا
کر بلند اختر، حضور اختر رَضا کے واسطے

ooo

یکے از خلفائے حضرت تاج الشریعہ
☆ پرنسپل، مادر علمی انسٹی ٹیوٹ اوف اسلامک ایجوکیشن، نارتھ کراچی
L-317/5-B-2, North Karachi (75850)
E-mail: mothereilmi@yahoo.com

قلم اٹھ جائے تو کوئی زباں کھلتے نہیں کھلتی

مولانا محمد شمس الہدیٰ مصباحی *

دعوت وتبلیغ کے میدان میں اولین مسئولیت اصلاح عقائد ہے پھر اصلاح اعمال۔ حضرت تاج شریعت آبروئے سنیت نے دونوں رخ سے عالمی سطح پر کار ہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔

بلادِ عرب ہوں یا، یورپ وامریکہ، افریقہ یا ہندو پاک، لاکھوں افراد کا دینی تصلب آپ کی بھی تربیت کا مرہون منت ہے اور آپ ہی کی صحبت بابرکت کی جلوہ سامانیاں ہیں۔

سعودی عرب میں آپ کی اصلاحی تبلیغ کس پر پوشیدہ ہے حتیٰ کہ نجدی حکومت نے آپ کو گرفتار کرلیا اور دنیا میں اس پر احتجاج ہوا۔ افریقہ کے ممالک میں بلکہ خود پاکستان میں اور تقریباً ۲۰۰۰ء میں اہل سنت کے عالمی مرکز مرکز الثقافۃ السنیہ کیرالا کی کانفرنس میں ابن تیمیہ حرانی، قاضی شوکانی وغیرہما کی گمرہی سے کئی عرب مشائخ کو روشناس فرمایا۔ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ آپ ابن تیمیہ کے حوالے سے کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ حضور! ہمارے بہت سے اکابر نے اس کے بارے میں فرمایا: علمه اکبر من عقله وقد خالف الاجماع فی نحو ستین مسئلة اور کئی بزرگوں نے تکفیر بھی فرمائی ہے مگر ہمارے مجدد اسلام امام احمد رضا قادری قدس سرہ المستند المعتمد میں فرماتے ہیں: کان ضالا مضلا، لا کافراً۔ یہ سن کر آپ نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔ دعاؤں سے نوازا۔

امریکا کا ایک انگریز جس کا نام ''نوح حامیم کیلر'' ہے جس نے اسلام قبول کرنے کے بعد دینیات کی تعلیم کے لئے شام وغیرہ بلاد میں خاصا وقت صرف کیا۔ عربی اور انگلش میں فکر انگیز خطاب کرتا ہے۔ اردن میں اس نے اپنا زاویہ (خانقاہ) بنا رکھا ہے۔ اس کے ماننے والے مختلف بلاد سے وہاں جاتے ہیں۔ فقہ شافعی کا مقلد کہلاتا ہے۔ ملک شام سے ہی کچھ دیوبندی مولوی اس سے مضبوط رابطے میں ہیں۔ چنانچہ ہند میں دیوبند، ندوہ، نظام الدین، پاکستان میں بنوری ٹاؤن، راونڈ، بنگلہ دیش میں مسجد بیت المکرم وغیرہ کئی دیوبندی مراکز میں دورے کرائے گئے۔ پس وہ دیوبندیوں کو سنی حنفی صوفی کی حیثیت سے جانتا مانتا ہے۔

کوئی ۲۰۰۶ء میں اس نے بزبان انگلش ایک مضمون تحریر کیا جس کا عنوان تھا ''ایمان، کفر، تکفیر'' اس میں اس نے دیوبندیوں کی کتاب تحذیر الناس، حفظ الایمان، براہین قاطعہ، تقویۃ الایمان، وغیرہ کی متنازع عبارتوں کو خبیث، کھلی گستاخی، بیہودہ کہا مگر اُس کے باوجود لکھتا ہے کہ احمد رضا خاں بریلوی نے ان کے مولفین کی تکفیر کر کے مسلمانوں کو دو جگہ تقسیم کردیا، یہ بہت بڑا گناہ کا کام کیا۔ وہ بڑے علمائے اسلام تھے، ان کی تکفیر ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔ اس مضمون کو نیٹ پر خوب عام کیا گیا جس سے اہل سنت کو کافی نقصان ہوا۔

صوفی نوح کیلر نے یوروپ اور خاص طور پر یوکے کا بڑا دورہ کیا۔ مریدی کا سلسلہ بھی شروع کیا جس سے بہت سے سنی جوان بالخصوص کالجز اور یونیورسٹیوں کے طلبہ اس سے وابستہ ہوگئے اور یہ سلسلہ روز بروز بڑھتا جا رہا تھا۔ چوں کہ اس کے معمولات، اہل سنت جیسے ہیں۔ تبرکات سے استبراک بلکہ موئے مبارک کا کافی احترام کرتا ہے جس سے لوگ متاثر ہوتے گئے، اسے صحیح سمجھ کو مرکز سلطان باہو برمنگھم نے کافی سہولیات دیں پھر سالوں بعد جب انھیں کچھ اطلاع ملی تو توجہ میں کمی آنی شروع ہوئی۔

نوح کیلر کے اس خطرناک مضمون سے مجھے برطانیہ میں میرے بعض تلامذہ نے باخبر کیا اور لاکر دیا مگر انگلش میں ہونے کے ناطے میں نے کہا کہ اسے اردو میں کر کے لاؤ۔ چند ماہ بعد لائے دیکھا تو حیرت میں ڈوب گیا کہ کتنا نادان چال باز ہے۔ شیفلڈ شہر میں اکابر کی ایک میٹنگ میں یہ قضیہ بھی زیر بحث آیا۔ اکابر نے مجھے حکم دیا کہ صوفی نوح کیلر کو ایک مکتوب لکھا جائے۔ میں نے عربی میں اسے ایک مکتوب تحریر کیا جس پر یوکے سے بائیس اکابر اہل سنت نے تائیدی دستخط ثبت فرمائے پھر انھیں ارسال کیا گیا۔

تقریباً نو ماہ بعد اُن کا جواب آیا کہ آپ حضرات علمائے کبار

ہیں، مجھے اتنا گہرا علم نہیں بس چاہتا ہوں کہ سب کلمہ گو متحد رہیں پھر میں نے دوسرا مکتوب انھیں ارسال کیا۔ سالوں بیت گئے مگر اب تک کوئی جواب نہ آیا پھر اس کی عیاری کو کچھ عام کیا گیا جس سے اس کی گمراہ کن تحریک پر بند باندھا گیا۔

قربان جاؤ وارث علوم اعلیٰ حضرت پر کہ آپ نے نوح کیلر کے اِس مضمون کا دندان شکن جواب ارقام فرما کر نیٹ پر نشر فرمایا جس سے بہت سی خلق خدا کو راہ راست ملی اور نوح کیلر کے فاسد نظریہ کا پول کھلا، اس کی جہالت کا پردہ چاک ہوا۔ گرفت ایسی علمی اور اصولی فرمائی کہ اس ماکر (مکروالے) کے لئے نہ جائے گفتن نہ راہ رفتن۔

ہم نے اس سے تحریری طور پر گذارش کی کہ آپ جب بھی ... آئیں تو تبادلۂ خیال کی خاطر باہمی نشست بہت ضروری ہے لیکن ... راہ فرار ہی اپنائے ہوئے ہے۔

خدا تعالیٰ حق سمجھنے کی حسن توفیق سے نوازے۔

قلم اٹھ جائے تو کوئی زباں کھلتے نہیں کھلتی
رواں عالم میں ہے سکہ میرے تاج الشریعہ کا

○○○

☆استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پو، اعظم گڑھ، (یوپی)
☆مسئول۔ دارالافتاء کنز الایمان، برطانیہ

علوم امام اہل سنت کے سچے وارث کا نام تاج الشریعہ

حضرت مفتی محمد اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمۃ کے علمی جلوے کی چمک عرب وعجم ہی نہیں بلکہ اکناف عالم کو یکساں چمکا تا رہا، آفتاب علم، ماہتاب فضل کمال اور بحر علم تھے، کثرت سفر کے باوجود احکام شرعیہ کے پابند تھے، جس علاقے میں جاتے وہ علاقہ آس پاس کے علاقوں کے معتقدین سے بھر جاتا، ہر مجلس میں جاتے ہزار ہا لوگ ان کے ہاتھ پر تائب ہوتے، کڑوڑوں لوگ ان سے بیعت ہوئے، یوں آپ نے سلسلۂ قادریہ کو خوب فروغ دیا۔ ان کی علمی تحقیقات اور فقہی بصیرت کا عالم یہ تھا کہ وہ جو کہہ دیتے پتھر کی لکیر کی طرح علماء مانتے، وہ بیک وقت عظیم مصنف، اعلی مترجم، زبردست محقق، منفرد المثال مفتی، حق پسند مصنف، کہنہ مشق شاعر اور کئی زبانوں کے بہترین ادیب تھے، بڑے بڑے نامور صاحبان علم وفضل کی انہوں نے اصلاح فرمائی۔ آج دنیا۔ سنیت ماتم کناں ہے کہ وہ ہمیں چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جاملے، ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء کی شام کو وصال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت کے مرید مولانا محمد اختر علی واجد القادری بانی وسربراہ اعلی جامعہ اسلامیہ یتیم خانہ نے نیانگر میرا روڈ ممبئی اپنے ادارے کے بینر تلے منعقد تعزیتی اجلاس میں یہ اعترافی بیان دیا۔ حضرت تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ملال پر شہزادۂ شمس العلماء حضرت علامہ محمد مثنی اشرفی صاحب قبلہ کی سرپرستی میں جامعہ اسلامیہ یتیم خانہ میرا روڈ کے جامعہ ہال میں حضرت کے ایصال ثواب اور بلندئی درجات کے لئے مورخہ ۲۱؍جولائی ۲۰۱۸ء، صبح سوا نو بجے ایک تعزیتی نشست منعقد کی گئی، سب سے پہلے قرآن خوانی ہوئی پھر، تلاوت کلام پاک کے بعد نعت ومنقبت پیش کیے گئے، ادارہ کے ناظم اعلی شاعر اسلام حکیم محمد نذیر احمد رضوی، مولانا محمد عابد حسین رضوی اور مولانا شمشاد جمالی وغیرہ نے کلام تاج الشریعہ پڑھا۔ مولانا محمد اختر علی واجد القادری نے سرکار تاج الشریعہ کی حیات طیبہ پر مختصر گفتگو کرتے ہوئے سامعین کو بتایا کہ ۱۹۴۲ء سے ۲۰۱۸ء کی اس مختصر زندگی میں انہوں نے بہت کام کیے۔ میرا روڈ ہی کے ایک آل رسول حضرت سید اللہ بخش رضوی نے یہ بتایا کہ حضرت ایک بار عرب میں تھے اور میرے بیٹے ان سے ملنے گئے تھے۔ نام عبداللہ بتایا! مصافحہ کیا تو حضرت نے فرمایا کہ آپ آل رسول ہیں اپنا پورا نام بتائیے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت صاحب کشف تھے۔

سرپرست اجلاس حضرت علامہ محمد مثنی اشرفی صاحب قبلہ نے اپنے خطاب میں بتایا کہ بریلی شریف میں ہم نے ان کو بہت قریب سے دیکھا، اکثر کچھ لکھتے لکھاتے یا پھر پڑھتے پڑھاتے رہتے، ہاں! جب اذان کا وقت ہوتا سب کام بند کر کے نماز پڑھنے چلے جاتے۔ میرے والد محترم شمس العلماء حضرت مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی وہ پڑھے ہیں، ابا حضور فرماتے تھے کہ وہ بچپن ہی سے بہت ذہین تھے۔

اخیر میں صلاۃ وسلام. فاتحہ خوانی اور سرپرست کی دعا پر نشست برخاست ہوئی، شرکائے نشست میں تلمیذ تاج الشریعہ مولانا فاروق عالم نوری، مولانا مفیض الدین رضوی، مولانا عطاء الرحمٰن نوری، مولانا عابد حسین رضوی، قاری نواب علی نوری، قاری حبیب الرحمٰن رضوی، حافظ عبدالسبحان رضوی وغیرہ ہیں۔

اطلاع: ناظم نشر واشاعت جامعہ اسلامیہ یتیم خانہ، میرا روڈ، ممبئی

حدیث دانی اور فقہی بصیرت

محمد صلاح الدین رضوی★

جامعہ ضیائیہ فیض الرضا ددری ضلع سیتامڑھی (بہار) کے صدر المدرسین مفتی راحت احسان برکاتی کا بیان ہے کہ میں نے خود ایک مرتبہ عرس قاسمی کے مبارک موقع پر حضرت امین ملت دامت برکاتہم کی زبان فیض ترجمانی سے یہ جملہ سنا تھا کہ

حضرت تاج الشریعہ علوم اعلیٰ حضرت کے سچے وارث ہیں۔

جس طرح سرکار اعلیٰ حضرت اپنے علوم وفنون میں عدیم المثال تھے کہ دور تک عصر ماضی میں بھی آپ کی کوئی مثال نہیں ملتی اسی طرح تاج الشریعہ بھی اپنے دور کے علما وفقہا میں ممتاز ومنفرد نظر آتے ہیں کہ آپ کی وسعت علم کی بھی دور حاضر میں کوئی مثال نہیں۔

پھر جامع از ہر مصر سے واپسی پر جب آپ نے دین وسنیت کی بلند خدمات شروع فرمائیں تو حاضر جوابی، قوت استحضار، مضبوط دلائل وبراہین سے دنیا اور بھی حیرت واستعجاب میں رہی۔

آپ کی وسعت فکر ونظر، وسعت علمی، وارث علوم اعلیٰ حضرت ہونے پر سب سے زیادہ صحیح احادیث کریمہ کے مجموعہ بخاری شریف پر عربی زبان میں جامع اور معلومات افزا حاشیہ کے علاوہ دیگر تحقیقاتی فتاویٰ، تصنیفات وتالیفات اور دینی خدمات عالیہ شاہد ہیں۔

آپ کی اعلیٰ فقہی بصیرت اور فقہی جزئیات پر عبور سے آگاہی ان باتوں سے بخوبی ہوجاتی ہے۔ علامہ عبدالمبین نعمانی رقم طراز ہیں:

”آپ کی ذات پوری جماعت اہل سنت کے لئے مرجع کی حیثیت رکھتی ہے، تفقہ فی الدین میں یکتائے زمانہ ہیں، فقہی جزئیات نوک زبان پر رہتے ہیں۔“

ایک بار جب آپ کا جمشید پور تشریف لے جانا ہوا تو وہاں آپ کا قیام جناب علیم الدین صاحب کے مکان پر تھا کہ ایک استفتاء آگیا۔ آپ نے فوراً متعدد فقہی عبارات سے آراستہ فرما کر اُس کا جواب ارقام فرمایا پھر دستخط کر کے لانے والے کے حوالے کر دیا جب کہ اس وقت کوئی بھی کتاب سامنے موجود نہ تھی۔ (حیات تاج الشریعہ، ص ۱۱۱)

امریکہ سے ایک بڑا طویل استفتا آیا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ امریکہ میں بینک سے قرض لیا جاتا ہے چوں کہ امریکہ دارالحرب ہے ویسے بھی آج کل کوئی بھی اسلامی حکومت نہیں اور ہر کافر، کافر حربی ہے تو امریکہ ویورپ میں بینک بھی انہی کافروں کے ہیں اور سب بینکوں کا کاروبار سود پر ہے تو اُن بینکوں سے سود لے کر ہمارے مسلمانوں کو اپنی مختلف ضرورتیں مثلاً گھر کا خریدنا گھر کے استعمال کے لئے گاڑی لینا یا پھر اپنا کاروبار بڑھانا یا کاروبار کرنے کے لئے ایسا کرنا پڑتا ہے اور اس سودی قرض کی ادائیگی ایک لمبی مدت تک جاری رہتی ہے اور بینک اس قرض پر ۶، ۷، ۸ فیصد بلکہ کبھی اس سے بھی زیادہ فیصد اضافہ لیتا ہے۔ اس طرح حاصل شدہ رقم اپنی ادائیگی کی آخری قسط تک بالکل دوگنا ہوچکی ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ کوئی ایسی صورت نہیں؟ جس سے اپنی شرعی ودنیاوی ضرورتیں پوری کرسکیں اور نقد رقم اتنی ہوتی ہی نہیں جس سے دینی ودنیاوی حاجتیں پوری کی جاسکیں اور اگر ایسا نہ کریں تو معاشیات واقتصادیات میں بہت پیچھے ہوجائیں۔ مکان کی ویلو (اہمیت) بھی وقت کے ساتھ بڑھ جاتی ہے اور آخر سال تک مکان کا مالک بن جاتا ہے اور یہ دارالحرب میں حربی کافر سے مسلمان کو ایک بہت بڑا فائدہ ہے۔

کیا ایسی صورت میں شرع مطہر میں کوئی جواز کی شکل ہے؟ کیا قرض لینے کے بعد شرح اضافہ، سود ہوگا یا نہیں اور اگر زیادتی جو مسلمان کافر حربی کو دے گا حرام ہے یا حلال اور اگر سودی قرض لینا بھی حفظ نفس بحصیل قوت (طاقت حاصل کرنے کے ذریعے جان کی حفاظت) اور تحفظ عن الذلة والطعن (ذلت وطعن سے بچنے) کے لئے ہو تو ضرورت شرعیہ کے تحت حربی کافر سے لینا جائز ہے یا کسی سے بھی اور آج کے دور میں بالخصوص دارالحرب امریکہ ویورپ میں

دینی و دنیاوی حاجتیں اور ضرورتیں جو مسلمانوں کو درپیش ہیں کیا وہ قطعی شرعی محتاجی اور ضرورتیں ہیں؟

المستفتی: ڈاکٹر محمد خالد رضا رضوی شکاگو، امریکہ

آپ نے اس کا بڑا تفصیلی جواب تحقیقات عالیہ سے آراستہ کر کے پیش فرمایا تھا جس کو بہت مختصر کر کے یہاں نذر قارئین کیا جارہا ہے:

الجواب (۱): اس مختصر تقریر کے بعد جواب صورت مسئولہ ظاہر، وہ یہ کہ شرعی ضرورت یا حاجت خواہ دینی ہو یا دنیوی اگر متحقق ہو تو بینک وغیرہ یا انفرادی طور پر کسی کافر سے ایسا قرض لینا جائز ہے۔

الاشباہ وغیرہ میں ہے: **الضرورات تبیح المحظورات۔** ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ** ط (الحج ۷۸) دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں کی۔

اور جو زیادتی انھیں دینی پڑے وہ سود نہیں اور ضرورت شرعیہ اور حاجت صحیحہ جس میں حرج شدید لاحق ہو یا، اس کے بغیر چارہ نہ ہو معلوم ومحسوس ہے۔ محض کاروبار بڑھانا کوئی شرعی ضرورت نہیں نہ حاجت ہے۔ یونہی بہت سی غیر شرعی ضرورتیں اور غیر شرعی امور نا قابل اعتبار ہیں اور دفع ذلت وطعن اور سرخروئی چاہنا کوئی شرعی حاجت نہیں۔

حدیث شریف میں ہے: **فُضُوْحُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ فُضُوْحِ الْاٰخِرَةِ۔** دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے ہلکی ہے۔

ایسی نام کی ضرورتوں میں جن کے بغیر چارہ ہو اُن سے قرض لینا اور انھیں زیادہ دینا حرام ہے کہ حربی کافر کو فائدہ پہنچانا ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔

(۲) حربی کافر سے یہ معاملہ کرے مسلم سے نہ کرے اگرچہ دارالحرب میں، وہ مسلم ہو۔ شبہ اور قیمت سے پرہیز لازم ہے اور تحفظ من الذلة۔ ضرورت شرعیہ نہیں۔

حفظ نفس، تحصیل معاش اور وہ صورتیں جن سے مضرت وحرج شدید ہو، ضرورت وحاجت میں داخل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ بریلی شریف، ص ۲۹)

حدیث شریف انما الاعمال بالنیات کے تحت رقم طراز ہیں:

حق اِس مسئلہ اور ہر مسئلہ میں ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہے اس لئے کہ قرآن عظیم نے وضو کا حکم مطلق دیا، نیت کی قید نہ لگائی۔ اصول کا قاعدہ ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر جا[ری] رہے گا اور ظاہر ہے کہ حدیث کا مفہوم محتمل ہے ہمارے ائمہ نے حدیث کو حکم اخروی یعنی ثواب پر محمول فرمایا: مطلب یہ کہ اعما[ل کا] ثواب نیتوں پر موقوف ہے اور شافعیہ وغیرہم نے صحت پر محمول [کیا] یعنی اعمال بغیر نیت کے نادرست ہیں اس لئے وہ وضو میں نیت شرط ہونے کے قائل ہوئے۔

تو جب حدیث چند معنیٰ کی محتمل ہے اور کوئی معنیٰ اس کا قطعی [نہیں] تو حدیث کا مفہوم ظنی ہوا اور ظنی سے مفہوم کتاب پر کہ قطعی [ہے] زیادتی جائز نہیں لہٰذا ائمہ حنفیہ وضو میں نیت کے قائل نہ ہو[ئے] ازالۂ نجاست (کہ از قبیل ترک ہے) میں بھی نیت کے شرط ہو[نے] کے قائل ہوں مگر یہاں وہ اس کے قائل نہیں۔

اور شافعیہ فرماتے ہیں کہ وہ افعال جو ترک کے قبیل سے ہیں میں نیت ضروری نہیں جس سے صاف ظاہر کہ وہ اعمال کے عموم ترک افعال کو مستثنیٰ جانتے ہیں اور اس کا استثنا محتاج دلیل ہے۔

اور ہماری تقریر سے ظاہر ہے کہ ہمارے ائمہ کے نزدیک [...] وترک حصول ثواب میں نیت کا محتاج ہے اور اعمال مقصود لذا صحت بھی نیت پر موقوف ہے۔ (شرح حدیث نیت، ص ۱۱، ۱۲)

علم فقہ کے علاوہ آپ کو مزید اکتالیس علوم وفنون پر مہارت حاصل تھی علم تفسیر ہی کو لے لیجئے کہ آیت کریمہ: **قُلْ اِنَّمَآ اَنَا [بَشَرٌ] مِّثْلُكُمْ۔** پر آپ کی بڑی تفصیلی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے:

اس آیت کو لے لو جسے تم لوگ (سرکار کو اپنی طرح) بشر[یت] کی دلیل بناتے ہو خود اُس میں اس پر دلیل موجود ہے (کہ سرکار [ہماری] طرح بشر نہیں) ہم سے سنو **قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ** کے متصل فرمایا: **يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ** (الکہف ۱۱۰)

یعنی میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے [یہ] ارشاد خود فرق کی روشن دلیل ہے اور اس وجہ تطبیق کی طرف رہنما[ئی] احمد رضا نے ظاہر صورت بشری فرما کر افادہ فرمائی اس لئے کہ یہ وحی ایسا باطنی امر ہے کہ اس کی خبر ماوشما کو تو کیا ہوتی، صحابۂ کرام [نے] اس کے نزول کو نہ دیکھا بلکہ منزل دنیٰ میں جو وحی ہوئی اُس سے وحی لانے والے جبریل بھی بے خبر۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی۔ (النجم ۱۰) تو اللہ نے اپنے بندے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف وحی کی جو وحی کی۔

آیت کریمہ میں عبدہ سے مراد حضور ﷺ ہیں اور اَوْحیٰ کی ضمیر اسم جلالت کی طرف راجع ہے لَمَا اَفَادَہٗ فِی الشِّفَاءِ عَنْ جَمَاعَۃٍ مِنَ الْمُفَسِّرِیْنَ وَاَیَّدَہٗ۔

تو جب وحی ایسا باطنی امر ہے تو لامحالہ اس باطن کے لئے اس جیسا باطن سرکار کے لئے ضروری جو تمام بشر کے بواطن سے اعلیٰ ہو اور جب وہ باطن سرکار کے لئے ثابت تو حضرت ﷺ کا اپنے اس باطن و روح کے اعتبار سے بشر جدا ہونا ضروری امر ہوا، اور تشبیہ محض باعتبار ظاہر کے رہ گئی۔ اسی کو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر میری حقیقت کو سوائے میرے رب کے کسی نے نہ جانا۔ (مطالع المسرات)

اور یہی مراد ہے حضور ﷺ کے اس فرمان سے جو ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک وہ وقت ہے جس میں نہ کسی مقرب فرشتے کی گنجائش نہ کسی نبی مرسل کی مجال۔ اس پر شرح شفاء میں ملا علی قاری علیہ الرحمہ کا فرمان واجب الاذعان سننے کے قابل ہے فرمایا:

وَالتحقیقُ اَنَّ المرادَ بالنَّبِیِّ الْمُرْسَلِ ذاتُہٗ الْاَکْمَلُ فَاِنَّہٗ مقامَ جَمْعِ الجمعِ یَفْنِیْ عَنْ ذَاتِہٖ وَمَقَامَاتِہٖ وَیَسْتَغْرِقُ فِیْ مُشَاہَدَۃِ ذَاتِ اللہِ وَصِفَاتِہٖ۔

یعنی تحقیق یہ ہے کہ مراد نبی مرسل سے حضور علیہ السلام کی ذات کاملہ ہے اس لئے کہ حضور مقام جمع الجمع (یعنی اس بارگاہ میں اُن سب کو جمع ہونا ہے) میں اپنی ذات ومقامات سے فنا ہوکر اللہ کی ذات وصفات کے مشاہد میں مستغرق ہوجاتے ہیں۔

ملا علی قاری کے اِس ارشاد سے معلوم ہوا کہ سرکار ابد قرار علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کے لئے ایک ایسا مقام بھی ہے جہاں خود انھیں کی بشریت حاضر نہیں ہوتی۔ بھلا جس کا باطن ایسا ارفع واعلیٰ ہو اس میں سوائے مشابہت ظاہری کے اور کیا متصور ہو۔

(دفاع کنزالایمان، ص ۸۲، ناشر جماعت رضائے مصطفیٰ)

فن ترجمہ نگاری میں بھی آپ کی مہارت وعبور کا یہ حال تھا:

المعتقد المنتقد علامہ فضل رسول بدایونی کی نہایت اہم عربی تصنیف ہے جو عقائد کے اہم مباحث پر مشتمل ہے اس پر اعلیٰ حضرت نے عربی زبان میں حاشیہ تحریر فرما کر اس کتاب کی افادیت وخوبی میں چار چاند لگا دیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس حاشیہ میں ادق عبارتوں کو تشریحات کے ساتھ کچھ جدید فرقوں کی بھی تردید فرمائی ہے جو حضرت فضل رسول عثانی بدایونی علیہ الرحمہ کے دور میں یا تو موجود نہ تھے یا موجود تھے لیکن پھیلے نہ تھے۔

اس لئے اس کتاب کو پھیلانے اور اردو داں طبقہ میں عام کرنے کے لئے اس کا اردو ترجمہ نہایت ضروری تھا لیکن عبارت ادق ہونے کی وجہ سے اس کا ترجمہ ہر عربی داں کے بس میں بھی نہ تھا تو حضرت تاج الشریعہ نے اس ذمہ داری کو قبول فرما کر اس کے ترجمے کا آغاز اس شان سے کیا کہ تمام تر مصروفیات کے باوجود صرف چھ مہینے کی قلیل مدت میں اس کا عمدہ اور سلیس اردو ترجمہ مکمل ہوگیا۔

آپ نے سرکار اعلیٰ حضرت کی تصنیف کردہ بہت سی اردو کتابوں کا بھی عربی زبان میں ترجمہ کیا ہے تاکہ عربی داں طبقہ اور عربی ممالک دین وسنیت کے صحیح احکامات سے روشناس ہوسکیں۔

مثال کے طور پر اعلیٰ حضرت کا ایک رسالہ منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین ہے۔ یہ رسالہ اذان میں انگوٹھے چومنے کے استحباب پر ہے۔ دوسرا رسالہ ہے الھاد الکاف فی حکم الضعاف (یہ ضمنی رسالہ ہے) اس میں ضعیف احادیث کا تفصیلی حکم بیان کیا گیا ہے۔ تیسرا رسالہ ہے مدارج طبقات الحدیث (یہ بھی ضمنی رسالہ ہے) اس میں حدیث کے مراتب مثلاً صحیح لذاتہ وصحیح لغیرہ وغیرہ تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

یہ تینوں رسالے فتاویٰ رضویہ جلد دوم بحث اذان میں شامل ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ نے تینوں کا فصیح عربی زبان میں ترجمہ فرما کر موضوع کے لحاظ سے تینوں کا مجموعی نام الھاد الکاف فی احکام الضعاف رکھا تاکہ عرب دنیا میں وہابیوں کو دین کا صحیح حکم پہنچ سکے جو احادیث ضعیفہ کو بہانہ بنا کر بہت سے دینی امور سے آسانی کے ساتھ انکار کردیتے ہیں۔

آپ کی اِن تحقیقات نادرہ کے مطالعہ سے یہ حقیقت خوب واضح ہوجاتی ہے کہ واقعی آپ علوم اعلیٰ حضرت کے وارث تھے۔

ooo

☆ استاد دارالعلوم عمادیہ، منگل تالاب، پٹنہ سیٹی، پٹنہ (بہار)
رابطہ: 8051565494

صحیح بخاری کی پہلی حدیث کا درس

محمد رضا مرکزی

الحمد للہ ثم الحمد للہ راقم کو یہ شرف حاصل رہا کہ نو سال کا سنہری زمانہ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے قدموں میں ایک خادم و تلمیذ کی حیثیت سے گزارنے اور مرشد برحق کو دیکھنے سمجھنے کا موقع میسر آیا۔ صحیح بخاری شریف، الاشباہ والنظائر، رسم المفتی اور دیگر تخصص فی الفقہ کی کتابیں اور افتا کی مشق کا درس و تربیت حاصل کرنے کا زرین موقع ملا۔ کئی مقالے راقم کے تاج الشریعہ نے سماعت کیے، اصلاح فرماتے ہوئے اپنی پسندیدگی کے ساتھ خوب خوب دعاؤں سے بھی نوازا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ! جیسا دیکھا اور کیسا پایا؟ تو سنو!

ایک مشفق معلم، ایک روحانی مرشد، ایک باوقار مربی، ایک مایہ ناز مفسر، ایک کامیاب مترجم، ایک بلند پایہ شاعر، ایک منفرد مصنف، ایک مخلص ناقد، ایک عظیم زاہد، ایک شب زندہ دار عابد، ایک باعمل عالم، ایک ممتاز فقیہ، ایک سچے عاشق، ایک پروانۂ شمع رسالت۔

منفرد اور گوناگوں خصوصیات کے حامل حضرت تاج الشریعہ اس ذات کا نام ہے جنھیں مولانا رضا علی خان بریلوی سے شجاعت ملی۔ مولانا نقی علی خان بریلوی سے علم تفسیر ملا۔ امام احمد رضا خاں بریلوی سے قلم ملا۔ حضرت حجت الاسلام سے حسن ملا۔ مفتی اعظم ہند سے تقویٰ ملا۔ والد ماجد محمد ابراہیم رضا بریلوی سے قرآن فہمی کا اندازہ ملا۔ ایک تنہا ذات میں کتنی انجمنیں سمٹ آئی تھیں۔

پیش نظر مضمون میں اپنے مشاہدات کی بنیاد پر آپ کے درسِ حدیث کے اندازِ دل ربائی کو قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف کا وہ حسین جمیل اور ناقابل فراموش دن آج بھی مجھے اچھی طرح یاد ہے جو میرے لیے کسی بہت بڑی نعمت سے کم نہ تھا۔ جب دل کو قرار دینے والی ذات، ہمدم و دمساز، حسن و جمال کے پیکر، شفقت و محبت کے پیکر اس سمندر میرے مرشد و استاذ حضرت تاج الشریعہ قدس سرہٗ کی زبان فیض ترجمان سے صحیح بخاری شریف کی پہلی حدیث کا درس حاصل کرنے کا شرف ملنے والا تھا۔ وہ وقت سعید جس کا ہم جماعت ساتھیوں سمیت مجھے بے چینی سے انتظار تھا ہماری قسمت کی معراج کہ آ بھی گیا اور ایک عظیم علمی و روحانی درس جس کی حسین یادوں کی ٹھنڈک آج بھی قلب و ذہن میں موجود ہے۔ مذکورہ درس راقم الحروف نے اپنے موبائل میں ریکارڈ کر لیا تھا۔

افتتاحِ بخاری شریف کے بعد روزانہ کاشانۂ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ میں بخاری شریف کے درس کے لیے جانا ہوتا تھا۔ حضرت نے کرم فرمایا اور اجازت حدیث و دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ و دیگر اوراد سے نوازا۔ ایک مشفق و مہربان استاد کی ساری صفات آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جو طلبہ روز ۱۲ کلومیٹر سے آتے ہیں ان کا خرچ بھی ہوتا ہوگا۔ مدارس کے طلبہ کا جیب خرچ بھی کم ہوتا ہے، اس بات کو حضرت تاج الشریعہ نے محسوس کیا کہ اپنی جیب خاص سے ہمیں ہر ماہ دن کے اعتبار سے آنے جانے کا کرایہ دے دیا کرتے۔ میں اپنی اس سعادتِ عظمیٰ پر جتنا ناز کروں کم ہے کہ ان گنت مرتبہ قدم بوسی اور دست بوسی کے علاوہ ناچیز نے حضرت تاج الشریعہ کی خدمت کا شرف حاصل کیا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ کا طریقۂ تعلیم بڑا منفرد، جامع اور ایسا حسین ہوتا کہ ہمیں یوں لگتا جیسے کوئی ہمیں پڑھا نہیں رہا ہے بلکہ پلا رہا ہے۔

آپ کا طرزِ فہمایش اللہ اللہ! کیا کہنے دقیق سے دقیق مسائل بڑی آسانی اور سہل طریقے سے یوں حل فرما دیا کرتے کہ ہمیں ذرا بھی مشکل پیش نہیں آتی۔ آپ درسِ حدیث میں اس بات کا التزام فرماتے کہ محض مفہوم حدیث سے واقفیت نہ ہو بلکہ اس کے ماعلیہ و مالہٗ کے تمام نشیب و فراز ذہن نشین ہو جائیں۔ پہلے تفاسیر کی روشنی میں شرح کرتے، پھر اصولِ حدیث سے اس کی وضاحت فرماتے، راویانِ حدیث کے بارے میں فہمایش کرتے ہوئے فن اسماء الرجال کے دریا بہاتے۔

ہم جملہ طلبہ سے مشفقانہ و مربیانہ اور محبت آمیز رویہ رکھتے تھے۔

سبھی پر نہایت مہربان تھے، انھیں شفقت و محبت سے نوازتے اور ہر طرح ان کی خدمت کرتے حتیٰ کہ غریب و نادار طلبہ کو خفیہ طور پر خرچ کے لیے رقوم بھی عنایت فرماتے۔ یوں ہی درس و تدریس کے ذریعہ ان کی خدمت کرتے، نہایت شفقت و محبت سے ان کو پڑھاتے، علم نافع حاصل ہونے کی دعائیں دیتے، کوئی طالب علم مسئلہ دریافت کرتا، یا حدیث یا فقہ کی کتاب کے آغاز کے وقت تبرکاً پڑھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا، آپ نہایت شفقت سے جواب دے کر مطمئن فرماتے۔

جلسۂ دستارِ فضیلت کے موقع پر علما و طلبہ کے لیے خصوصی دعوت کا اہتمام فرماتے۔ خوشی کے موقع پر کھانے پکوا کر طلبہ کو کھلاتے۔ بیش تر طلبہ ایسے تھے جو دونوں وقت آپ کے یہاں کھاتے تھے، بعض طلبہ کو اُن کے ذوقِ علمی کی بنا پر آپ خود اپنے مکان پر ٹھہراتے اور نہایت لطف و کرم سے قیام و طعام کا بندوبست فرماتے۔ ان کو اپنے علمی و روحانی فیضان سے مالا مال کرتے۔ غرض یہ کہ علما کی توقیر، طلبہ سے شفقت و محبت جو آج کل بڑی بڑی ہستیوں میں مفقود ہوتی جا رہی ہے، وہ آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

شفقتوں کا شامیانہ دراز ہے، اس لئے بات بڑھتی جا رہی ہے حضرت تاج الشریعہ کا ایک یادگار درس حدیث نذرِ قارئین کیا جاتا ہے، پڑھیں اور علم حدیث و فقہ و اسمائے الرجال کے ایک جبل شامخ کی ذات کو پہچانیں:

باب: رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا کیسے ہوئی (حدیث نیت کی درستگی کے بارے میں) وقول اللہ جل ذکرہ إنا أوحينا إليك كما أوحينا إلى نوح والنبيين من بعده

اور اللہ عزوجل کا یہ فرمان کہ ہم نے بلاشبہ (اے محمد ﷺ) آپ کی طرف وحی کا نزول اسی طرح کیا ہے جس طرح حضرت نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد آنے والے تمام نبیوں کی طرف کیا تھا۔

حدیث نمبر (۱): حدثنا الحميدي عبد الله بن الزبير، قال حدثنا سفيان، قال حدثنا يحيى بن سعيد الأنصاري، قال أخبرني محمد بن إبراهيم التيمي، أنه سمع علقمة بن وقاص الليثي، يقول سمعت عمر بن الخطاب. رضي الله عنه. على المنبر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لكل امرء ما نوى، فمن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو إلى امرأة ينكحها فهجرته إلى ما هاجر إليه۔

ہم کو حمیدی نے یہ حدیث بیان کی، انھوں نے کہا کہ ہم کو سفیان نے یہ حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے یہ حدیث بیان کی، انھوں نے کہا کہ مجھے یہ حدیث محمد بن ابراہیم تیمی سے حاصل ہوئی۔ انھوں نے اس حدیث کو علقمہ بن وقاص لیثی سے سنا، ان کا بیان ہے کہ میں نے مسجد نبوی میں منبر رسول ﷺ پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زبان سے سنا، وہ فرما رہے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اُس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (ترک وطن) دولت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے ہو۔ پس اس کی ہجرت اُن ہی چیزوں کے لئے ہوگی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کا محدثین میں بہت بڑا مقام ہے اور آپ کی جامع صحیح جس کو آپ نے حضور ﷺ کی احادیث مثلاً ضعیف، مطرد، معلل اور دیگر اقسام حدیث کو ترک کر کے جو صحت کے صحیح درجہ پر پہنچی اسی کو لیا۔ ان احادیث سے مجرد رکھا جو درجہ صحت پر نہیں تھی۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت سن ۱۹۴ھ میں ہوئی اور وصال شریف ۲۵۶ھ۔ عمر شریف ۶۲ سال ہوئی۔ کسی شاعر نے اس کو ابجد کے حساب سے ایک شعر میں جمع کیا ہے۔ مادہ تاریخ ''صدق'' ہے جس کے ۱۹۴ بنتے ہیں اور مدت موت کا مادہ تاریخ ''حمید'' جس کے ۶۲ بنتے ہیں۔ وفات کا مادۂ تاریخ ''نور'' ہے جس کے ۲۵۶ بنتے ہیں۔ آپ نے یہ کتاب نایاب ۱۶ برس میں تصنیف فرمائی اور اس کی ابتدا بخارا میں کی اور بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ امام بخاری نے اپنی بخاری کی ابتدا مکہ مکرمہ میں کی۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ روضہ رسول ﷺ اور ریاض الجنہ کے درمیان میں بیٹھ کر میں نے یہ کتاب تصنیف کی اور جب بھی میں نے کوئی حدیث اپنی کتاب میں جمع کی میں نے استخارہ کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور غسل کے بارے میں بھی آتا ہے۔ اس طرح آپ نے اہتمام تدوین حدیث رسول ﷺ کیا۔

ابتدا کے بارے میں جو مختلف روایات ہیں اس کی تطبیق اس طرح

ہے کہ آپ نے بخارا میں اپنی کتاب کی تصنیف کو شروع کیا پھر مختلف بلاد کا جس میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ شامل ہیں۔ وہاں پر آپ اس کی تصنیف میں لگے رہے اور اس کی تکمیل مدینہ امینہ میں سرکار ابد قرار ﷺ کے روضہ پاک کے سامنے ہوئی۔ ۱۶ سال میں آپ نے اس کتاب کو مرتب کیا اور شرق سے لے غرب تک تمام علمائے محدثین کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن عظیم کے بعد اصح الکتب دو کتابیں ہیں، ایک صحیح بخاری اور دوسری صحیح مسلم۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ صحیح بخاری افضل ہے کہ مسلم، جمہور اس طرف گئے ہیں کہ بخاری افضل ہے اس لئے کہ اس میں امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ کی شان فقاہت اور ان کے اجتہادی نکات زیادہ ہیں جو قاری کو مطالعہ کے دوران پتہ چلے گا کہ امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ نے کبھی حدیث کو مختصر اور کبھی طویل اور کبھی مقرر اور ایک ہی حدیث کو متعدد طرق سے نقل کرتے ہیں۔ یہ سب آپ احکام کی وجہ سے لے کر آتے ہیں۔ کبھی کسی حدیث سے سند کا فائدہ ہوتا ہے، کبھی متن سے فائدہ مقصود ہوتا ہے پھر اس پر جو احکام مرتب ہوتے ہیں اس کے اعتبار سے امام بخاری رضی اللہ تعالی عنہ حدیث کو لے کر آئیں۔ اسی وجہ سے امام بخاری رضی اللہ تعالی عنہ کبھی حدیث مختصر ذکر کرتے ہیں اور کبھی مکمل۔

بعض لوگ تطبیق یہ کرتے ہیں کہ باعتبارِ شرائط بخاری افضل ہے اور باعتبار فضائل مسلم افضل ہے اور شرط یہ ہے کہ جو راوی اپنے سے اوپر والے سے روایت کر رہا ہے اس کی ملاقات بالفعل متحقق ہو کہ اس کی اس سے ملاقات ہوئی ہو، جب ہی اس کو امام بخاری رضی اللہ تعالی عنہ درجہ صحت پر مانتے ہیں۔ امام مسلم رضی اللہ تعالی عنہ نے اس شرط میں امام بخاری رضی اللہ تعالی عنہ سے اختلاف کیا ہے اور جمہور محدثین اور علمائے حدیث اِس میں امام مسلم کے ساتھ ہیں۔ ان کے نزدیک بالفعل ملاقات ہونا شرط نہیں۔ ان دونوں کے روایت کی شرط یہ بھی ہے کہ یہ مشہور صحابی سے روایت کرتے ہیں اِس شرط پر کہ اس مشہور صحابہ سے کم سے کم دو تابعین محدثین نے روایت کیا ہو لیکن دونوں حضرات نے خود بعض جگہ اپنی کتاب میں ان شرائط کی مخالفت بھی کی ہے۔

چنانچہ یہی حدیث: انما الاعمال بالنیات

یہ حدیث فرد ہے ہر طبقے میں۔ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا جاتا ہے۔ اس حدیث کو علقمہ ابن وقاص لیثی تابعی نے روایت کیا۔ تنہا عمر ابن خطاب سے اور علقمہ ابن ... تابعی سے تنہا روایت کیا ابراہیم تیمی نے، یہ بھی تابعی ہیں۔ یحییٰ ... انصاری نے یہ حدیث بیان کی سفیان سے۔ ان کے بعد روایت ... امام بخاری حمیدی عبد اللہ ابن زید نے۔ تو یہ پورے سلسلہ سند ... مشہور تابعی ایک صحابی سے روایت کر رہا ہے تو یہ خود اُن کی شرط ... ہے لیکن یہ حدیث دین کی اصل عظیم ہے کہ سند کے اعتبار سے ... حدیث فرد ہے مگر اس حدیث کو ہر زمانے میں علمانے ہاتھوں ہاتھ ... یہ حدیث تلقی بالعلماء سے تلقی بالقبول کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہے کہ ... عمر ابن خطاب نے مدینہ میں اس حدیث کو منبر رسول ﷺ پر بیا... اُس وقت کتنے صحابی و تابعین ہو گے اور اس کے بعد سے آج تک ... محدثین وغیرہ کتابوں میں لکھتے پڑھتے آرہے ہیں۔ تو اگرچہ یہ حدیث ... کے اعتبار سے فرد ہے مگر یہ اب اِس تلقی کے اعتبار سے مشہور اور متو... درجہ میں ہے۔ امام بخاری رضی اللہ تعالی عنہ نے یہاں باب یہ باندھا ہے:

یہ باب اِس بات کی کیفیت بتانے کے بارے میں ہے کہ ... ﷺ کی طرف وحی کی ابتدا کیسے ہوئی؟

وحی یہ عربی لفظ ہے اس کے مختلف معنی آتے ہیں۔ زیادہ ... کے معنی میں "آہستہ طور پر بتانا" تو وحی کتابت کے معنی میں بھی ... ہے اور الہام کے معنی میں بھی آتا ہے۔ وحی کا معنی اشارہ بھی آتا ... زبان شرع میں وہ ایک خاص پیغام ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ اپ... خاص بندے کو بتاتا ہے جو منصب نبوت پر فائز ہوتا ہے۔ وہ پیغ... انبیائے کرام کی طرف اللہ کی جانب سے آتا ہے۔ اس کے علاوہ ... اطلاق غیر انبیا کے لئے بھی ہوا ہے، قرآن پاک میں شہد کی مکھی ... وحی کا لفظ استعمال ہوا ہے، وہاں پر اس سے مراد آہستہ بتانا مراد ...

وحی جو انبیا کو ہوتی ہے وہ کئی طریقے سے ہوتی ہے۔ کبھی فرشتہ ... اصل صورت میں تشریف لاتا ہے اور کبھی کسی انسان کی صورت ... ہے۔ کبھی یہ ہے کہ اللہ تعالی نبی کے دل میں کوئی پیغام ڈال دیتا ... کبھی یہ ہوتا ہے کہ خواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے برگزیدہ نبی کو ... سناتا ہے کہ انبیائے کرام کے جتنے منامات ہیں سب کے سب ... ۔ اس معاملے میں وہ ہم سے جدا ہیں اور ممتاز ہیں کہ ان کا خواب ... انسانوں کی طرح نہیں ہوتا۔ ان کو جو کچھ خواب میں بتایا جاتا ... کرنے کا حکم من جانب الرب ہوتا ہے۔

اب یہاں پر جو حدیث انما الاعمال بالنیات ذکر کی گئی ہے۔ بظاہر تو اس کی باب سے کوئی مناسبت نظر نہیں آتی۔

حضرت عمر نے حدیث رسول ﷺ کو منبر پر بیان کرتے ہوئے دیکھا، اس لئے خود بھی منبر پر حدیث بیان کی۔ یہاں پر امام بخاری نے اپنی عادت کے مطابق حدیث کا ایک ٹکڑا حذف کر دیا۔ اس سلسلے میں ان پر اعتراض ہوا کہ ان کے شیخ حمیدی نے اس حدیث کو پورا نقل کیا ہے، امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو یہاں ذکر نہیں کیا، دوسری جگہ ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکات اور رموز بہت دقیق ہیں۔ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ نے یہاں پر ایک فائدہ نقل کیا ہے کہ امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث اخلاص کے سلسلے میں نقل کر رہے ہیں تو انھوں نے تزکیہ نفس سے اپنے آپ کو دور رکھنے کے لئے کہ اپنی تعریف خود کریں یا اُس کا شائبہ ہو اور اشارہ کریں نیک تو وہ جملہ حذف کر دیا۔ وہ جملہ یہ ہے:

فمن کانت هجرته الی الله ورسوله فهجرته الی الله ورسوله۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے یعنی مقبول ہے۔

اب یہاں پر ایک بات یہ کہ امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو اس باب کے تحت ذکر کیا۔ باب یہ باندھا کہ ''رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا کیسے ہوئی؟ اور حدیث وہ ذکر کر رہے ہیں جو باب سے بالکل بیگانہ ہے تو اُس کا ایک جواب تو یہ دیا جاتا ہے کہ امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو خطبہ کتاب کے طور پر جیسا کہ مصنفین دیباچہ، پیش لفظ لکھتے ہیں، کے طور پر پیش کی اور اس میں امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت دیگر مصنفین سے الگ ہے کہ جب دوسرے مصنفین جب کوئی کتاب شروع کرتے ہیں تو اُس میں ان کے اپنے الفاظ ہوتے ہیں لیکن امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ حضور سرور عالم ﷺ کے اقوال اور ان کے افعال کا، میں احاطہ کر رہا ہوں اور میں ان کی حدیث لکھ رہا ہوں، اس لئے انھوں نے چاہا کہ کوئی بھی لفظ جہاں تک ہو سکے حتی الامکان وہ میرا نہ ہو۔ جو کچھ ہو وہ اللہ کا ہو اور اس کے رسول ﷺ کا ہو۔ اس لئے انھوں نے خطبہ کتاب کے طور پر قاری کو تنبیہ کے لئے حدیث نیت ذکر کی تاکہ تحصیل حدیث کرنے والا ہوشیار ہو جائے کہ وہ کسی دنیا، شہرت کے لئے حدیث کا حصول نہ کرے بلکہ خالص لوجہ اللہ تحصیل حدیث کرے۔

ایک بات اور ہے اِس حدیث اخلاص میں سمجھنے والی کہ اخلاص کے ساتھ ہجرت کا بھی ذکر ہے جو باب سے مناسبت نہیں ہے لیکن اگر تامل کیا جائے تو مناسبت ہو سکتی ہے کہ اس حدیث میں جس طریقے سے آیت کریمہ میں بتایا کہ ہم نے بلاشبہ (اے محمد ﷺ) آپ کی طرف وحی کا نزول اسی طرح کیا ہے جس طرح حضرت نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد آنے والے تمام نبیوں کی طرف کیا تھا۔ نوح علیہ السلام اور تمام انبیاے کرام کی طرف جو وحی کی گئی، ایک قوم کے مطابق اس سے مراد نیت اور اخلاص ہے اس لیے بھی امام بخاری نے حدیث کے شروع میں یہ آیت بیان کی۔

یہ تھا حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہٗ کا وہ یادگار درسِ حدیث جو ناچیز کے بشمول میرے جملہ ہم سبق ساتھیوں مفتی عبدالباقی مرکزی، مفتی فیصل رضا مرکزی (اساتذہ جامعۃ الرضا بریلی شریف) اور مفتی محمد طیب رشیدی مرکزی (مدرس دارالعلوم غوث الوریٰ، اورنگ آباد) وغیرہ کو آپ نے دیا تھا۔ آج بھی اس درس کی چاشنی، حلاوت، مٹھاس اور میرے اپنے شیخ و مربی، مرشدِ طریقت حضرت تاج الشریعہ کا شفقت و محبت بھرا انداز بار بار یاد آ رہا ہے، فکر و قلم اور ذہن و قلب اِس وقت بوجھل بوجھل سے، درد والم سے مملو ہیں پھر بھی یہ چند سطریں آپ کے عقیدت مندوں کی صف میں بشکل تحریر مودبانہ حاضری کے لیے پیش کی گئی ہیں۔

ooo

جید عالم دین تھے

تاج الشریعہ، حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی المناک خبر موصول ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بے شک حضرت تاج الشریعہ عصر حاضر کے ایک جید عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بے مثال صوفی، ولی صفت انسان تھے۔ حضرت کا انتقال عالم اسلام وسنیت کے لئے کسی صدمے سے کم نہیں۔ عالمی شہرت یافتہ جامعہ دارالہدیٰ اسلامیہ، اس کے تمام اراکین واساتذہ اِس غم میں شریک ہیں اور حضرت کے اہل خانہ اور جملہ متعلقین کو تعزیت پیش کرتے ہیں۔

اللہ پاک آپ کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت کو غریق رحمت فرماتے۔ آمین بجاہ النبی الامین الکریم

شریک غم: تمام اہل جامعہ دارالہدیٰ اسلامیہ، کیرلہ

تاج الشریعہ کی کتاب آثارِ قیامت کے اصلاحی پہلو

غلام مصطفیٰ نعیمی

دیارِ ہند میں ایسے کئی خانوادے ہیں جنہوں نے نسلاً بعد نسلٍ قوم وملت کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں اور اپنے خانوادے کی نیک نامی میں اضافہ کیا ہے اور اپنی خاندانی روایتوں کی پاسداری کرتے ہوئے ملت ووطن کی مذہبی، سماجی اور تعلیمی امور میں رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہے۔ انہیں خانوادوں میں ایک انتہائی مشہور ومعروف ''خانوادۂ اعلیٰ حضرت'' بھی ہے جو کم و بیش پچھلے دوسوسالوں سے تعلیم وتدریس اور دعوت وتبلیغ کے میدانوں میں ملت اسلامیہ کی مثالی خدمت انجام دے رہا ہے۔

یوں تو اس خانوادے کی ہندوستان میں آمد شجاعت جنگ بہادر سعید اللہ خان قندھاری افغانی سے ہوئی جو نادر شاہ درانی کے زمانے میں 1731ء میں لاہور سے دہلی آئے۔ فطری بہادری، سپاہیانہ صلاحیت اور اعلیٰ فوجی خدمات کے عوض میں ایک بڑا منصب ملا۔ روہیل کھنڈ میں ایک بڑا معرکہ سر کرنے کے بدلے میں بریلی کا صوبے دار بنائے جانے کا پروانہ بھی جاری ہوا، اس طرح یہ افغانی گھرانہ لاہور سے دہلی ہوتے ہوئے خطہ روہیل کھنڈ کے بریلی میں سکونت پذیر ہوگیا۔

سعید اللہ خاں کے صاحبزادے سعادت یار خان بھی بڑے حکومتی عہدوں پر فائز رہے۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے اعظم خان علائق دنیا سے کنارہ کش ہوکر زہد وریاضت میں مستغرق ہوگئے۔ انہی اعظم خاں کے پوتے مولانا رضا علی خاں نے اپنے خاندان کی نیک نامی کو بڑھاتے ہوئے علم دین حاصل کیا پھر مسند افتا پر رونق افروز ہوکر خاندان کو نئی بلندیوں سے ہمکنار کرایا۔

مولانا رضا علی خان کا وصال 1286ھ، 1869ء میں ہوا لیکن علم دین اور خدمت افتا کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ نہیں تھما بلکہ ان کے بلند اقبال شہزادے حضرت مفتی نقی علی خان نے [illegible] وخوبی جاری رکھا۔ مولانا نقی علی خان کے چمن میں پھر ایک [illegible] پھول کھلا جس کی خوشبو کے آگے دنیا کے سارے چمن کی خوشبو [illegible] پھیکی پڑ گئیں، جن کے نام سے یہ خانوادہ پہچانا گیا یعنی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز!

آپ نے ایک ہزار سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں، آپ کے خلفا، شاگردان، وابستگان اور اہل خاندان نے ہر شعبہ [illegible] زندگی میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔ آج بھی یہ خانوادہ اپنی علمی وتبلیغی خدمات کی بنیاد پر پوری دنیا میں اپنا منفرد مقام رکھ[illegible] ہے۔ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک خوبصورت کڑی کا نام ہے تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری قدس سرہ العزیز۔

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اس خانوادہ کے چشم وچراغ تھے جہا[illegible] علم وفن گھٹی میں پلایا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ تاج الشریعہ کی زندگی [illegible] علم وتحقیق کے معیار ومنہج پر قائم رہی جو خاندان رضویہ کی دیرینہ روایت کی ایک روشن وسنہری تاریخ ہے۔ اس لئے ہماری تحریر تاج الشریعہ کی ایک علمی تصنیف ''آثار قیامت'' کے علمی وتحقیقی پہلوؤں پر ہوگی اور اس کتاب کے علمی اسلوب، استدلال، نکات اور قاری [illegible] لئے پیغامات پر روشنی ڈالنے کی بھرپور کوشش رہے گی۔

آثار قیامت: یہ کتاب اصلاً کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال میں درج ایک طویل حدیث پاک [illegible] ترجمے کے طور پر منصۂ شہود میں آئی۔ یہ مشہور زمانہ کتاب محدث شہیر علامہ علی بن حسام الدین عبدالملک بن قاضی خان متقی ہندی (متوفی ۹۷۵ھ) کی ہے۔ آپ شیخ علی متقی الہندی کے [illegible] سے مشہور ومعروف ہیں۔ اس کتاب کی ضخامت کافی بڑی اور [illegible]

جلدوں پر مشتمل ہے۔

حضرت تاج الشریعہ نے اسی کتاب میں درج حدیث پاک کا سلیس ترجمہ کیا پھر اپنی جودت طبع سے اس ترجمہ پر دیگر، آیات واحادیث اور دلائل کثیرہ کا اضافہ فرما کر اس کو مستقل ایک تصنیفی کتاب ہی بنا ڈالا، اس طرح اب یہ کتاب محض ایک ترجمہ نہیں رہ گئی بلکہ مستقل تصنیف ہو چکی ہے اور پڑھنے والا کسی جہت سے یہ محسوس ہی نہیں کر سکتا کہ اصلاً یہ کتاب ترجمے کے طور پر لکھی گئی تھی۔

قیامت کے متعلق اسلامی عقائد:

اسلامی عقائد میں قیامت ایک بنیادی عقیدے کے طور پر شامل ہے۔ قیامت کا انکار کرنے والا کافر اور خارج اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا۔ اور بے شک قیامت آنے والی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں [سورۃ الحجر:85]

واتقوا يومًا تُرجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔ [سورۃ البقرہ:281]

ڈرتے رہو اس دن سے لوٹائے جاؤ گے جس دن میں اللہ کی طرف، پھر پورا پورا دے دیا جائے ہر نفس کو جو اس نے کمایا اور ان پر زیادتی نہ کی جائے گی۔

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ۔ [آل عمران:106]

اس دن (جبکہ) روشن ہوں گے کئی چہرے اور کالے ہوں گے کئی منہ۔

ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔ [سورہ الانعام:60]

پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے پھر وہ بتائے گا تمہیں جو تم کیا کرتے تھے۔

قیامت کے دن کی طوالت: قیامت کا دن کس قدر طویل ہوگا اس کے بارے میں اللہ رب العزت فرماتا ہے:

وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ بے شک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔ [سورہ الحج:47]

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

من أنكر الجنة أو النار أو البعث أو الحساب أو القيامة فهو كافر بإجماع للنص عليه وإجماع الأمة على صحة نقله متواتراً۔ جو جنت، جہنم، مرنے کے بعد زندہ ہونے، حساب و کتاب، اور قیامت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ اس پر اجماع نص ہے، اور اس کی صحت نقل کے تواتر پر اجماع امت ہے۔

قیامت کی تین قسمیں:

۱، قیامت صغریٰ: یہ موت ہے۔ مَن مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُه۔ جو مر گیا اُس کی قیامت ہو گئی۔

۲، قیامت وسطیٰ: کہ ایک قرن (ایک زمانے) کے تمام لوگ فنا ہو جائیں اور دوسرے قرن کے نئے لوگ پیدا ہو جائیں۔

قیامت کبریٰ: کہ زمین و آسمان سب فنا ہو جائیں۔

اعلیٰ حضرت سے علامات قیامت کے بارے میں دریافت کیا گیا: حضرت قرب قیامت کی علامات احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں؟ اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

''ان (علامات قیامت) کے بارے میں صحیح حدیثیں بھی آئیں ہیں اور حسن وضعیف و موضوع بھی، مگر دجال کا خروج، امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا نزول، آفتاب کا مغرب سے طلوع، یہ سب احادیث متواترہ سے ثابت ہیں۔'' [الملفوظ حصہ سوم:385، مطبع مکتبۃ المدینہ کراچی]

آثار قیامت کا تحقیقی جائزہ: کنز العمال کی جس حدیث پاک کو تاج الشریعہ نے اپنی اس کتاب ''آثار قیامت'' کا موضوع بنایا ہے سب سے پہلے ہم اسے نقل کرتے ہیں:

حدیث نمبر: 39639 (مسند علی) عن زيد بن واقد عن مكحول عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من اقتراب الساعة اذا رأيتم الناس اضاعوا الصلاة، واضاعوا الامانة، واستحلوا

الکبائر، واکلوا الربا، واتخذوا الرشی، وشیدوا البناء، واتبعوا الهوی، وباعوا الدین بالدنیا، واتخذوا القرآن مزامیر، واتخذوا جلود السباع صفافا، والمساجد طرقا والحریر لباسا، وکثر الجور، وفشا الزنا، وتهاونوا بالطلاق، وائتمن الخائن، وخون الامین، وصار المطر قیظا، والولد غیظا، وأمراء فجرة، ووزراء کذبة، وامناء خونة، وعرفاء ظلمة، وقلت العلماء، وکثرت القراء، و قلت الفقهاء، وحلیت المصاحف و زخرفت المساجد، وطولت المنابر، وفسدت القلوب، واتخذوا القینات، و استحلت المعازف، وشربت الخمور، وعطلت الحدود، و نقصت الشهور، ونقضت المواثیق، وشارکت المرأة زوجها فی التجارة، ورکب النساء البراذین، وتشبهت النساء بالرجال والرجال بالنساء، ویحلف بغیر الله، ویشهد الرجل من غیر ان یستشهد۔

وکانت الزکاة مغرما، والامانة مغنما، واطاع الرجل امرأته وعق امه واقصی اباه، وصارت الامارات مواریث، وسب آخر هذه الامة اولها، و اکرم الرجل اتقاء شره، و کثرت الشرط، وصعدت الجهال المنابر، ولبس الرجال التیجان، وضیقت الطرقات، وشید البناء واستغنی الرجال بالرجال و النساء بالنساء، وکثرت خطباء منابر کم، و رکن علماؤکم الی ولاتکم فاحلوا لهم الحرام وحرموا علیهم الحلال وافتوهم بما یشتهون، وتعلم علماؤکم العلم لیجلبوا به دنانیرکم و دراهمکم و اتخذتم القرآن تجارة، وضیعتم حق الله فی اموالکم، وصارت اموالکم عند شرارکم، وقطعتم ارحامکم، و شربتم الخمور فی نادیکم، ولعبتم بالمیسر، وضربتم بالکبر (بالکبر: الکبر-بفتحتین: الطبل ذو الرأسین۔ و قیل: الطبل الذی له وجه واحد، النهایة 142/4 ب) و المعزفة والمزامیر، ومنعتم محاویجکم زکاتکم و رأیتموها مغرما، وقتل البری ء لیغیظ العامة بقتله و اختلفت اهواؤکم، وصار العطاء فی العبید و السقاط، وطفف المکائیل والموازین، وولیت امورکم السفهاء۔

(ابو الشیخ فی الفتن وعویس فی جزئه والدیلمی)

چونکہ یہ حدیث پاک خاصی طویل ہے اور مضمون اتنی طوالت کا متحمل نہیں اس لئے ہم مکمل ترجمہ کی بجائے اہم امور کو ذکر کریں گے اور انہیں پر گفتگو بھی کریں گے۔

اس حدیث پاک میں 72 علامات قیامت کا بیان کیا گیا ہے جس میں چند اہم یہ ہیں:

(۱) نماز کو ضائع کرنا۔ (۲) امانت کو ضائع کرنا۔ (۳) کبیرہ گناہوں کو حلال ٹھہرانا۔ (۴) سودخوری کی کثرت۔ (۵) رشوت خوری کی کثرت۔ (۶) قرآن کو گانے کی طرز پر پڑھنا۔ (۷) اولاد کا باعث تکلیف ہونا۔ (۸) علما کا اہل دولت کے سامنے جھکنا۔ (۹) عورت و مرد کا باہم مشابہت اختیار کرنا۔ (۱۰) عورت و مرد کا ایک دوسرے سے بے نیاز ہونا۔ (۱۱) عہدوں کا میراث ہونا۔

اس حدیث میں ذکر کردہ ۷۲ علامات میں سے ہم نے گیارہ کا تذکرہ کیا ہے اور اس میں بھی کچھ تخفیف کرتے ہوئے ان علامات پر بات کرتے ہیں جو اس وقت بڑی تیزی کے ساتھ معاشرے میں پھیلتی جارہی ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

[الف] نمازوں کا ضائع کرنا۔

[ب] علما کا اہل دولت کے لئے جھکنا۔

[ج] عورت و مرد کا ایک دوسرے سے بے نیاز ہونا۔

درج بالا تین علامات وہ ہیں جو ہمارے معاشرے میں اپنے پنجے بڑی مضبوطی سے گاڑ چکی ہیں۔ کیا چھوٹا کیا بڑا۔ عوام وخواص کی ایک بہت بڑی تعداد ان بلاؤں میں گرفتار ہے۔ ان مصائب میں سب سے اہم ہے نمازوں سے غفلت ولا پرواہی

برتنا۔ سب سے پہلے ہم اسی پر حضرت تاج الشریعہ کا عالمانہ و ناصحانہ تبصرہ نقل کرتے ہیں:

نمازوں کے ضیاع پر تاج الشریعہ کی فاضلانہ تشریح:

قیامت کی نشانیاں بیان کرتے آقائے کریم ﷺ فرماتے ہیں: اذا رأیتم الناس اضاعوا الصلاۃ۔ جب تم دیکھو لوگوں نے نماز ضائع کر دیا۔ اسی قول رسول کی تشریح کرتے ہوئے تاج الشریعہ رقم طراز ہیں:

''نماز کو ضائع کرنا چند طور سے ہے، نجاست سے پرہیز نہ کرے، کپڑے میں اس قدر نجاست ہو جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، یا ناپاک جگہ میں نماز پڑھے، یا وضو صحیح طور پر نہ ہو، یا نماز میں کوئی شرط یا رکن ادا نہ ہو، یا معاذ اللہ دل طہارت باطنی و نور ایمانی سے خالی ہو بایں طور کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم سے خالی ہو اور ضروریات دین میں سے کسی امر ضروری دینی مثلاً اللہ کی پاکی، نبی کے علم غیب، خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت وغیرہ کا منکر ہو اگرچہ زبان سے کلمہ پڑھتا ہو اور یہ آخری صورت بدترین حالت ہے۔'' [آثار قیامت:۱۸]

اس تبصرہ میں حضرت تاج الشریعہ نے نماز کے ضائع کرنے کو چند وجوہ پر محمول کیا ہے۔ چونکہ حدیث پاک میں مطلقاً یہ الفاظ آئے ہیں: اذا رأیتم الناس اضاعوا الصلاۃ۔ جب تم دیکھو لوگوں نے نماز ضائع کر دیا۔ اب اس سے عام ذہن تو شاید یہ سمجھے گا کہ اس سے مراد نماز کا چھوڑنا ہوگا لیکن حضرت تاج الشریعہ کی دقت نگاہ کا اندازہ لگائیں کہ آپ نے اس قول رسول کی تشریح میں درج ذیل معانی بیان فرمائے:

ا۔ نجاست سے پرہیز نہ کرنا: چونکہ نماز کی درستی کے لئے طہارت شرط ہے۔ جب شرط ہی مفقود تو وجود مشروط بھی مفقود، تو اگر کسی نے بغیر خیال طہارت رکھے نماز ادا کی تو گویا اُس نے اپنی نماز کو ضائع کر دیا۔ آج کل یہ بات خوب مشاہدہ میں ہے کہ لوگ احکام طہارت سے مجرمانہ حد تک غفلت برت رہے ہیں جس کی وجہ لوگوں کی نمازیں تلاوت وغیرہ ضائع ہو رہی ہیں جس پر توجہ کی بڑی سخت ضرورت ہے۔

۲۔ وضو صحیح طور پر نہ ہونا: صحت نماز کے لئے وضو کا درست ہونا ضروری ہے لیکن آج کل دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ اتنی تیزی کے ساتھ وضو کرتے ہیں کہ اعضائے وضو مکمل تر نہیں ہوتے، کچھ اعضا خشک رہ جاتے ہیں لیکن چونکہ عجلت پسندی کی وجہ سے توجہ نہیں دے پاتے اور اسی حالت میں نماز ادا کر کے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اب ایسے آدھے ادھورے وضو سے پڑھی گئی نماز گویا پڑھی نہیں بلکہ ضائع کر دی گئی۔

۳۔ نماز میں کسی شرط یا رکن کا ادا نہ ہونا: نماز کی درستی کے لیے فرائض نماز اور شرائط نماز کا پایا جانا لازم ہے۔

شرائط نماز اس طرح ہیں:

ا۔ طہارت۔ ۲، ستر عورت۔ ۳، استقبال قبلہ۔ ۴، وقت۔ ۵، نیت۔ ۶، تکبیر تحریمہ۔

فرائض نماز: ا، تکبیر تحریمہ۔ ۲، قیام۔ ۳، قرأت۔ ۴، رکوع۔ ۵، سجدہ۔ ۶، قعدہ اخیرہ۔ ۷، خروج بصنعہ۔

موجودہ زمانے میں اسلامی احکام سے غفلت کا عالم یہ ہے کہ لوگوں کی عمریں 30,40 کو پار کر جاتی ہیں لیکن انہیں فرائض نماز کا اتا پتا بھی نہیں ہوتا بس جیسے تیسے وقت نکال کر مسجد پہنچ جاتے ہیں اور نماز پڑھ کر واپسی کا راستہ لیتے ہیں۔ اس انداز میں نماز پڑھنا اُسے ضائع ہی کرنا ہے اور قیامت کی اس نشانی کا آج ہر جگہ مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ دل کا طہارت باطنی و نور ایمانی سے خالی ہونا۔

ظاہری احکام طہارت اور وجود شرائط و فرائض کے ساتھ دل کی طہارت اور دل کا محبت رسول کی نورانیت سے منور ہونا بھی بڑا ضروری ہے ورنہ یہ سجدے حشر میں کسی کے کام نہیں آئیں گے۔ اس ضمن یہ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لئے بارگاہ رب العزت میں لایا جائے گا۔ اس سے سوال ہوگا: کیا لایا؟ وہ کہے گا ''میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض کے، اتنے روزے

رکھے علاوہ ماہ رمضان کے، اس قدر خیرات کی علاوہ زکوٰۃ کے اور اس قدر حج کیے علاوہ حج فرض کے وغیرہ ذالک۔ ارشاد باری ہوگا:

هل والیت لی ولیاً و عادیت لی عدوًا کبھی میرے محبوبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی؟

[تفسیر الدر المنثور۔ الملفوظ: اول، 165]

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو نمازیں اس حال میں پڑھی جائیں کہ اللہ کے محبوبوں سے محبت سے دل خالی ہو تو ایسی نمازیں کل قیامت میں برباد ہو جائیں گی۔ غور کریں کہ اس حدیث میں مطلقاً محبوبانِ خدا کی محبت کا ذکر ہے جبکہ سید المحبوبین سید عالم ﷺ کی محبت کس قدر ضروری ہے۔ اب اگر نماز پڑھنے والے کا عقیدہ ملعونہ یہ ہو کہ نماز میں حضرت کا خیال آنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو اس کی نماز تو سرے سے ہی ضائع ہو گئی اور آج ایسی نماز پڑھنے والے بھی خوب پائے جا رہے ہیں جو علامات قیامت میں سے ایک بڑی نشانی ہے۔

۵۔ کسی ضرورت دینی کا انکار کرنا: نماز کی درستی کے لیے عقائد کی درستی بھی بہت ضروری ہے۔ اگر کوئی کلمہ گو نمازیں خوب پڑھے لیکن کسی ضرورت دینی کا منکر ہو تو وہ بھی اپنی نماز کو ضائع کرنے والا ہے۔ آج یہ بات بھی دیکھنے میں آ رہی ہے کہ لوگ کھلے بندوں ضرورت دینی کا انکار بھی کرتے اور ظاہراً نمازیں بھی پڑھتے ہیں، مثلاً وہابیہ کہ اللہ رب العزت کی شان اقدس میں کذب جیسا عیب لگاتے ہیں، جسم و جسمانیت کا فاسد عقیدہ رکھتے ہیں۔

قادیانی، جو آقائے کریم علیہ السلام کی ختم نبوت کے منکر ہیں بظاہر کلمہ پڑھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں لیکن ضرورت دینی کے انکار کی وجہ سے ان کی پڑھی ہوئی نمازیں ضائع ہو رہی ہیں جو قیامت کی نشانیوں میں ایک بڑی نشانی ہے۔

حضرت تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

”آج کل اس کے مصداق وہابیہ، دیابنہ، قادیانی، روافض اور تمام منکران ضروریات دین ہیں۔ انہیں کے لئے مخبر صادق ﷺ نے غیب کی سچی خبر دی ہے:

سیصلی قوم لا دین لہم۔

یعنی ایک ایسی قوم نماز پڑھے گی جس کا دین نہ ہوگا۔

[ب] علما کا اہل دولت کے لئے جھکنا:

علامات قیامت میں ایک بڑی نشانی علما کا اہل ثروت سے مرعوب ہونا اور ان کی غیر شرعی تعظیم و توقیر کرنا اور ان کے سینے پر ہاتھ باندھ کر جھکنا بھی ہے۔ تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

اس سے مراد علما کے گروہ میں وہ فساق ہیں جو مال و جاہ کی لالچ میں اہل ثروت کے لیے جھکیں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حلال کو حرام ٹھہرائیں گے اور دنیاداروں کو ان کی خواہش کے مطابق فتویٰ دیں گے جیسا کہ آگے حدیث میں بیان ہوا، اس سے مقصود علما اور عوام کی تحذیر و تنبیہ ہے۔“ [آثار قیامت: ۴۴]

آج یہ وبا بڑی تیزی کے ساتھ معاشرے میں پیر پسار چکی ہے۔ حالت یہ ہے کہ بڑے علما مشائخ سے ایک عام آدمی کا ملنا اس قدر دوبھر اور مشکل ہو گیا ہے کہ پوچھیں مت! جبکہ اہل ثروت و دولت کا عالم یہ ہے کہ بڑے علما اور مشائخ خود دولت مندوں کے گھروں پر جا کر مقیم ہوتے ہیں۔ یعنی ایک غریب مسلمان خود پیر صاحب سے ملنے جائے تو ملاقات تک نہ ہو سکے لیکن پیر صاحب خود امیر مرید کو اپنا دیدار کرانے اس کے گھر پہنچ جاتے ہیں، وجہ؟ امیروں کی دولت کا لالچ!

تاج الشریعہ اس کے بارے میں یہ روایت نقل فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ ان الصفا الزلازل الذی لا یثبت علیہ اقدام العلماء الطمع واللہ اعلم۔

[اللآلی المصنوعۃ، جلد اول، ص ۲۱۰]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ چکنی پھسلنی چٹان جس پر علما کے پیر نہیں جمتے، طمع (لالچ) ہے۔

[آثار قیامت: ۴۴]

آج یہ ”لالچ“ نامی بیماری اس قدر عام ہو چکی ہے کہ اہل ثروت کی خواہش وایما پر فتاویٰ جاری ہوتے ہیں، علما و مشائخ دنیادار امرا و روسا کے مہمان بنتے ہیں اور ایسے دنیاداروں کو

خصوصی توجہات سے نوازا جاتا ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ ہمارے اکابر خلوص و دین داری کی بنیاد پر کسی کو اپنی قربت عطا فرماتے تھے۔یہی وجہ تھی کہ ایک عام مسلمان بھی ان اکابرین علما و مشائخ سے نہ صرف ملاقات کر لیتا تھا بلکہ اپنے دکھ درد بھی سناتا تھا اور ان کی انسانیت دوستی سے خود کو ڈھارس بندھاتا تھا لیکن آج بڑے علما سے ملنے کا شارٹ کٹ راستہ انسان کا صاحب دولت ہونا ہے۔

[ج] عورت و مرد کا ایک دوسرے سے بے نیاز ہونا۔

واستغنی الرجال بالرجال والنساء بالنساء.

علامات قیامت میں ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ مرد، مرد سے ملوث ہوگا اور عورت عورت سے زنا کرے گی۔آج دنیا اس غلیظ ترین فعل کو دیکھنے پر مجبور ہے، جہاں مرد مردوں سے اپنی جنسی خواہشات پوری کر رہا ہے اور عورت اپنی خواہشات کی تکمیل مردوں کی بجائے عورتوں سے ہی کر رہی ہے اور آج کی بے غیرت دنیا نے اس کا نام ہم جنسی (Homosexuality) رکھ کر اپنی زندگی اپنی شرطوں پر گزارنے کا نعرہ دیا ہے۔

بے غیرتی کی انتہا یہ ہے کہ آج کی اس ''مہذب دنیا'' کے ۲۴ ملکوں میں ایسے ہم جنس پرستوں کو باقاعدہ شادی کرنے کی قانونی اجازت بھی دی گئی ہے۔ان ممالک کی فہرست یہ ہے:

1،ہالینڈ۔ ۲،ناروے۔ ۳،بیلجیم۔ ۴،اسپین۔ ۵،ساؤتھ افریقہ۔ ۶،تائیوان۔ ۷، برازیل۔ ۸،ارجنٹائنا۔ ۹،کولمبیا۔ ۱۰،فرانس۔ ۱۱،آیرلینڈ۔
۱۲،آئس لینڈ۔ ۱۳، پرتگال۔ ۱۴، ڈینمارک۔ ۱۵، امریکہ۔
۱۶، جرمنی۔ ۱۷، مالٹا۔ ۱۸، نیوزی لینڈ۔ ۱۹، میکسیکو۔ ۲۰، سویڈن۔
۲۱، لکسمبرگ۔ ۲۲، اروگوے۔ ۲۳، فن لینڈ۔ ۲۴ کناڈا۔

ابھی تک یہ قبیح ترین رسم امریکہ و یوروپ میں ہی پھیلی ہوئی تھی لیکن امریکہ و یوروپ کی نقالی میں اب یہ بری رسم وطن عزیز ہندوستان تک آپہنچی ہے۔چھتیس گڑھ میں 27 مارچ 2001ء کو ضلع سرگجا اسپتال کی دو نرسوں تنوجا چوہان اور جیا ورما نے ایک دوسرے کے ساتھ شادی رچا کر ہندوستان میں اس بری رسم کو کھل کر عام کیا۔ہم جنس مردوں کو 'گے' (Gay) اور ہم جنس عورتوں کو 'لیسبین' (Lesbian) کہا جاتا ہے۔

2009ء میں ہندوستانی کورٹ نے بھی اس بے غیرتی کی یہ کہتے ہوئے اجازت دی تھی:

''دو بالغ افراد آپسی رضامندی سے اگر اکیلے میں جنسی تعلقات بناتے ہیں تو وہ آئی پی سی (IPC) کی دفعہ 377 کے تحت جرم نہیں مانا جائے گا۔''

سرکار دوعالم ﷺ نے قرب قیامت کی جو نشانیاں بیان فرمائیں ان میں سے اکثر نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں جس کا مشاہدہ آئے دن کیا جا رہا ہے۔اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو ثابت قدم رکھے۔

یہ تھا حضرت تاج الشریعہ کی اس کتاب کا ایک ہلکا سا تحقیقی جائزہ جس سے قارئین کو بخوبی اندازہ ہوا ہوگا کہ تاج الشریعہ واقعی وارث علوم اعلیٰ حضرت ہیں۔

اگر بالتفصیل حضرت کی کتابوں کے تحقیقی گوشوں پر کلام کیا جائے تو خاصا وقت درکار ہے لیکن فقیر اس وقت بہت زیادہ مصروف ہونے کے باعث اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہے۔ان شاء اللہ دیگر مواقع پر تاج الشریعہ کی علمی نگارشات پر خامہ فرسائی کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگوں کی علمی خدمات کو عام کرنے کی توفیق اور اسباب عطا فرمائے۔آمین

gmnaimi@gmail.com

☆ مدیر اعلیٰ سواد اعظم دہلی۔6

آہ تاج شریعت چلے گئے

علم و تقوی کا امام، عالم سنیت کا عظیم محکم بشکل حضرت ازہری میاں اللہ عز وجل کی طرف سے ہمارے لئے ایک حسین تحفہ تھے اور خوبصورت پھول بھی جس کی خوشبو سے ایک ہندوستان ہی نہیں بلکہ پورا عالم اسلام خوشبودار تھے۔اللہ عز وجل ہمیں حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

محمد ازہر قادری ثقافی

چیئرمین علامہ ارشد القادری فاونڈیشن، مدھوپور (جھارکھنڈ)

تاج الشریعہ کے چند معرکہ آراء فتاوے کا انتخاب

عبدالحنان قادری رضوی مصباحی*

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

اس وسیع وعریض رقبۂ زمین پر بے شمار خاصان خدا آئے اور کچھ ایسی عبقری شخصیتیں آتی رہی ہیں جن کی علمی وعملی، دینی وملی، تعلیمی وروحانی، تصنیفی وتالیفی، افتاء وفتویٰ نویسی اور تبلیغی خدمات کا سارا زمانہ اعتراف کرتا ہے اور تشنہ کام افراد جن کے نقوش فکر وعمل میں اپنے درخشاں مستقبل کو تلاش کرتے ہیں۔

ایسی ہی ہمہ گیر، ہمہ جہت، انقلاب آفریں برگزیدہ یکتائے روزگار شخصیتوں میں درنایاب کی حیثیت رکھنے والی ذات نبیرۂ امام اہلسنت، جانشین حضرت مفتی اعظم ہند، یادگار حجۃ الاسلام، جگر گوشۂ مفسر اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، سید المحققین، رئیس المحدثین، تاج الاسلام وتاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قدس سرہ العزیز کی ہے جن کی مقناطیسی شخصیت، عالم اسلام خصوصاً برصغیر ہندو پاک میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ ہر جہت سے اپنے اباء واجداد کے سچے وارث اور جانشیں تھے۔ علم وفضل، زہد وتقویٰ، تفقہ فی الدین اور پاسداریٔ شرع میں اپنے اسلاف کے عکس جمیل تھے۔ چمنستان رضا کی ہر مہکتی ہوئی کلی کو یہ طرۂ امتیاز حاصل ہے کہ جہاں اپنے اپنے دور میں تبلیغ وارشاد اور دعوت واصلاح کے ذریعہ مسلمانان عالم کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت وصیانت کی ہے وہیں یکے بعد دیگرے اپنے عہد زریں میں افتاء وقضا کے ذریعہ نہ صرف مسلمانوں کی کامل رہنمائی فرمائی ہے بلکہ دین وملت کی رہنمائی کے لئے اپنے گلستان علم وفضل سے ایسی ایسی کلیوں کو جنم دیا ہے جنہوں نے پھول بن کر اپنے فیضان سے ایک عالم کو معطر ومعنبر کردیا۔

فتاویٰ نویسی کی ایمان افروز روایت تقریباً (۱۷۸) سال سے خانوادۂ رضویہ میں چلی آرہی ہے۔ دنیا میں بہت کم خاندانوں کو ایسی لازوال سعادت نصیب ہوتی ہے کہ ایک ہی خاندان اور ایک ہی نسل میں کئی صدیوں تک علم وفضل کا دریا موجزن رہے اور دس نسلوں تک بھی اس کے تسلسل کی کوئی کڑی ٹوٹنے نہ پائے۔ علم وفضل کا یہ دریا حضرت تاج الشریعہ تک بہتا رہا اور ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ آپ کے نانا جان تاجدار اہلسنت، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ ورضوان نے اپنی بے پناہ خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر احیاء سنت واماتت بدعت اور دین وملت پر ہونے والے طاغوتی حملوں کے دفاع کا جو عظیم کارنامہ انجام دیا ہے دنیائے سنیت اس سے بے خبر نہیں۔ سند تبلیغ وارشاد ہو یا حلقۂ اصلاح وہدایت، معرکۂ مجاہدہ وریاضت ہو یا خلق خدا کی خدمت، حیات مقدسہ کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جو طالبان حق کیلئے مشعل ہدایت نہ ہو۔

کچھ ایسی صلاحیتوں اور خوبیوں کے حامل آپ اپنے مستقبل کے جانشین کو دیکھنا چاہتے تھے جو صحیح معنوں میں آپ کی جانشینی کا حق ادا کرسکے۔ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان جب اس نظریہ سے اپنے اطراف وجوانب کی طرف نظر دوراتے تو آپ کی نظر انتخاب حضرت تاج الشریعہ پر آکر مرکوز ہوجاتی کیونکہ آپ اہل علم وفضل اور صاحب فتویٰ ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب تقویٰ بھی تھے۔ ایک موقع پر حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے حضرت تاج الشریعہ قدس سرہ النورانی کو اپنی ملی ومذہبی وراثت خصوصاً افتاء وقضا جیسی اہم ذمہ داری سونپتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اختر میاں اب گھر بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ اب تم اس کام کو انجام دو۔ اسے تمہارے سپرد کرتا ہوں۔'' (پھر حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا) آپ لوگ اب اختر میاں سلمہٗ سے رجوع کریں۔ انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں۔'' (فتاویٰ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف)

پھر خلق خدا آپ کی دیوانی ہوتی چلی گئی، اہل علم ودانش آپ کی زلف علم وفضل کے اسیر ہوتے چلے گئے اور آپ نے فتاویٰ نویسی،

تصنیف وتالیف، تقریر وتحریر اور تبلیغ وارشاد کے ذریعہ علوم ومعارف کے وہ دریا بہائے کہ لوگ عش عش کر اٹھے، آج بڑے بڑے قدآور علماء اور دانشوران قوم وملت آپ کی شوکت علمی کا لوہا مانتے ہیں کہ رہتی دنیا تک آپ کے علمی وفکری کارناموں کو سنہرے حرفوں میں لکھا جاتا رہے گا کیونکہ آپ ہی علوم رضا کے حقیقی وارث وامین اور حضرت مفتی اعظم ہند کے سچے وارث بن کر اکناف عالم کے گوشے گوشے کو اپنی علمی ضیاباریوں سے تاحین حیات روشن وتابناک کرتے رہے، اور پوری دنیا کے علماء وفضلاء عوام وخواص اپنے پیچیدہ اور لاینحل مسائل کی مشکلات کے حل کیلئے رجوع فرماتے اور آپ انہیں اپنے فتاویٰ سے قرآن واحادیث کی روشنی میں اطمینان بخش جوابات مرحمت فرماتے کہ پھر اسکے بعد کسی مفتی کی طرف حل مسائل کیلئے رجوع کی ضرورت ہی نہیں پیش آتی۔

اسی مرجع الفتاویٰ، راس العلماء والفضلاء قاضی القضاۃ فی الہند کے چند معرکۃ الآراء فتاوے قارئین کی نذر ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ النورانی کی حیات طیبہ ہی میں ۱۹۶۷ء سے فتویٰ نویسی کا کام آغاز کردیا تھا اور تادم حیات ۵۱ رسال تک آپ مفتیٔ دارالافتاء پھر قاضی القضاۃ کی حیثیت سے زینت دارالافتاء بن کر دنیا بھر کے استفتاؤں کے مدلل ومبرہن جوابات اردو، عربی، فارسی اور انگریزی زبان میں تحریر فرماتے رہے، اس عرصہ داز میں آپ کے نوک قلم سے بہت سے معرکہ آراء فتاوے لکھے گئے جیسے:

(۱) ٹائی کا مسئلہ: یہ فتویٰ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ایک مستقل تصنیف بھی ہے اور معرکہ آراء فتویٰ بھی جس کو مولانا محمد شہاب الدین رضوی نے استفتاء کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام کہ ٹائی کا باندھنا کیسا ہے؟ اور اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز اور تاجدار اہلسنت حضرت مفتی اعظم ہند علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے کیا فتاویٰ دیئے؟ تفصیل سے واضح کریں۔''

المستفتی: محمد شہاب الدین رضوی

اس کا جواب حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے نہایت ہی سلجھے ہوئے انداز میں تحقیق فرماتے ہوئے اس کے سارے پہلوؤں کو سامنے رکھ کر نہ صرف یہ کہ صرف اپنی کاوش سے دلائل شرعی وفقہی کی روشنی میں حکم شرعی کو واضح فرمایا ہے بلکہ اس موضوع پر حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان اور ان کے والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے جو کچھ فرمایا تھا اُسے بھی ناظرین کے سامنے شرح وبسط سے بیان کردیا ہے۔ یہ تصنیف لطیف ''ٹائی کا مسئلہ'' اکاون جید علمائے کرام ومفتیان عظام کی تصدیقات سے مزین ہے۔

ٹائی کے حوالے سے حضرت مفتی اعظم ہند کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: حضرت اقدس (مفتی اعظم ہند قدس سرہ) کی خدمت میں رہنے والوں کا بارہا مشاہدہ تھا کہ کسی کو ٹائی پہنتے دیکھتے تو سخت برہمی کا اظہار کرتے اور ٹائی اتروادیتے تھے اور ٹائی کو عیسائیوں کا شعار بتاتے تھے، حضرت اقدس علیہ الرحمۃ والرضوان کا یہ فتویٰ چندہ وجوہ سے مؤید ہے۔ (ٹائی کا مسئلہ (ص ۱۰)

آگے مذکورہ کتاب (ص ۱۳) پر حضرت تاج الشریعہ ٹائی کا حکم بیان فرماتے ہوئے قمطراز ہیں: عیسائیوں کے یہاں (ٹائی کی اتنی اہمیت ہے کہ مردہ کو بھی ٹائی پہناتے ہیں تو یہ ضرور اُن کا مذہبی شعار ہے جو مسلم کے لئے حرام اور باعث ننگ وعار ونار ہے۔

مسلمانوں کو اس کی ہرگز اجازت نہیں ہوسکتی ان کے اوپر لازم ہے کہ اس سے شدید احتراز کریں، اور شرٹ پتلون وغیرہ بھی نہ پہنیں کہ صلحاء اور دینداروں کا لباس نہیں۔ الخ''

اللہ رب العزت کا وعدہ ہے: یایھا الذین امنوا ان تنصر اللہ ینصر کم اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کریگا۔ (پارہ ۲۶ رسورہ محمد آیت ۸)

(۲) نسبندی کی حرمت پر فتویٰ: حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے فقہی کمالات اور معرکہ آراء فتویٰ نویسی کی سب سے بڑی مثال وہ فتویٰ ہے جس نے ایوان اقتدار کو لرزہ براندام کردیا۔

زمانہ ۱۹۷۵ء کا تھا۔ قیام بنگلہ دیش کی تحریک میں اخلاقی اور فوجی مدد اور سقوط ڈھاکہ نے اس وقت کی وزیر اعظم آنجہانی اندرا گاندھی کے حوصلے بلند کردیئے تھے۔ پورے دیش میں

ایمرجنسی لاگو کردیا، اس ایمرجنسی کے کریلے پر سنجے گاندھی کا نیم چڑھا تو حالات اور دیگر گوں ہوگئے۔ اسی وقت خاندانی منصوبہ بندی کا بخار حکومت کے سر چڑھ گیا کہ آبادی پر کنٹرول کا ایک نادر منصوبہ ہاتھ آگیا، حکم دے دیا گیا کہ مردوں کی نسبندی کردی جائے۔ نس بندی ایک آپریشن جو مردانہ عضو تناسل کی چند مخصوص رگوں کا ہوتا ہے اور جس آپریشن کے بعد مردانہ مادۂ منویہ کی تولید کی طاقت کو گنوادیتا ہے۔ حکومت کے اشارے پر یہ کام دھڑلے سے شروع کردیا گیا، بزورِقوت اس سفاکانہ عمل کی انجام دہی پر دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب کے جواز کا فتویٰ گنجے کو ناخن کے مصداق ہوگیا۔

ایسے افراتفری کے ماحول میں حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے نس بندی کو ازروئے شرع حرام قرار دیا۔ اس فتویٰ کے آتے ہی حکومت کی کارروائی کے خلاف ردعمل شروع ہوگیا، حکومت پریشان ہوگئی، چند بارسوخ لوگ بھیجے گئے تاکہ فتویٰ واپس لے لیا جائے مگر

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آپ نے فتویٰ واپس لینے سے انکار کردیا کسی دھمکی کی پرواہ نہیں کی بلکہ صاحبان اقتدار کو تنبیہ کی کہ ظلم اپنی انتہا کو پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے۔ ۱۹۷۷ کا جنرل الیکشن ان کی پیش گوئی کا ثبوت بن گیا پورے ملک سے کانگریسی اقتدار کا خاتمہ ہوگیا حتیٰ کہ اپنے آپ کو درگا کی اوتار سمجھنے والی اندرا گاندھی کو راج نرائن جیسے اوسط درجے کے لیڈر نے شرمناک شکست دی اور بعد میں مرکز کو کانگریس کی واپسی ہوئی مگر بعض صوبوں میں تو آج تک واپسی نہیں ہوئی، اور موجودہ دور میں جو کانگریس کی کسمپرسی والی حالت ہے وہ کسی پر مخفی نہیں۔

(بحوالہ تجلیات تاج الشریعہ)

(۳) تصویروں کا شرعی حکم: جاندار کی تصویروں سے متعلق حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا ایک مستقل کتابچہ ہی ہے جو ۸۰ رصفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے لکھنے کی وجہ خود حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''ماہنامہ المیز ان مجریہ ممبئی کا شمارہ بابت ماہ فروری ۱۹۷۶ء دفتر مرکز اہلسنّت منظر اسلام محلہ سوداگراں میں آیا۔ فقیر سراپا تقصیر گدائے آستانہ قادری ورضوی کی نظر سے بھی یہ شمارہ گذرا۔ اس شمارہ میں نہایت حیرت انگیز امر جس نے سب کو چونکا دیا اور جس پر تمام اصحاب فکر بلکہ ہر دینی شعور رکھنے والے کی نظریں جم گئیں۔ وہ عکسی تصاویر کے متعلق ایک استفتاء ہے جو صورتاً استفتاء ہے مگر اپنے انداز واطوار کے اعتبار سے گویا فتویٰ ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ غازی ملت حضرت ہاشمی میاں صاحب صاحبزادۂ گرامی حضرت محمد محدث اعظم کچھوچھوی کی طرف اس کی نسبت کی گئی ہے۔ چند سطور کے بعد آگے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''ہمیں تو افسوس یہ ہے کہ ایسا مضمون حضرت مدنی میاں صاحب کی سرپرستی میں چھپا جنہیں شیخ الاسلام کہا جائے۔ بہرکیف دعوت دی گئی ہے تو ہم بھی حسب الحکم اس استفتاء کا جواب لکھنے پر مجبور ہیں۔''

تصویر حرام: خطبۂ مسنونہ کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں:

''بے شک جاندار کی تصویریں بنانا، کھینچنا، کھینچوانا، خواہ دستی، خواہ عکسی، چھوٹی ہو یا بڑی، معظم ہو یا غیر معظم، اونچائی پر ہو یا فرش پر ہر انداز میں حرام حرام اشد حرام بدکام بدانجام ہے، اس کی حرمت پر متعدد دلائل قائم ہیں۔''

اس حکم حرمت پر اولاً آپ نے آیت قرآن انّ الذین یوذون اللہ و رسولہٗ لعنھم اللہ فی الدنیا و الآخرۃ و اعدّ لھم عذاباً مّھیناً ۔ سے استدلال کیا۔ (کہ بے شک جو اللہ ورسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا وآخرت میں لعنت فرمائی اور ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے)

آیت کریمہ کے ذیل میں حضرت عکرمہ کی حدیث سے استدلال فرما کر تحریر کرتے ہیں کہ آیت کریمہ میں مراد وہ لوگ ہیں جو تصویر بناتے ہیں۔ اور بھی ۷ رمعتبر احادیث کریمہ سے اپنے موقف پر مختلف رواۃ حدیث کے حوالہ سے خصوصاً شیخین یعنی بخاری ومسلم اور ترمذی شریف کی احادیث سے استدلال پیش کرتے ہیں۔

اخیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

''الحمد للہ احادیث سابقہ سے خوب مبرہن ہوا کہ تصویر ذی روح کی بنانا مطلقاً حرام اور احادیث واقوال صحابہ سے صاف ظاہر ہوا کہ حرمت بعد زمانہ حضور ﷺ بھی باقی ہے اور اس حکم حرمت سے کسی تصویر کا بنانا مستثنیٰ نہیں، نہ ہرگز کسی حدیث سے کسی تصویر کو بنانے کی اجازت ثابت ہے۔'' (بحوالہ تصویروں کا شرعی حکم)

(۴) رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت:

جدید مسائل میں رویت ہلال سے متعلق موبائل، ٹیلیفون، فیکس، ای میل کے معتبر ہونے کا مسئلہ سرفہرست ہے، مفتیان کرام نے اس میں اپنے اپنے موقف کی روشنی میں الگ الگ احکام بیان کیے، کچھ جگہوں پر اسے جائز ثابت کرنے کیلئے سیمینار بھی منعقد ہوئے، بعض مفتیان کرام نے ماہانہ رسائل وجرائد میں اپنے اپنے مضامین بھیج کر اپنا موقف بھی بیان کیا۔ انہی میں سے ایک حضرت مفتی عبید الرحمٰن رشیدی مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ النورانی کی ذات بھی ہے جنہوں نے جواز کے قول کا موقف ماہنامہ اشرفیہ میں چند سالوں قبل چھپوایا۔ اس موقف کے برخلاف اس حقیر وفقیر سراپا تقصیر نے بھی ایک مضمون تحریر کیا جو عدم جواز کا موقف ہے اسے ماہنامہ ''سنی دنیا'' نا گپور نے نومبر ۲۰۱۳ء کے شمارہ میں شائع کیا پھر چند مہینوں کے بعد اس سلسلہ میں مرشد گرامی حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا کتابچہ نگاہوں سے گزرا جس میں حضرت نے نہایت ہی شرح وبسط کے ساتھ مدلل ومبرہن جواب تحریر فرمایا کہ:

''رویت ہلال سے متعلق اجمیر شریف سے ہونے والے سیمینار کے کچھ مقالات ملاحظہ ہوئے سرفہرست ایک مکتوب پڑھوا کر سنا، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی جگہ سے اگر چند موبائل کے ذریعہ اگر رویت ہلال کی خبر پہنچے تو یہ خبر مستفیض ہے جس پر عمل ضروری ہے اور یہ کہ یہ شہادت کے قبیل سے نہیں بلکہ خبر ہے لہٰذا مخبر کا حاضر ہونا ضروری نہیں۔ مخبر اگر دور ہو اور اس کی خبر کسی آلہ کے ذریعہ سنی جائے تو بھی یہ خبر ہے اور اگر مخبر چند ہوں مثلاً چار، چھ، نو، بارہ تو خبر مستفیض ہے۔ یہ خط کے تمہیدی کلمات اور اخیر جملوں کا مفاد ہے۔''

اب سوال یہ ہے کہ آیا ٹیلیفون وغیرہ کا اعتبار در بارۂ رویت ہلال ہے یا نہیں اور اگر متعدد ٹیلیفون کسی شہر سے آجائیں کہ فلا جگہ رویت ہوئی تو یہ بمنزلۂ استفاضہ ہوگا یا نہیں؟

ظاہر ہے کہ استفاضہ اعلیٰ درجہ کی خبر صحیح ہے۔ اس مقام پر درج ذیل امور کا لحاظ ہونا چاہئے تھا جو نہیں ہوا۔ صحت خبر کا مدار محض سماع پر نہیں بلکہ منجملہ شرائط معتبرہ کا اتصال بھی درکار ہے، اتصال بے ملاقات متصور نہیں۔ اسی لیے امام بخاری نے بالفعل ملاقات کو حدیث کی صحت کے لئے شرط قرار دیا ہے اور امام مسلم نے امکان ملاقات کی شرط رکھی یعنی انھوں نے اس پر محمول کیا کہ راوی کی مروی عنہ سے بوجہ معاصرت ملاقات ہوئی ہوگی، اور جہاں راوی اور مروی عنہ کے درمیان سیکڑوں واسطے ہوں تو بدیہی ہے کہ دونوں کا اتصال نہ ہوا تو خبر متصل نہیں بلکہ منقطع ہے اور جب خبر منقطع ہے تو ہرگز بمنزلۂ استفاضہ نہیں ہوسکتی اگرچہ متعدد منقطع باہم مل جائیں جب بھی وہ خبر متصل نہیں ٹھر سکتی۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ شیخ مصطفی رحمتی رحمۃ اللہ علیہ نے استفاضہ کی جو تعریف بایں الفاظ کی:

معنی الا ستفاضۃ ان تاتی من تلك البدۃ جماعات متعددون کل منهم یخبرعن اهل تلك البلدۃ انهم صاموا عن رویة۔

تحقیق استفاضہ کی شرط ہے نہ یہ کہ تحقق کی مختلف صورتوں میں ایک صورت کا بیان ہے کہ اتصال بے ملاقات نامتصور اور ملاقات کے لئے جماعتوں کا آنا ضروری۔''

صاحب مکتوب نے غالباً یہ دیکھا کہ علامہ رحمتی کی عبارت مکتوب میں درج باتوں کی صریح مخالف ہے تو اسکے تدارک کی یوں سعی کی:

''خبر مستفیض کی تشریح جو علامہ رحمتی قدس سرہ نے کی ہے اپنے عہد کے لحاظ سے کی ہے اس لئے کہ اس عہد میں ایک جگہ سے دوسری جگہ خبر پہنچانے کیلئے اس کے سوا کوئی صورت نہیں تھی کہ جماعت آکر خبر دے (الی أن قال) خبر مستفیض کی تشریح علامہ رحمتی نے اپنے عہد کے لحاظ سے فرمائی ہے اور یہ خاکسار اس کی تشریح اپنے عہد کے لحاظ سے کررہا ہے (اس مقام پر یہ ذہن نشین رہے کہ اس خاکسار کی تشریح علامہ موصوف کی تشریح کو باطل نہیں قرار دیتی بلکہ خبر مستفیض کی ایک دوسری شکل کی نشاندہی کرتی ہے) انتهى كلامه"

ان کلمات کے پیش نظر صاحب مکتوب سے یہ پوچھا جائے کہ خبر مستفیض کی تقریر جو آپ نے پیش کی اس میں آپ منفرد ہیں یا آپ سے پہلے فقہاء ومحدثین میں سے کسی نے خبر مستفیض کی ایسی تقریر کی؟ صاحب مکتوب نے خود اعتراف کرلیا کہ اس تقریر میں کوئی ان کا سلف نہیں جس کے وہ متبع ہوں بلکہ جناب نے خود خبر مستفیض کی ایک دوسری شکل کی نشان دہی کی جس کا نام ونشان کتب فقہ میں نہیں، البتہ صاحب مکتوب سے اس دعوے پر سند کا مطالبہ ضرور ہے لہٰذا سند پیش

کرنا لازم یا تو وہ یہ بتائیں کہ محل بحث میں آپ کی بات بے سند قابل قبول ہے یا یہ سب کے نزدیک بدیہیات واضحات کے قبیل سے ہے کہ محتاج دلیل نہیں۔ بہر حال جبکہ یہ امر نزاعی ہے ہرگز بدیہی نہیں، مدعی کو دلیل قائم کرنا ضروری ہے ھاتوا برھانکم۔

بعدہ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے حوالہ سے استفاضۂ شرعیہ کی تحقیق انیق پیش فرمائی لیکن مضمون کی طوالت سے بچتے ہوئے ماسبق جواب ہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

(۵) چلتی ٹرین پر فرض و واجب نماز کا حکم:

مندرجہ بالا موضوع پر مجلس شرعی کے اس فیصلہ کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لیا گیا ہے جس میں یہ طے کیا گیا ہے کہ "موجودہ ریلوے نظام کے تحت چلنے والی ٹرینوں میں جب وہ چل رہی ہوں اس وقت بھی فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی جائز وصحیح ہے اور بعد میں ان کا اعادہ نہیں" اس فیصلہ کے اثبات میں دو دلیں ذکر کی گئیں۔

پہلی دلیل: اس کی ایک دلیل خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی مذکورہ بالا عبارت ہے اس لئے کہ حنفیہ کے نزدیک مفہوم مخالف نصوص کتاب وسنت میں اگر چہ معتبر نہیں مگر عبارت فقہاء وکلام علماء میں ضرور معتبر ہے "(ٹرین) انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے روکی جاتی ہے اور نماز کیلئے نہیں تو منع من جھتہ العباد ہوا۔"

(فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۴۴، سنی دار الاشاعت مبارکپور)

اس عبارت سے واضح ہے کہ اول کے لئے روکنے اور دوم کیلئے نہ روکنے کے سبب منع من جھتہ العباد ہونے کا حکم ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہوا کہ اگر دونوں کیلئے روکی جائے تو سرے منع ہی نہیں اور اگر دونوں کے لئے نہ روکی جائے تو منع من جھتہ العباد نہیں۔"

خود اسی عبارت سے مفہوم میں مستفاد ہوا کہ اب ٹرین چونکہ کسی فرد یا افراد کے کام کیلئے نہیں روکی جاتی تو منع من جھتہ العباد رہا لہٰذا چلتی ٹرین پر ادائے نماز کے بعد اعادۂ نماز کا حکم بھی نہ رہا۔

(نقل فیصلہ مجلس شرعی مطبوعہ ماہنامہ اشرفیہ جولائی ۲۰۱۳ء)

حضرت تاج الشریعہ نے اعلیٰ حضرت کی عبارت کے مفہوم مخالف سے استدلال کرنے پر کئی جہتوں سے مضبوط گرفت فرمائی اور یہ واضح فرمایا کہ یہاں مفہوم مخالف ہے ہی نہیں اور مفہوم موافق چھوڑ کر مفہوم مخالف کے پیچھے دوڑنا کسی کے نزدیک صحیح نہیں۔

اس عبارت کا مفہوم موافق یہ ہے کہ ٹرین روکنا اس محر... اختیار میں تھا تو انگریزوں کے معمولی کام کے لئے روکنا اس محر... اختیار میں تھا تو انگریزوں کے معمولی کام کیلئے ٹرین روکتے تھے مسلمانوں کے دینی فریضے کیلئے نہیں روکتے تھے اور یہی صورت حال آج بھی ہے۔ یعنی ٹرین کا روکنا اپنے اختیار میں ہے، قانون ا... اختیار سے بنے ہیں، نماز کیلئے ٹرین نہ روکنا اُسی اختیار سے ناشی ہے۔ یہ نہیں کہ ٹرین کوئی شریر چوپایہ ہے جسے اپنے قابو میں کرنا دشوار ہے۔ منع من جهه العبد ہونے کے لئے یہ کب ضروری ہے کہ خاص فرد یا افراد کے حق میں ممانعت ہو، اگر ممانعت عام ہو تو منع من جهه العبد نہ رہے؟ کتب اصول سے یہ دکھایا جائے کہ منع عام اگر چہ منع من جهته العبد ہو تو عذر مکتسب نہ ٹھہرے گا۔

حضرت تاج الشریعہ نے فتاویٰ رضویہ کی درج ذیل عبارت "ریل میں ہے اور اس درجہ میں پانی نہیں اور دروازہ بند ہے، تیمم کرے لانه کالمحبوس فی معنی العجز مگر ۵۶/ سے یہاں تک ان پانچوں صورتوں میں جب پانی پائے، طہارے کرکے نماز پھیرے۔ لان المانع من جهته العباد (ج ۱: ص ۶۱۴ باب التیمم) سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ دروازہ بند ہونے سے جو دقت درپیش ہے کیا صرف ایک فرد خاص کو ہے؟ باقی ضرورت مندوں کو دقت درپیش نہیں، ظاہر ہے کہ دوسروں کو بھی اس سے دقت ہوسکتی ہے، تو یہ دوسرے کے حق میں بھی مسلمان ہو خواہ کافر عام دقت کا باعث ہے تو کیا اس وجہ سے عذر سماوی ہو جائے گا؟ یہ کہاں ہے کہ منع من جهته العبد جبھی ہوگا جب ایک فرد خاص یا چند افراد کے حق میں ہو اور اگر آدمی اپنے اختیار سے عام ممانعت کرے تو منع سماوی ہو جائے گا یہ محتاج نقل ہے اس پر صریح جزیہ درکار ہے۔

حضرت تاج الشریعہ کے استدلال کا حاصل یہ ہے کہ عام ممانعت کے ضمن میں بھی خاص نماز سے روکنا اگر پایا جائے تو یہ منع من جهته العباد ہے اور اس صورت میں بھی حکم یہی ہے کہ چلتی ٹرین پر حسب امکان نماز پڑھ لے پھر بعد میں اعادہ کرے جیسا کہ اعلیٰ حضرت کی عبارت منقولہ بالا سے ظاہر ہے اور یہی صورت حال موجودہ ریلوے نظام کے تحت چلنے والی ٹرینوں میں بھی ہے کہ نہ نماز

کیلئے روکی جاتی ہے نہ کسی کے کھانے کیلئے۔ یہاں بھی عام ممانعت کے ضمن میں نماز سے روکنا پایا جارہا ہے اس لئے یہاں بھی حکم وہی ہوگا جو اوپر مذکورہ ہوا یعنی حسب امکان ادائیگی پھر بعد میں اعادہ۔
(چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم)

(٦) تین طلاقوں کا شرعی حکم: تین طلاق کا شرعی حکم بھی حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا معرکۃ الاراء فتاویٰ میں سے ایک ہے جو ایک کتابچہ کی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۱۰ھ میں پاکستان سے غیر مقلد کا ایک کتابچہ اور اس کے ساتھ کچھ سوالات بغرض جواب حضرت تاج الشریعہ کی خدمت میں آئے، آپ نے فوری طور پر جواب قلم بند فرمادیا، ان سوالات کا لب لباب یہ ہے کہ کیا بیک وقت تین طلاقیں دینے سے ایک ہی واقع ہوگی یا تین؟ کتابچہ میں غیر مقلد نے لکھا کہ ''ایک ہی واقع ہوگی'' جانشین حضرت مفتی اعظم نے مفصل ومدلل طور پر غیر مقلد کی بہتان طرازی، ذہنی اختراع، آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور متقدمین کی کتابوں سے اس کی کتر بیونت اور اس کی خیانتوں سے نقاب کشائی کی ہے۔ آپ نے قرآن کریم، احادیث مبارکہ، خلفاء راشدین، ائمہ مجتہدین اور علمائے سلف وخلف کے اقوال واعمال سے یہ ثابت کیا ہے کہ یک بارگی تین طلاقیں دینے کی صورت میں بیوی پر تین ہی واقع ہوں گی۔ مزید برآں جانشین مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز نے ان کی تضاد بیانیوں پر مضبوط گرفت فرمائی ہے اور غیر مقلدین پر سوالات بھی قائم کیے ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ان کے سروں پر شمشیر برہنہ کی طرح لٹکتے رہیں گے اور وہ جواب دینے سے عاجز وقاصر رہیں گے۔ اس جواب کو ہم مختصراً قارئین کی نذر کرتے ہیں۔

الجواب اللهم هداية الحق والصواب

فی الواقع ائمہ اربعہ وجماہیر اہل سنت کا سلفاً وخلفاً اس امر پر اجماع ہے کہ یکبارگی تین طلاقیں دینے کی صورت میں بیوی پر تین ہی واقع ہوں گی اس امر میں کسی معتد بہ کا اختلاف نہیں، البتہ ظاہری اور آج کے غیر مقلد گمراہ بے دین جن کا اختلاف شرعاً کسی گنتی وشمار میں نہیں ضرور مخالف ہیں اور وہ خارق اجماع مسلمین، مفارق مومنین، مخالف دین ومنکر شرع مبین صراط مستقیم سے دور نشۂ ضلالت میں چور ہیں۔

(٧) ٹی وی ویڈیو کا آپریشن اور شرعی حکم: ٹی وی، اور ویڈیو کے سلسلے میں حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان اور حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی جیلانی صاحب قبلہ کے درمیان جواز وعدم جواز پر سوال وجواب قائم ہوئے اور علامہ سید محمد مدنی میاں مدظلہ النورانی نے اپنے دلائل وبراہین کی روشنی میں ٹی وی اور ویڈیو کی تصاویر کو اصل تصویر نہیں مانا صرف اسے کرن مانا اور کرن کی کوئی صورت میں نہیں ہوتی لیکن تاج الشریعہ نے غایت درجہ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے علامہ موصوف کے دلائل کو رد فرمایا۔ اس میں سے صرف ایک اقتباس کو ہم قارئین کی نذر کرتے ہیں، حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ علامہ موصوف کے ایک اقتباس کو نقل کر کے اس پر اپنی بات کو رد میں پیش کرتے رقم طراز ہیں:

''ہر صاحب علم نجوبی واقف ہے جن نصوص میں جاندار کی تصاویر وتماثیل کی حرمت مذکور ہے اس میں اس کے سر بریدہ کر دینے، ٹکڑے کر دینے اور پامال کر دینے کی ہدایات بھی ہیں اور اگر وہ جائے اہانت میں ہوں تو ان کو رکھ چھوڑنے کی رخصت بھی ہے۔ اس سے اندازہ لگتا ہے کہ تصاویر ممنوعہ وہی ہیں جو حقیقی معنوں میں تصاویر ہوں یعنی پائیدار ہوں، جنہیں سر بریدہ بھی کیا جاسکے، جن کے عضو مٹائے بھی جاسکیں، جن کے ٹکڑے ہوسکیں اور جنہیں موضع اہانت میں رکھا بھی جاسکے۔''
(ٹی وی ویڈیو کا آپریشن ص٦)

علامہ موصوف کے جواز کے استدلال پر حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان معارضہ قائم کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

(١) ''اس پر گذارش ہے کہ جناب کے قول ''اندازہ لگتا ہے'' سے صاف ظاہر ہے کہ یہ جناب کا محض اندازہ ہے جس پر خود جناب کو یقین نہیں بلکہ یہ محض جناب کا گمان ہے۔ ورنہ جناب یوں فرماتے ہیں ''کہ یقین ہوتا ہے'' اور نصوص کا عموم جو خود جناب کو مسلم یقینی ہے اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا، بلکہ اس کے لئے اسی کے مثل یقین کی حاجت ہے کما تقرر فی الاصول، تو محض اندازہ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حرمت تصاویر کے نصوص کے عموم میں سرے سے ناپائیدار عکوس داخل ہی نہیں، الخ شک سے یقین کو زائل کرنا ہے کہ نہیں؟ ضرور ہے، اور شک سے یقین کو زائل کرنا، نادرست ہے۔

(٢) آپ مدعی ہیں کہ تصویر کی وضع پائیدار صورت کیلئے ہے جیسا کہ آپ کے کلمات سے ظاہر ہے، مگر اس دعویٰ کا ثبوت ''اندازہ

لگتا ہے'' سے نہیں ہوسکتا، بلکہ لازم ہے کہ لغت سے یا شرع سے اس دعویٰ کا ثبوت دیجئے اور شرع سے ثبوت دینا آکد والزم ہے، کہ گفتگو حرمت تصاویر میں ہے اور حلت و حرمت احکام شرعیہ ہیں۔''

اس طرح کے تقریباً دس اعتراضات حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ نے علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی مدظلہ النورانی پر قائم فرمائے ہیں اور ٹی وی اور ویڈیو گرافی کو ناجائز و حرام قرار دیا ہے اور حرمت کی دلائل تقریباً وہی ہیں جو راقم السطور نے تصاویر کی حرمت پر اس بیان میں رقم کیا ہے۔

افسوس کہ اِس فقیہ و مفتی اعظم نے مورخہ ۲۰؍ جولائی ۲۰۱۸ء مطابق ۷؍ ذی القعدہ ۱۴۳۹ء بروز جمعہ بوقت نماز مغرب بحالت وضو لبہائے مبارک سے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صداؤں کو جاری رکھتے ہوئے اپنے مریدین، متوسلین، معتقدین، اہل خانہ اعزہ واقرباء کو ہی نہیں بلکہ پوری دنیائے سنیت کے لاکھوں کروڑوں افراد کو روتا، بلکتا اور سسکتا چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہہ کر ہمیشہ کیلئے داغ مفارقت دے دیا اور اپنی عزیز جان، جان آفریں کے سپرد فرمائی۔

لیکن جب تک کوہ ودمن کے مخملی سبزہ زار، کوہسار و آبشار کی دلفریبیاں قائم رہیں گی۔ گنگ وجمن کی جل ترنگ اور کوکب او انجم کی انجمن باقی رہے گی۔ دنیا اس یکتائے روزگار کے علم و تحقیق، تصنیف و تالیف، فقہ وافتاء، نقد ونظر، بحث ومناظرہ، مذہب ومسلک کی حفاظت واشاعت، علمی وجاہت، علوم قرآن وحدیث پر استحضار، تبحر علمی، جودونوال، حسن وجمال، کو یاد رکھے گی۔

OOO

☆استاذ مدرسہ مجیدیہ سرائے ہڑہا وارانسی (یوپی)
یکم اگست ۲۰۱۸ء مطابق ۱۸ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ بروز بدھ

ہم نے بھی زیارت کی ہے تاج الشریعہ کی

ستر کی دہائی میں جب ہم حمیدیہ رضویہ بنارس میں زیر تعلیم تھے اور شیوالہ محلہ کی مسجد خا کی شاہ بابا میں امامت وخطابت کے فرائض، انجام دے رہے تھے، اسی وقت پہلی مرتبہ مدرسہ رحمانیہ مدن پورہ کے جلسے میں حضرت علامہ ازہری میاں کی زیارت ہوئی، ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ خطاب بھی سننے کا اتفاق ہوا۔ اُس وقت آپ ''ازہری میاں'' سے ہی مشہور تھے لیکن شاید ''تاج الشریعہ'' کا لقب بھی آپ کے القاب وخطابات میں شامل ہوگیا تھا، البتہ شہرت نہیں ملی تھی۔

اس کے بعد ہمارے ضلع کشی نگر (سابق دیوریا) کے موضع مہدیاں، دھنوجی خرد فاضل نگر اور پِپرا کنک میں تشریف لائے تو پھر زیارت اور خطاب سننے کا اتفاق ہوا۔ ان کی خوب صورتی اور گورے رنگ کا چرچا زیادہ ہوتا، یہ اُن کی ذاتی اور اضافی خوبی تھی جس کی وجہ سے حقیقت کی آنکھیں متوجہ ہو جاتیں اور عقیدت کا دل اُن کی طرف مائل ہو جاتا۔ دراصل اسی لئے ہر اجلاس میں بے شمار لوگ آپ کے مرید ہو جاتے۔ ہمارے علاقے میں بھی آپ کے بہت سے مرید ہیں۔

البتہ اعلیٰ حضرت جیسی عظیم علمی شخصیت سے حسبی اور نسبی نسبت وتعلق کی تاثیر وکشش سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس گھرانے سے ہندو پاک وبنگلہ دیش کے علاوہ بیرونِ ممالک کے سنیوں کی عقیدت کے تار جڑے ہوئے ہیں۔

ہم آپ کے وصال پر خانوادۂ رضویہ کے سبھی افراد بطورِ خاص صاحب زادۂ گرامی مولانا عسجد رضا قادری بریلوی کی بارگاہ میں تعزیت پیش کرتے ہیں اور اپنے رب سے دعا گو ہیں کہ ہمیں حضرت تاج الشریعہ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

(مولانا) عبدالشکور اشرفی (صدر المدرسین)

مولانا عبدالمصطفیٰ قادری منظری، مولانا محمد امام الدین مصباحی، مولانا محمد خالد اشرفی شمسی، مولانا عقیل احمد مصباحی، مولانا علی احمد القادری، حافظ وقاری انوار الحق مصباحی اساتذہ مدرسہ غوثیہ فیض العلوم، مئیہر وا، دودہی، کشی نگر (یوپی)

اصلاح فکرو اعتقاد میں اقدامی کردار

امجد رضا علیمی★

ہندوستان کے مختلف خانوادۂ علم و فضل میں خانوادۂ رضا بریلی شریف کو مسلم امت کے ایمان و عمل اور فکرو اعتقاد کی حفاظت میں خصوصی فضل و شرف اور امتیاز حاصل ہے۔ تقریباً ڈیڑھ سو سال سے تسلسل و توارث کے ساتھ یہ خانوادۂ رضویہ بریلی شریف سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کی علمی و فکری قیادت کا اہم فریضہ پوری تندہی سے انجام دیتا رہا ہے۔ مسلمانوں کی دینی و علمی، فقہی و اصلاحی، تعلیمی و دینی رہنمائی اور اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے میں خانوادۂ رضویہ بریلی شریف نے ڈیڑھ سو سال کے طویل عرصے میں جو انقلابی خدمات انجام دیے ہیں وہ تاریخ ہند ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کی مذہبی اور فکری تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے۔

حالات بدلتے گئے، انقلاب برپا ہوتے گئے، اسلام کے نام پر باطل فرقوں نے جنم لیا، مسلم قوم میں دین و مذہب اور اس کی تعلیمات سے دوریاں بڑھتی گئیں، معاشرے پر بدعات و منکرات کا رواج ہوا۔ ایسے حالات میں خانوادۂ رضویہ نے ہمیشہ اپنی علمی جاہ و جلال کے ساتھ باطل تحریکات اور جماعتوں کا مقابلہ کیا۔ بدعات و منکرات سے معاشرے کو پاک کرنے کے لئے اپنی قلمی و لسانی قوتوں کا بلاخوف لومۃ لائم بھرپور استعمال کیا۔ احقاق حق اور ابطال باطل کی ہندوستانی اور عالمی تاریخ میں عزیمت و استقامت اور تسلیم و رضا کے میدان میں خانوادۂ رضا کا کردار و عمل آنے والے ہر دور میں مسلمانوں کی دینی و فکری رہنمائی میں اپنا لازوال کردار انجام دیتا رہے گا۔

خانوادۂ رضویہ بریلی کی بنیاد میں حضرت مفتی رضا علی خاں بریلوی (م ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء)، حضرت مفتی نقی علی خاں قادری (م ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۵۷ء) کا اولین کردار ہے جو، زندگی بھر دین و سنیت کے فروغ اور مسلمانوں کے اصلاح فکرو اعتقاد میں مصروف عمل رہے۔ اس کے بعد مجدد دین و ملت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی (م ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۱۲ء) کا دور آیا۔ آپ نے اپنے عہد میں فکرو اعتقاد کے میدان میں پیدا ہونے والے تمام فتنوں کا پوری بے دار مغزی اور بصیرت و استقامت کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کیا اور باطل افکار و تحریکات یعنی حکمت و فلسفہ، رفض و تشیع، توہب و نجدیت، قادیانیت و مرزائیت، ندویت و صلح کلیت اور تحریک خلافت و ترک موالات کے انسداد میں دینی جوش و خروش، ایمانی غیرت و حمیت اور ملی سرگرمی و حرارت کو بروئے کار لاتے ہوئے لازوال تاریخی کارنامہ انجام دیا اور اپنے عہد میں احیائے سنت اور تجدید ملت میں ایسے نمایاں کام انجام دیے جنھیں دیکھ کر اہل علم و فضل نے مجدد دین و ملت کا خطاب عطا کیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی کے بعد آپ کے دونوں صاحبزادہ گان ذی وقار حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خان قادری بریلوی (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) اور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفی رضا قادری بریلوی (م ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء) اور حجۃ الاسلام کے صاحبزادۂ گرامی مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں قادری بریلوی (م ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء) نے اپنے عہد میں مسلمانوں کے فکرو اعتقاد کی اصلاح کا مقدس فریضہ منصبی بحسن و خوبی انجام دیا۔

مفسر اعظم ہند کے بعد موجودہ دور میں آبروئے خانوادۂ رضویہ، وارث علوم امام احمد رضا، تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری (ولادت: ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء۔ وصال: ۱۴۳۹ھ/ ۲۰۱۸ء) نے اپنے اسلاف اور بزرگوں کی جانشینی کا حق ادا کرتے ہوئے بڑی ذمہ داری کے ساتھ نصف صدی سے زائد عرصے تک بدعات و منکرات کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور باطل افکار و نظریات کا رد بلیغ فرمایا۔

حضرت تاج الشریعہ کی پوری زندگی استقامت و عزیمت کی

روشن تصویر تھی، آزاد خیالی اور فکر واعتقاد میں مداہنت کے سخت خلاف تھے، وراثت عشق رسول اور تصلب فی الدین جو آپ کے قابل فخر اسلاف کرام کی دینی میراث تھی ان پر پوری زندگی مضبوطی کے ساتھ قائم ودائم رہے۔ یہی وجہ کہ اللہ رب العزت نے خلق خدا میں قبولیت، شہرت اور وجاہت کے خصوصی فیضان سے مالا مال کیا تھا۔ تاج الشریعہ اپنے علم وفضل، زہد وتقوی، استقامت وعزیمت اور تصلب فی الدین میں مثالی شخصیت کے حامل تھے جس کا اعتراف واظہار اپنے اور بیگانے سبھوں نے کھلے طور پر کیا۔

تاج الشریعہ کی زندگی میں مفتی اعظم کے نقوش حیات کا عکس جمیل دکھائی دیتا تھا اس لیے آپ کی ہر ہر ادا میں حضرت مفتی اعظم ہند کی ادائیں نمایاں طور پر نظر آتی تھیں۔

حضرت تاج الشریعہ کے فضائل وکمالات کے شش جہات پہلو کے بیان کے لیے دفتر درکار ہیں۔ ذیل میں حضرت تاج الشریعہ کے فتاویٰ، اقوال اور ارشادات کے کچھ اقتباسات پیش کیے جارہے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ آپ نے کس قدر بے باکی، بصیرت اور دوراندیشی کے ساتھ مسلمانوں کے اصلاحِ فکر و اعتقاد میں کردار انجام دیے۔

کعبہ کو سجدہ: اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا جائز نہیں اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی نے ایک تحقیقی رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام الزبدۃ الزکیۃ لتحریم السجدۃ والتحیۃ ہے جس میں غیر اللہ کے لئے سجدۂ عبادت کو کفر وشرک اور سجدۂ تعظیمی کو حرام ثابت کیا گیا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ سے بھی ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جو کعبہ کو سجدہ کرنے کا مدعی ہو تو کیا وہ ایمان پر قائم رہ سکتا ہے؟

تو حضرت تاج الشریعہ نے فرمایا:

"کعبہ کو سجدہ کرنا دو احتمال رکھتا ہے۔ کعبہ کی طرف سجدہ کرنا اور اس میں اصلاً کوئی حرج نہیں۔ واقعی کعبہ مسجود الیہ ہے اور سجدہ خدا کے لیے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ کعبہ کو مسجود بنانا اور یہ ناجائز ہے کہ سجدہ بہر نوع خدا کے لیے خاص ہے اور قائل کی تکفیر اب بھی نہ ہوگی کہ جب اس کا کلام متحمل ہے تو معنی کفری پر کلام ڈھالنا روا نہیں بلکہ اس معنی پر عمل کرنا ضروری ہے جو غیر کفری ہو۔ ہاں اگر مدعی تصریح کر میں کعبہ کو معبود جانتا ہوں تو اب ضرور کافر ہے کہ کفری معنی مراد ہو کی تصریح کر چکا۔" (اقتباس فتاوی، مطبوعہ ماہنامہ سنی دنیا بریلی نومبر ۱۹۹۹ء)

بدمذہب کی اقتدا: آج کے آزاد خیال معاشر میں بدمذہبوں سے میل جول اور تعلقات کا دائرہ دن بدن بڑھتا جا ہے، مذہب پہ عمل کا جذبہ جوں جوں کمزور ہو رہا ہے لوگوں کے بدعقیدگی کا رجحان بڑی تیزی کے ساتھ پروان چڑھ رہا ہے، تصل علی الشریعہ کے بجائے عملی مداہنت اور نظریاتی منافقت کے راستے کھولا جارہا ہے۔ تاج الشریعہ ایسے باطل افکار وخیالات پر بند باند ہوئے فرماتے ہیں:

"کسی بدمذہب کے پیچھے کہیں کوئی نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں جو لوگ نجدی کی اقتدا کرتے ہیں، اپنی نمازیں برباد کرتے ہیں ہرگز کوئی سنی صحیح العقیدہ اسے نجدی جان کر اقتدا نہ کرتا ہوگا۔ جو نا اور بے خبر ہیں ان پر کیا الزام ہاں! جو دانستہ نجدی کی اقتدا کرے ضرور ملزم ہے۔" (ماہنامہ سنی دنیا۔ نومبر ۱۹۹۹)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"دیوبندی منکر ضروریات دین ہیں۔ شاتمان خدا اور رسو عزوجل و ﷺ ہیں۔ ان پر علمائے حرمین وغیرہما نے ایسا کافر بتایا کہ جو انھیں ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر مسلمان جانے بلکہ کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور یہی حکم وہابیہ زمانہ کا ان کے پیچھے نماز محض باطل ہے بلکہ دانستہ انھیں امام بنانا کفر ہے تو ا کی اقتدا حلال جاننا بدرجۂ اولیٰ کفر ہے۔ کفایہ میں ہے: اما الکا فلا صلاۃ لہ فلا اقتداء بہ باطل۔

داڑھی منڈانا: داڑھی رکھنا سنت رسول ہے اور ای مشت سے کم رکھنا اور کتروانا اور اس کی عادت بنالینا گناہ کب ہے، جدید معاشرے میں ایک بڑی تعداد لوگوں کی ایسی ہے ڈاڑھی رکھنے میں ایک طرح کا عار محسوس کرتی ہے۔ بہت سے پڑ لکھے لوگ بھی اس بلا میں گرفتار نظر آتے ہیں۔

ڈاڑھی کی شرعی حیثیت اور ڈاڑھی منڈانے کے معائب بتاتے ہوئے تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

''داڑھی منڈانا یا حد شرع سے کم کرانا اور اس کی عادت گناہ کبیرہ ہے۔ یحرم علی الرجل قطع لحیتہ ۔داڑھی کی حد شرع یک مشت ہونا چاہیے۔ اسی میں ہے۔اعلان گناہ کا مرتکب فاسق معلن ہے۔'' (ماہنامہ سنی دنیا، نومبر ۱۹۹۹ء)

بے اصل رسم و رواج: آج کل ہمارے معاشرے میں لوگوں نے اپنی طرف سے ایسی باتوں کا رواج دے دیا ہے جس کی اصل شریعت میں کہیں نہیں ملتی۔ لوگ شرعی احکام پر عمل کر کے اپنی آخرت کو تو نہیں سنوارتے بلکہ اتباع نفس میں معاشرے ہی کو بے اصل باتوں سے پراگندہ کرتے ہیں۔ ایسا ہی ایک سوال حضرت تاج الشریعہ سے بھی کیا گیا کہ کسی کے انتقال کے بعد اس کے گھر کی کوئی چیز قابل استعمال نہیں سمجھتے بلکہ تیار شدہ کھانے کو بھی نہیں کھاتے تو آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ

''پانی پھینکنا ناجائز و گناہ اور وہ خیال محض بیہودہ خیال ہے، جسے دور کرنا لازم ہے۔'' (ماہنامہ سنی دنیا، فروری ۱۹۸۶ء)

اور جب دریافت کیا گیا کہ ہندہ کہتی ہے کہ حیض و نفاس کی حالت میں چالیس روز تک کھانا نہیں پکا سکتی اور اس گھر میں جس میں حائضہ ہو فاتحہ، تلاوت قرآن یا کوئی دینی کتاب نہیں رکھی جاسکتی تو آپ اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

''وہ غلط کہتی ہے۔ ان میں (جو باتیں) مذکور ہوئیں کوئی ممنوع و ناجائز نہیں۔ اس (ہندہ) پر توبہ لازم ہے۔''

(سنی دنیا۔ دسمبر ۱۹۹۷ء)

قبر کھولنا: آج قبر کھولنے کی بدعت بھی عام ہوتی جارہی ہے۔ زیادہ تر بدعت بڑے بڑے شہروں میں پائی جاتی ہے۔ اِس طرح اموات المسلمین کی ایذا رسانی کی جاتی ہے۔ اس کے تعلق سے تاج الشریعہ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

''بے وجہ شرعی میت کی قبر کھولنا حرام اور اشد حرام، کبیرہ گناہ عظیم ہے اور جس نے قبر کھود کر اُس میں دوسرے کو دفن کیا وہ سخت گناہ گار، مستوجب نار، حق اللہ و حق العباد میں گرفتار ہے۔ ان لوگوں پر توبہ لازم اور اپنی میت کو الگ قبر بنا کر دفن کرے۔''

(سنی دنیا نومبر ۲۰۰۰ء)

مرد کے لیے سونے چاندی کا استعمال: اس سلسلے میں فرماتے ہیں: سونے چاندی کی چین عورتوں کو جائز ہے، مردوں کو حرام ہے اور تانبہ، پیتل، اسٹیل وغیرہ مرد، عورت دونوں کو حرام ہے۔ (سنی دنیا نومبر ۱۹۹۶ء)

امانت: امانت کے متعلق تاج الشریعہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (نساء ۵۸) (ترجمہ رضویہ) بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انھیں سپرد کر دو۔

تفسیر خازن میں ہے کہ یہ آیت تمام امانت کو شامل ہے تو اس کے حکم میں ہر وہ امانت داخل جس کی ذمہ داری انسان کو سونپی گئی ہے اور یہ تین قسم پر ہے۔ پہلی یہ کہ اللہ کی امانت کو ملحوظ رکھے اور یہ اللہ کے احکام بجالانا، اور ممنوعات سے پرہیز کرنا ہے۔

دوسری یہ کہ بندہ اپنے نفس میں اللہ کی امانت ملحوظ رکھے اور وہ اللہ کی وہ نعمتیں ہیں جو اللہ نے بندے کے تمام اعضا میں رکھی ہیں تو زبان کی امانت یہ ہے کہ زبان کو جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ خلاف شرع باتوں سے محفوظ رکھے، آنکھوں کی امانت یہ ہے کہ محرمات پر نگاہ سے آنکھ کو بچائے اور کان کی امانت یہ ہے کہ لغو، بے حیائی اور جھوٹی باتیں اور اس کے مثل خلاف شرع باتیں سننے سے پرہیز کرے۔

تیسری قسم یہ ہے کہ بندہ اللہ کے بندوں کے ساتھ معاملات میں امانت کا لحاظ رکھے۔ لہٰذا اُس پر ودیعت اور عاریت کا ان لوگوں کو لوٹانا ضروری ہے، جنھوں نے اس کے پاس امانتیں رکھیں اور اس میں ان کے ساتھ خیانت کرنا منع ہے۔ (آثار قیامت، ص ۲۴)

رشوت ستانی: رشوت آج کے معاشرے کا ناسور بنتا جارہا ہے، جو معاشرے کی سالمیت کے لیے زہر ہلاہل ہے۔ تاج الشریعہ رشوت جیسی قبیح عمل سے مسلمانوں کو اجتناب کی دعوت دیتے ہوئے اور اس کے مضرات سے آگاہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قرآن شریف میں اس کی حرمت مصرح ہے اور حدیث شریف میں فرمایا: ولعن اللہ الراشی و المرتشی ۔ یعنی اللہ کی لعنت رشوت لینے اور دینے والے پر۔ (مسند امام احمد۔ ۲/۳۸۷) یعنی رشوت لینے والا مطلقاً مستحق لعنت ہے اور دینے والا بھی

اسی رسی میں گرفتار ہے جب کہ ناجائز کام کے لیے رشوت دے یا بغیر مجبوری کے دے اور دفع ظلم اور جائز حق کی تحصیل کے لیے جب رشوت دے، چارہ نہ ہوتو یہ صورت مستثنیٰ ہے اور دینے والا اِس وعید کا مصداق نہیں۔'' (ایضاً ص ۳۱)

حقوق والدین: تاج الشریعہ عظمت والدین بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کی اطاعت والدین کی اطاعت ہے اور اللہ کی معصیت والدین کی (نافرمانی) معصیت ہے۔ (مجمع الزوائد، ۸/ ۱۳۶)

مزید لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

''والدین کے ساتھ نیکی صرف یہی نہیں کہ ان کے حکم کی پابندی کی جائے اور ان کی مخالفت نہ کی جائے بلکہ ان کے ساتھ نیکی یہ بھی ہے کہ کوئی ایسا کام نہ کرے جوان کو ناپسند ہو اگر چہ اس کے لئے خاص طور پر ان کا کوئی حکم نہ ہو، اس لیے ان کی فرماں برداری اور ان کو خوش رکھنا دونوں واجب ہیں اور نافرمانی ناراض کرنا ہے۔''

(حقوق والدین ص ۳۸)

مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۱۳۷ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ:

حدیث پاک میں ہے کہ ایک صحابی رسول نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت اُن پر ڈالا جاتا، کباب ہو جاتا، میں چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں، کیا میں اب اس کے حق سے عہدہ برآ ہو گیا۔ سرکار نے فرمایا کہ تیرے پیدا ہونے میں جس قدر درد کے جھٹکے اس نے اٹھائے شاید اُن میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔ (ایضاً ص ۴۲)

محرمی کپڑے

عاشورہ کے موقع پر محبت حسین میں لوگ قسم قسم کے رنگ برنگ کے کپڑے خود بھی پہنتے اور بچوں کو بھی پہناتے ہیں۔ تاج الشریعہ حکم شرع بیان فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کو چاہیے کہ عشرہ مبارکہ میں تین رنگوں سے بچیں: سبز، سرخ، سیاہ۔ سبز کی وجہیں تو معلوم ہو گئیں اور سرخ آج کل ناصبی خبیث خوشی کی نیت سے پہنتے ہیں۔ سیاہ میں اودا، نیلا، کاسنی، سبز میں کاہی، دھانی، پستی۔ سرخ میں گلابی، عنابی نارنگی سب داخل ہیں۔ اگر سوگ یا خوشی کی نیت سے پہنے جب تو خود ہی حرام ہے ورنہ ان کی مشابہت سے بچنا بہتر ہے۔'' (ایضاً ص ۷۲)

مزید لکھتے ہیں کہ عشرہ محرم کے سبز رنگے ہوئے کپڑے بھی ناجائز ہیں۔ یہ بھی سوگ کی غرض سے ہیں۔ (ایضاً)

غیر اللہ کی قسم: آج کل بالخصوص نوجوان طبقہ بات بات پر مختلف چیزوں کی قسم کھانے لگتا ہے۔ جیسے ماں قسم، اولاد قسم، قرآن قسم، مسجد قسم (وغیرہ) اس سلسلے میں تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

''غیر اللہ کی قسم، قسم شرعی نہیں۔ علما فرماتے ہیں کہ اگر غیر اللہ کی قسم کو قسم شرعی جانے اور اس کا پورا کرنا لازم سمجھے، اس صورت میں آدمی کافر ہو جائے گا۔

امام رازی نے فرمایا: میری جان کی قسم، تیری جان کی قسم کہنے والے پر مجھے کفر کا اندیشہ ہے اور لوگ عام طور پر یہ نادانی میں کہتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شرک ہے۔ (ایضا۔ ص ۱۷۷)

آگے لکھتے ہیں ''حدیث شریف میں غیر اللہ کی قسم کھانے والے کو جو مشرک فرمایا گیا اُس سے اس شخص کا بھی حکم ظاہر جو یوں قسم کھائے اور اگر میں یہ کام کروں تو یہودی یا نصرانی ملت اسلام سے بری و بیزار ہو جاؤں۔ ایسی قسم کھانا سخت حرام بدکام کفر انجام ہے۔ (ایضاً ص ۷۹)

آخر میں لکھتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ تم کو کثرت قسم سے منع کرتا ہے اور بے باکی سے باز رکھتا ہے۔ اس لیے اس سے باز رہنے میں ہی پرہیز گاری اور تمہاری بھلائی ہے۔'' (ایضاً ص ۸۹)

مسلم امت کی اصلاح فکر و اعتقاد کے حوالے سے تاج الشریعہ کے فتاوی اور اقوال وارشادات سے چند نمونے پیش کیے گئے، تفصیل کے لئے تاج الشریعہ کے مجموعہ فتاوی المواهب الرضویہ فی الفتاوی الازھریۃ المعروف ''فتاوی تاج الشریعہ'' کی طرف رجوع کریں۔

☆☆☆

☆ پرنسپل: الجامعۃ القادریہ، دارالقلم، ذاکر نگر، دہلی۔ ۲۵

باب سوم

اقلیم شناسی

علمی دینی شہرت و مقبولیت کی زمینی حقیقت کا تاریخی پس منظر

تیری ہستی شمع عشق مصطفائی بن گئی
عشاق خیر الوریٰ اختر رضا خاں ازہری

"سوادِ اعظم اہل سنت کے علما و مشائخ و طالبانِ علوم نبوت اور خواص و عوام کے دلوں میں بریلی شریف کی عقیدت و محبت روز افزوں ہے کیوں کہ اِس شہر کو، اسلام و سنیت کے اُس فرزند عظیم و جلیل سے نسبت ہے جس نے رسول کونین سلطان دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت کا پرچم مسلم آبادیوں میں لہرایا۔"

تو نے قربان کیا عشق نبی میں سب کچھ
تو، محبت کے سکھا کے ہمیں آداب گیا

OOO

سرخیل علماے شریعت، امیر کاروانِ اہلِ سنت

(علامہ) یٰس اختر مصباحی،

اس دَورِ قحط الرّجال میں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی ایسی شخصیتیں، شاذ و نادر ہی، مل پاتی ہیں، جن پر، نظر ٹھہر سکے اور دل، جن کی طرف، مائل ہوں۔ مشہور و معروف دینی و علمی مراکز اور قدیم خانقاہوں کے بیشتر وارثوں کا حال بھی کچھ، ابتر ہی نظر آ رہا ہے جہاں نسبتِ ماضی، یعنی، ذکر و بیانِ ماضی ہی پر، سارا دار و مدار ہے۔ وہی، ان کے لئے سامانِ افتخار ہے اور حال، رو بہ زوال ہی نہیں بلکہ بے حال ہے۔ اسلافِ کرام کی عظمت و شوکت کا ذکر و بیان ہی، ان کے لئے، گویا سب کچھ ہے۔ اَخلاف کا کام، بس اتنا ہے کہ وہ، اپنے آبا و اجداد کا، گُن گان کرتے رہیں اور ان کے نام پر، قوم و ملت سے خراج، وصول کرتے رہیں۔ یہ کُلّیہ نہیں، مگر عام حالات کچھ اسی قسم کے ہیں، جنھیں، دیکھ سن کر حساس و باشعور افراد، کفِ افسوس ملنے کے سوا، کچھ بھی، نہیں کر سکتے۔

ہند و پاک کے طول و عرض میں، بہت سی، قدیم و جدید خانقاہیں اور بڑے مراکز ہیں، بڑے بڑے ادارے اور مدارس ہیں، جنھیں، اللہ سلامت رکھے۔ انہیں کے درمیان، چودھویں صدی ہجری کے اَوائل میں ایک مرکزِ دین و علم، بریلی شریف کے نام سے اور بریلی شریف کی خاک سے اُبھرا، جس کی شعاعیں، آج، پورے عالم اسلام کو روشن و منور کر رہی ہیں اور یہ روشنی، دن بہ دن، بڑھتی اور پھیلتی گئی ہے۔

سوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت کے علما و مشائخ و طالبانِ علومِ نبوت اور خواص و عوام کے دلوں میں، بریلی شریف کی عقیدت و محبت، روز افزوں ہے کیوں کہ اس شہر کو، اسلام و سُنّیت کے اُس فرزندِ عظیم و جلیل سے نسبت ہے جس نے، رسولِ کونین، سلطانِ دارَین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت و عقیدت کا پرچم مسلم آبادیوں میں لہرایا اور جن بدنصیب و گمراہ انسانوں نے عظمت و رفعتِ رسول کی طرف بد نیتی و بد اعتقادی کے ساتھ، انگشت نُمائی کی، اُن کے تعاقب میں اپنی متاعِ علم و فکر اور شوکت و سَطوتِ قلم کے ساتھ، اپنی جان کی بازی لگا کر، احتساب و اصلاح و ہدایت کی ہر ممکن کوشش کی اور اس راہ میں اپنی ساری توانائی، صَرف کردی۔ یہ وہ شُہرۂ آفاق اور فخرِ اَسلاف و اَخلاف شخصیت ہے جسے، دنیا، مجددِ دین و مِلّت، فقیہ اسلام، امام اہلِ سنّت، مولانا المفتی الشاہ احمد رضا، حنفی، قادری، برکاتی، بریلوی (متوفی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) کے نام سے، جانتی پہچانتی ہے۔

امامِ اہلِ سنّت، مجددِ دین و مِلّت کے دونوں صاحبزادگان، الاخیار حجۃ الاسلام، حضرت مولانا حامد رضا قادری برکاتی بریلوی (متوفی ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) و مفتیِ اعظمِ ہند، حضرت مولانا الشاہ، مصطفیٰ رضا، قادری، برکاتی بریلوی (متوفی ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء) قُدِّسَ سِرُّہُمَا، خُلَفا و تلامذۂ عظام و دیگر علما و مشائخِ کرام نے، اس بیش بہا وراثت کی حفاظت فرمائی اور اپنے علم و فضل و کمال و بصیرت و تدبُّر و حکمت اور اخلاص و للّٰہیت کے ذریعہ اس وراثت کو، ملک و بیرونِ ملک، عام و تام کیا۔ امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین و مِلّت (متوفی ۱۹۲۱ء) اور آپ کے دونوں شہزادگان، حضرت حجۃ الاسلام (متوفی ۱۹۴۳ء) و حضرت مفتیِ اعظمِ ہند (متوفی ۱۹۸۱ء) کی دینی و علمی خدمات، بالخصوص، فقہی بصیرت و تائید و تحفظِ عقائد و معمولاتِ اہلِ حق اور تردید و ابطالِ اَفکار و نظریاتِ اہلِ باطل کے تسلسل نے متحدہ ہندوستان کے سوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت کی نظر میں جہاں، اِس خانوادۂ رضویہ کو محبوب و محترم بنا کر، اسے، جہانِ سُنّیت کے تاج محل جیسا اِعزاز و افتخار اور حُسن و جمال بخشا ہے، اِس خانوادۂ رضویہ کے شہر، بریلی کی عظمت و رفعت کو، جہانِ سنّیت کا ایسا قطب مینار بنا دیا کہ برصغیر ہند و پاک کے جس خطے اور جس علاقے سے نظر اٹھائی جائے، اس کی شوکت و سربلندی کا مشاہدہ، آفتابِ نصف النہار کی طرح، بآسانی کیا جا سکتا ہے۔

اور ان سب سے ایمان افروز اور بابرکت بات، یہ ہے کہ اس خانوادۂ دین و دانش کا رشتۂ ذکر و فکر اپنے مشائخِ مارہرہ و آقایانِ نعمت سے اس طرح، باہم مربوط و منسلک ہے کہ اس کا روحانی شوقِ سفر اسے، منزل بہ منزل اجمیر مُعلّی و بغداد مقدسہ سے ہوتے ہوئے، اس

حجازِ مقدس تک پہنچا دیتا ہے جس کی آغوشِ رحمت میں، مکۂ مکرمہ اور مدینۂ امینہ کا مبارک و مسعود وجود فردوسِ نظر اور باعثِ اِزدیادِ ایمان واسلام ہے جو کائناتِ انسانیت کا مرکز و مرجع اور مأمن و ماویٰ ہے۔
زَادَهُمَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّتَكْرِيْمًا۔

امامِ اہلِ سنّت کے خلفِ اکبر، حضرت حجۃ الاسلام کے صاحبزادۂ گرامی منزلت مفسرِ اعظم ہند، حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا، عُرف جیلانی میاں، بریلوی (متوفی ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء) بھی، حتی المقدور، اُسی رَوِش پر، گامزن رہے، جو آپ کے آبا و اجداد کا، طرّۂ امتیاز تھا۔

اکابرِ خانوادۂ رضویہ، بالخصوص، امامِ اہلِ سنّت، مجدِّدِ دین و ملّت کے علم و فضل اور نمایاں ترین دینی و علمی خدمات نے شہر بریلی کو، اہلِ سنّت کے حلقے میں وہ عظمت و مرجعیت، عطا کی جو، محض عطیۂ ربّانی ہے کہ دل، خود بخود، اس کی طرف کھنچتے چلے گئے۔ علم و فضل اور نمایاں دینی و علمی خدمات کا تسلسل و تحفظ ہی، اس کی مرجعیت و مرکزیت کا ضامن ہے اور اس کا، یہ فضل و شرف، تقریباً ایک صدی کو مُحیط ہے اور نظامِ قدرت ہے کہ جس بنیاد پر کوئی عمارت، قائم ہوتی ہے اُس عمارت کا وجود و بقا، اسی بنیاد کے ساتھ، مربوط و منسلک ہوا کرتا ہے۔

حضرت مفسرِ اعظمِ ہند، کے بلند اقبال و سعید و صالح فرزندِ گرامی تھے: جانشین مفتیِ اعظم، حضرت مولانا الشّاہ، مفتی محمد اختر رضا قادری رضوی، ازہری، بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ (متولد ۲۶ رمحرم الحرام ۱۳۶۲ھ/ ۲ رفروری ۱۹۴۳ء۔ متوفی ۶ رذی قعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۰ رجولائی ۲۰۱۸ء ۔ بروز جمعہ، بعد نمازِ مغرب)

مفتیِ اعظمِ ہند، حضرت مولانا الشّاہ مصطفی رضا، نوری، بریلوی کے خصوصی فیض سے طویل عرصہ تک، سیراب ہوتے رہے اور جب ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء میں حضرت مفتیِ اعظم کا وصال ہوا، تو آپ، جانشین مفتی اعظم ہند، قرار پائے۔ علما و طلبہ و خواص و عوامِ اہلِ سنّت کے درمیان، جانشینِ مفتیِ اعظم، تاج الشریعہ حضرت ازہری میاں کو، جو شہرت و مقبولیت، حاصل تھی اِس زمانے میں، مشکل ہی سے کہیں، اس کی کوئی مثال اور نظیر مل پائے گی۔

خانوادۂ رضویہ، بریلی شریف میں علم و فضل اور فقہ و اِفتا کے شعبے میں اپنے عہد میں حضرت ازہری میاں ہی، آبروے خانوادہ اور نمائندۂ ذی وقار تھے جن پر، اہلِ سنّت و جماعت کو، فخر و ناز ہے۔ بریلی و مبارک پور و دہلی و ممبئی میں، بارہا، آپ سے میری ملاقاتیں ہوئیں۔ علما و طلبہ سے خواص و عوام تک، اِطلاعِ آمد کے ساتھ ہی، سب کے سب ملاقات و زیارت کے مشتاق و متمنی، نظر آئے۔

ذاکر نگر، نئی دہلی کی ملاقاتوں میں اطمینان کے ساتھ، آپ سے گفتگو ہوا کرتی تھی اور اِس سلسلے کا آغاز، ۱۹۸۵ء سے ہوا۔ عموماً، ایسا ہوتا کہ فرصت کے لمحات میں آپ، مجھے اپنی عربی نعتیں سناتے اور انھیں اپنے مخصوص انداز میں پڑھتے۔ میں بھی، توجہ کے ساتھ، آپ کے مقدس اشعار سنتا اور حق، یہ ہے کہ آپ کے عربی اشعار میں عربیت ہی ہوتی، عجمیت نہیں ہوتی اور اِس عربیت کی وجہ، ظاہر ہے کہ آپ، جامعہ ازہر کے فارغُ التحصیل اور صحیح معنی میں ازہری تھے۔ اِس ازہریت نے آپ کی عربیت میں نکھار پیدا کر دیا تھا، اسے ایسی سلاست و روانی بخشی تھی کہ عربی لکھنے بولنے میں آپ کو، کبھی، کوئی تکلُّف اور تردُّد، نہیں ہوتا۔ اسی طرح، یورپ کے مختلف ممالک کے دَوروں نے آپ کو، انگریزی سے ایسا روشناس کر دیا تھا کہ بڑی آسانی کے ساتھ، آپ، رواں دواں انگریزی، بول لیا کرتے تھے۔

۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء میں، حضرت ازہری میاں کے ساتھ، دَورانِ حج ایک صبر آزما حادثہ ہوا کہ آپ کو، حراست میں لے کر، سعودی پولیس نے، آپ سے طرح طرح کے سوالات کیے اور کسی جُرم کے بغیر، جَدّہ ایئر پورٹ اور وہاں سے ہندوستان، واپس بھیج دیا۔ آپ، جَدّہ سے بمبئی پہنچے اور اس حادثہ کی خبر، جب، عام ہوئی
تو ہند و پاک میں اس کے خلاف، شدید احتجاج ہوا۔

آپ نے اپنی حراست اور سوال و جواب کی جو تفصیل، بمبئی میں بیان کی، وہ، بمبئی، دہلی وغیرہ کے متعدد اخبارات و رسائل میں شائع ہوئی۔ ہفت روزہ ''اخبارِ نَو'' نئی دہلی کا ایک شمارہ میرے پاس، اب بھی، موجود و محفوظ ہے، جس میں آپ کا پورا بیان، شائع ہوا تھا۔ رئیس القلم، حضرت علّامہ ارشد القادری (متوفی ۲۰۰۲ء) عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَان اِس حادثہ کے ایک عرصہ بعد، ایک بار، دہلی تشریف لائے، تو آپ سے ملاقات کے وقت اِس سلسلے میں میری گفتگو ہوئی جس کے نتیجے میں سعودی سفیر، متعینہ دہلی سے وقت لے کر ہم دونوں نے سعودی سفارت خانہ پہنچ کر، شیخ فواد صادق مفتی، سفیر سعودی عرب سے ملاقات کی۔ فواد صادق مفتی، نجدی نہیں بلکہ حجازی تھے۔ ان سے خوشگوار اور

مثبت ماحول میں گفتگو ہوئی۔

حضرت ازہری میاں کی شخصیت اور آپ کی دینی و علمی وجاہت سے انھیں باخبر کیا گیا۔ انھوں نے ساری باتیں سننے کے بعد، یہ مناسب و معقول جواب دیا کہ ''میں، صرف سفیر ہوں اور اِس سلسلے میں کوئی فیصلہ، ہماری حکومت ہی کر سکتی ہے۔ آپ حضرات کی گزارش، اپنی رپورٹ کے ساتھ، اپنی حکومت کو، میں بھیج دوں گا۔ وہاں سے، جیسا جواب آئے گا، اس سے آپ کو مطلع کر دیا جائے گا۔''

اس کے بعد، انھوں نے اپنے ایک سکریٹری (محمد آصف) کو بلایا اور کچھ ہدایت دی۔ میں نے سکریٹری کو، ذاکر نگر کا ایک ٹیلی فون نمبر دیا کہ سفیر محترم کی طرف سے آپ کو، اِس سلسلے میں جو ہدایت ملے، اس سے مجھے مطلع کر دیجیے گا۔ اس ملاقات اور اطمینان بخش گفتگو کے بعد، ہم لوگ، واپس چلے آئے۔ میں نے، ذاکر نگر کے ایک پڑوسی کا ٹیلی فون نمبر دیا تھا۔ جس کی وجہ، یہ تھی کہ حضرت علامہ، یا میرے پاس، اُس وقت، اپنا ٹیلی فون نہیں تھا۔ موبائل کا، تو خیر، وہ زمانہ ہی، نہیں تھا۔ ایک روز، اپنے اس پڑوسی کے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور پڑوسی نے، ریسیور مجھے دے دیا کہ آپ کا فون ہے۔ میں نے گفتگو، شروع کی، تو وہ فون، مذکورہ سکریٹری (محمد آصف) کا تھا۔ انھوں نے بتایا کہ

''مولانا اختر رضا خاں صاحب کو، اب، سعودی ویزا مل جائے گا۔ انھیں، حج و عمرہ کے لئے، جب جانا ہو، وہ، سعودیہ کا سفر کر سکتے ہیں۔''

میں نے سکریٹری سے، اس ٹیلی فونک گفتگو میں کہا کہ بریلی کا فون نمبر، آپ کو دے رہا ہوں۔ آپ براہِ راست، فون کر کے وہاں، مطلع کر دیں، تو بہتر ہوگا۔ چنانچہ، سکریٹری نے، اس فون نمبر سے بریلی رابطہ کر کے، براہِ راست، یہ خوش خبری سنا دی اور اس کے بعد حضرت ازہری میاں بارہا، زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ

اس سے کچھ پہلے، میں نے، اپنی مطبوعہ کتاب ''امام احمد رضا اور ردِّ بدعات و منکرات'' کا ایک نسخہ، اِس درخواست کے ساتھ، حضرت ازہری میاں کی خدمت میں پیش کیا تھا کہ: اس کے لئے چند کلماتِ تبرک، تحریر فرما دیں، جسے، آئندہ ایڈیشن میں شامل کر سکوں۔''

آپ نے بخوشی وہ نسخہ لے کر، ورق گردانی، شروع کر دی اور فرمایا کہ ''میں، اسے اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں اور اطمینان سے پڑھ کر بھیج دوں گا۔'' چنانچہ، آپ کی حوصلہ افزا تحریر، کچھ دنوں کے بعد موصول ہوئی اور کتاب کے ہر ایڈیشن میں، یہ تحریر بعنوانِ ''تقریظ'' شائع ہوتی رہی جس کی نقل، درج ذیل ہے:

محبِّ گرامی، حضرت مولانا یٰسین اختر صاحب اعظمی، زِیْدَتْ مَکَارِمُکُمْ۔ سلام مسنون! طالب خیر، مع الخیر ہے۔

فقیر نے، آپ کی کتاب مستطاب ''امام احمد رضا اور ردِّ بدعات و منکرات'' کا کہیں کہیں سے، سرسری مطالعہ کیا۔ بِفَضْلِهٖ تَعَالٰی کتاب، خوب اور بہت خوب ہے۔ آپ نے، اپنی اِس تصنیف لطیف کے ذریعہ ایک عظیم دینی و علمی خدمت، انجام دی ہے اور وہ، یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت، مولانا شاہ، امام ہمام، احمد رضا قادری، بریلوی عَلَیْهِ الرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَان پر، ان کے مخالفین کا، یہ الزام کہ ان سے بدعتوں کو فروغ ہوا، ایسا، کافور فرمایا اور خود، سیدنا، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا قُدِّسَ سِرُّہٗ کے کلماتِ طیبات سے ایسے دستاویزی ثبوت، فراہم کیے کہ ہر مخالف منصف کا ضمیر پکار اٹھے گا کہ سیدنا، اعلیٰ حضرت عَلَیْهِ الرَّحْمَة پر ان کے بدگویوں کا الزام محض غلط ہے اور بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ

سُبْحٰنَكَ، مَا یَکُوْنُ لَنَا اَنْ نَتَکَلَّمَ بِهٰذَا، اِنْ هٰذَا اِلَّا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ۔ مولائے کریم، آپ کی اِس کتاب کو، شرفِ قبول سے نوازے اور آپ کو، برکاتِ دارَین سے بہرہ مند اور مدارجِ عالیہ پر، فائز فرمائے۔ آمین

وَالسَّلَام۔ فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غُفِرَ لَهٗ۔

۴ ؍ رجب ۱۴۰۵ھ۔

(''تقریظ'' حضرت مفتی محمد اختر رضا، قادری، رضوی، ازہری۔ مشمولہ ''امام احمد رضا اور ردِّ بدعات و منکرات''۔ مطبوعہ ہند و پاک)

میری داعیانہ ملاقات و گفتگو اور حکیمانہ ترغیب و تحریک کے نتیجے میں ہفت روزہ، ہجوم، ذاکر نگر، نئی دہلی کے بانی مدیر اعلیٰ، جناب جاوید حبیب، سابق صدر اسٹوڈنٹس یونین، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ نے، دسمبر ۱۹۸۸ء میں ''امام احمد رضا نمبر'' شائع کیا جس کی دہلی و علی گڑھ، وغیرہ کے دانشور حلقے میں، خاصی پذیرائی ہوئی۔

اِس امام احمد رضا نمبر، ہفت روزہ ''ہجوم'' کے لئے میری

درخواست پر، حضرت ازہری میاں اور حضرت علّامہ ضیاء المصطفیٰ قادری جو، اُس وقت شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور تھے۔ اِن دونوں حضرات نے، تحریری پیغام، عنایت فرمایا۔ ان دونوں پیغامات کی نقل، درجِ ذیل ہے:

(۱) جناب جاوید حبیب صاحب۔ ایڈیٹر ہفت روزہ، ہجوم، نئی دہلی

بعد ما ھُوَ الْمَسْنُون!

یہ جان کر، بڑی مسرت ہوئی کہ آپ، مستقبل قریب میں اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مولانا احمد رضا، فاضلِ بریلوی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی حیات اور ان کی دینی خدمات وعلمی کارناموں پر مشتمل ایک خصوصی نمبر نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

یہ بات، قابلِ لحاظ ہے کہ اعلیٰ حضرت، فاضلِ بریلوی، رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اپنی تاریخِ ولادت، آیتِ کریمہ:

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔ (یہ ہیں، جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان، نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی) سے نکالی۔ ہم اور آپ، سب کے لئے، یہاں، لمحۂ فکریہ ہے اور ادنیٰ تامل سے یہ بات، واضح ہوجاتی ہے کہ ممدوحِ مذکور کو، ان کی تاریخ ولادت کے لئے یہ تاریخی مادّہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے، ان کے قلب پر منکشف ہوا۔

اس آیتِ کریمہ کی روشنی میں، امامِ اہلِ سنّت، مولانا احمد رضا خاں، فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی پوری زندگی، آئینہ کی طرح، ہمارے سامنے، جلوہ گر نظر آتی ہے۔ انھوں نے، عشق ومحبتِ رسول، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنی زندگی کا محور بنایا اور ان کے جملہ اقوال وافعال پر، عشقِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایسا چھایا ہوا نظر آتا ہے کہ اگر، یہ کہا جائے کہ وہ، سراپا عشقِ سرکارِ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں، فنا تھے تو یہ بات، ان کی زندگی کی، بالکل صحیح اور سچی عکاسی ہوگی۔

عشقِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی، ان کی زندگی تھی اور عشقِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی، ان کا پیغام تھا جو، وہ اپنی گفتار اور کردار سے لوگوں کو دیتے رہے اور عشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں، وہ، کیسے گم تھے؟

اِس مختصر تحریر میں، اِس قدر، گنجائش نہیں کہ اس کا بیان ہوسکے۔ اِس کا اندازہ لگانے کے لئے، ان کے نعتیہ دیوان سے، یہ شعر لکھ دینا، کافی ہے:

جان ہے عشقِ مصطفیٰ، روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو، درد کا مزہ، نازِ دوا اُٹھائے کیوں؟

اور ایک جگہ فرماتے ہیں:

بے نشانوں کا نشاں، مٹتا نہیں مٹتے مٹتے، نام ہو ہی جائے گا

یہاں، یہ بات، قابلِ لحاظ ہے کہ ان کا عشق، دیوانگی نہیں تھا، جس میں ہوش وخرد کی قید وبند سے آزادی ہوتی ہے بلکہ ان کا عشق، مرضیِ محبوب میں فنائیت سے عبارت تھا۔ یہ، عشق کا، وہ بلند وبالا مقام ہے، جہاں آدمی کی اپنی کوئی خواہش اور اس کا کوئی ارادہ نہیں رہتا، بلکہ اس کے حرکات وسکنات کی طرح، اس کا ارادہ بھی، مرضیِ محبوب کے تابع ہوجاتا ہے۔ اور یہ وہ مقام ہے، جس کو حدیث میں ارشاد فرمایا گیا: وَاَنْ یَّكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ۔ کہ آدمی کی خواہش، اُس دین کے تابع ہوجائے جو آقائے نامدار، مدنی تاجدار عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے عبارت تھا۔ ان کی ساری علمی اور دینی کاوش میں یہی روح، کارفرما تھی اور اس کے لئے مَقَالِ عُرَفَا بِاِعْزَازِ شَرع وَعُلَمَا کا مطالعہ کافی ہے، جس میں آپ نے شریعت کا اعزاز اور اس کا مقام، ظاہر کیا ہے اور شرع سے آزاد، جاہل صوفیوں کا، رَدّ بلیغ کیا ہے۔

اپنی بہت ساری دوسری تصانیف میں خلافِ شرع رسوم پر، سخت گرفت فرمائی ہے اور مسلمانوں کو اُن سے اِجتناب کی تعلیم دی ہے۔ مثلاً: فرضی قبروں کی زیارت، عورتوں کا مزارات پر جانا، عرس کے موقعوں پر میلے اور تماشے، سجدۂ تعظیمی، تعزیہ داری (وغیرہ) ان سب سے بچنے اور پرہیز کرنے کی آپ نے، سخت تاکید فرمائی ہے۔ آپ نے مسلمانوں کو، نماز روزہ و دیگر اسلامی عبادات کی مکمل پابندی کا درس دینے کے ساتھ ہی اپنے آپ کو بھی، ان تعلیمات کا نمونہ بنا کر پیش کیا۔

مثلاً: ایک بار، وہ سخت بیمار تھے اور مسجد تک چل کر نہیں جاسکتے تھے کہ جماعت سے نماز ادا کرسکیں لیکن، جماعت کے اِہتمام کا، آپ کو اتنا خیال تھا کہ اِصرار کرکے، کرسی پر مسجد تک لے جائے گئے اور پھر آپ نے، باجماعت نماز ادا کی۔

اِتباعِ سنّتِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا، آپ کی زندگی پر، ایسا غلبہ تھا کہ آپ نے، ریاضی، توقیت، ہندسہ، جبر ومقابلہ

،وغیرہ کو بھی، خدمتِ دینِ مبین میں لگا دیا۔

حدیثِ نبوی عَلٰی صَاحِبِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام :اُطْلُبُوْ الْعِلْمَ وَ لَوْ بِالصِّیْن (یعنی، علم، حاصل کرو، خواہ، اِس کے لئے تمھیں، چین کا سفر کرنا پڑے) سے ہدایت، حاصل کرتے ہوئے آپ نے، دینی علوم کی تحصیل و تبلیغ و اشاعت کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم و فنون کی بھی سیر کی جو محض نظری، نہیں تھی بلکہ اس میدان میں، ریاضی، توقیت، ہندسہ، جبر و مقابلہ جیسے وقیع موضوعات پر بڑے بڑے اصحابِ فکر و فن سے، اپنی صلاحیت و مہارت کا خراجِ تحسین، وصول کیا۔ مسلمانوں کے عمومی مفادات کے تحفظ اور مسلم معاشرہ کی اصلاح کے لئے آپ نے، اپنے فتاوٰی میں، جگہ جگہ، ہدایت فرمائی ہے اور اس سلسلے میں ''تدبیرِ نجات وفلاح واصلاح'' کے نام سے ایک رسالہ، تصنیف فرما کر، آپ نے شائع کیا جس میں مسلمانوں کو، یہ ہدایت دی گئی کہ:

وہ اپنے مقدمات، باہم، فیصل کریں اور بڑے بڑے شہروں میں، بنک، قائم کریں اور تعلیم و تجارت کی طرف، خصوصی توجہ دے کر، اپنی دنیا و عاقبت کو سنواریں۔ ضرورت ہے کہ اِن تعلیمات و ہدایات کو، عام کیا جائے اور ایسے عظیم دینی و علمی رہنما کی حیات و خدمات کی سچی تصویر، دنیا کے سامنے، پیش کی جائے

تاکہ صحیح حقائق، مسلمانوں کے سامنے آکر، ان کی ہدایت و رہنمائی کرسکیں۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِین۔

محمد اختر رضا، قادری، ازہری۔ شبِ ۲۶ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ۔

(ص ۲۔ امام احمد رضا نمبر۔ ہفت روزہ ''ہجوم'' ذاکر نگر، نئی دہلی۔ دسمبر ۱۹۸۸ء)

(۲) جناب جاوید حبیب صاحب! ایڈیٹر، سات روزہ 'ہجوم' نئی دہلی

سلام مسنون! مجھے، اِس خبر سے خوشی ہوئی کہ آپ، اعلیٰ حضرت، فاضلِ بریلوی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی حیات اور علمی کارناموں سے روشناس کرانے کے لئے اپنے ہجوم کا ایک خصوصی شمارہ، شائع کر رہے ہیں۔ میں، اِس سلسلے میں آپ کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہوئے، اپنا ایک اِرتجالی تأثر، پیش کر رہا ہوں۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مولانا شاہ، احمد رضا خاں صاحب عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان ایک عظیم علمی خاندان کے روشن چراغ تھے۔ آپ کی تعلیمی نشو و نما، گھر ہی کی چار دیواری میں، ہوئی اور وہ بھی، اِس شان سے کہ زمانہ کے ہر نشیب و فراز، ماحول کے ہر تقاضے پر بھی، گہری نظر کے حامل تھے۔ اعلیٰ حضرت، یوں تو، کثیر علوم و فنون میں، یدِ طولیٰ رکھتے تھے لیکن، علم کلام و علمِ فقہ ہی کے گرد، آپ کی فکر، گردش کرتی تھی۔ اس لیے آپ کی بحثیں، کتاب و سنّت کے مواد سے، لبریز ہوتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت، فاضلِ بریلوی کے خاص فنون میں، ادبِ عربی و فارسی کے تمام فنون، علومِ نجوم، رَمل، جفر اور معقولات میں، منطق، فلسفہ، ہیئت، ہندسہ، جبر و حساب، تکسیر اور جغرافیہ تھے اور ان میں اتنا عبور تھا کہ بلا شبہ، آپ، درجۂ اجتہاد پر، فائز تھے۔ ان فنون میں، آپ نے کتابیں بھی، تصنیف فرمائی ہیں۔ ایک فرد کے لئے، یکجا، اتنے علوم و فنون میں مہارتِ تامّہ، تائیدِ غیبی کے بغیر ممکن نہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کی علمی خدمات میں، دو نکتے، خاص اہمیت کے حامل ہیں جن کی وجہ سے، ماضی و حال کے ماہرینِ علوم میں، آپ کو امتیازی مقام، حاصل ہوا:

اول: یہ کہ آپ نے علمی خدمات کو، فن برائے معاش، یا فن برائے ناموری، یا فن برائے فن کے لئے، کبھی، استعمال نہیں کیا، بلکہ آپ نے اپنے تمام علوم و فنون کو، علومِ دینیہ کی خدمت میں جھونک دیا۔ اس خصوصیت میں آپ نے علمی مہارت کا، وہ ثبوت پیش کر دیا کہ کہیں بھی، کسی قسم کی لوچ، نظر نہیں آتی۔ حد، یہ ہے کہ آپ نے، اپنے ذوقِ شاعری کو بھی، دینی کارناموں ہی کا پابند بنا دیا ہے۔ جب کہ آپ کی شاعری، جملہ اَصنافِ سخن، رفعتِ تخیل، دِقتِ معانی، فکرِ بلیغ، حسنِ ادا، تمامی محاسنِ لفظی کی جامع بھی ہے۔

دوسرا نکتہ: اِس موقع پر، یہ ہے کہ فنی تنوع کی یکجائی میں، جن لوگوں نے بھی، کوششیں کیں ان سے تسامحات اور لغزشوں کا صُدور بھی، اس کثرت سے ہوا جس وسعت سے، انھوں نے علوم پر، اپنے دائرہ کو وسیع کیا لیکن اعلیٰ حضرت، فاضلِ بریلوی نے، سب سے زیادہ، غیر متعلق علوم کو، دین کا خادم بنا کر بھی، کہیں، قدم کو، بھٹکنے نہیں دیا۔ اس مرحلہ میں آپ کو کسی لغزش کا سامنا، نہیں کرنا پڑا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کے علمی کارناموں، فکری اِصابت اور علمی ہمہ گیری پر اگر، کام کیا جائے، تو طویل و عریض دفاتر، تیار ہو سکتے

ہیں۔ اس موقع پر، سب سے زیادہ افسوس ناک پہلو،
یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کے وہ حاشیہ نشیں علما، جنھوں
نے اپنی عمروں کے قیمتی اوقات اس بارگاہ سے علمی استفاضہ واستفادہ
میں مصروف رکھے تھے اور جن کے سینوں میں اعلیٰ حضرت، فاضلِ
بریلوی کے بے شمار علمی فیوض و برکات، محفوظ تھے، ایک ایک کر کے،
جب ان کی صفیں ٹوٹ چکی ہیں تب، کہیں، ہمیں، ہوش آیا ہے کہ اعلیٰ
حضرت، فاضلِ بریلوی کی شخصیت پر، کام کیا جائے۔

اگر، وہ خوشہ چیں علما ہوتے تو آج، علمی ذخائر کا ایک اور عظیم دفتر،
ہاتھ آجاتا، جس کا تعلق، قرطاس وقلم سے نہ تھا۔ خیر! اب بھی کام کے
مواد، بہت ہیں۔ ربِّ قدیر آپ کی جدوجہد کو کامیاب بنائے۔ آمین۔

ضیاء المصطفیٰ، قادری (شیخ الحدیث) دار العلوم اشرفیہ، مبارک
پور، اعظم گڑھ، یوپی۔ (ص ۲۔ امام احمد رضا نمبر۔ ہفت روزہ ''ہجوم''
ذاکر نگر، نئی دہلی۔ دسمبر ۱۹۸۸ء)

دار القلم اور قادری مسجد کی پہلی تعمیر، عارضی تھی جس کا کئی سال
تک، استعمال ہوتا رہا۔ اس کے بعد، نقشہ کے مطابق، مستقل تعمیر
ہوئی۔ قادری مسجد کی پہلی تعمیر کا سنگِ بنیاد، میں نے حضرت ازہری
میاں سے رکھوایا تھا۔ یہ بات، تقریباً، پچیس سال، پہلے کی ہے۔
حضرت ازہری میاں کا ایک بڑا کارنامہ، مَرکزُ الدِّرَاسَاتِ
الْاِسْلَامِیَّہ معروف بہ جامعۃُ الرضا، بریلی شریف کا قیام ہے، جو،
وسیع وعریض رقبے میں شاندار عمارتوں پر مشتمل ہے اور جس میں تعلیم و
تعلم کا، شب وروز، سلسلہ، جاری ہے۔

حضرت ازہری میاں عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی متعدد تصانیف ہیں۔
آپ نے کئی کتب ورسائلِ رضویہ کو، عربی سے اردو، اور اردو سے عربی
میں منتقل کیا۔ متعدد عربی تحریریں، مختلف عرب ممالک سے شائع ہو چکی
ہیں۔ یہاں، ایک واقعہ کا ذکر، برمحل ہوگا کہ

ایک بار، بریلی شریف، حاضر ہوا۔ بارگاہِ امام احمد رضا میں
حاضری وفاتحہ خوانی کے بعد قریب ہی کے آپ کے دولت کدہ پر بھی،
برائے ملاقات، حاضر ہوا۔

یہاں، کئی عقیدت مند زائرین، منتظر زیارت تھے، جنھیں بتایا
گیا تھا کہ حضرت کی زیارت وملاقات، اِس وقت، نہیں ہو سکے
گی۔ خیر! جب میں پہنچا تو مجھے پہچان کر، اندر اطلاع کی گئی اور صدر
دروازے کے عقبی حصے میں مجھے پہنچا دیا گیا۔ یہاں ایک مخصوص
کمرے میں حضرت، بڑے اِنہماک کے ساتھ، کچھ سُن رہے تھے اور
ان کے سامنے، ایک نوجوان عالم، کچھ پڑھ رہے تھے۔ کمرے کے
اندر، داخل ہوا، تو عبارت خوانی اور سماعت کا سلسلہ، جاری تھا۔

صحیح وشستہ عبارت خوانی، سُن کر، دل میں خیال آیا کہ یہ نوجوان
عالم، کوئی مصباحی، لگ رہے ہیں۔ بہر حال! قریب پہنچ کر، جب میں
نے سلام کیا تو اُس نوجوان عالم نے عبارت خوانی کا سلسلہ، موقوف
کر کے حضرت کو، میرا نام لے کر بتایا کہ فلاں صاحب، تشریف لائے
ہوئے ہیں۔ حضرت نے سلام کا جواب دیا اور خیر وعافیت پوچھنے کے
بعد، اندر سے، ناشتہ منگایا۔

اِس دَوران، اس نوجوان عالم نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت کے فلاں
رسالہ کی، حضرت نے تعریب کی ہے، جسے، میں پڑھ کر سنا رہا
ہوں۔ موقع، غنیمت سمجھتے ہوئے، میں نے حضرت سے عرض کیا کہ اگر،
فتاویٰ رضویہ، جلدِ اول کی تعریب ہو جائے تو یہ بڑا کام ہوگا اور ایک
بڑی دینی وعلمی خدمت ہوگی۔ اِس کے ساتھ ہی، عالمِ عرب کے علما و
فقہائے کرام پر آپ کا علم وفضل اور تفقہ بھی، واضح ہو جائے گا۔

میرا معروضہ، سُن کر حضرت نے فرمایا کہ کچھ لوگ، کنز الایمان
(فِی تَرْجَمۃِ القرآن) کی تعریب کا مشورہ دے رہے ہیں۔ میں نے
عرض کیا کہ اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ جب کہ فتاویٰ رضویہ، جلد
اول کی تعریب، ایک بڑی دینی وعلمی خدمت ہے اور اس کی ضرورت و
اہمیت بھی ہے۔ حضرت نے فرمایا: اچھا اور اس کے بعد، کسی ضرورت
سے اندر تشریف لے گئے۔ نوجوان عالم نے، اپنا تعارف کراتے
ہوئے کہا: میرا نام عاشق حسین ہے۔ اشرفیہ میں میری تعلیم ہوئی ہے۔
میں نے، اشرفیہ میں کئی بار، آپ کو دیکھا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اِس کے
ساتھ ہی، یہ بھی کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا کہ فتاویٰ رضویہ، جلد اول
کی تعریب کی، آپ نے گزارش کی۔ میری بھی ایسی ہی خواہش تھی مگر،
اس خواہش کو، حضرت کی خدمت میں پیش کرنے کی ابھی تک، ہمت
نہیں کر سکا تھا۔ اب، جب کہ آپ نے حضرت سے عرض کر دیا ہے، تو
میرے لئے کچھ کہنا، آسان ہو گیا ہے۔

میں نے، انھیں، تاکید کی کہ موقع موقع سے حضرت سے، اس کی
آپ، یاد دہانی کرتے رہیں اور کسی طرح، یہ کام کرا ہی لیں۔ یہ گفتگو

،جاری تھی کہ حضرت، اندر سے تشریف لائے اور پھر، آپ سے متعدد موضوعات پر، میری گفتگو کا سلسلہ، شروع ہوا۔

بہر حال! بعد کی ایک ملاقات میں، مولانا عاشق حسین نے بتایا کہ فتاویٰ رضویہ، جلد اول کی تعریب کا کام، شروع ہو چکا ہے اور حضرت نے اچھا خاصا کام کرا دیا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

آپ کا شاعرانہ ذوق، بہت بلند تھا۔ آپ نے، بہترین نعتیں لکھیں۔ آپ کا نعتیہ دیوان ''سفینۂ بخشش''، کافی مقبول ہے۔ ملک سے باہر، آپ نے بے شمار تبلیغی دَورے کیے۔ ملک و بیرونِ ملک، آپ کے مریدین و متسبین کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے۔ آپ نے ایک بار، جامعہ ازہر مصر کا دَورہ کیا تو اس کے متعدد، جلیل القدر اساتذہ اور بہت سے طلبہ سے آپ کی ملاقاتیں اور نشستیں ہوئیں اور آپ، چوں کہ ازہری ہونے کے ساتھ، اپنے ملک و وطن، ہندوستان کے مقتدر عالم و مفتی اور مقبولِ خواص و عوام تھے، اِس لئے جامعہ ازہر نے اپنے اِس ممتاز فرزند کو اَلدِّرْعُ الْفَخْرِی یعنی، تمغۂ اعزاز بخشا۔ جیسا کہ اپنے اپنے ملک کے اندر، نمایاں دینی و علمی خدمات، انجام دینے والے اپنے دیگر ممتاز فرزندوں کو، وہ، یہ تمغہ، پیش کرتا رہتا ہے۔

بہت دنوں سے حضرت ازہری میاں، علیل اور زیر علاج تھے۔ علاج کے سلسلے میں نئی دہلی کے ایک ہاسپیٹل میں، کئی دن رہے۔ میں نے ۱۱ر ستمبر ۲۰۱۷ء کو، ہاسپیٹل پہنچ کر، آپ کی عیادت کی۔

ایک اخباری رپورٹ میں اس کا ذکر، اِس طرح کیا گیا ہے:

نئی دہلی: (پریس ریلیز۔ ۱۱، ستمبر ۲۰۱۷ء)

تاج الشریعہ، حضرت مفتی اختر رضا خاں ازہری میاں جماعتِ اہلِ سنّت کے نمایاں اور عظیم عالمِ دین ہیں اور اعلیٰ حضرت و مفتیِ اعظمِ ہند کے علوم کے مظہر ہیں۔ گزشتہ تین چار دنوں سے سخت علیل ہیں اور دہلی کے ایک پرائیویٹ اسپتال بی ایل کپور، راجند پیلس میں داخل ہیں۔ آج، جماعتِ اہلِ سنّت کے عظیم عالمِ دین، مولانا یٰسین اختر مصباحی، الحاج سعید نوری رضا اکیڈمی، ممبئی اور مولانا عبد المصطفیٰ، رودولوی نے اسپتال پہنچ کر اُن کی عیادت کی۔

حضرت مفتی ازہری میاں کے ساتھ، مستقل طور پر، ان کے خادمِ خاص اور مولانا عسجد رضا خاں بریلوی کے داماد، مولانا عاشق حسین مصباحی وغیرہ، موجود ہیں۔ اسپتال پہنچ کر عیادت کرنے والوں میں مفتی نظام الدین رضوی کے صاحب زادے محمد ضیاء الدین برکاتی، مولانا اشرف الکوثر مصباحی اور مولانا محمد ظفر الدین برکاتی، مدیر اعلیٰ ماہ نامہ کنز الایمان، دہلی، وغیرہ بھی موجود تھے۔

(مطبوعہ: روز نامہ انقلاب، نئی دہلی۔ ۱۲ر ستمبر ۲۰۱۷ء)

حضرت ازہری میاں، خانوادۂ رضا میں، افکارِ رضا و علومِ رضا اور کردارِ رضا کے وارث تھے۔ آپ کا، سانحۂ اِرتحال، کسی شہر و صوبہ کا نہیں بلکہ ہند و پاک کے سوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت کا غم اور نقصانِ عظیم ہے بلکہ ان دونوں ممالک کی سرحدوں سے آگے کا بھی ایسا غم اور ایسا عظیم نقصان ہے جس کی تلافی کی صورت، مستقبل قریب میں، دور دور تک، نظر نہیں آتی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی وفاتِ حسرت آیات کی خبر، چند لمحات میں شرق و غرب میں پھیل گئی اور اہلِ سنّت کی صفوں میں ہر طرف ایک ہنگامہ اور کہرام، بپا ہو گیا۔ آج کا، سوشل میڈیا، یوں تو بہت سی خرابیوں اور برائیوں کا مجموعہ ہے لیکن، اس کا، یہ ایک مثبت پہلو بھی ہے کہ ہنگامی و بحرانی حالات کی خبر دنیا کے، اِس سرے سے اُس سرے تک، منٹوں، سکنڈوں میں دی جا سکتی ہے۔

خود مجھے، حضرت ازہری میاں کے انتقال کی خبر، بیس پچیس منٹ کے اندر ہی مل گئی اور چوں کہ یہ انتقال، بعد نمازِ مغرب ہوا تھا، اِس لئے فوری طور پر، میں نے الجامعۃ القادریہ دار القلم، دہلی میں، اگلی صبح کو، قرآن خوانی و ایصالِ ثواب کا انتظام کر دیا۔

۲۰ر جولائی کو آپ کے سانحۂ ارتحال کی شب میں ایک تعزیتی نشست ہوئی۔ جس کی رپورٹ، درج ذیل ہے:

(نئی دہلی۔ پریس ریلیز)

کبھی کبھی، محاورے بھی بولنے لگتے ہیں، جیسے آج، طویل علالت کے بعد، خانوادۂ رضا بریلی شریف کے دینی و علمی چشم و چراغ اور عالمِ اسلام کے علمائے کرام، مشائخِ طریقت اور سوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت کے دینی پیشوا، حضرت علاّمہ اختر رضا خاں، ازہری بریلوی کے وصال پر، سب کی زبان سے بے ساختہ یہی نکل رہا ہے کہ علم و عمل اور شہرت و مقبولیت کا ''جہان اٹھ'' گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ تاج الشریعہ، خانوادۂ رضا میں افکارِ رضا، علوم رضا اور کردارِ رضا کے امین و پاسبان تھے۔ اس طرح حضرت تاج الشریعہ کا وصال، ملک و ملّت اور سوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت کے لئے ناقابلِ تلافی نقصان عظیم ہے۔

حضرت کے وصال کی خبر ملتے ہی جامعہ قادریہ دارالقلم میں اظہارِ تعزیت اور دعائے مغفرت کی محفل منعقد ہوئی، جس میں علاّمہ یٰسین اختر مصباحی نے، اس طرح اپنے کرب واضطراب کا اظہار کیا۔
رضوی کتاب گھر، دہلی کے مالک، حافظ قمر الدین رضوی نے کہا کہ حضرت تاج الشریعہ، ہمارے پیرومرشد، حضرت مفتیِ اعظم ہند کے علمی جانشین تھے اور آپ نے ہی ہمارے کتب خانہ، رضوی کتاب گھر، مٹیا محل کا افتتاح فرمایا تھا۔
مولانا محمد ظفر الدین برکاتی، مدیر اعلیٰ ماہ نامہ کنز الایمان، دہلی نے کہا کہ ماہ نامہ کنز الایمان کا اگلا شمارہ، حضرت تاج الشریعہ کی حیات پر قلمی خراجِ عقیدت ہوگا۔ مولانا ارشاد عالم نعمانی نے کہا کہ ایک عالمِ دین کی موت، عالَم کی موت ہوتی ہے، یہ محاورہ، آج اپنی اصلی اور حقیقی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔
دارالقلم میں منعقدہ مجلس میں قادری مسجد کے امام وخطیب مولانا فیضان احمد نعیمی، مولانا امجد رضا علیمی، قاری رضوان احمد، مولانا منظر امن مصباحی، مولانا نبیل اختر آفاقی وغیرہ موجود تھے۔ کل صبح (دوسرے دن) دارالقلم، جامعہ حضرت نظام الدین اولیا، ذاکر نگر، جامعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی مدن پور کھادر، جامعہ اسلامیہ، جیت پور وغیرہ میں قرآن خوانی ہوگی اور تعزیتی محفلوں میں دعائے مغفرت و ترقی درجات ہوگی۔ (روزنامہ انقلاب۔ نئی دہلی وغیرہ۔ مؤرخہ ۲۱؍جولائی ۲۰۱۸ء)
رپورٹ بھی قرآن خوانی وفاتحہ خوانی مختصر تقریب سے متعلق ہے:
نئی دہلی (۲۱؍جولائی۔ پریس ریلیز)
عالمِ اسلام کی مشہور ومعروف دینی وعلمی اور روحانی شخصیت تاج الشریعہ، حضرت علاّمہ اختر رضا خاں ازہری عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ وَالرِّضْوَان کے لئے آج، مورخہ ۲۱؍جولائی، بعد نمازِ فجر، الجامعۃ القادریہ، دارالقلم، قادری مسجد، ذاکر نگر، دہلی میں قرآن خوانی اور مجلسِ ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا گیا جس میں ادارہ کے جملہ اساتذہ اور طلبہ نے شرکت کی۔ پہلے، قرآن خوانی کی گئی پھر مجلسِ فاتحہ خوانی کا انعقاد ہوا جس میں، مفکرِ اہلِ سنّت، حضرت علاّمہ یٰسین اختر مصباحی صاحب قبلہ نے شرکت کی اور انھوں نے، حضرت تاج الشریعہ کی روحِ مبارکہ کو ایصالِ ثواب کے لیے، دعا کی۔

اس مجلسِ ایصالِ ثواب میں مولانا ارشاد عالم نعمانی، مولانا امجد رضا علیمی، قاری محمد رضوان بریلوی، قاری محمد عقیل، ٹانڈہ، وغیرھُم، شریک ہوئے۔ اخیر میں جملہ حاضرین کے درمیان، شیرینی، تقسیم کی گئی۔ علاّمہ یٰس اختر مصباحی نے حضرت ازہری میاں کی شخصیت پر مختصراً، روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ
''موجودہ عہد میں، خانوادۂ رضویہ، بریلی شریف اور جماعتِ اہلِ سنّت کی عظیم دینی وعلمی شخصیت، حضرت تاج الشریعہ کی ذاتِ گرامی تھی جن کے علم وفضل کا ایک زمانہ، معترف ومداح ہے۔ آپ کے سانحۂ اِرتحال سے، اہلِ سنّت میں جو علمی وروحانی خلا ہوگیا ہے مدتوں بعد، یہ خلا پُر ہوسکے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے پس ماندگان کو صبرِ جمیل بخشے۔ اور جماعتِ اہلِ سنّت کو آپ کا بدل، عطا فرمائے۔ آمین
جاری کردہ: محمد آصف جمال مصباحی
دارالقلم، ذاکر نگر، نئی دہلی (7838794869)
بتاریخ: ۶؍ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۱؍جولائی ۲۰۱۸ء۔ بروز شنبہ
ایک جلسہ، بیادِ حضرت ازہری میاں کی رپورٹ بھی، ملاحظہ فرمائیں: نئی دہلی۔ 23؍جولائی (پریس ریلیز)
تاج الشریعہ، حضرت علاّمہ مفتی اختر رضا خاں قادری، ازہری، بریلوی کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت، پیش کرنے کے لیے الجامعۃ القادریہ، دارالقلم، ذاکر نگر، نئی دہلی میں ایک جلسۂ عام کا انعقاد ہوا، جس میں جامعہ مِلّیہ اسلامیہ، نئی دہلی و دیگر یونیورسٹیوں کے طلبہ وائمۂ مساجد اور جامعہ نگر کے علما اور عوام وخواص نے شرکت کی اور حضرت تاج الشریعہ کے وصال پر، رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے وصال کو، مِلّتِ اسلامیہ کا بڑا دینی خسارہ بتایا۔
قاری انوار احمد، استاذِ جامعہ ہٰذا کی تلاوت سے جلسہ کا آغاز ہوا پھر، قاری رضوان قادری نے حضرت تاج الشریعہ کی لکھی ہوئی نعت سے سامعین کو محظوظ کیا۔ نظامت کے فرائض مولانا اشرف الکوثر، مصباحی (ریسرچ اسکالر جامعہ مِلّیہ اسلامیہ) نے، انجام دیے۔
مفکرِ اہلِ سنّت، مولانا یٰس اختر مصباحی نے، اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ حضرت تاج الشریعہ، علاّمہ ازہری میاں، خانوادۂ رضویہ کے عظیم علمی وروحانی فرزند تھے۔ آپ، امام احمد رضا، بریلوی کے علوم کے سچے اور حقیقی داعی ووارث تھے۔ حضرت مفتیِ اعظم علاّمہ الشاہ

مصطفیٰ رضا، قادری، برکاتی کے جانشین تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی، علم وروحانیت کی زبردست مثالی خدمت، انجام دی۔

عظیم منصوبے پر مشتمل آپ کا قائم کردہ ادارہ، جامعۃُ الرضا بریلی، ایسا شاندار دینی و علمی کارنامہ ہے، جسے رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ آپ نے، درجنوں، علمی وفقہی تصانیف، حواشی اور تراجم سے علمی دنیا کو فیض یاب کیا۔ یہ دینی و علمی خدمات، ہمیشہ، قوم کی دینی رہنمائی کا فریضہ، انجام دیتی رہیں گی۔

انجینئر، سید فضل اللہ چشتی، چیئرمین، فلاح فاؤنڈیشن، نئی دہلی نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تاجُ الشریعہ، ایک سچے عاشقِ رسول تھے۔ آپ کا نعتیہ دیوان، سفینۂ بخشش، آپ کی شاعرانہ عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ، ایک عالمِ باعمل تھے۔ اپنے بزرگوں کی یادگار تھے۔ خانوادۂ رضویہ، بریلی شریف کی آبرو اور جماعتِ اہلِ سنّت کا وقار تھے۔

مولانا اقلیم رضا، مصباحی نے کہا کہ حضرت تاجُ الشریعہ، عربی زبان وادب پر، کامل دُسترس رکھتے تھے۔ آپ کی عربی دانی اور علوم میں مہارت کا اعتراف، "دنیا" کے بڑے بڑے اہلِ علم نے کیا ہے۔ آپ نے، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا، قادری کی کتابوں کے، جو عربی زبان میں ترجمے کیے ہیں، وہ آپ کی عربی زبان وادب میں مہارت کا جیتا جاگتا نمونہ ہے۔ ان حضرات کے علاوہ، متعدد اہلِ علم نے حضرت تاج الشریعہ کی علمی دینی اور قلمی خدمات پر، روشنی ڈالی۔ شرکائے جلسہ میں مولانا محمد ظفر الدین برکاتی ایڈیٹر ماہ نامہ کنز الایمان دہلی، مولانا ارشاد عالم نعمانی، مولانا شہباز عالم مصباحی، مولانا نیاز احمد مصباحی، ماسٹر نورُالضحیٰ پوکھر یروی، مولانا امجد رضا علیمی، مولانا فیضان احمد نعیمی، خطیب وامام قادری مسجد، مولانا محمد عمران احمد ازہری، خطیب وامام رضا مسجد، ذاکر نگر، مولانا زین اللہ نظامی خطیب وامام غوثیہ مسجد جسولہ وہار، مولانا سید عتیق عالم ازہری، پرنسپل جامعہ حضرت نظام الدین اولیا، نئی دہلی، مولانا طارق بریلوی، مولانا نبیل اختر آفاقی، قاری محمد آفتاب، مسجد خلیل اللہ بٹلہ ہاؤس، ایڈوکیٹ شاہنواز وارثی، محمد توفیق مصباحی، اے این آئی، مولانا ابرار رضا مصباحی، آسی فاؤنڈیشن، مولانا معراج احمد مصباحی، جامعہ مِلّیہ اسلامیہ، مولانا منظر امن مصباحی، مولانا انظار احمد مصباحی، جامعہ مِلّیہ اسلامیہ (لائبریری)، مولانا عبدالباری برکاتی کے علاوہ الجامعۃ القادریہ، دارالقلم کے بھی اساتذہ وطلبہ اور اہلِ سنّت اکیڈمی، ذاکر نگر، نئی دہلی کے بہت سے اراکین وممبران، شریک رہے۔ اخیر میں صلوٰۃ وسلام اور حضرت مصباحی صاحب کی دعا پر، جلسہ کا اِختتام ہوا۔

جاری کردہ: محمد آصف جمال مصباحی

بتاریخ: ۱۰/ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۳/جولائی ۲۰۱۸ء، بروز دوشنبہ

یہ دونوں رپورٹیں، روزنامہ، انقلاب وروزنامہ، صحافت، نئی دہلی وغیرہ میں شائع ہوچکی ہیں اور سوشل میڈیا میں بھی، وائرل ہوچکی ہیں۔

خبر انتقال کے بعد، یہ انتظار کرتا رہا کہ نمازِ جنازہ کا صحیح وقت، معلوم ہوجائے تو، دہلی سے بریلی شریف کے لئے، رختِ سفر باندھوں۔ خدا خدا کرکے، یہ معلوم ہوا کہ بروز اتوار (۲۲/جولائی) بوقت دس بجے دن اسلامیہ کالج، بریلی شریف کے گراؤنڈ میں آپ کی نمازِ جنازہ ہوگی۔ میرے لئے گاڑی کا انتظام ہوگیا اور میں نے ارادہ کیا کہ سنیچر کی رات میں کسی وقت، نکلوں گا اور صبح تک، بریلی شریف پہنچ کر نمازِ جنازہ میں، شرکت کروں گا لیکن، دَم بہ دَم، یہ خبر ملتی گئی کہ ملک کے مختلف حصوں سے شریکِ جنازہ ہونے کی نیت سے بریلی پہنچنے والوں کا اتنا ہجوم بڑھتا جارہا ہے کہ شہر بریلی کے ایڈمنسٹریشن نے، باہر سے آنے والی **گاڑیوں** کو اسلامیہ کالج سے، میلوں دور، روکنے کا اعلان کردیا ہے۔ اِدھر، **میرے لئے زیادہ پیدل چلنا**، مشکل ہے، اِس لئے، باحسرت ویاس اپنا ارادۂ سفر، **ملتوی کرنا پڑا**۔ اب، ارادہ ہے کہ عرسِ چہلم میں، اِنْ شَآءَ اللہ، شرکت وحاضریِ بارگاہِ رضوی کی سعادت، حاصل کروں گا۔

۱۴/محرم ۱۴۰۲ھ/نومبر ۱۹۰۱ء کو، جب، سیدی ومرشدی، حضرت مفتیِ اعظم کا وصال ہوا تھا اُس وقت، میں، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور میں خادمِ تدریس تھا۔ حضرت کی خبر وصال کے ساتھ ہی، بہت سے اساتذہ وطلبہ، شاہ گنج ریلوے اسٹیشن پہنچ گئے اور جسے، جس ڈبے میں، داخل ہونے کی گنجائش ملی وہ، اس کے اندر، داخل ہوکر، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، کسی طرح، بریلی پہنچ گیا۔ بریلی، ریلوے اسٹیشن پر، مجھے، سرکارِ کلاں حضرت مولانا سید مختار اشرف، کچھوچھوی (متوفی ۱۹۹۶ء) اور، رئیس القلم حضرت علاّمہ ارشد القادری (متوفی ۲۰۰۲ء) کی زیارت ہوئی جو اپنے کسی مُستقر سے، کشاں کشاں، یہاں تک، پہنچ گئے تھے۔

حضرت علاّمہ ارشد القادری کے حکم پر، میں نے نمازِ جنازہ کا آنکھوں دیکھا حال، تحریر کر دیا تھا، جو، عرسِ چہلم، حضرت مفتیِ اعظم کے موقع پر ''مفتیِ اعظم نمبر'' پندرہ روزہ، رفاقت، سلطان گنج، پٹنہ میں، شائع ہو چکا ہے۔ اس نمبر کے لئے حضرت علاّمہ نے، اپنا ایک قاصد پٹنہ سے اشرفیہ، مبارک پور بھیجا تھا جس کے ساتھ، میرے اور صدیقِ محترم مولانا افتخار احمد، قادری، مصباحی (موجودہ شیخ الحدیث دار العلوم قادریہ غریب نواز، لیڈی اسمتھ، ساؤتھ افریقہ) کے نام، آپ کا ایک حکم نامہ تھا کہ ''آپ دونوں حضرات، اس نمبر کے لئے خود بھی، مضامین لکھیں اور دوسرے حضرات سے بھی لکھوائیں۔''

میرا مذکورہ مضمون، بعد کی ایک شائع شدہ کتاب ''تین برگزیدہ شخصیتیں''، مطبوعہ دار القلم، دہلی میں بھی، شامل ہے۔ حضرت مفتیِ اعظم کی نمازِ جنازہ کے شُرکا کی بھیڑ، مثالی اور تاریخی تھی۔ نمازِ جنازہ میں شرکت کے بعد، کئی علما، نَو محلہ مسجد، متصل اسلامیہ کالج میں بیٹھ گئے کہ بھیڑ، جب کم ہوگی، تو، محلہ سوداگران، پہنچ کر، قبرِ مبارک پر، حاضری دی جائے گی۔ انتظار کے یہ لمحات، اتنے طویل ہو گئے کہ گھنٹوں بعد، محلہ سوداگران پہنچنے کی نوبت آئی۔ درمیانی عرصے میں مسلسل موضوع، شُرکائے نمازِ جنازہ کی بھیڑ ہی تھی۔ حضرت علاّمہ ارشد القادری و دیگر متعدد علما کی اس محفل میں راقمِ سطور بھی شامل تھا۔ حضرت ازہری میاں عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَان کی نمازِ جنازہ کی بھیڑ کے بارے میں بعض شُرکائے نمازِ جنازہ اور سوشل میڈیا کے ذریعہ، جو کچھ معلوم ہوا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اِس نمازِ جنازہ میں، مذکورہ نمازِ جنازہ سے بھی، زیادہ، بھیڑ تھی جس کے، یہ دو ظاہری اَسباب، خاص طور سے، قابلِ لحاظ ہیں:

(۱) ذرائع ابلاغ اور وسائلِ سفر کی سہولت و کثرت۔

(۲) معاشی خوش حالی اور مالی وسائل کی فراوانی۔

ازہرِ ہند، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور میں حضرت ازہری میاں کی خبرِ سانحۂ اِرتحال کے ساتھ ہی، قرآن خوانی و ایصالِ ثواب کا اِہتمام کرکے، دو دن کی تعطیل کا اعلان کر دیا گیا پھر آٹھ دس، بڑی بسوں، متعدد چھوٹی گاڑیوں اور ٹرینوں کے ذریعہ، طلبہ و اساتذۂ اشرفیہ کی ایک بڑی تعداد، بریلی شریف پہنچ کر، شریکِ نمازِ جنازہ ہوئی۔ بہر حال! حضرت ازہری میاں کی نمازِ جنازہ میں شرکت کے لئے جتنی بھیڑ، دور دراز سے بریلی پہنچی تھی اور خود ضلع بریلی اور اَطراف و جوانب سے جمع ہوئی تھی وہ اتنی بے مثال اور تاریخی تھی کہ ہند و پاک کی کسی نمازِ جنازہ میں میرے علم و اطلاع کے مطابق، لاکھوں کی ایسی بھیڑ، نہ دیکھی گئی اور نہ ہی سنی گئی۔ رہ گئی، یہ بات کہ اس بھیڑ کی تعداد کیا ہوگی؟ تو اِس سلسلے میں، جو کچھ، میں نے، اوپر بیان کر دیا ہے، وہ، بہت کافی ہے۔

یہ ایک مشاہداتی حقیقت ہے کہ بریلی کا اسلامیہ کالج گراؤنڈ ہی نہیں، بلکہ بریلی کی شاہراہیں بھی بے شمار انسانی وجود اور انسانی سَروں کے، مَدّ و جزر سے، سیلاب کی طرح، اُبل رہی تھیں۔ سیدی و مرشدی، حضرت مفتیِ اعظم اور حضرت ازہری میاں عَلَيْهِمَا الرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَان کی نمازِ جنازہ میں شریک ہونے والے مسلمانوں کی بے تحاشا بھیڑ جہاں اُن کی قُبول فِي الْخَلْق کا ایک قابلِ صد رشک مظاہرہ ہے، وہیں حضرت امام احمد بن حنبل رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ سے منقول روایت کے مطابق ایک علامتِ حقانیت بھی ہے کہ جنازے، صحیح العقیدہ و فاسد العقیدہ اور اہلِ حق و اہلِ باطل کا فیصلہ اور اعلان کر دیا کرتے ہیں کہ جنازہ اٹھنے، یا قبر میں جانے کے بعد، حق و باطل کا، خود بخود، فیصلہ ہو جائے گا۔ امام احمد بن حنبل رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ کے یہ الفاظ، مروی و منقول ہیں:

قُوْلُوا لِاَهْلِ الْبِدَعِ: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ يَوْمُ الْجَنَائِز

بد مذہبوں سے کہہ دو کہ ہمارا تمھارا فیصلہ، جنازہ کے دن ہو جائے گا۔

حضرت ازہری میاں کا وصال، ملک و مِلّت اور سَوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت کے لئے ایک ایسا نقصانِ عظیم ہے، جس کی تلافی کی صورت، مستقبل قریب میں، نظر نہیں آتی۔ اللہ رب العزت، آپ کی قبرِ مبارک پر، اپنی رحمتوں کی بارش برسائے اور آپ کے درجات، بلند فرمائے۔ آمِيْن آمِيْن! يَا رَبَّ الْعَالَمِيْن۔

بِحَقِّ نَبِيِّكَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْن عَلَيْهِ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِيْم۔

○○○

بانی و صدر دار القلم، ذاکر نگر، نئی دہلی
فون: 9560848408-9350902937
ای میل: misbahi786.mk@gmail.com

مؤرخہ: ۲۰/ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۳/ اگست ۲۰۱۸ء

علمائے اہلسنت کے تاثرات کی روشنی میں

حضرت تاج الشریعہ اور سنی کانفرنس بنارس

عبدالحنان قادری رضوی مصباحی،

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ان نابغۂ روزگار منتخب شخصیتوں میں سے ایک ہے جنھیں اللہ رب العزت نے گونا گوں فضائل و کمالات سے سرفراز فرمایا۔ علم و تحقیق، تصنیف و تالیف، فقہ و افتاء، نقد و نظر، بحث و مناظرہ میں غیر معمولی مہارت و بصیرت کے ساتھ مذہب و مسلک کی حفاظت و اشاعت کے جذبۂ بیکراں سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا۔ علمی وجاہت، فقہی جزئیات پر گہری دسترس، فطری ذکاوت و فطانت، علوم قرآن و حدیث پر استحضار اور تبحر آپ کا خاندانی ورثہ تھا۔ وہ عظیم مقبول انام شخصیت جس کے جود و نوال اور حسن و جمال کا سارا عالم معترف رہا، جن کے پرکشش چہرے کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے دنیا بے چین رہتی تھی، جس آبادی سے گزر جاتے انسانوں کا ہجوم امنڈ پڑتا تھا، جس مسند تدریس پر بیٹھ کر حدیث و تفسیر کا درس دیتے امام بخاری و بیضاوی کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، معقولات کا درس دیتے تو امام رازی یاد آ جاتے اور جس کانفرنس میں تشریف لے جاتے تو خلق خدا کا ایک ہجوم امنڈ پڑتا اور حاضرین کی توجہ کا مرکز بن جاتے۔ اسی ہمہ جہت، شخصیت کا نام ہے محمد اسمٰعیل رضا عرف محمد اختر رضا خاں، جو تاج الشریعہ اور علامہ ازہری کے لقب سے شہرت پا کر اکناف عالم میں گہرباری کرتے رہے۔

جن کی نماز جنازہ کی کثرت ہجوم نے شہر بریلی کے وسیع و عریض رقبۂ زمین بلکہ ہر شارع عام اور گلی کوچوں کو رشک فردوس بنا دیا۔ ہر چہار جانب رنگ و نور کا طوفان اُمنڈ پڑا۔ ہر بستی بستی قریہ قریہ سے عاشقوں اور دیوانوں کا ہجوم سیل رواں کی شکل میں کشاں کشاں شہرستان علم و فضل مرکز اہلسنّت بریلی شریف کی طرف روانہ ہو گیا، اور بادۂ تاج الشریعہ کے فرزانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر قطب الارشاد کے فیوض و برکات کو اپنے وجود میں تحلیل کرنے کے لیے بے قرار نظر آنے لگا، جسے جہاں موقع ملا اُس نے اسی جگہ نماز جنازہ ادا کی اور جسے نماز جنازہ اور مٹی دینے کی سعادت حاصل نہ ہو سکی وہ اپنے مرشد محسن اور عالم ربانی کے شہر میں حاضری کی سعادت کو ہی اپنے لیے سرمایۂ افتخار اور حصول فیوض و برکات کا ذریعہ سمجھا۔

ملت بیضاء کے اس عظیم مرشد و مبلغ نے اہلسنّت و جماعت کو اپنی نماز جنازہ کے ذریعہ امن و اتحاد کا ایک پیغام دیا کہ قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی ایک ہی لڑی کے موتی کے دانے ہیں جس کا ہر موتی عشق مصطفیٰ کی ضوفشانی سے اکناف عالم کو منور کر رکھا ہے۔

آپ کی حیات ظاہری میں بھی مقبولیت کا عالم یہی تھا کہ جس علاقہ میں تشریف لے جاتے لاکھوں کا ہجوم ہر چہار جانب سے کشاں کشاں پروانہ وار دیدار کی حسرتیں لیے ہوئے امنڈ آتا۔

بنارس کی سرزمین کو بھی متعدد بار حضرت نے اپنے قدم میمنت سے فیض بخشا، لیکن آپ جب بھی تشریف لاتے تو ریوڑی تالاب، مدن پورہ اور دیگر متعدد مقامات و مدارس میں آپ کا اجلاس و قیام ہوتا، راقم السطور، غلام حضرت تاج الشریعہ نے خلیفہ حضرت تاج الشریعہ، محب گرامی، حضرت علامہ حافظ و قاری ڈاکٹر محمد شفیق اجمل رضوی سے گزارش کی کہ اگر آل انڈیا تبلیغ سیرت کا جلسہ جس میں ہر سال حضرت تاج الشریعہ کی شرکت لازمی طور پر ہوتی ہے بنیاباغ میدان میں رکھ دیا جائے تو اس علاقہ کے لوگ بھی حضرت کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوں گے۔ محب مکرم نے میری عرض داشت کو قبول کر لیا کہ امسال کا جلسہ ۹ر دسمبر ۲۰۱۲ء کو آل انڈیا تبلیغ سیرت اور اسلامک فاؤنڈیشن آف انڈیا، کی شراکت سے بنیاباغ میں ہوگا۔ اشتہار منظر عام پر آ گیا اور بحیثیت مقرر اِس حقیر کا نام بھی شامل اشتہار کیا گیا۔ بنارس و قرب و جوار کے علماء کی خدمت میں دعوت نامے بھیجے گئے اور حضرت کی تشریف آوری کی تشہیر بذریعہ اشتہار کر دی گئی۔

دیکھنے والوں نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت

کی آمد کی خبر سن کر بنارس ومضافات بنارس اور دیگر اضلاع سے عوام الناس کا تقریباً ایک لاکھ ہجوم بنیاباغ کے میدان میں حضرت کے دیدار کے لیے حاضر ہوا کہ بنیا کا میدان تنگ پڑ گیا۔ عشاقان تاج الشریعہ کا ایک ایسا سیلاب تھا کہ چاروں طرف سڑکیں بھی کھچا کھچ بھر گئیں، جبکہ کبھی بھی کسی دینی اجلاس میں بنیاباغ کا آدھا میدان بھی پر نہیں ہوتا تھا، جس اسٹیج پر حضرت تاج الشریعہ تشریف فرما تھے وہ حضرت کی جلوہ سامانی اور پانچ سو علماء ومشائخ کی زینت سے بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ ہر عالم سنت رسول سے لبریز ہوکر گلابی رنگ کے عمامہ میں ملبوس اور سارے علمائے کرام سرکار تاج الشریعہ کو اپنی جھرمٹ میں لیے ہوئے تھے۔ حضرت تاج الشریعہ کی تشریف آوری اور قدم مبارک کی برکت سے بنیاباغ کی سرزمین اس ثریا بردوش شب میں رشک فردوس بن گئی، توس وقزح کی رنگینیاں، ہشت بہشت کی جلوہ سامانیاں سنی کانفرنس اور حضرت تاج الشریعہ کی زیبائی وروحانی رعنائی کو دیکھ دیکھ کر عرق آلود ہوگئیں۔ دیوانگان حضرت تاج الشریعہ عشق ومستی کی سرخوشیوں اور سرمستیوں میں ڈوبے جا رہے تھے۔ ہر چہار جانب مسرت وشادمانی کے چشمے ابل رہے تھے۔

آمد حضرت تاج الشریعہ پر بنیاباغ کے در ودیوار سے فرحت و انبساط کے سنہرے نغمے پھوٹنے لگے، اس نور بھری شب میں ہزاروں ہزار لوگوں نے آپ کے دست اقدس پر بیعت وارادت کا شرف حاصل کیا۔ اس پرنور جاذب نظر شخصیت کے چہرۂ انور کے دیدار کے بعد ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہوگیا کہ آج سے قبل ہم نے نہ تو ایسی کوئی بزرگ شخصیت دیکھی اور نہ بنارس میں اتنا کامیاب جلسہ جن کے نام کی برکت سے لاکھوں کا مجمع یک بارگی جمع ہوگیا۔ بنیاباغ کے اس تاریخی سنی کانفرنس کو حضرت تاج الشریعہ کی تشریف آوری سے ایسی مقبولیت اور ملکی شہرت حاصل ہوئی کہ اکابر علماء بنارس ودیگر بیرونی مہمان علماء نے اپنی تحریروں اور تاثرات کے ذریعہ مہر تصدیق ثبت فرمادی، جن میں سے کچھ تاثرات قارئین کے نذر ہیں:

علماء بنارس وغیرہم کے تاثرات:

امین شریعت حضرت مفتی عبدالواجد قادری رضوی، ہالینڈ

''سنی کانفرنس بنارس منعقدہ ۹؍دسمبر ۲۰۱۲ء کے عدیم المثال اجلاس کے اندر شرکت کی سعادت ملی، حضرت تاج الشریعہ اور حضرت محدث کبیر کے علاوہ علاقائی وغیر علاقائی تقریباً پانچ سو علمائے کرام اہلسنّت کے علاوہ لگ بھگ ایک لاکھ سنی عوام نے شریک ہوکر کانفرنس کو کامیاب بنایا، اور اس کانفرنس کو ایک تاریخی کانفرنس میں تبدیل کردیا۔''

قاضی شہر بنارس مفتی غلام یٰسین نوری مصباحی، بنارس

''آج مورخہ ۹؍دسمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار بنیاباغ میدان کی سنی کانفرنس میں قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری مدظلہ النورانی کی تشریف آوری پورے اہل سنن بنارس ومضافات بنارس کے لیے باعث فرحت وانبساط ہے۔ جن کی آمد کی بنا پر ہزاروں ہزار لوگوں کا ہجوم زیارت اور بیعت وارادت کے ارادہ سے امنڈ آیا اور داخل سلسلہ قادریہ ہوکر فیوض وبرکات سے مالا مال ہوا۔ خصوصی طور پر نئی سڑک ودال منڈی جیسے بنجر علاقہ میں مسلک اعلیٰ حضرت کو بھرپور فروغ ملا اور لوگ اعلیٰ حضرت کی شخصیت کو بھی تاج الشریعہ کی آمد کی وجہ سے جاننے اور پہچاننے لگے۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ خاندان اعلیٰ حضرت کے اس عظیم چشم وچراغ کے فیوض وبرکات سے بنارس ومضافات بنارس کے لوگوں کو مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین''

مفتی محمد یامین قادری جامعہ حمیدیہ رضویہ، بنارس

''آج مورخہ ۹؍دسمبر ۲۰۱۲ء کو بنیاباغ کے میدان میں ایک عظیم الشان سنی کانفرنس ہوئی جو اپنی چند خصوصیات کے اعتبار سے بہت اہم اور انتہائی مفید ثابت ہوئی۔ حضرت تاج الشریعہ کے فیض و بیعت سے بہت بڑی تعداد میں لوگ مستفیض ہوئے، ایسی امتیازی کانفرنس کا انعقاد کرانے والے لائق صد مبارک باد ہیں۔ رب کریم ان کو اور جملہ حاضرین کو دارین کی دولت سے نوازے۔ آمین''

مولانا رجب علی رضوی جامعہ حنفیہ غوثیہ، بجرڈیہہ، بنارس

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

اتر پردیش بنارس کی سرزمین پر ۹؍دسمبر ۲۰۱۲ء کو بنیاباغ کے میدان میں ایک سنی کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں قطب الارشاد تاج الفقہاء حضرت علامہ الشاہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری کی تشریف آوری مہمان خصوصی کی حیثیت سے ہوئی تھی۔ بنارس اور بیرون بنارس کے علماء کا جم غفیر تھا۔ بہت سے علمائے کرام نے اپنا تاثر حضرت تاج الشریعہ سے متعلق بیان فرمایا تھا۔

میرا اپنا تاثر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تاج الشریعہ کو اس حدیث کا مصداق بنایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو جبرئیل امین کو حکم دیتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم فرشتوں میں اعلان کر دو کہ وہ بھی اس سے محبت کریں پھر اس کی محبوبیت زمین پر اتار دی جاتی ہے اور مخلوق خدا اس بندے کے ارد گرد طواف کرنے لگتی ہے۔ حضرت تاج الشریعہ کی مقبولیت سفر و حضر میں یکساں تھی۔ اپنے وطن بریلی شریف اپنے دولت کدہ پر تشریف فرما ہوتے تو سیکڑوں لوگ آپ کے دولت کدہ پر روزانہ حاضر ہوتے اور داخل سلسلہ ہو کر آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کے فیوض و برکات سے ہم سبھی کو مالا مال فرمائے۔“

مولانا عبدالہادی خاں رضوی کماوی سجادہ نشین

خانقاہ حبیبیہ، رضویہ، قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، بنارس

”حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات قدسی صفات ایسی منبع انوار و تجلیات تھی کہ جس طرف تشریف لے گئے ایسی نورانیت پھیلی کہ وجود انسانی پروانہ وار قدموں پر نثار ہونے کو خوش نصیبی و خوش بختی تصور کرتی رہی۔ نام نامی سنتے ہی خلق خدا کا ازدہام کثیر گرد و پیش جمع ہو جاتا تھا۔ اکناف عالم آپ کے فضل و کمال، بصیرت و بصارت، زہد و تقویٰ اور بلند اقبالی کا اسیر رہا ہے، یوں تو عالم کے بہت سے خطے کو آپ کی غلامی اور آپ سے فیضیابی کا شرف حاصل رہا ہے لیکن بنارس و اہل بنارس سے آپ کا اپنے آباو اجداد کی طرح خصوصی لگاؤ رہا ہے۔ جب بھی بنارس کے خوش نصیبوں نے اپنی شرفیابی کا عریضہ پیش کیا تو آپ نے ضرور شرف قبولیت سے نوازا۔ محبان بارگاہ کی تمناؤں اور آرزوؤں پر مرحم تسکین جان رکھا۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی ۹ر دسمبر ۲۰۱۲ء کی مبارک تاریخ و ساعت ہے، بنیاباغ بنارس کے تاریخی میدان میں اسیران بارگاہ نے تاریخ ساز عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کیا۔ جیسے ہی آپ کی آمد کا اشتہار باصرہ نواز ہوا عشاقان دید کے جوش و حوصلے انگڑائیاں لینے لگے۔ وقت مقررہ پر دیکھتے ہی دیکھتے صرف بنارس و گرد و نواح بنارس ہی نہیں بلکہ بہار، جھارکھنڈ، مدھیہ پردیش و دیگر مقامات سے اس مینارۂ نور و ہدایت کی زیارت کو ایسا انسانی سیلاب رواں دواں ہو گیا کہ ٹھنڈک کی شدت اور شبنم پاشی اسیران جمال و کمال ازہری کے جذبات کو سرد نہ کر سکی اور سیجعل لھم الرحمن ودا، کا ایسا بے مثال اظہار ہوا کہ آزادی کے بعد چشم فلک نے بنیاباغ و گرد و نواح میں ایسا ازدہام و اجتماع نہیں دیکھا ہوگا۔ اس پروگرام کی مقبولیت کی علامت یہ ہے کہ ہزار ہا ہزار گم گشتگان راہ حق و صداقت آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر صلوٰۃ و سنت کے پابند ہو گئے۔

حضرت تاج الشریعہ کا بنیاباغ میں تشریف لانا رشد و ہدایت کا ایسا عظیم الشان و بے مثال کارنامہ ہے جس سے بہت سی نسلیں گمراہی سے محفوظ ہو گئیں۔ یہ تاریخ صفحات قرطاس پر ہمیشہ درخشاں رہے گی۔

چہرہ جو اُن کا دیکھا وہ ہو گیا خدا کا
کیا ہی خدا نما ہے اختر رضا کی صورت“

مفتی شمشاد احمد رضوی جامعہ امجدیہ گھوسی، مئو

”آج مورخہ ۹ر دسمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز عشاء بنیاباغ کے میدان میں ہونے والی سنی کانفرنس میں شرکت کی سعادت ملی۔ حضرت تاج الشریعہ اور محدث کبیر کی موجودگی میں تقریر کی سعادت ملی۔ جلسہ بڑا کامیاب رہا۔ ہزار ہزار مسلمانوں نے حضرت تاج الشریعہ کے دست اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ انتظام و انصرام بہت عمدہ اور خوب رہا۔ منتظمین کو اللہ تعالیٰ برکتوں سے نوازے۔ آمین“

مفتی عبدالحنان قادری رضوی مصباحی

باسمہ تعالیٰ، آج مورخہ ۹ر دسمبر ۲۰۱۲ء کو سرزمین بنیاباغ، بنارس میں جو سنی کانفرنس آمد مرشد گرامی وقار اعلم العلماء افقہ الفقہاء قاضی القضاۃ فی الہند علی الاطلاق حضرت تاج الشریعہ دام ظلہ النورانی پر منعقد کی گئی۔ تاریخ بنارس کا ایک منفرد المثال اجلاس ہے جس میں عاشقان سرکار اعلیٰ حضرت اور دیوانگان حضرت تاج الشریعہ کا امنڈتا ہوا لاکھوں کا سیلاب ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور ہر طرف انوار و تجلیات کی برسات ہو رہی ہے۔ قابل صد ستائش اور مبارکباد ہیں آل انڈیا تبلیغ سیرت اور اسلامک فاؤنڈیشن کے جمیع اراکین، ممبران و معاونین جنہوں نے سنی کانفرنس کا انعقاد کیا۔

اللہ عزوجل حضرت تاج الشریعہ دام ظلہ النورانی کے فیوض و برکات کو تمام مریدین، متوسلین و معتقدین، اراکین جلسہ اور بنارس کے صاحب ایمان افراد پر ابدالآباد تک جاری و ساری فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔“

ڈاکٹر شفیق اجمل رضوی قادری ریوڑی تالاب، بنارس

''آج کی اس سنی کانفرنس نے ۱۹۴۶ء کی سنی کانفرنس کی یاد تازہ
کردی ہے جس میں بڑی تعداد میں مشائخ عظام، علمائے کرام اور
عوام اہلسنّت نے شرکت کی تھی۔ آج کے اس اجلاس میں بھی ایک
ہزار سے زائد مشائخ وعلمائے کرام اور تقریباً دولاکھ عوام اہلسنّت اپنے
قائد و رہنما وارث علوم اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حجۃ الاسلام، جانشین
حضرت مفتی اعظم حضرت تاج الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی
الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ کے دیدار
کے لیے بے تاب وبیقرار نظر آئی۔ مجمع کے اکثر افرادے حضرت تاج
الشریعہ سے بیعت بھی کی۔ اتنا عظیم مجمع بنارس کی مذہبی تاریخ میں پہلے
نظر نہیں آتا۔ خلق خدا کا یہ ہجوم اور حضرت تاج الشریعہ سے ان کا
والہانہ لگاؤ قابل دید تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت تاج الشریعہ کا سایہ
ہم پر تادیر قائم و دائم رکھے اور پوری جماعت اہلسنّت کو ان کے
فیضان سے مستفیض فرمائے۔ آمین''

مولانا محمد یعقوب مصباحی پرنسپل جامعہ حنفیہ غوثیہ، بنارس

''۹ر دسمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار جامع شریعت و طریقت تاج
الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ
النورانی کی سنی کانفرنس بنیاباغ میں باریابی تمام اہلسنّت کے علماء و
مشائخ اور عوام الناس کے لیے باعث خوشی ومسرت ہے۔

حضرت تاج الشریعہ علماء اہلسنّت میں وہ عظیم مقام رکھتے ہیں کہ
آپ کی ملاقات کے بعد دنیا کا ہر عالم آپ کو اپنا مقتدا و پیشوا ماننے پر
مجبور ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو تقویٰ وطہارت کی نورانیت
اور علمی وجاہت بخشی ہے، وہ آپ کے چہرے سے ہویدا ہے۔ یہی
وجہ ہے کہ آپ جس مجلس و کانفرنس میں تشریف فرما ہوتے ہیں تو آپ
ہی امیر مجلس ہوا کرتے ہیں۔ آپ کے چہرہ سے جو نور ٹپکتا ہے بہت
سے احباب اس نورانیت پر ایسا قربان ہوتے کہ دل وجان سے آپ
کے شیدا ہوجاتے ہیں اور اپنا پیر و مرشد منتخب کر لینے کے بعد ہی دل کو
قرار آتا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو خوبیاں بخشی ہیں وہ احاطۂ
تحریر میں نہیں لائی جاسکتیں۔ علماء حق میں پائی جانے والی کون سی ایسی
خوبی ہے جو حضرت والا کی ذات بابرکات میں بدرجۂ اتم نہ پائی جاتی
ہو۔ اگر یوں کہہ لیا جائے کہ علمائے حق میں پائی جانے والی تمام
خوبیوں کے آپ سنگم ہیں تو بجا ہوگا۔

رب قدیر آپ کے علمی فیضان اور روحانی وقار سے صرف ہمیں
نہیں بلکہ تمامی افراد اہلسنّت کو مالا مال فرمائے اور آپ کے قلم کی سیاہی
کو روز جزا ہم سارے احباب اہلسنّت کی بخشش کا سامان بنائے۔''

مفتی محمد شعیب رضا قادری مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف

''آج کے اجلاس نے سنی کانفرنس بنارس کی یاد دلا دی جس کو
صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے منعقد کیا تھا، اللہ تعالیٰ بطفیل سید
المرسلین ﷺ اہل بنارس پر حضرت تاج الشریعہ کے فیوض و برکات کو
جاری فرمائے اور مسلک اعلیٰ حضرت کا بول بالا کرے۔''

مفتی ڈاکٹر امجد رضا قادری ادارہ شرعیہ، پٹنہ

''بنارس کی یہ سنی کانفرنس ہماری دینی بیداری کا ثبوت بھی ہے اور
عشق رضا کا اعلامیہ بھی اور کانفرنس نے ثابت کیا کہ آج بھی مسلمانوں
کے دلوں میں اعلیٰ حضرت کی محبت زندہ وتابندہ ہے بالخصوص حضرت
تاج الشریعہ کی شرکت نے سنی کانفرنس کی مقبولیت کو اور بھی دوبالا کر
دیا۔ میں سنی کانفرنس کے انعقاد پہ منتظمین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔''

مولانا رحمت اللہ صدیقی، پیغام رضا ممبئی والے

''کسی مذہبی کانفرنس میں علماء اور عوام کی اتنی بھیڑ میری آنکھوں
نے نہیں دیکھا تھا۔ حضرت تاج الشریعہ دامت فیوضہم کی جلوہ فرمائی کی
وجہ سے کانفرنس ہر جہت سے کامیاب رہی۔ بنارس کی سنیت پر بھی اس
کے مثبت اثرات پڑیں گے۔ کانفرنس کو بہت اچھی طرح کامیابی ملی۔
اعلیٰ قیادت کے ساتھ منتظمین کا ہر فرد مبارکباد کا مستحق ہے۔ اللہ تبارک و
تعالیٰ آل انڈیا تبلیغ سیرت کے منتظمین کو فعالیت عطا فرمائے۔ آمین''

مفتی قاضی فضل احمد مصباحی جامعہ عربیہ ضیاء العلوم بنارس
رکن شرعی کونسل بریلی شریف

''آج مورخہ ۲۴ر محرم الحرام ۱۴۳۹ھ مطابق ۹ر دسمبر ۲۰۱۲ء
کو بنیاباغ کے وسیع و عریض میدان میں عظیم الشان سنی کانفرنس کا
انعقاد کیا گیا۔ اس حیثیت سے تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ اس
کانفرنس میں پہلی بار بنیاباغ کے میدان میں حضرت تاج الشریعہ کی
آمد ہوئی اور میرے بائیس سالہ مدت قیام کے دوران یہ سب سے بڑا
مجمع ہے۔ اس کانفرنس کے ذریعہ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و
اشاعت کافی ووافی مقدار میں ہوئی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس

طرح کی کانفرنسیں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے ساتھ اس طرح کے وسیع و عریض میدان میں منعقد کی جائیں تا کہ اصلاح عمل کے ساتھ اصلاح عقیدہ کا کام بھی بحسن وخوبی انجام پاتا رہے۔''

قاری دلشاد احمد قادری، مدرسہ مدینۃ العلوم، بنارس

''منعقدہ ۹ر دسمبر ۲۰۱۲ء کو سنی کانفرنس بنیاباغ میں حضرت تاج الشریعہ کی تشریف آوری اس علاقہ میں نزول خیر و برکت کا باعث ہے اور ان کا پیغام تمام اہلسنّت کے لیے مشعل راہ ہدایت ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے لیے بہترین پیش رفت ہے۔''

مفتی محمد محمود عالم رضوی، مدرسہ قادریہ خانم جان، بنارس

''الحمد لولیہ والصلوٰۃ علی نبیہ۔ دنیائے اسلام کی عظیم دینی شخصیت جامع شریعت و طریقت، وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضرت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ اختر رضا خاں ازہری مدظلہ النورانی کی سنی کانفرنس بنارس میں تشریف آوری تمام اہلسنّت و جماعت کے لیے سرمایۂ افتخار اور حصول فیوض و برکات کا حسین اور سنہرا موقع ہے۔ حضرت تاج الشریعہ کی جلوہ باری سے بنیاباغ کا میدان رشک جنت بن گیا ہے اور ہزاروں کا مجمع حضرت اقدس کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کے لیے بے تاب نظر آرہا ہے اور اللہ کے ولیوں کی یہی پہچان ہے کہ جس کے لیے اس کے دیوانے اپنی جان عزیز قربان کرنے کے لیے بیتاب نظر آتے۔

حضرت تاج الشریعہ کی قدم رنجائی ہی سنی کانفرنس کی کامیابی کی بہت بڑی ضمانت ہے۔

مفتی محمد اختر حسین قادری دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی، ضلع بستی

''یہ سنی کانفرنس اپنی نوعیت کی عظیم کانفرنس ہے اور یہ عظمت حضرت تاج الشریعہ کی تشریف آوری کی بنا پر ہے۔

انتظام و انصرام اور اجتماع برادران اسلام کے اعتبار سے بڑی کامیاب اور نتیجہ خیز ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور اراکین کانفرنس کو دارین کی برکتیں بخشے۔ آمین''

مفتی سید محمد فاروق رضوی، مدرسہ حنفیہ غوثیہ، بجرڈیہہ، بنارس

حامداً مصلیاً و مبسلماً۔ آج ۹ر دسمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز عشاء سنی کانفرنس منعقدہ بنیاباغ میں حاضر ہوا۔ عظیم الشان لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا مجمع مسلک اعلیٰ حضرت کے ماننے والوں کی شکل میں موجود ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ آج کے دور میں حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ سنی علماء و فضلاء میں آفتاب و ماہتاب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ انتہائی محتاط عالم شریعت، سچے وارث علوم اعلیٰ حضرت ہیں۔ خدمت دین متین کے لیے اللہ تعالیٰ تادیر آپ کا سایہ کرم جملہ مسلمانان اہلسنّت پر دراز فرمائے۔

مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں ہمیں احقاق حق و ابطال باطل کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبیہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم''

مفتی محمد مزمل حسین رضوی

صدر المدرسین مرکزی دارالعلوم غریب نواز ملاڈ ایسٹ، ممبئی

''۹ر دسمبر ۲۰۱۲ء کو بنارس بنیاباغ میں ایک عظیم الشان تاریخی اجلاس بنام سنی کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ برس ہا برس کے بعد اتنا بڑا پروگرام دیکھنے کو میسر آیا۔ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی تشریف آوری پروگرام کی کامیابی کی ضمانت تھی۔

اس طرح کی تقریب اہلسنّت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کے لیے بہت ضروری ہے۔''

مفتی محمد تیسیر الدین رضوی، مدرسہ مجیدیہ، سرائے، بنارس

''سنی کانفرنس بنیاباغ کے میدان میں ایک تاریخ ساز اجلاس ہے جہاں سنیت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کے پیغام کو عام کیا گیا اور سنیت کے تاجدار حضرت تاج الشریعہ کی زیارت اور ان کے بیعت و ارادت کا موقع فراہم کیا گیا، یقیناً یہ قابل تحسین اقدام ہے۔

اللہ جل مجدہ ان کے کارکنان کو اجر دے۔''

مولانا وکیل احمد مصباحی رضوی

جنرل سکریٹری مرکزی تنظیم اتحاد اہلسنّت علوی پورہ، بنارس

''آج کا یہ تاریخی اجلاس بنام سنی کانفرنس بمقام بنیاباغ، بنارس اسلامک فاؤنڈیشن آف انڈیا اور آل انڈیا تبلیغ سیرت کمیٹی کے ارکان نے جانشین اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی کی آمد پر اہلسنّت پر بڑا احسان کیا ہے۔ عاشقان اعلیٰ حضرت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت تاج الشریعہ کی عمر دراز فرمائے اور حضرت کو صحت و عافیت عطا فرمائے۔ آمین''

مولانا صلاح الدین مصباحی

صدر المدرسین جامعہ حمیدیہ رضویہ، مدن پورہ، بنارس

"آج مورخہ ۹ر دسمبر ۲۰۱۲ء کی عظیم الشان سنی کانفرنس بلا مبالغہ حضرت تاج الشریعہ دامت فیوضہم العالیہ کی تشریف آوری کی وجہ سے انتہائی کامیابیوں سے ہمکنار ہے اور اس کے فیوض و برکات سے دنیا سنیت سرشار ہے۔"

مولانا ڈاکٹر کمال احمد، مدرس جامعہ فاروقیہ، بنارس

"۳۴ر سال کے عرصہ میں میری آنکھوں نے پہلی مرتبہ اہلسنّت و جماعت کی طرف سے حضرت تاج الشریعہ مدظلہ النورانی کی تشریف آوری کی وجہ سے اس طرح کی عظیم الشان سنی کانفرنس دیکھا۔ اس پروگرام کی تشہیر اور دالمنڈی نئی سڑک اور مضافات بنارس کی عوام کو یکجا کرنے میں حضرت مفتی عبدالحنان رضوی مصباحی خلیفہ حضرت تارج الشریعہ اور جناب ایس۔ ایم۔ خورشید صاحبان نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ دل سے دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے کارکنان کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اہلسنّت کے پیغام کو عام کرنے کی توفیق دے۔"

مولانا سعید الرحمن رضوی، مدرس مدرسہ مجیدیہ، بنارس

"آل انڈیا تبلیغ سیرت، ریوڑی تالاب اور اسلامک فاؤنڈیشن، نئی سڑک کی طرف سے آج کی اس سنی کانفرنس کا انعقاد بنیاباغ میدان میں ایک تاریخ ساز اقدام ہے، جس میں سنیت کے تاجور حضرت تاج الشریعہ کے رخ انور کی زیارت بھی کرائی جا رہی ہے، جن کے رخ انور کی زیارت حصول جنت کی صاحب ایمان کے لیے ضمانت ہے۔ اس اجلاس میں علاقائی عوام سے رابطہ کر کے حضرت مفتی عبدالحنان رضوی مصباحی نے بہت سے طالبان حق کو بیعت و ارادت سے حضرت کے دست اقدس پر داخل سلسلہ بھی کرایا۔ یقیناً یہ نیک اقدام قابل ستائش ہے۔"

مولانا قاری فرید عالم رضوی، زیدی بنارس

"آج مورخہ ۹ر دسمبر ۲۰۱۲ء کا اجلاس محتاج تعارف نہیں، اس سنی کانفرنس کی روح رواں حضرت تاج الشریعہ دامت فیوضہ علینا کی مقدس ذات ہے، جن کی تشریف آوری کانفرنس کی کامیابی کی بہت بڑی ضمانت ہے۔ اللہ عزوجل میرے مرشد برحق کے سایہ کرم کو عرصہ دراز تک ہم پر قائم فرمائے اور آپ کے فیوض و برکات سے پوری دنیائے سنیت کو مستفیض کرے۔ آمین ثم آمین۔"

مولانا صادق اختر، استاد جامعہ حمیدیہ رضویہ، بنارس

"الحمد للہ آج مورخہ ۹ر دسمبر ۲۰۱۲ء کو سنی کانفرنس میں شرکت ہوئی اور حضرت تاج الشریعہ ادام اللہ فیوضہ کی زیارت و نصیحت سے مشرف ہوا۔ یقیناً حضرت تاج الشریعہ کی سرپرستی میں ایسے جلسوں کی وقت کی اہم ضرورت ہے جن سے قوم میں اتحاد و اتفاق اور سنیت کا جذبہ پیدا ہو۔"

مفتی احسن کمال، استاد جامعہ حمیدیہ رضویہ، بنارس

الحمد للہ الذی خلق الانسان فی احسن تقویم، حضرت تاج الشریعہ اپنے بے مثل علمی اور باطنی کمال کے ساتھ ساتھ ظاہری جمال میں بھی یکتائے روزگار ہیں۔ تاج الشریعہ کی آمد کا عوام و خواص پر جو اثر پڑے گا وہ کسی ذی فہم پر پوشیدہ نہیں۔ تاج الشریعہ کی شخصیت کو غنیمت سمجھنی چاہیے اس لیے کہ آپ کے بعد آپ کا کوئی ثانی نہیں نظر آتا جس کے فتویٰ پر اس درجہ اعتماد کیا جائے جتنا حضرت تاج الشریعہ کے فتووں پر عمل کیا جا سکتا ہے۔"

مولانا شریف الحسن قادری مصباحی

استاد جامعہ حنفیہ غوثیہ، بجرڈیہہ، بنارس

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

بفضلہ تعالیٰ ناچیز اپنے جامعہ کے تمام اساتذہ کے ساتھ بنیاباغ سنی کانفرنس میں حاضر ہوا۔ پہنچتے ہی دل باغ باغ ہو گیا، میرے پیرو مرشد حضرت تاج الشریعہ یقیناً پوری دنیائے سنیت کے لیے نعمت عظمیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت تاج الشریعہ مدظلہ النورانی کا سایہ تادیر ہم پر قائم و دائم رکھے۔ آمین"

مفتی ریاض القادری امجدی

استاذ دار العلوم طیبہ معینیہ، منڈواڈیہہ، بنارس

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اکرمکم عند اللہ أتقکم

بنیاباغ کے تاریخی میدان میں سنی کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ لوگوں کی کثرت سے ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی شمع جلی ہو اور اس کے گرد

پروانوں کی بھیڑ ہوا اور بلا شبہ حضرت قاضی القضاۃ فی الہند علامہ الحاج الشاہ مفتی اختر رضا خاں ازہری الملقب بتاج الشریعہ دام ظلہ العالی دنیائے سنیت کے لیے ایک شمع ہیں جس کے ارد گرد ہمہ وقت پروانوں کا ازدھام رہتا ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ان کا سایہ تمام سنیوں پر قائم و دائم رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین''

مولانا عبدالسلام نوری، دارالعلوم طیبیہ معینیہ، بنارس

''آج مورخہ ۹؍دسمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار سنی کانفرنس میں حاضری ہوئی۔ وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضرت مفتی اعظم ہند حضرت مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری کی زیارت سے شرف یاب ہوا اور یہ آمد تاج الشریعہ یقیناً اہل بنارس و اطراف بنارس کے لیے باعث صد افتخار و رحمت و برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی تعلیمات پر ہم لوگوں کو توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین''

مولانا زاہد حسین حمیدی، استاد جامعہ حمیدیہ شکر تالاب، بنارس

''۹؍دسمبر ۲۰۱۲ء کے منعقدہ سنی کانفرنس بنیا باغ کی مقبولیت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس میں وارث علوم اعلیٰ حضرت حضرت تاج الشریعہ کی تشریف آوری ہوئی اور اس میں ہزاروں ہزار لوگوں کو حضرت تاج الشریعہ کے دست حق پرست پر ہاتھ رکھنے اور ان کی غلامی کا طوق اپنی گردن میں ڈالنے کا سنہرا موقع نصیب ہوا۔ مزید مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت ہوئی۔''

کثیر تعداد میں سنی کانفرنس کے اجلاس میں حضرت تاج الشریعہ کی بے مثال پرکشش شخصیت پر جن علماء نے اپنے تاثرات قلمبند فرمائے۔ مضمون کی طوالت سے بچنے کے لیے ہم صرف ان کے اسمائے گرامی ذیل میں تحریر کر رہے ہیں:

مفتی سید اصغر امام قادری مصباحی، پرنسپل جامعہ فاروقیہ، بنارس، مفتی معین الدین احمد عرف پیارے میاں، مفتی بنارس، قاری صدیق عالم رضوی، جامعہ فاروقیہ، بنارس، مولانا اخلاق احمد برکاتی، جامعہ فاروقیہ، بنارس، مفتی غلام انور، مدرسہ مدینۃ العلوم، بنارس، مولانا محبوب عالم قادری رضوی، پرنسپل مدرسہ رشید العلوم، سریاں، بنارس، مفتی معین الدین، جامعہ حمیدیہ رضویہ، بنارس، حافظ عبدالسلام، جامعہ حمیدیہ رضویہ، بنارس، مفتی شہر یار، خطیب الہند، پورنیہ، بنارس، مولانا غلام مصطفیٰ حبیبی بنارس، مولانا انصار احمد، اہر ورہ، مولانا اشفاق احمد، مدرسہ مجیدیہ، بنارس، مولانا مبارک حسین جامعہ فاروقیہ، بنارس، مولانا اخلاق احمد، مدرسہ مدینۃ العلوم، بنارس، مولانا مظفر الدین، شیخ الحدیث مدرسہ مدینۃ العلوم، بنارس، مولانا ارشاد ربانی، چمپارن، مولانا عبادت حسین، سون بھدر، مولانا مطلوب رضا، چندولی، مولانا مستقیم برکاتی، بنارس، مولانا صلاح الدین، مدرسہ خانم جان، بنارس، مولانا شفیع احمد، بنارس، مولانا فرید عالم رضوی، مدرسہ مجیدیہ، بنارس، مولانا فیضان الرحمن، دربھنگہ، قاری فاروق رضا ربانی، جامعہ زینت الاسلام، بنارس، مولانا الیاس رضوی، مدرسہ خانم جان، بنارس، مولانا اظہر القادری، مدرسہ خانم جان، بنارس، مولانا مفتی محمود، مدرسہ خانم جان، بنارس، مولانا حسان رضا، مدرسہ حنفیہ غوثیہ، بنارس، مولانا عزیز احمد، حکاک ٹولہ، بنارس، مولانا عزیز احمد، مدرسہ رشید العلوم، بنارس، مولانا جہانگیر عالم رضوی، مدرسہ رشید العلوم، بنارس، مولانا امیر اعظم مصباحی، مدرسہ رشید العلوم، بنارس، مولانا عمر علی، مدرسہ رشید العلوم، بنارس، مولانا نسیم اختر، مدرسہ رشید العلوم، بنارس، مولانا عمر، مدرسہ مدینۃ العلوم، بنارس، مولانا انوار احمد، مدرسہ مدینۃ العلوم، بنارس، مولانا حبیب الرحمن، بنارس، مولانا اظہار عالم، مدرسہ انوار العلوم، جلالی پورہ، بنارس، مولانا ضیاء المصطفیٰ، مدرسہ انوار العلوم، جلالی پورہ، بنارس، مولانا محمد منور رضا، مدرسہ انوار العلوم، جلالی پورہ، بنارس، مولانا عبدالحئی، چھتن پورہ، بنارس، مولانا محمد صابر رضا، جامعہ حمیدیہ شکر تالاب، بنارس، مولانا عبدالحنان، جامعہ حمیدیہ شکر تالاب، بنارس، مولانا قسیم الدین، شکر تالاب، بنارس، مولانا اسلم، جامعہ عربیہ ضیاء العلوم، کچی باغ، بنارس، مولانا اقبال احمد، جامعہ عربیہ ضیاء العلوم، کچی باغ، بنارس، عالی جناب محترم فراز انور رضوی، بنارس، شاعر اسلام حبیب اللہ فیضی، بنارس، شاعر اسلام عمران رضا قادری، بنارس

ooo

☆استاد مدرسہ مجیدیہ، سرائے ہڑہا، بنارس (یوپی)
۳۱؍جولائی ۲۰۱۸ء مطابق ۱۷؍ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ
موبائل: 9793360260
e-mail : abdulhanan12384@gmail.com

چار دہیاں اور یادگاروں کا ہجوم

رضا ہی میں رضا ہے، رضا سے نسبت، اعتبار ہے، افتخار ہے۔ بات رضا کی ہے تو وہ بھی میرے پیارے نبی کریم ﷺ کی نسبت سے ہے اور نبی پاک ﷺ کی نسبت ہی میں سرفرازی ہے۔ رضا کی طلب کیوں نہ ہو، میرے رضا کے نام لیوا بھی کام یاب ہیں۔ آفتاب و ماہ تاب کی آب و تاب دنیا دیکھ رہی تھی، اب (تاج الشریعہ) ''اختر'' کی تب و تاب بھی دیکھ لی۔

بلاشبہ وہ ایک فرد ہی تھے مگر اپنی ذات میں ایک جمعیت، انہوں نے اپنی نسبتیں خوب نبھائیں اور خلقت نے ان کی متابعت کی، وہ اپنے خاندان ہی کے نہیں، مسلک حق کی آبرو تھے۔ ہر چند کچھ مسائل میں بعض نے اختلاف کیا لیکن ان کی مرتبت پہ اعتراض کرنے کی کوئی جرأت نہیں کر سکا۔ شروع ہی سے انہیں مرکزیت حاصل تھی جو قائم و دائم رہی۔ علمی فقہی اور روحانی سطح پر سمتوں میں ان کی فضیلت و مرتبت مسلم رہی۔ ان کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ ان سے محبت و رفاقت کی قریباً چار دہائیاں، یادوں اور یادگاروں کا ہجوم ہے۔ جانے کیوں اب سناٹا سا لگ رہا ہے۔

اللہ کریم جل شانہ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے ان کے درجات بلند فرمائے اور تاج دار بریلی کی گونج بڑھتی رہے۔

تاریخی مادہ ہائے سن وصال

حضرت تاج الشریعہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت قبلہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خان ازہری میاں رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۳۹ھ	۲۰۱۸ء
ابن ولی، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	قل، علیہ الرحمۃ والرضوان
اللّٰھم باحق ادخلہ فی الجنۃ	سالارِ علم، واعلموا ان اللہ مع المتقین
جید، انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء	تاج الشریعہ، اعدلھم جنت
حزب، انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء	بگو، عاشق اعلیٰ حضرت
ازہری میاں، دریائے فیض	باکمال محمدی سنی حنفی قادری رضوی ازہری
سالار چمن احمد رضا	بکمال علم پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت
بلند نصیب اختر	حدیقہ فیض رضا
قدوۂ مسلک حق اہل سنت و جماعت	واصل فیض رضا
سالارِ زمان، کوکب رضا	فکری وارث رضا
آہ! جدائی تاج الشریعہ	مکرمی وارث رضا
انسب، مغفور	روشن چراغ بریلوی
آں اختر، فدائے محمد	مزار نیر تابان علم و فضل
لوح، نبیرۂ حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز	زبدۂ عشاق غوث پاک
صاحب فتاویٰ، نبیرۂ حجۃ الاسلام	بدرِ عصر، صاحب الفضیلۃ
اختر بزم محبوب سبحانی	محب رسول الٰہی مرحوم و مغفور

(علامہ) کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ (خطیب پاکستان)

مریدین حضرت تاج الشریعہ کو آئیڈیل بنائیں

شوشل میڈیا کے ذریعے معلوم ہوا کہ حضرت تاج الشریعہ دہلی سے اپنے گھر تشریف لے آئے ہیں۔ بروز جمعہ دن میں دس بجے حضرت قاری رضوان صاحب امام رضا مسجد بریلی شریف کو فون کیا حضرت کی طبیعت کے بارے میں پوچھا تو قاری صاحب قبلہ نے فرمایا کہ حضرت کی طبیعت اب بہتر ہے اور گھر پر ہی ہیں پھر شام کو نماز مغرب کے بعد جب ہم مسجد سے گھر پہنچے تو ہمارے محلہ کی مسجد سے آواز آئی کہ حضرت تاج الشریعہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اعلان سننے کے بعد پوری بستی پہ سناٹا چھا گیا۔ بریلی شریف سے رابطہ کیا گیا تو واقعی خبر صحیح تھی۔ موبائل کھولا تو حضرت کے وصال کی خبر کے علاوہ کچھ دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ہر کوئی بے قرار و مغموم لہجے میں خبر شیئر کر رہا تھا۔

حضرت تاج الشریعہ کے وصال پر ملال کی خبر سن کر پوری جماعت اہل سنت پہ عجیب سی اداسی چھا گئی۔ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ارباب علم و دانش کی نظر میں ایک عارف باللہ خدا رسید بزرگ اور ایک عظیم روحانی مرشد تھے۔ آپ بیک وقت مصنف، راسخ العلم، فقیہ فی البدیہہ، شاعر اور قاضی اسلام تھے۔ بے شک اللہ کے سچے ولیوں کی یہی پہچان ہے کہ جب تک دنیا میں رہتے ہیں تو ذکر الٰہی سے خود اور عالم اسلام کو مستفیض فرماتے ہیں اور جب اس دنیا سے رخصت فرماتے ہیں تو ان کا سارا وجود ذکر خدا سے تر نظر آتا ہے۔

نمونۂ اسلاف کرام، وارث علوم اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات بابرکت بھی کچھ اسی طرح کی تھی۔ آپ کے وصال کی کیفیت مخصوص حضرات نے جو بیان فرمائی جس کو سننے کے بعد دل جھوم اٹھا پھر دوسرے روز ایک اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ٹھیک اذان مغرب کے وقت حضرت نے وضو کے لیے پانی مانگا اور وضو کیا۔ بعد وضو اذان ہونے لگی آپ اذان کے ساتھ ساتھ اللہ اکبر، اللہ اکبر کہتے کہتے نڈھال ہو گئے اور آپ کی روح پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام — للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

سبحان اللہ! حضرت تاج الشریعہ جب اپنے رب سے ملے تو آپ کے لب پہ اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کی تسبیح جاری تھی۔

دور حاضر میں اکثر مریدین اپنے پیر و مرشد کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور یہ ہونا بھی چاہیے مگر خود کو مرشد کے رنگ میں نہیں رنگتے۔ سچا مرید وہی ہے جو اپنے مرشد کی ایک ایک ادا کو اپنے لیے لازم کر لے اور صحیح بات بھی یہی ہے کہ مریدین کو دیکھ کر مرشد کی مقبولیت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ بات پوری طرح ظاہر ہے کہ نانوادۂ سرکار اعلیٰ حضرت میں صرف حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ہی کو وارث علوم اعلیٰ حضرت، مظہر حضرت مفتی اعظم ہند مانا جاتا ہے اور بلا مبالغہ آپ کی ساری زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت میں گذری۔

راقم الحروف حضرت تاج الشریعہ کے مریدین و محبین سے دل کی گہرائیوں سے یہ گذارش کرتا ہے کہ حضرت کے وصال کے وقت کی کیفیت کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھتے ہوئے اپنے پیر و مرشد کی زندگی کے مطابق اپنی زندگی گزاریں اور خود یہ فیصلہ کریں کہ جب ہمارے مرشد نے دنیا سے جاتے جاتے ذکر الٰہی اور نماز کی پابندی کی تو ہم بھی ان شاء اللہ نماز کی پابندی کریں گے اور اپنے چہروں کو داڑھی سے سجائیں گے۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے و سیلے سے تاج الشریعہ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے فیضان کرم سے جماعت اہل سنت کو مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

(مولانا) نور محمد سنی قادری، خادم دار الافتاء والتصنیف (پاکستان)

○○○

مدرسہ فیضان تاج الشریعہ کا قیام وافتتاح

وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضرت مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ کا وصال دنیائے سنیت کا ایک عظیم نقصان ہے جس کی تلافی بظاہر ممکن نظر نہیں آتی۔ بس اللہ عزوجل، آقائے کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے وسیلے اور صدقے غیب سے ہم اہل سنت کی مدد فرمائے۔ حضرت کا وصال یقیناموتُ العالِم موتُ العالَم کا سچا مصداق ہے۔

اللہ رب العزت حضرت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت کے وصال سے تمام اہل سنت اور اہل خانوادہ کو یقیناعظیم صدمہ پہنچا ہے۔ راقم السطور، مفکر اسلام خطیب اعظم حضرت علامہ قمرالزماں خاں اعظمی دام ظلہ العالی اور جملہ مبلغین وارا کین سنی دعوت اسلامی خانوادۂ رضویہ کے اس غم میں برابر شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ حضرت کی رحلت کسی فرد یا خاندان کا نقصان نہیں بلکہ پوری جماعت کا نقصان ہے اور سبھوں کے لیے باعث غم، کیوں کہ حضرت کی شخصیت سبھی کے لیے تھی اور وہ سبھی کے لیے مینارۂ نور تھے۔

حضرت تاج الشریعہ بلاشبہ علوم اعلیٰ حضرت کے وارث تھے۔ اس پر آپ کے فتاویٰ اور تقریباً چار درجن کتب ورسائل شاہد ہیں۔ آپ مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کے زہد وتقوی اور صبر وعزیمت کے عکس جمیل بھی تھے۔ بڑے بڑے علما، فقہا اور مشائخ عظام آپ سے ملاقات، دست بوسی اور کسب فیض کو اپنی سعادت تصور کرتے تھے۔ علمی وفکری گہرائی اور گیرائی میں انہیں ایک خاص ملکہ ودیعت کیا گیا تھا۔ ان کی لکھی ہوئی نعتیں عشق رسول کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ بعض نعتوں کو اس قدر قبول عام حاصل ہوا کہ وہ زبانوں پر چڑھ گئیں اور آج جہاں جہاں اردو بولنے والے اور عشق رسول سے وابستگی رکھنے والے مسلمان بستے ہیں وہاں وہاں ان کی یہ نعتیں بڑے ہی شوق ووارفتگی اور عقیدت سے پڑھی اور سنی جاتی ہیں۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو وہ علم وفضل اور کرامت وسعادت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری اور حضرت مفتی اعظم ہند علیہما الرحمۃ والرضوان کا حسین تسلسل تھے۔ میری دعا ہے کہ اللہ پاک اس تسلسل کو قائم ودائم رکھے۔

وابستگان سلسلہ اور مریدین کی یہ ذمے داری ہے کہ وہ حضرت کے ایصال ثواب اور رفع درجات کے لیے ٹھوس، تعمیری اور مثبت کام کریں۔ حضرت کے نام پر دینی وعصری ادارے کھولے جائیں، غریبوں اور مریضوں کے مفت علاج کا اہتمام کیا جائے اور تعلیم حاصل کرنے والے غریب بچوں کی فیس وغیرہ کا نظم کیا جائے۔ ہم کو اس موقع پر یہ بھی عہد کرنا ہوگا کہ ہم نمازوں کی پابندی میں کوئی غفلت نہیں کریں گے اور نہ ہی حقوق العباد کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کی خبر سن کر سنی دعوت اسلامی کے ملک وبیرون ملک پھیلے ہوئے تمام تعلیمی وتربیتی اداروں میں تعلیمی سلسلہ موقوف کر کے قرآن خوانی وایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا، مرکز سنی دعوت اسلامی کے ہفتہ واری اجتماع کو حضرت سے موسوم کر کے قرآن خوانی کی گئی اور حضرت کی حیات وخدمات پر مبلغین سنی دعوت اسلامی کے بیانات بھی ہوئے۔

۲۹ جولائی کو بروز اتوار شہر بھیونڈی میں مدرسہ فیضان تاج الشریعہ کا قیام وافتتاح عمل میں لایا گیا۔ علاوہ ازیں ترجمہ قرآن کنز الایمان تصحیح شدہ (مطبوعہ ادارہ نشان اختر ممبئی) جلد ہی ایک ہزار کی تعداد میں حضرت تاج الشریعہ کے ایصال ثواب کے لیے شائع کر کے عام کیا جائے گا۔

(مولانا) محمد شاکر نوری (امیر سنی دعوت اسلامی، ممبئی)

ooo

باب چہارم

اقدارشناسی

حمایت وتسلیم، عزت وحوصلہ افزائی اورمشاورت ومفاہمت کا ازہری نامہ

''آپ لوگ بدستور اِن کی معیت میں اپنا شغل جاری رکھیں، یہ اپنے ہی آدمی ہیں۔''

OO

''مداحوں کے ہجوم اور معمولات ومصروفیات اور خرابی صحت کے باوجود بھی یادداشت قابل رشک تھی اور اپنوں کو خوب پہچانتے تھے۔''

OO

''اُن پر حاشیہ نشینوں کے اپنے ذاتی مفادات کا حجاب نہ ہوتا تو لوگ بند آنکھوں سے ہی نہیں، کھلی آنکھوں سے بھی دیکھ پاتے کہ وہ امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور حضرت مفتی اعظم کی علمی روحانی امانتوں کے کیسے عظیم وارث وامین تھے۔''

OOO

یہ اپنے ہی آدمی ہیں: تاج الشریعہ

حاجی مدثر حسین حبیبی★

خوش قسمتی سے میرا تعلق دین دار گھرانے سے رہا ہے، ہرچند کہ مجھے باقاعدہ دینی مذہبی تعلیم حاصل کرنے کا موقع میسر نہیں آیا مگر بزرگوں کی صحبت ورفاقت اوران کی حتی الامکان خدمت نے ان سے کسب فیض کے بہت مواقع فراہم کیے جس کا نتیجہ ہے کہ محض واجبی تعلیم کے باوجود لکھنے پڑھنے اور دین وسنیت کی خدمت کا موقع راقم کو خوب ملا۔

اکابر علما ومشائخ میں حضرت مفتی عبدالقدیر قادری بدایونی، حضرت مفتی اعظم ہند، حضرت مفتی برہان ملت جبل پوری، حضرت مفسر اعظم ہند، حضرت سید العلماء مارہروی، حضرت حافظ ملت مبارک پوری، مفتی اعظم کانپور مفتی رفاقت حسین اشرفی، علامہ سید شاہ قائم قتیل دانا پوری، سید شاہ ضیاء الدین وارثی، علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی، علامہ سید محمد احسان علی باندوی، سرکار کلاں علامہ سید شاہ مختار اشرف کچھوچھوی، مولانا سید شاہ عبدالمسجو دوجود القادری ربانی جبل پوری، فقیہ اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی، مولانا سید مظفر حسین کچھوچھوی، شمس العلماء مفتی نظام الدین بلیاوی، مفتی صوفی نظام الدین بستوی، مولانا عبدالرب مراد آبادی، بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی، سید شاہ رضوان الدین احمد نعیمی، علامہ مشتاق احمد نظامی، علامہ ارشد القادری، علامہ ریحان رضا خاں بریلوی، مفتی عبدالقدوس بھدرکی، مولانا عبدالوحید بنارسی، مولانا سید عبدالرحمن لکھنوی علیہم الرحمۃ والرضوان وغیرہ سے شرف ملاقات وہم کلامی مدتوں حاصل رہی۔

حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ سے قربت کا یہ حال ہے کہ اب زمین کے اوپر شاید ہی کوئی دعویدار ہوگا جسے سفر وحضر میں، تنظیمی دورے واجلاس میں، ذکر واذکار وغیرہ کی مجلسوں میں مجھ سے زیادہ قربت حاصل ہو۔ ۱۹۷۰ء میں آل انڈیا تبلیغ سیرت مغربی بنگال کی نظامت کا بارگراں میرے ناتواں کاندھوں پر آیا۔ اس نسبت کی بنیاد پر مذکورہ علما ومشائخ نے مجھے خوب نوازا۔

حضرت تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ سے میری پہلی ملاقات کب اور کہاں ہوئی، یہ تو ٹھیک یاد نہیں لیکن جب کبھی حاضر خدمت ہونے کا موقع ملا حضرت نے پر تپاک انداز میں پذیرائی فرمائی، دعاؤں سے نوازا، تنظیمی امور میں رہنمائی فرمائی اور خوب حوصلہ افزائی کی۔

احباب کے جذبات کی قدر: ۱۹۷۷ء میں عرس غریب نواز کے موقع پر اجمیر مقدس میں رضوی منزل میں ملاقات ہوئی تھی وہاں میں ٹیپ رکارڈ لے کر گیا تھا (اس زمانے موجودہ اسمارٹ فون کا وجود نہیں تھا) میں نے گزارش کی کہ اپنا کلام "ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں" اپنی آواز میں ٹیپ کرادیں۔ خنداں پیشانی سے حضرت نے اپنے مخصوص لہجے میں لحن کے ساتھ کئی اشعار ٹیپ کرائے تھے۔ (افسوس کہ وہ ٹیپ محفوظ نہ رہ سکا)

اسی دوران ایک معتقد حاضر ہوئے دوران گفتگو حضرت ٹوپی والے بابا (جو، ہر سال عرس غریب نواز میں حاضر ہوتے اور ایسی عمارت میں قیام فرماتے جہاں سے حضرت خواجہ غریب نواز کے مزار کا گنبد صاف نظر آتا تھا۔ ممبئی میں دوٹانکی کے پاس ان کی دوکان تھی) ان کے متعلق دریافت کیا حضرت نے فرمایا: وہ صوفی ملامتی ہیں۔ وہ صاحب غالباً بابا صاحب سے عقیدت رکھتے تھے عرض کی حضرت مجاہد ملت کو ان سے بہت حسن عقیدت ہے۔ فرمایا: بزرگ آدمی ہیں۔ اس سے اور تجسس ہوا کہ ابھی تو ملامتی فرمایا پھر فرماتے ہیں کہ بزرگ آدمی ہیں۔ وضاحت کی کہ کچھ ایسے صاحب نسبت ولی اللہ ہوتے ہیں جو خلق سے دور اور خلق کو اپنے سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔ بظاہر اُن کے حرکات وسکنات ناپسندیدہ ہوتے ہیں اور لوگ ان کے متعلق اچھی رائے نہیں رکھتے، انہیں اصطلاح میں "فرقہ ملامتیہ" کہا جاتا ہے بابا صاحب اسی قبیل سے تعلق رکھتے ہیں۔

غلطی پر علما اور عوام کی اصلاح: ایک مشہور و

معروف مقرر نے تقریباً ۴۰ سال قبل بنگالی بازار مٹیا برج کے جلسے میں دوران تقریر یہ کہا کہ سرکار دوعالم ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات کا نمونہ تھے۔ فوراً اصلاح فرمائی کہ سرکار ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر ہیں نمونہ نہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات کا کوئی نمونہ ہو ہی نہیں سکتا۔

ایک مولانا صاحب کو جو خط بنوا کر آئے تھے، ہدایت فرمائی کہ چہرے پر استرا نہیں پھیرنا چاہیے، بڑھے ہوئے بالوں کو قینچی سے تراش لینا چاہیے۔

ایک مرتبہ آپ وضو فرما رہے تھے کہ وضو کرنے کے دوران دیکھا کہ ایک آدمی چلو میں پانی لے کر ہاتھ پر مل رہا ہے پھر تین بار چلو میں پانی لے کر ہاتھ کو کچھ اونچا کیا، اس طرح پانی کہنیوں تک نہیں پہنچتا، اگر اوپری حصے میں بہہ بھی گیا تو نچلا حصہ دھلنے سے رہ گیا۔

اسے تاکید فرمائی کہ محض تین بار چلو میں پانی لے کر ہاتھ کو کچھ اوپر نیچے کرنا صحیح نہیں بلکہ کو دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اچھی طرح دھونا (پانی بہانا) فرض ہے بغیر اس کے وضو نہیں ہوتا ہے اور جب وضو نہیں تو نماز کیسی؟

ایک مرتبہ کلکتہ میں دوران قیام میرے قائم کردہ مدرسہ عربیہ غوث اعظم میں تشریف فرما ہوئے۔ اس زمانے میں مدرسہ کی مسجد تعمیر نہیں ہوئی تھی اور نزدیکی مسجد میں اپنی جماعت کے امام نہیں تھے، اس لیے ہم لوگ مدرسہ میں نمازِ باجماعت کا اہتمام کرتے تھے۔ نمازِ عشا کا وقت ہوا تو حضرت نے امامت فرمائی اور مسافر ہونے کی وجہ سے قصر فرمائی، دو رکعت میں سلام پھیر دیا۔ مقتدیوں میں سے ایک صاحب نہیں سمجھ پائے اور لقمہ دے دیا۔ فرمایا: چونکہ آپ نے غلط لقمہ دیا ہے لہٰذا آپ کی نماز فاسد ہوگئی، اعادہ کر لیجئے۔

مجھ پر اعتبار و اعتماد: تقریباً اسی زمانے میں برجو نالہ مٹیا برج میں رات جلسہ ہوا صبح فجر کی نماز کے بعد جب مخصوص احباب رہ گئے تو میں نے عرض کیا کہ حضرت کے حلقہ بگوشوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے، ان میں بعض احباب ایسے بھی ہیں جو سلسلے کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں، ذکر و فکر میں اپنا کچھ وقت صرف کرنے کے لیے آمادہ ہیں ایسے کچھ لوگ میرے پاس آتے ہیں۔ اس زمانے میں مدرسہ عربیہ غوث اعظم میں ہر جمعرات کو بعد نماز مغرب میں نے حلقہ ذکر جاری کر رکھا تھا جس میں ذکر نفی و اثبات، ذکر اثبات، ذکر اسم ذات کا ورد ہوتا تھا، پاس انفاس وغیرہ کے متعلق بتایا جاتا تھا۔ کافی تعداد میں احباب سلسلہ شریک ہوتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کے حلقہ بگوشوں میں ماشاء اللہ علما اور ائمہ کی خاصی تعداد ہے لہٰذا ان میں سے کسی کو متعین فرما دیں جو حضرت کے وابستگان کی تعلیم و تربیت کا نظم کر سکے۔ فرمایا لائق مبارکباد ہیں وہ احباب جنہیں اس زمانے میں بھی ذکر و فکر سے انسیت ہے اور اس کے لیے اپنا وقت نکالتے ہیں ورنہ اس زمانے میں فرائض و واجبات سے بھی غفلت کی وبا چلی ہوئی ہے۔ اب چونکہ آپ نے اس کا نظم کر رکھا ہے، اس لئے الگ سے کسی کو متعین کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہاں موجود احباب سے فرمایا آپ لوگ بدستور ان کی معیت میں اپنا شغل جاری رکھیں، یہ اپنے ہی آدمی ہیں۔

غالباً ۱۹۸۴ء کی بات ہے اس زمانے میں پندرہ روزہ ''نوائے حبیب'' میری نگرانی میں شائع ہوتا تھا۔ ایک شمارہ پریس میں جانے کے لیے تیار تھا لیکن تھوڑی سی جگہ خالی رہ گئی تھی۔ اس زمانے میں کمپیوٹر سسٹم رائج نہیں ہوا تھا، کاتب آئل پیپر پر سیاہ روشنائی سے لکھتے تھے۔ کاتب واجد جو خود بھی حبیبی ہیں ان کی نظر روزنامہ ''آزاد ہند'' پر پڑی جو مدرسہ میں لیا جاتا تھا، اس میں ایک خبر اعلیٰ حضرت کے تعلق سے تھی میرا انتظار کیے بغیر اُسے انہوں نے نقل کر دیا، اس میں سرکار اعلیٰ حضرت کا تذکرہ شایان شان طریقے سے نہیں تھا، خالی جگہ پُر کر کے میرا انتظار کیے اور دکھائے بغیر اخبار پریس بھجوا دیا۔ اخبار شائع بھی ہوگیا، اتفاق سے حضرت ازہری میاں صاحب قبلہ کلکتہ تشریف فرما تھے۔ مہربانوں نے جا کر جڑ دیا کہ مدثر نے اپنے اخبار میں سرکار اعلیٰ حضرت کا عامیانہ بلکہ گستاخانہ انداز میں تذکرہ کیا ہے۔

حضرت نے طلب فرمایا اور پوچھا آپ اِس سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے حقیقی صورت حال سے آگاہ کیا، حضرت میرے معروضات سے مطمئن ہو گئے اور آئندہ کے لیے مشورہ دیا کہ اپنے اسٹاف کو تاکید کیجئے کہ وہ کوئی ایسا کام نہ کریں جس کی وجہ سے کسی کو، رائی پہاڑ بنانے کا موقع ملے اور دلچسپی رکھنے والے وہ احباب جو اس وقت نہیں ہیں انہیں بھی بتا دیں۔

بندہ زادوں کے لیے دعائیں: دھام نگر شریف میں عرس حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے موقع پر ملاقات ہوئی۔ اس وقت بندہ زادے عزیزی (مفتی مجاہد حسین حبیبی اور مبشر حسین حبیبی) بھی ساتھ

تھے۔ ان کی حضرت سے ملاقات کرائی اور دعاؤں کی درخواست کی تو شفقت سے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی۔ نام دریافت فرمایا، نام سن کر مسرت کا اظہار فرمایا۔ عزیزی مفتی مجاہد حسین حبیبی سے متعلق دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اسم بامسمیٰ بنائے اور انہیں زیادہ سے زیادہ دین وسنیت، اعلیٰ حضرت اور مجاہد ملت کے مشن کے فروغ کا موقع عطا فرمائے۔

ایک مرتبہ بنگلہ بستی ٹمیا برج میں جیلانی گیرج میں تشریف فرما تھے۔ جب میں حاضر ہوا تو وضو فرما رہے تھے اس وقت آنکھوں میں عینک نہیں تھی مگر آواز سے پہچان گئے بعدہٗ تنظیمی امور میں مفید مشوروں سے نوازا۔ تقریباً پندرہ سال پہلے خورشید عالم رضوی کے دولت خانے میں ملاقات ہوئی تو شکایتی لہجے میں فرمایا، مدثر بھائی آپ سے ملاقات نہیں ہوتی، میں نے عرض کیا:

حضرت کیا کروں؟ لوگ پتہ نہیں چلنے دیتے کہ کب تشریف لائیں گے، کہاں قیام ہوگا پھر بھی معلومات کی بنیاد پر کہیں پہنچتا ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت تشریف لائے تھے مگر اس وقت انہیں دوسری جگہ لے گئے ہیں۔ معلوم نہیں کہاں تشریف لے گئے اور کب تشریف لائیں گے۔ جلسہ کے اسٹیج پر پہنچتا ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ رات گئے تشریف لائیں گے۔ بھلا ایسے میں کیسے ملاقات ہوسکتی ہے؟ فرمایا: اپنا نمبر مجھے دے دیجئے، میں خود ہی آپ کو بلالوں گا۔

غرض یہ کہ مداحوں کے ہجوم اور معمولات ومصروفیات اور خرابی صحت کے باوجود بھی یادداشت قابل رشک تھی اور اپنوں کو خوب پہچانتے تھے۔

افسوس شریعت وطریقت کا یہ آفتاب اپنے چاہنے والوں کو روتا بلکتا چھوڑ کر واصل بحق ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

OOO

سرپرست اعلیٰ آل انڈیا تبلیغ سیرت (مغربی بنگال)

تاج الشریعہ کا وصال ناقابل تلافی نقصان

وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی کا ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء (سنیچر کی رات) تقریباً ۷ بجے وصال پر ملال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس اندوہ ناک وغمناک خبر کے آتے ہی پوری دنیائے سنیت جہاں سوگوار ہوگئی، وہیں مغربی راجستھان کی ممتاز دینی درسگاہ دار العلوم انوارِ مصطفیٰ سہلاؤ شریف کے جمیع مدرسین وملازمین اور اراکین نیز طالبان علوم نبویہ غم واندوہ میں ڈوب گئے۔ پورے دار العلوم میں غم کی لہر دوڑ گئی۔ پوری اسلامی دنیا میں تاج الشریعہ کے ایصال ثواب وبلندیٔ درجات کے لئے قرآن خوانی وتعزیتی مجالس کے اہتمام کا سلسلہ جاری ہے۔

آج بتاریخ ۷ ر ذو القعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۱ جولائی ۲۰۱۸ء بروز شنبہ (وقت ۹ بجے صبح سے ۱۲ بجے تک) اس غم کے موقع پر دار العلوم انوار مصطفیٰ کی عظیم الشان غریب نواز مسجد میں قرآن خوانی کے بعد ایک تعزیتی مجلس کا انعقاد کیا گیا جس میں دار العلوم کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا شمیم احمد نوری مصباحی نے تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے حیات وخدمات اور آپ کی رحلت کے تعلق سے ایک پر درد معلوماتی تقریر کی، بعدہ دار العلوم کے مہتمم وشیخ الحدیث نور العلماء شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج سید نور اللہ شاہ بخاری مدظلہ العالی نے تعزیتی خطاب میں اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے تاج الشریعہ کے وصال کو ملت اسلامیہ کا ناقابل تلافی نقصان، قرار دیا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تاج الشریعہ کی رحلت سے دنیائے سنیت میں ایک ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے جس کا بظاہر پُر ہونا مشکل نظر آتا ہے۔

اللہ عزوجل آپ کا نعم البدل پیدا فرمائے اور خانوادۂ رضویہ بالخصوص شہزادۂ تاج الشریعہ مولانا عسجد رضا خاں صاحب قادری بریلوی اور حضرت کے جملہ مریدین ومتوسلین کو صبر جمیل واجر جزیل مرحمت فرمائے اور تاج الشریعہ کو غریق رحمت فرمائے۔ آمین

قل شریف، صلوٰۃ وسلام اور نور العلماء حضرت علامہ الحاج سید نور اللہ شاہ بخاری کی دعا پر یہ تعزیتی مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

اطلاع: حبیب اللہ قادری انواری، خادم دار العلوم انوارِ مصطفیٰ متصل درگاہ حضرت پیر سید حاجی عالی شاہ بخاری علیہ الرحمہ، سہلاؤ شریف، پوسٹ گرڈیا، تحصیل رامسر، ضلع باڑمیر (راجستھان)

اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم کے علمی فیضان

مفتی مطیع الرحمٰن رضوی*

اِس وقت جب حضرت تاج الشریعہ ہمارے درمیان نہیں۔ان کی روح اعلیٰ علیین میں امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم علیہم الرحمۃ کی روحوں سے ہمکنار ہوگئی اوران کا جسد عنصری اپنے ان اجداد کے جوار میں مدفون ہو چکا۔قلم تو قلم، دل ودماغ بھی ساتھ نہیں دے رہے ہیں کہ ان کی یادوں کے بکھرے ہوئے جواہرات کو حافظے کے نہاں خانہ سے نکال کر کاغذ وقرطاس کے سپرد کروں۔اس لئے بظاہر کچھ غیر مربوط سے شذرات ہی املا کرانے پر مجبور ہوں۔ویسے غائر نظر سے دیکھنے پر کچھ نہ کچھ ربط بھی ضرور نظر آئے گا۔حضرت تاج الشریعہ کا یہ شعر ذہن کی اسکرین پر بار بار نمودار ہو رہا ہے:

دیکھنے والو ! جی بھر کے دیکھو ہمیں
کل نہ رونا کہ اختر میاں چل دیے

شعر کے پہلے مصرعے پر تو اوپر اوپر سب نے عمل کیا،ان کے ظاہر کو خوب دیکھا،مگر اندر جھانکنے کی کوشش بہت کم لوگوں نے کی۔وہ کیا تھے اور کیسے تھے؟ کاش ان پر حاشیہ نشینوں کے اپنے ذاتی مفادات کا حجاب نہیں ہوتا تو لوگ بند آنکھوں سے ہی نہیں، کھلی آنکھوں سے بھی دیکھ پاتے کہ وہ امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور حضرت مفتی اعظم کی علمی وروحانی امانتوں کے کیسے عظیم وارث وامین تھے۔

(۱) اس وقت سال تو یاد نہیں آرہا ہے،مگر اچھی طرح یاد ہے کہ جب پہلی بار کیرالہ کے جامعہ الثقافۃ السنیۃ سے شیخ ابوبکر شافعی مد ظلہ اور الجامعۃ السعدیۃ سے شیخ عبد القادر شافعی علیہ الرحمۃ بریلی شریف حاضر ہوئے اور رضا مسجد میں نماز ادا کی تو اپنے مذہب کے مطابق رفع یدین کیا پھر باہر آکر لوگوں سے دریافت کیا: این الشیخ الازھری [حضرت ازہری صاحب کہاں تشریف رکھتے ہیں؟] لوگوں نے غیر مقلد سمجھ کر التفات ہی نہیں کیا لیکن ایک بارہ تیرہ سالہ طالب علم حضرت ازہری صاحب علیہ الرحمۃ کے دولت کدہ کی بالائی منزل پر قائم ''ازہری دارالافتاء'' میں آیا، یہاں اس وقت حضرت علیہ الرحمہ، مولانا یاسین اختر مصباحی اور یہ فقیر علمی مذاکرہ میں مشغول تھے۔آتے ہی اُس طالب علم نے کہا: حضرت! دو غیر مقلدین آپ سے ملنا چاہتے ہیں،منع کر دوں؟ میں نے اسے ڈانٹنے کے سے انداز میں کہا:تم اجازت لینے آئے ہو یا حکم سنانے؟

پھر حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کیا: حضور! وہ غیر مقلد نہیں، قادیانی ہوں، آپ تو اُن سے ملنے نہیں جا رہے ہیں، وہ ملنے آرہے ہیں،آنے دیں، ہوسکتا ہے خدا اُن کو ہدایت دے دے! مصباحی صاحب نے بھی میری تائید کی اور حضرت علیہ الرحمۃ نے اس طالب علم سے فرمایا کہ اچھا،آنے دو!

اِس پر وہ لڑکا واپس گیا اور سفید جبے میں ملبوس، سر پر مخصوص انداز کے عمامے سجائے ہوئے دو اشخاص زینے سے برآمد ہوئے اور ایک ہی سانس میں کہا : السلام علیکم! نحن معکم فی تکفیر الوھابیۃ مأئۃ فی مأئۃ۔ یعنی ہم لوگ وہابیوں کے تکفیر کے سلسلے میں سو فیصد آپ حضرات کے ساتھ ہیں۔اس سے ہم لوگ سمجھ گئے کہ یہ غیر مقلدین نہیں ہو سکتے۔ایسا لگتا ہے کہ سنی شافعی ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہوئے کھڑے ہوگئے اور اھلا وسھلا کہہ کر مصافحہ و معانقہ کیے۔حضرت علیہ الرحمۃ نے انٹر کام سے گھر میں اطلاع دے کر بہت ہی پر تکلف ناشتہ اور چائے منگوائی۔اس وقت وہ حضرات اردو بالکل نہیں بول پاتے تھے بلکہ صحیح طور پر سمجھ بھی نہیں پا رہے تھے اسی لئے عربی میں گفتگو شروع ہوئی۔

ہر چند کہ شافعی حضرات کو حدیث وتفسیر سے شغف زیادہ ہوتا ہے مگر ہم نے دیکھا کہ کسی بھی موضوع پر وہ حضرات اگر دو یا تین حدیثیں پیش کرتے تو حضرت علیہ الرحمۃ اسی عنوان پر پانچ چھ حدیثیں کتابوں کے حوالوں کے ساتھ پیش فرما دیتے۔وہ حضرات اگر کوئی آیت تلاوت کرتے اور اس کی تفسیر میں ایک یا دو کتابوں کی عبارتیں پڑھتے تو حضرت علیہ الرحمۃ چار پانچ تفسیروں کی عبارتیں سنا دیتے

بس سے ان حضرات کے ساتھ میں اور مصباحی صاحب بھی استعجاب
و حیرت کے ساتھ حضرت علیہ الرحمۃ کا منھ تکنے لگے اور دل اِس
اعتراف پر مجبور ہوا کہ یہ دراصل امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور مفتی
اعظم ہند علیہم الرحمۃ والرضوان کے فیضان علمی کا ثمرہ ہے۔

(۲) ۱۹۷۴ء کی بات ہے جب حضرت مفتی اعظم نے بہار کے
ضلع پورنیہ کا آخری سفر فرمایا۔ اس سفر میں ہم خواجہ تاشان رضویت کی
استدعا پر حضرت تاج الشریعہ کو بھی ہمراہ ہونا تھا پھر بھی خدمت کے
لئے مولانا خواجہ مقبول احمد رضوی مرحوم و مغفور کو تاریخ مقررہ سے
پانچ چھ دن پہلے ہی بریلی شریف بھیج دیا گیا مگر حضرت مفتی اعظم کا
پروگرام کلکتہ ہوتے ہوئے کشن گنج (جو اُس وقت پورنیہ ضلع کا سب
ڈویزن تھا) پہنچنے کا ہو گیا۔ مولانا مقبول صاحب تو حضرت مفتی اعظم
کے ہمراہ ہو گئے اور تاج الشریعہ نے طے کیا کہ وہ تاریخ مقررہ کی صبح
براہ راست گوہاٹی میل سے کشن گنج پہنچیں گے۔ جب مقررہ تاریخ
آئی تو استقبال کے لئے سینکڑوں علما و عوام کشن گنج پہنچ گئے۔ حضرت
مفتی اعظم کی تشریف آوری تو کلکتہ سے صبح پہنچنے والی ٹرین سے ہو گئی،
مگر گوہاٹی میل سے تاج الشریعہ نہیں پہنچے۔

ٹرین کے کچھ مسافروں نے استقبال کے لئے پہنچنے والوں کا
ہجوم دیکھ کر وجہ دریافت کی تو ان کو بتایا گیا کہ اسی ٹرین سے ہمارے
ایک بزرگ تشریف لانے والے تھے مگر وہ نظر نہیں آ رہے ہیں۔
انہوں نے بتایا کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہو رہا تھا کہ ٹرین مظفر پور
پہنچی تھی اور حلیہ بتا کر کہا کہ اِس شکل و صورت کے ایک صاحب بڑی
بے تابی سے اتر کر نماز پڑھنے لگ گئے تھے۔ ٹرین روانہ ہونے لگی تو
بھی وہ صاحب نماز ہی پڑھتے رہے۔ بالآخر ٹرین روانہ ہو گئی اور وہ
وہیں رہ گئے۔ اگر آپ لوگ ان ہی کو لینے آئے ہیں تو یہ ہے ان کا
سامان، اتار لیجئے! ہم لوگوں نے سامان اتار لیا اور حضرت تاج
الشریعہ کئی ٹرینیں بدلتے ہوئے شام کو پہنچ سکے۔

(۳) حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال سے
چار دن قبل محرم کے پہلے عشرہ کی بات ہے۔ رحمان پور ضلع کٹیہار کے
مسلمانوں کا ایک گروہ اجمیر شریف سے واپسی پر بریلی شریف حاضر
ہوا تو حضرت مفتی اعظم حد درجہ علیل و صاحب فراش تھے۔ عام
زیارت کا وقت ہوتا تو حضرت کی چارپائی آنگن میں لگا دی جاتی، لوگ
جوق در جوق آتے اور فیض یاب ہوتے۔ یہ دیکھ کر اُن میں سے بھی
بہت سے حضرات کے دل میں بیعت ہونے کی خواہش پیدا ہوئی تو
آپس میں مشورہ کیا۔ اس وقت کے زیر تعلیم ایک احسان نامی نوجوان
(جو آج کٹیہار کے سینئر وکلا میں شمار ہوتے ہیں) نے کہا ''یہاں مرید
ہونے سے قوالی چھوڑنی پڑے گی اسی لئے میں تو مرید نہیں ہوں گا۔''

بہر کیف! جب لوگ اندر جانے لگے تو یہ حضرات بھی ساتھ ہو
لیے اور سلام و دست بوسی کے بعد غلامی مین داخل ہوئے مگر احسان
صاحب اپنی سوچ پر قائم رہے۔ واپسی کے مصافحہ پر کچھ لوگوں نے
نذریں پیش کیں، اور قبول ہوئیں مگر جب احسان صاحب کا نمبر آیا
تو حضرت مفتی اعظم نے منع فرما دیا۔ قدرت کو منظور تھا، وہ لوگ جس
دن واپس رحمان پور پہنچے، اسی دن رات کو حضور والا نے جام وصال
نوش فرما لیا۔

چھ، سات مہینوں کے بعد فقیر کی دعوت پر حضرت تاج الشریعہ
پورنیہ بہار پہنچے، تو موضع سیتل پور جاتے ہوئے راستے میں رحمان پور
آیا۔ سورج غروب ہوئے کوئی پندرہ بیس منٹ ہو چکے تھے، اس لئے
نماز وہیں خانقاہ لطیفیہ کی مسجد میں ادا کی گئی۔ علم ہوتے ہی پورا گاؤں
جمع ہو گیا اور مصافحہ و دست بوسی ہونے لگی۔ کئی لوگوں نے جن میں
احسان صاحب بھی شامل تھے کچھ نذریں پیش کیں۔ عجب اتفاق کہ
سب کی نذریں قبول ہوئیں مگر احسان صاحب کو منع فرما دیا گیا۔
حالاں کہ ان سے تاج الشریعہ کی نہ کبھی ملاقات تھی نہ تاج الشریعہ کو
پتہ تھا کہ حضرت مفتی اعظم نے ان کی نذر قبول نہیں فرمائی تھی جب کہ
تاج الشریعہ کی بینائی کمزور تھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ شام کا ملگجا تھا؛
کیوں کہ ابھی بجلی اس گاؤں تک پہنچی نہیں تھی۔ اس وقت احسان
صاحب نے تعجب کے ساتھ حضرت مفتی اعظم کے نذر قبول نہ فرمانے
کی بات سب کے سامنے بیان کی۔ جب ہم لوگ وہاں سے اپنی
منزل کے لئے روانہ ہوئے تو فقیر نے حضرت تاج الشریعہ سے
احسان صاحب کی نذر قبول نہ ہونے کا سبب جاننا چاہا تو یہ فرما کر
خاموش ہو گئے کہ ''حضرت مفتی اعظم کی کرامت تھی''

(۴) بریلی شریف میں ایک صاحب تھے ملا لیاقت علی خان
مرحوم، وہ حضرت مفتی اعظم کے دست گرفتہ اور عاشق و شیدا تھے۔
موصوف کے بقول انہوں نے پیر و مرشد کے وصال کے کچھ دنوں بعد

آپ کو خواب میں دیکھا تو زار و قطار رونے لگے۔ پیرومرشد نے تسلی کے کلمات کہہ کر چپ کرایا۔ استفسار فرمایا کہ آخر اتنا رو کیوں رہے ہو؟ ملا عرض گزار ہوا کہ حضور! میری دنیا و دین سب کچھ تو آپ تھے، میں اپنی ہر حاجت میں آپ سے رجوع کرتا تھا اور حاجت سے سوا پاتا تھا۔ آپ تو پردہ فرما گئے، اب میں کیا کروں اور کہاں جاؤں؟

مفتی اعظم نے ارشاد فرمایا کہ "اختر میاں ہیں نا، انہی کے پاس" اور میری آنکھ کھل گئی۔ حضرت مفتی اعظم حضرت تاج الشریعہ کو "اختر میاں" کہتے تھے۔

(۵) صحیح بخاری شریف میں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا أحب الله العبد نادى جبرئيل:إن الله يحب فلانا فاحببه، فيحبه جبرئيل، فينادى جبرئيل فى اهل السماء: إن الله يحب فلانا فاحبوه، فيحبه اهل السماء ثم يوضع له القبول فى الأرض ۔[اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو محبوب بنا لیتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے: میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو! تو جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اہل آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ فلاں آدمی سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے تم سب بھی ان سے محبت کرو! تو اہل آسمان بھی ان سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر تو زمین پر بھی اس کی مقبولیت ہو جاتی ہے]

اس آئینہ میں بھی دیکھئے تو حضرت تاج الشریعہ کی ذات اپنے زمانے میں بے نظیر رہی اور وصال کے بعد تو پوری دنیا نے دیکھا کہ اپنے تو اپنے ہی تھے، بیگانوں کو بھی ماننا اور کہنا پڑا کہ اس کی مثال کم سے کم برصغیر کی تاریخ میں تو نہیں ملتی۔ اس لئے ہم حدیث پاک: يقبض العلم بقبض العلماء [اللہ تعالیٰ کو جب منظور ہوگا کہ دنیا سے علم اٹھالے تو علما کو اٹھالے گا] کی روشنی میں امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم کے اِس علم و عمل اور روحانیت کے وارث و امین کے اٹھ کر چل دینے پر روئیں نہیں تو کیا کریں؟

اللہ تعالیٰ تمام اہل سنت کو بالعموم اور ان کے جانشین حضرت عسجد میاں مدظلہ کو بالخصوص صبر و شکیب عطا فرمائے، اپنے محبوبوں کے صدقے اِس محبوب بندے حضرت تاج الشریعہ کے مرقد انور پر زیادہ سے زیادہ رحمت و انوار کی برکھا برسائے اور ہمیں ان کے فیوض و برکات سے نوازے۔ آمین

سوگوار: فقیر محمد مطیع الرحمن رضوی غفرلہ
بانی و سربراہ: جامعہ نوریہ شام پور، رائے گنج، بنگال
صدر شعبہ تحقیق جامعہ فیض الرحمن، جوناگڑھ، گجرات
09932541005/09593791928
mmrazvi@gmail.com

رضا نگر پپرا کنک سے خانوادۂ رضا کا گہرا رشتہ ہے

۲۰ جولائی کو جب حضرت تاج الشریعہ کے وصال کی خبر ملی تو پورا علاقہ سوگوار ہو گیا۔ دراصل موضع پپرا کنک فاضل نگر، میں حضرت تاج الشریعہ کے والد محترم حضرت جیلانی میاں بریلوی علیہ الرحمہ برابر تشریف لاتے رہے ہیں، اس لئے حضرت تاج الشریعہ کے بچپن، نوجوانی اور جوانی کا چہرہ یہاں کے دین دار عوام و خواص کے ذہنوں میں آج بھی محفوظ ہے۔ اس لئے وصال کے دوسرے دن جامعہ رضویہ شمس العلوم رضا نگر میں قرآن خوانی ہوئی اور ایصال ثواب کی تعزیتی محفل منعقد ہوئی جس میں نعت و مناقب کے بعد جامعہ کے صدر المدرسین مولانا خوش محمد قادری، استاد مولانا سراج الدین مصباحی اور مولانا زین اللہ قادری مصباحی نے آپ کی شخصیت کی خوبیوں اور علمی کمالات و خدمات کا تعارف کرایا پھر دعا خوانی ہوئی۔

مولانا خوش محمد قادری نے بتایا کہ جامعہ کے پہلے جلسہ دستار بندی ۱۹۸۴ء میں حضرت مہمان خصوصی کی حیثیت سے تشریف لائے تھے پھر ۱۹۹۵ء کی سہ روزہ اصلاح معاشرہ کانفرنس میں تشریف لانے والے تھے لیکن طبیعت کی ناسازی کے سبب تشریف نہیں لاسکے تو ۲۰۰۲ء میں آپ نے پھر دعوت قبول فرمائی اور سالانہ جلسہ دستار بندی میں تشریف لائے۔ اِس علاقے کی مرکزی جامع مسجد کا علاقہ آپ اور آپ کے بزرگوں کی آمد و رفت کی بدولت آج "رضا نگر" کہلاتا ہے جہاں حاجی کوہر علی شاہ اور بانی جامعہ حضرت ابراہیم شاہ (حضرت جیلانی میاں کے مرید خاص) کے مزارات موجود ہیں۔ حضرت ابراہیم شاہ کا مزار مدرسہ کے احاطے میں واقع ہے۔ رضا نگر کے بزرگ لوگ کہتے ہیں کہ ۱۹۸۴ء سے بھی پہلے ایک مرتبہ حضرت ازہری میاں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تشریف لاچکے ہیں وار تقریباً دس دنوں تک یہاں قیام رہا۔

(مولانا) محمد صادق مصباحی، مدرس جامعہ رضویہ شمس العلوم رضا نگر پپرا کنک ضلع کشی نگر (یوپی)

شعارِ قومی بدلتا ہے، شعارِ مذہبی نہیں

خطاب: محقق مسائل جدیدہ مفتی محمد نظام الدین رضوی۔ **بموقع:** اجلاس تعزیت وایصال ثواب برائے تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
تاریخ: ۷ر ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۱ر جولائی، ۲۰۱۸ء، بروزِ ہفتہ۔ **مقام:** عزیز المساجد، جامعہ اشرفیہ مبارک پور

محمد اعظم مصباحی★

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم ۔أمّا بعد!

حضرات اساتذۂ جامعہ اشرفیہ اور عزیز طلبہ! آج ہم سب کے لیے، تمام اہل سنت و جماعت کے لیے، بلکہ سارے عالم اسلام کے لیے، بڑے ہی قلق اور اضطراب کی بات ہے کہ ہم سے حضرت تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رخصت ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

حضرت تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ سے حاصل کی، پھر فضیلت تک کی تعلیم دار العلوم منظر اسلام سے حاصل کر کے جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے، وہاں آپ نے کلّیۃ اُصول الدین میں داخلہ لیا، اس درجے میں آپ نے تفسیر و اصول تفسیر اور حدیث و اصول حدیث وغیرہ علوم وفنون کی تعلیم تین سال میں مکمل کی، آپ نے امتحانات میں امتیازی نمبر حاصل کیے اور دیگر علوم وفنون کے ساتھ عربی زبان وادب کے باکمال عالم و فاضل کی حیثیت سے اپنے وطنِ مالوف بریلی شریف واپس ہوئے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ و الرضوان کے قائم کردہ دار العلوم ''منظر اسلام'' میں مدرس ہوئے۔

اس دوران آپ نے وہاں کے ایک عظیم اور محقق مفتی حضرت مولانا مفتی افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ سے فتویٰ نویسی کی تربیت لی، ابتدا میں کبھی کبھی حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی تربیت حاصل کرتے رہے پھر جب آپ کا جذبۂ شوق بہت بڑھ گیا تو مستقل طور پر سیدی و مرشدی، مولائی و ملاذی حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں معروف بہ مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں رہ کر آپ نے فتوی نویسی سیکھی اور اپنے وقت کے جید فقہا اور مفتیوں میں شمار ہوئے۔

آپ نے بہت سی تصانیف، عربی کتابوں کے ترجمے، سیمیناروں کے مقالات یادگار چھوڑے ہیں، آپ نے حواشی صحیح البخاری پر تعلیقات کا کام بھی شروع فرمایا تھا مگر کثرت اسفار اور علالت کے باعث یہ کارِ اہم تشنہ رہ گیا اور صرف جلد اول تک ہی یہ کام ہوسکا جو بڑے سائز سے ۸۹ صفحات پر مشتمل ہے اور ''تعلیقات زاہرہ'' کے نام سے مجلس برکات جامعہ اشرفیہ، مبارک پور سے شائع ہو چکا ہے۔

آپ کے اہم علمی کاموں میں میرے نزدیک ایک کام یہ ہے کہ آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی متعدد عربی کتابوں کا اردو زبان میں اور اردو کتابوں کا عربی زبان میں سلیس و عام فہم ترجمہ کیا جس کے باعث اردو داں اور عرب، دونوں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے علوم و تحقیقات سے فائدہ اٹھایا، بالخصوص باب عقائد میں آپ کے افکار و خیالات سے روشناس ہوئے۔

اس حیثیت سے دیکھا جائے تو درج ذیل کتابوں کے عربی ترجمے بہت ہی قابل قدر اور اہمیت کے حامل ہیں:

(۱) اَلْاَمْنُ وَالْعُلٰی لِنَاعِتِی المصطفیٰ بِدَافِعِ البَلاء

یہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ایک لاجواب کتاب ہے جو قرآن پاک کی آیات اور احادیث نبویہ کا عظیم مجموعہ ہے اور اس میں نام نہاد تقویۃ الایمان اور سلفیوں کے عقائد کا ابطال صرف کتاب وسنت اور اسلاف کے معتقدات سے کیا گیا ہے۔ اس سے عرب دنیا کو آگاہ کرنا حد درجہ ضروری تھا۔

(۲) سُبحانَ السُّبُّوح عَنْ عَیْبِ کِذْبٍ مَقْبُوح۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر بے مثال علمی تحقیق ہے، اس میں حضرات سلف و خلف کے اِس عقیدے کی حقانیت ثابت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ صادق ہے، وہ سب سے زیادہ سچا ہے، اور صرف اسی کا کلام کمال صدق کا نمونہ ہے۔ ساتھ ہی وہ ظلم و جہل وغیرہ ہر طرح کے عیوب ونقائص سے پاک و

منزہ ہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کتاب اللہ کی آیات سے اس بارے میں زبردست استدلال فرمایا ہے اور بڑی کثرت سے دلائل عقلیہ قائم فرمائے ہیں، اس سے بھی عرب علما کو آگاہ کرنا انتہائی ضروری تھا۔

(۳) اَلنَّهْيُ الْأَكِيْدُ عَنِ الصَّلاةِ وَرَاءَ عِدَى التَّقْلِيْد۔

غیر مقلدین تقلید کو شرک اور ائمہ ہدیٰ کے مقلدین کو مشرک قرار دیتے ہیں۔ اس کتاب میں ان کے اِس عقیدے کا تفصیلی جائزہ لے کر احادیث نبویہ کے آئینے میں انھیں ان کے احکام کا مشاہدہ کرایا گیا ہے، ساتھ ہی اس میں اور بھی بہت سے ضروری افادات ہیں۔ اس سے بھی عرب دنیا کی واقفیت ضروری تھی۔

غرض یہ کہ یہ اور اِس طرح کی اور بھی متعدد تصانیف ہیں جن سے عرب دنیا کو روشناس کرنے کی ضرورت تھی تا کہ وہ فتنۂ وہابیت سے واقف ہوں اور محفوظ رہیں اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے تعلق سے وہابیوں نے جو غلط فہمی پھیلا رکھی ہے اُس سے بدظن نہ ہوکر اپنے دلوں میں عقیدت کا چراغ جلائیں، اس ضرورت کا احساس تو بہت سے درد مند علمائے اہل سنت کو تھا اور الحمد للہ کچھ علمائے کرام نے اس پر کام بھی کیا، حضرت تاج الشریعہ اس میں نمایاں ہیں۔

نائب مفتی اعظم ہند شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جو مقبولیت آخر کے پچیس سالوں میں عطا فرمائی اللہ تعالیٰ نے وہ مقبولیت حضرت علامہ ازہری صاحب کو شروع ہی میں عطا فرمادی۔" سچ یہ ہے کہ علامہ ازہری صاحب کی ذات ایک پر کشش ذات تھی، جو آپ کے چہرے کو دیکھ لیتا اُس کا دل آپ کی طرف مائل ہو جاتا اور یہی وجہ ہے کہ آپ جہاں جاتے وہاں فوراً آپ کے گرد لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو جاتا اور آج ہند و بیرونِ ہند میں ان کے مریدین اور خلفا لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔

۱۹۹۲ء میں آپ کسی موقع سے ممبئی میں تشریف فرما تھے۔ میں اور میرے رفیق حضرت مفتی محمد معراج القادری صاحب دونوں آپ سے ملنے کے لیے حاضر ہوئے اُس وقت آپ نے ایک کتاب "ٹائی کا مسئلہ" تصنیف فرمائی تھی، اس پر تصدیق کرنے کے لیے فرمایا، یہ حضرت کی نوازش تھی، ورنہ میری تصدیق سے کتاب کی کچھ وقعت بڑھنے والی نہ تھی۔

میں نے وہ کتاب پہلے سے پڑھی نہ تھی اور مضمون پر بھی آگاہی نہ تھی، اس لیے عرض کیا کہ حضرت کتاب عطا فرمادیں، مطالعہ کرنے کے بعد اِن شاء اللہ العزیز تصدیق کی سعادت حاصل کروں گا۔ اس سے پہلے حضرت علیہ الرحمہ نے مجھے ایک استفتا، دیا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ

"پاکستان میں آیت درود یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ پر قاری کے وقف کرتے ہی محفل والے "حق نبی" کی صدا بلند کرتے ہیں۔ زید نے اس سے ممانعت کی، تو لوگ معترض ہوئے، تحقیق حق سے آگاہ فرمائیں۔"

میں نے تحقیق کر کے جو جواب تحریر کیا، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

"درمختار و شامی اور اِتقان فی علوم القرآن کی تصریحات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زید کی ممانعت بجا ہے، یہی حکم شرع ہے۔"

یہاں "زید" سے مراد حضرت علامہ ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے، حضرت نے جواب پڑھ کر مسرت ظاہر کی اور دعائیں دیں۔

میں نے دوران گفتگو عرض کیا کہ حضرت! جس طرح میں نے "حق نبی" کے تعلق سے دلائل سے مزین فتویٰ لکھا تھا، اِن شاء اللہ تعالیٰ حضرت کی کتاب مطالعہ کر کے اسی طرح اس پر تصدیق بھی مدلل لکھوں گا، حضرت خوش ہو گئے اور اسی نشست میں خود ہی وہ کتاب کھول کر پڑھنے لگے، یہاں تک کہ پوری کتاب پڑھ کر سنادی، پھر فرمایا، اب کیا رائے ہے؟

میں نے عرض کیا: ٹائی کے شعارِ مذہبی ہونے کی بنیاد پر جو حکم صادر فرمایا گیا ہے اس کے تعلق سے میری نگاہ میں یہ امر غور طلب ہے کہ شعارِ مذہبی بدل گیا ہے۔ حضرت نے فرمایا "شعارِ قومی بدلتا ہے، شعارِ مذہبی نہیں، اس کی تحقیق کرلو" پھر ہم لوگوں نے دعائیں لیں اور سلام و دست بوسی کے بعد واپس ہوئے۔

حضرت علامہ ازہری کا خاندان افغانستان کے شہر قندھار سے، بہت پہلے بریلی آیا اور حافظ کاظم علی مرحوم کے صاحب زادے حضرت مولانا محمد رضا علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنھیں زبدۃ العارفین اور قدوۃ الاصفیاء کہا جاتا تھا، بڑے جید عالم، صوفی، فقیہ، مفتی اور عربی زبان وادب کے ماہر تھے، آپ نے اپنے وقت میں بہت کچھ علم دین کی خدمات کیں، آپ نے کوئی ۱۲۴۴ھ میں کچھ پہلے یا بعد شہر بریلی میں جو شجرۂ علم لگایا تھا، پھر برابر اُس کی آب یاری کرتے رہے۔ وہ مسلسل بڑھتا رہا، یہاں تک کہ وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کے عہد مبارک میں ایک تناور درخت ہو گیا۔

حضرت مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کے ایک مشہور

شاگرد حضرت مولانا حسن علمی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے جن کی کتاب "مجموعہ خطب علمی" [۱۲۹۴ھ] پورے ہندوستان میں دست یاب اور مشہور ہے اور لوگ عام طور پر اُس سے نفع یاب ہوتے ہیں۔ انھوں نے اپنے مجموعہ خطب کے آخر میں اپنے استاذ حضرت مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تقریباً بیس اوصاف والقاب بیان کیے ہیں مثلاً "مخزنِ اسرارِ معقول ومنقول، کاشفِ استارِ فروع واصول، لوذعی زماں" وغیرہ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کتنے بڑے اور بلند پایہ عالم دین تھے۔

آپ کے بعد آپ کے شہزادے آئے حضرت مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ان کا مقام علمی کتنا بلند تھا، اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ فتاویٰ رضویہ کی آخری جلد میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ آج کے دور میں صرف دو شخصیتیں ایسی ہیں جن کے فتوؤں پر بلا تامل عمل کیا جا سکتا ہے۔ ان میں ایک حضرت علامہ نقی علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے حضرت علامہ عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

آپ کے اصل کلمات یہ ہیں:

"ہندوستان میں میرے زمانۂ ہوش میں دو بندۂ خدا تھے جن پر اصول وفروع اور عقائد وفقہ سب میں اعتمادِ کلّی کی اجازت تھی۔

اول: اقدس حضرت خاتم المحققین، سیّدنا الوالد۔ قدّس سرّہ الماجد

دوم: والاحضرت، تاج الفحول، محبِ رسول، مولانا، مولوی عبدالقادر صاحب قادری بدایونی۔ قدّس سرُّہ الشریف۔

ان دونوں آفتاب وماہتاب کے غروب کے بعد ہندوستان میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس کی نسبت عرض کروں کہ آنکھیں بند کر کے اُس کے فتوے پر عمل ہو۔" (انتخاب از فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص: ۱۳۰، رضا اکیڈمی، ممبئی)

اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ ان کا پایۂ علمی کس قدر بلند تھا۔

ایک مسئلہ ہماری مجلس شرعی کے سیمیناروں میں حل نہیں ہو رہا تھا، تین سیمیناروں تک اس پر بحث کا سلسلہ جاری رہا، فریقین اپنے اپنے دلائل پیش کرتے رہے، آخر کار حضرت علامہ نقی علی خان علیہ الرحمہ کی کتاب "اصول الرشاد" میں وہ مسئلہ مل گیا۔ آپ نے اس میں بہت واضح الفاظ میں دلائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صراحت فرمائی ہے کہ "عبادات میں بھی تعامل کا اعتبار ہے"۔ جب یہ صراحت فقہاے مندوبین کی خدمت میں پیش ہوئی تو تیسرے سیمینار میں سب نے اسے تسلیم کر لیا پھر اسی کی بنیاد پر باتفاق رائے فیصلہ تحریر کر دیا گیا۔

اس سے اندازہ لگائیں کہ حضرت علامہ نقی علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتنے بلند پایہ فقیہ وعالم دین تھے، وہ آج بھی علما وفقہا کی نگاہ میں معتمد ومستند ہیں۔ آپ بلاشبہ اپنے وقت کے آفتاب علم تھے۔

آپ کے صاحب زادے ہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ آپ کی شانِ عظمت کا کیا کہنا، آپ اس زمانے میں دنیا میں تشریف لائے جب یہ جدید ذرائع ابلاغ نہیں پائے جاتے تھے۔ جو ذرائع تھے وہ بہت محدود تھے لیکن ایسے وقت میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے آفتاب علم نے اپنی کرنیں یوں بکھیر دیں کہ پوری دنیا آپ سے متعارف ہوگئی۔ آپ ایک جگہ شہر بریلی میں تشریف رکھتے تھے مگر پوری دنیا کے علما، فقہا، متکلمین، محدثین آپ سے واقف تھے اور آپ کو خراج عقیدت پیش کیا کرتے تھے، اس کی دلیل آپ کی عظیم کتاب حسام الحرمین، کفل الفقیہ الفاهم اور الدولة المکیة ہے، ان کتابوں کے مطالعہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہم نے جو کہا ہے وہ بالکل سچ وصحیح ہے۔

آپ کے دو شہزادے ہیں، بڑے صاحب زادے حضرت علامہ حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، جنھیں دنیا نے "حجۃ الاسلام" کا لقب دیا، چھوٹے صاحب زادے حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، جنھیں دنیا نے "مفتی اعظم ہند" کے لقب سے یاد کیا۔ علامہ ازہری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعلیٰ حضرت کے بڑے صاحب زادے حضرت حجۃ الاسلام کے پوتے اور چھوٹے صاحب زادے حضرت مفتی اعظم ہند کے نواسے ہیں۔

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے آپ نے فتویٰ نویسی سیکھی اور حضرت سے بیعت بھی ہوئے اور حضرت نے اپنے جملہ سلاسل کی آپ کو اجازت عطا فرمائی۔ اس حیثیت سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تک آپ کا سلسلۂ علم دو واسطوں بلفظ دیگر دو سندوں سے پہنچتا ہے حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

سچ یہ ہے کہ حضرت علامہ ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خانوادۂ رضویہ کے آفتاب کی مانند تھے۔ ہمارا یہ (آسمانی) سورج بریلی میں کوئی 7:20 پر غروب ہوا ہوگا اور اس کے پانچ، سات منٹ کے بعد یہ آفتاب علم بھی بریلی شریف میں ہی غروب ہوگیا۔ سورج غروب ہونے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ فنا ہوگیا۔ غروب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سورج ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا پھر وہ اپنی روشنی بکھیرتا ہے۔ علامہ

ازہری صاحب علیہ الرحمہ بھی خانوادۂ رضویہ کا ایک آفتاب ہونے کی حیثیت سے ہماری نگاہوں سے صرف اوجھل ہوئے ہیں مگر اُن کے فتاوی اور تصانیف سے دنیا متمتع اور فیض یاب ہوتی رہے گی۔

۱۲۲۴ھ حضرت علامہ رضا علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سنہ ولادت ہے آپ نے شروع سے ہی گھر میں علمی ماحول پایا، اس لیے اندازہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ ۱۲۴۴ھ تک آپ علوم متداولہ سے فارغ ہو چکے ہوں گے اور شہر بریلی واطراف میں آپ کا علمی سکّہ جاری ہو چکا ہوگا، پھر آفتاب علم کی حیثیت سے آپ افق ہند پر نمودار ہوئے۔ یہ اس خانوادہ کی علمی حکمرانی کا عہد آغاز تھا، یا کہہ لیجیے کہ خانوادۂ رضویہ کی علمی حکم رانی کی ابتدا تھی، ۱۲۴۴ھ سے ۱۳۴۴ھ تک سو سال ہوئے اور ۱۴۴۴ھ تک دو سو سال۔ ۱۴۴۴ھ میں پانچ سال کا عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ اس حیثیت سے دیکھا جائے تو اس خاندان نے تقریباً ہندوستان میں دو صدی تک علمی حکومت قائم کی اور اپنا سکّہ چلایا۔

اللہ تعالیٰ اس خانوادے پر اپنی رحمت کاملہ نازل فرمائے، قوم کو اُن کے اَمثال عطا فرمائے اور کوئی مرجع عطا فرمائے جس کی طرف رجوع کر کے جماعت اہل سنت اپنی سالمیت کو برقرار رکھ سکے۔ دعا ہے کہ خدائے قدوس حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو اپنے جوارِ رحمت میں خاص مقام عطا فرمائے، انھیں اپنے رضوان وغفران کی بارشوں سے سیراب کرے اور ان کے جملہ پس ماندگان کو بالخصوص اور اہل عقیدت کو بالعموم صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین یاربّ العٰلمین۔

إنّ للہ مَا أَخَذَ وَ أَعطیٰ وَ کُلُّ شَیءٍ عِندَہٗ إلیٰ أَجَلٍ مُسَمًّی۔

الٰہی خیر گردانی۔ بحقّ شاہِ جیلانی

خطاب حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی دام ظلہ العالی

بموقع: آغازِ درس بخاری، جامعہ ایوب، پرا کنک، ضلع کشی نگر (یوپی) **تاریخ:** ۱۳/ ذو القعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۶/ جولائی بروز جمعرات بعد نماز عشا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موقع کی مناسبت سے تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ کا بھی کچھ ذکر خیر ہونا چاہیے۔ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے جید عالم، محدث، بہترین فقیہ، عمدہ متکلم اور اچھے قاری اور بھی کئی خوبیوں کے مالک تھے۔ ایک بار میں ان کی خدمت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوا، دیکھا کہ وہ بہت مصروف ہیں اور ان کے ساتھ ان کے صاحب زادے کے داماد مولانا عاشق حسین مصباحی بھی مصروف تھے۔

گفتگو کے دوران میں نے پوچھ لیا کہ حضرت ہم سمجھ نہیں سکے، مولانا کچھ بولتے تھے تو آپ کچھ پڑھتے تھے، کیا بات ہے؟ تو فرمایا کہ ''میں نے حفظ قرآن نہیں کیا تھا، دل میں جذبۂ شوق پیدا ہوا کہ یہ فضیلت بھی حاصل کرلوں۔ آنکھوں سے معذور ہو چکا ہوں تو مولانا کا تعاون لیا۔ یہ قرآن پاک پڑھتے ہیں اور میں اس کو حفظ کرتا ہوں۔ سولہ پارے تک حفظ کر چکا ہوں۔'' اس کے بعد ایک لمبا زمانہ گزر ا ہے، امید ہے کہ انھوں نے حفظ قرآن بھی مکمل کرلیا ہوگا۔

جامع ازہر مصر سے فارغ ہوکر جب ۱۳۸۶ھ میں اپنے وطن تشریف لائے تو بہت دنوں تک آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے قائم کردہ دارالعلوم ''منظر اسلام'' میں مدرس کی حیثیت سے خدمت دین انجام دی، فتویٰ نویسی بھی کی پھر رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع ہوا تو اکثر و بیشتر آپ خلق خدا کی ہدایت کے لیے ہند و بیرونِ ہند سفر میں رہنے لگے۔ ان سب کے باوجود تدریس سے ان کا سلسلہ بالکل منقطع نہ ہوا۔

ایک بار میں ان کی بارگاہ میں ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ اجازت چاہی، دیکھا کہ بہت سے لوگ بیرونی کمرے میں بیٹھے ہوئے ہیں کوئی صبح کو آیا ہے، کوئی نو بجے، کوئی دس بجے۔ میں غالباً گیارہ بجے کے قریب حاضر ہوا تھا۔ سب انتظار میں تھے کہ حضرت باہر نکلیں گے تو زیارت ہو جائے گی، مجھے فوراً باریابی کے لیے اجازت مل گئی، میں حاضر ہوا تو وہاں کا عجیب منظر دیکھا، ان کا گھر مدرسہ بنا ہوا تھا، منظر اسلام کے طلبہ وہاں موجود تھے اور غالباً اُن کے سوا کچھ اور بھی لوگ تھے اور حضرت تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو درس بخاری دے رہے تھے، حضرت نے چاہا کہ اپنے نو وارد مہمان سے کچھ گفتگو کریں۔ میں نے عرض کی: حضور! پہلے درس مکمل ہو جائے۔ حضرت نے درس مکمل کیا، آپ کے درس کی یہ شان تھی کہ گفتگو مختصر، واضح اور عام فہم تھی۔

اگر چہ ان کی زندگی کا ایک بڑا حصہ خلق خدا کی رشد و ہدایت اور بیعت و ارادت میں گزرا پھر بھی جب کبھی ان کو موقع مل جاتا تو طلبہ کو، درس بخاری دیا کرتے۔ یہ جو صحیح البخاری آپ کے سامنے موجود ہے اس پر بھی حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت ہی

وہ تحریری اور تصنیفی کام کیا ہے۔ بخاری شریف پر آپ نے تعلیق لکھی ہے جس کے ذریعہ بہت سی حدیثوں کی توضیح وتشریح کی ہے۔ بعض حدیثوں پر تو انھوں نے بہت تفصیلی کلام کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے کئی رسالے جو اردو زبان میں تھے انھوں نے عربی زبان میں ان کا ترجمہ کرکے اپنی تعلیق میں شامل فرما دیا ہے۔ اس تعلیق کا نام ہے "تعلیقات زاہرہ" جو مجلس برکات جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے صحیح البخاری کے اخیر میں چھپی ہوئی ہے۔

اس حیثیت سے دیکھا جائے تو حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ عالم بخاری بھی ہیں، معلم بخاری بھی ہیں اور محشیِ بخاری بھی۔
اللہ تعالیٰ نے بڑا عظیم منصب عطا فرمایا، وقت میں گنجائش نہیں کہ میں آپ کی شخصیت پر تفصیلی گفتگو کروں اس لیے صحیح البخاری کی ایک حدیث مع تشریح سنا کر اپنی گفتگو ختم کردوں گا۔

صحابی رسول حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فقیہ بھی ہیں، مجتہد بھی ہیں اور صحابی رسول بھی، انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جس علم اور ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اُس علم وہدایت کی مثال اس بارشِ رحمت کی طرح ہے جو جھوم جھوم کر کثرت وفراوانی کے ساتھ خوب برسی یعنی موسلا دھار بارشِ رحمت ہوئی۔

تین طرح کی زمینوں پر وہ بارشِ رحمت نازل ہوئی، ایک تو زرخیز زمین پر نازل ہوئی تو اُس زمین نے سارا پانی اپنے اندر جذب کرلیا، جس سے پودوں کو حیات ملی، پودے اُگے، درخت لہلہائے اور زمین سبزہ زار ہوگئی۔ وہی بارشِ رحمت اسی کثرت اور فراوانی کے ساتھ ایک دوسری زمین پر برسی وہ زرخیز تو نہیں تھی مگر اُس نے بارش کو اپنے نشیبی مقامات میں روک لیا جیسے، نالے، تالاب وغیرہ۔ وہاں وہ پانی جمع ہوگیا وہاں اس سے پودے تو نہیں اُگے، زمین سبزہ زار تو نہیں ہوئی کیوں کہ وہ زرخیز نہیں تھی مگر زمین نے اپنا سینہ کھول دیا اور سارے یا زیادہ تر پانی کو جمع کرلیا تو لوگوں نے اس پانی سے غسل کیا، جانوروں کو پلایا اور اپنے کھیتوں کی سینچائی کی تو اس سے بھی فائدہ حاصل ہوا۔

وہی بارش رحمت اسی کثرت اور فراوانی کے ساتھ ایک اور زمین پر برسی مگر اتفاق سے وہ زمین چٹیل اور پتھریلی تھی۔ بارش رحمت تو خوب ہوئی مگر ایک قطرہ بھی اس زمین نے اپنے سینے میں جذب نہیں کیا، نہ کہیں اسے جمع کیا۔ بارش ہوتی رہی اور پانی اس پتھریلی زمین سے بَہ بَہ کر کہیں اور جاتا رہا۔ اس زمین نے نہ تو اپنے سینے کے اندر پانی کو جذب کیا، نہ کہیں جمع کیا، نہ اس سے جانوروں نے فائدہ اٹھایا، نہ کھیتیاں سیراب ہوئیں، نہ اس سے انسانوں کو فائدہ ہوا تو وہ زمین بالکل بے نفع ہوگئی۔

حضور سید انور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جس علم اور ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے اس کی صفت اور مثال اُس بارش رحمت کی سی ہے جو جھوم جھوم کر زمینوں پر برستی رہی کیوں کہ یہ علم زرخیز سینوں کے پاس پہنچا تو اُن سینوں نے اسے قبول کیا، اپنے سینوں کے اندر اس علم نبوی کو محفوظ کیا اور اس کے بعد اس سے روشنی حاصل کر کے کتابیں لکھیں، احادیث کی شرحیں لکھیں، طلبہ کو پڑھایا، بے شمار طلبہ فارغ ہوئے۔

کچھ ایسے سینوں پر بھی اس علم ہدایت اور علم نبوی کی بارش ہوئی جن میں اس قدر قابلیت نہ تھی، تاہم انھوں نے علوم نبوی کو محفوظ کرلیا مگر یہ اس سے احکام نہیں نکال سکتے تھے، احکام نہیں ثابت کرسکتے تھے، ان کی شرحیں نہیں لکھ سکتے تھے اور انھوں نے درس نہیں دیا، شاگرد پیدا نہیں کیے، مگر لوگ ان کے پاس آتے تھے، اور یہ علم کی باتیں روایت کردیتے تھے تو اُن کی روایت سے بھی خلق خدا کو بہت فائدہ پہنچا، اگرچہ ان کے سبزہ زارِ علم سے یہ زمین علم لہلہائی نہیں مگر پھر بھی فائدہ تو ہوا۔

تیسرے وہ لوگ ہیں جن کے سامنے حدیثیں پڑھی گئیں، علم کی باتیں کی گئیں مگر انھوں نے نہ تو اپنے سینوں میں محفوظ کیا، نہ دوسروں تک پہنچایا۔ ان کی مثال اس چٹیل اور پتھریلی زمین کی طرح ہے۔

تو جن علما نے اپنے سینے کے اندر انوارِ علم وہدایت کو جذب کیا، درس وتدریس کے ذریعہ بے شمار علما پیدا کیے۔ شرحیں لکھ کر اپنے بعد والے لوگوں کو بھی فائدہ حاصل کرنے کا موقع فراہم کردیا، ان کی مثال اس زرخیز زمین کی سی ہے جہاں بارش رحمت خوب برسی، اس زمین نے اپنے کو بھی سیراب کیا اور دوسروں کو بھی۔

میں اِس حدیث بخاری کی روشنی میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علما کی قسم اول سے ہیں۔ خدائے پاک ان کے مرقد کو اپنے انوارِ رحمت سے منور فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل واجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آمین

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھی جانے والے میں

OOO

باب پنجم

استقامت شناسی

دینی حمیت، اسلامی غیرت، اتباع سنت، کرداری عزیمت اور مسلکی تصلب

زندگی کا لمحہ لمحہ سنتوں کا آئینہ
کیسے پابند شریعت ازہری سرکار تھے

''آپ نے پوری دیانت داری کے ساتھ بغیر کسی غلط تاویل کے، اسلامی احکام کی تبلیغ فرمائی اور آخری دم تک اُسی طریقہ پر قائم رہے اور جو، احکام دوسروں کو بتایا، خود بھی اُن پر پورے طور پر عمل پیرا رہے بلکہ اور آگے بڑھ کر رخصت کی بجائے عزیمت کے افضل طریقے کو اپنی زندگی کا لازم العمل دستور بنالیا تھا۔''

جھک گئی جس کے تصلب پر جبین عالم
کر کے تعمیر، اصولوں کی وہ محراب گیا

ooo

عزیمت پر عمل اور حق گوئی و بے باکی

محمد افتخار احمد رضوی مصباحی★

عزیمت سے مراد وہ احکام ہیں جو ہم پر ابتدائی یعنی عوارض کی طرف نظر کیے بغیر فی نفسہ لازم ہیں جیسے بیماری، سفر (وغیرہ) دیگر عوارض سے قطع نظر مطلقاً روزہ رکھنے کا حکم عزیمت ہے۔

مکلفین میں کسی عذر کے پائے جانے کی وجہ سے مشکل کام کو آسانی کی طرف پھیر دینا رخصت ہے۔ مثلاً رمضان المبارک کے مہینے میں کوئی بیمار یا مسافر ہو تو اسے اس بات کی رخصت ہے کہ ابھی روزے ترک کردے اور بعد میں رکھ لے۔

عذر کی وجہ سے رخصت کے باوجود بہت سی صورتوں میں عزیمت پر عمل کرنا ہی افضل ہے اور اللہ عزوجل کے بندوں میں کچھ نیک بندے ایسے بھی ہیں جو معذوری و مسافری جیسے دوسرے مشکل حالات میں بھی افضل طریقہ یعنی عزیمت پر عمل کرتے ہیں۔

علمائے اور مجتہدین خود تو عزیمت پر عمل کرتے ہیں اور حدیث پاک یسروا ولا تعسروا۔ (بخاری ومسلم) (آسانی پیدا کرو اور دشواری میں نہ ڈالو) کے مطابق عوام کو رخصت کا راستہ ہی بتاتے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''مجتہد کے اجتہاد میں کسی فعل کا جواز آنا اور بات، اور خود اس کا مرتکب ہونا اور بات، یہ اساطینِ دینِ الٰہی بار بار عوام کے لیے رخصت بتاتے اور خود عزیمت پر عمل کرتے۔ سیدنا امام اعظم امام الائمہ سراج الامہ کاشف الغمہ مالک الازمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نبیذ کو دیانۃً حرام نہیں کہتا لیکن مروۃً اسے پیتا نہیں ہوں۔'' (ترجمہ) ان کے شاگرد کے شاگرد محمد بن مقاتل رازی کہتے ہیں:

''اگر تمام دنیا مجھے دے دی جائے تو میں نشہ آور چیز یعنی تمر اور زبیب کا نبیذ نہ پیوں گا، اور اگر مجھے تمام دنیا عطا کردی جائے تو میں اس کے حرام ہونے کا فتویٰ نہیں دے سکتا۔ امام بخاری نے خلاصہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔''

(ترجمہ، فتاویٰ رضویہ مترجم۔ ج: ۱۰/ص: ۱۹۷)

لیکن آج کے دنیاداری اور مادہ پرستی کے گئے گذرے ماحول میں جب کہ ہر خاص و عام دنیوی مفاد، مال ومتاع، عیش پرستی وتن آسانی، نام نمود، جاہ وحشمت اور عزت وشہرت کے حصول کے لیے کوشاں ہیں اور ان مفادات کے لیے کچھ بھی کرنے کو ہمہ وقت تیار رہتے ہیں بلکہ سب کچھ کر گذرتے ہیں، ہر رکاوٹ کا سامنا کرتے ہیں اور دور کر کے آگے ہی بڑھتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ اگر اسلامی اصول وضوابط بھی آڑے آئیں تو کھلا دنیادار تو ان کو صاف پھلانگ جاتا ہے، لیکن اپنے آپ کو سب سے بڑے دین دار کہلانے والے حضرات بھی ان حدود وقیود کے پاس اپنے قدم نہیں روکتے بلکہ حدیثِ پاک یسروا ولا تعسروا۔ کا سہارا لے کر اسلامی اصول وضوابط کی خود اپنے مفادات کے مناسب غلط تاویل وتوضیح کر کے ان اصول وضوابط کو کنارے میں کر دیتے ہیں اور آگے بڑھ کر اپنے مفادات کو بہر حال حاصل کر لیتے ہیں۔ سوائے علمائے مخلصین و خاشعین کے جو اپنے مفادات کے لیے نہیں بلکہ عوام کے لیے رخصت کا راستہ بیان کرتے ہیں۔

آئے دن ایسے افراد کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے جو اپنے ہر مقصد اور اپنی ہر چیز کے لیے کوئی نہ کوئی بات اور من گڑھت دلیل بنا لیتے ہیں اور رہی سہی کسر شریعت کے مخالف، طریقت کے مدعی پیروں فقیروں نے پوری کردی۔ شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے بہت اچھی بات کہی تھی۔ رع

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

حالانکہ اسلام کو اس طرح سمجھنا جس طرح رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سمجھایا، اور صحابہ کرام وتابعین عظام نے سمجھا بہت ضروری ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم به فقد اهتدوا۔

(البقرہ، آیت: ۱۳۷) پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پا گئے۔

اپنی عقل وفہم اور لغات کا سہارا لے کر دین کو اپنی مرضی اور اپنے مفادات کے مطابق سمجھنا گمراہی ہے۔قرآن مجید میں "اصحاب سبت" کا قصہ موجود ہے، یہ وہ قوم تھی جو اللہ تعالیٰ سے حیلے بہانے کرتی تھی، اس کے سبب ان پر جو عذاب نازل ہوا، وہ بلاشبہ آج کی امت کے لیے سبق کی حیثیت رکھتا ہے۔قرآن مجید میں ہے:

ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خسئین۔ (البقرہ۔آیت: ۶۵)

بے شک ضرور تمہیں معلوم ہے تم میں کے وہ جنہوں نے ہفتہ میں سرکشی کی تو ہم نے ان سے فرمایا کہ ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے۔

مذکورہ بالا مادہ پرستی کے ماحول میں جب کہ شرعی اصول وضوابط میں من چاہی تاویل وتوضیح کرنے والے حضرات غلط تاویل کے ذریعے شرعی احکام کی اصلی صورت کو مسخ کرنے میں مصروف ہیں ، یہاں تک کہ ان کی تاویل نے مسلّم کفریات کو ایمان اور بہت سے اہم وضروری عقائد کو غیر ضروری قرار دے دیا ہے۔

ان جیسی غلط تاویل وتوضیح کے طوفان اور سیلاب کو روکنے والا سب سے بڑا "بند" پیر ومرشد فخر ازہر، فخر اہل سنت وجماعت، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات بابرکات وبارعب تھی۔آپ نے غلط تاویل کرنے والوں کی سخت گرفت فرمائی اور آپ کی حق گو، بے باک اور بارعب شخصیت نے بھی انہیں خوب خوف زدہ اور محبوس ومقید رکھا تھا۔

آپ نے پوری دیانت داری کے ساتھ بغیر کسی غلط تاویل کے اسلامی احکام کی تبلیغ فرمائی اور آخری دم تک اسی طریقہ پر قائم رہے اور جو، احکام دوسروں کو بتائے خود بھی ان پر پورے طور پر عمل پیرا رہے بلکہ اور آگے بڑھ کر رخصت کی بجائے عزیمت کے افضل طریقے کو اپنی زندگی کا لازمُ العمل دستور بنالیا تھا۔

بہار، پورنیہ، بائسی۔کے ایک گاؤں جھواں ٹولی کی بات ہے، میرے بچپن کا زمانہ تھا، حضرت تاج الشریعہ کو بیعت وارشاد کی غرض سے محمد قاسم نامی ایک شخص کے گھر تشریف لانا تھا، قاسم کے کئی گھر تھے، مرد حضرات برآمدے اور آنگن میں بیٹھے تھے، لیکن محلہ کی تمام عورتوں کو پہلے ہی گھر کے اندر داخل کروا دیا گیا تھا، اس کے باوجود جب تاج الشریعہ کی آمد ہوئی تھی تو گھر کے باہر سے تاج الشریعہ کی نشست گاہ تک کپڑوں کی اونچی دیواروں کی گلی بنائی گئی تھی، جس گلی کے لیے بہت سے حضرات کپڑوں کی دیوار بنائے کھمبوں کی طرح کھڑے تھے، تاکہ تاج الشریعہ پر کسی عورت کی نگاہ نہ پڑ سکے۔وہ منظر آج بھی میری نگاہوں میں ہے اور یقیناً تاج الشریعہ کے حکم ہی سے ایسا کیا گیا ہوگا۔

علم وہنر، فقہ وفن، شریعت وطریقت، تصوف وروحانیت، عمل واستقامت اور تقویٰ وطہارت کا وہ بحرِ بیکراں ہماری طرف سے اپنا رخ موڑ کر آخر ہمیں داغِ مفارقت دے گیا، حالانکہ ہمیں ان کی بہت سخت ضرورت تھی اور بحر وبر سب ان سے فیضیاب ہو رہے تھے لیکن مرضیِ مولیٰ از ہمہ اَولیٰ۔

تاج الشریعہ رب کے محبوب تھے اور مخلوقِ خدا کی ضرورت تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دی تھی، حیات میں مقبولیت تو دکھتی ہی تھی، لیکن وصال کے بعد حد ہو گئی، جنازے میں مخلوقِ خدا کی جو بھیڑ جمع ہوئی تھی اس کی مثال کم سے کم برصغیر کی تاریخ میں تو نہیں ملتی ہے۔دنیا بھر کے احباب کے علاوہ ملکِ ہندوستان کا کوئی گاؤں، کوئی شہر، کوئی قصبہ، اور کوئی قریہ ایسا نہیں تھا جہاں سے مریدین ومعتقدین کثیر تعداد میں بریلی شریف نہ پہنچے ہوں اور مجموعی تعداد کا شمار تو محالات میں سے تھا۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ تاج الشریعہ کے خاندان والوں اور تمام اہل سنت وجماعت کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور فخر ازہر کو جنت میں اعلیٰ مقام اور اہلِ سنت وجماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

☆☆☆

☆ خادم: افتاو تدریس دار العلوم شاہِ عالم احمد آباد گجرات
(وطن سگوا مہانند پور عرف جھواں ٹولی، پوسٹ پرانا گنج، تھانا بائسی، ضلع پورنیہ۔بہار)

تاج الشریعہ کا تقویٰ واتباع سنت

محمد اصغر علی مصباحی★

جوانسان پاکیزہ ماحول میں آنکھ کھولے گا، اس کے اندر ہی پاکیزگی وطہارت موجود ہوگی۔ یوں تو دنیا میں بہت سے لوگ بہت مشہور ومعروف ہوتے ہیں اور لوگوں کی شہرت ومقبولیت کے عوامل واسباب بھی مختلف ہوتے ہیں کہ ان کی ذات میں نمایاں کمالات اور خوبیاں ہوتی ہیں، اور وہ اپنی کمالات اور خوبیوں کی وجہ سے لوگوں میں مقبول ہوتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی ذات میں کوئی کمال اور خوبی نہیں ہوتی ہاں ان کے خاندان میں قابلیت وصلاحیت ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کا خاندان مقبول ہوتا ہے اور شہرت کے بام عروج تک پہنچتا ہے تو وہ اپنے خاندان کی قابلیت ومقبولیت کا رعب جما کر خود بھی مقبول ہونے کا خواب دیکھتے ہیں اور اپنی مقبولیت وشہریت کے لئے طرح طرح کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جن کا خاندان بھی باکمال ہوتا ہے اور خود اس کے اندر بھی بے حساب فضائل و کمالات ہوتی ہیں اس بنا پر وہ مقبول ومشہور ہوتے ہیں۔

اس زاویہ سے جب ہم حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ آخر الذکر کر لوگوں میں نظر آتے ہیں کیونکہ جس طرح ہر زمانے میں آپ کا خاندان علم وعرفان، زہد وتقوی، خلوص ومحبت، حق گوئی وبیباکی، میں ممتاز رہا ہے آپ بھی اپنے زمانہ میں ان چیزوں میں ممتاز رہے ہیں۔

یہ اسباب تو دنیاوی مقبولیت وشہرت کے ہیں لیکن بارگاہ خداوندی میں جو چیز قابل تکریم ہے وہ انسان کا تقوی ہے ارشاد خداوندی ہے: ان اکرمکم اللہ عنداللہ اتقکم بارگاہ الٰہی میں وہی معزز ومکرم ہے جس میں تقویٰ وپرہیزگاری ہے۔ جس میں جتنا زیادہ تقویٰ ہوگا، اس کا مقام رب کی بارگاہ میں اتنا بلند وبالا ہوگا اور وہ بارگاہ الٰہی کا اتنا ہی مقبول ومحبوب بندہ ہوگا۔ وہ جب رب کا محبوب ہوجاتا ہے تو اللہ زمین وآسمان والوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتا ہے پھر سارے لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اس کا نام مشہور ومقبول ہوجاتا ہے۔

جب بارگاہ خداوندی میں مقبولیت کا دارومدار زہد وتقوی پر ہے تو آیئے حضرت تاج الشریعہ کا زہد وتقویٰ دیکھیے کہ آپ کی ذات میں تقویٰ کہاں کہاں دکھائی دیتا ہے۔ آپ اس عظیم شخصیت کے جانشین ہیں جن کے زہد وتقویٰ اور اتباع شریعت وعمل بالسنۃ کے حوالے سے دنیائے سنیت کے ایک عظیم عالم شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب مدّ ظلہ العالی فرماتے ہیں کہ جس طرح بخاری مسلم کا پڑھنے والا ایقان وادغان کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ میں نے حضور کی حدیث پڑھی ہے ایسے ہی حضرت مفتیٔ اعظم کا زہد وتقویٰ اور اتباع سنت کا دیکھنے کے بعد یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ میں حضور کی حدیث کی عملی تفسیر حضرت مفتیٔ اعظم میں دیکھتا ہوں۔ سرکار تاج الشریعہ حضرت مفتیٔ اعظم ہند کی صحبت پاکر زہد و تقویٰ کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے آپ کا کوئی قدم خلاف شرع وسنت دکھائی نہیں دیتا۔

آپ کے تقویٰ کے حوالے سے مولانا شہاب الدین صاحب تحریر کرتے ہیں، کہ آج کل پیر، فقیر، عالموں عاملوں، کے ارد گرد عورتوں کا ہجوم لگا رہنا عام سی بات ہے مگر حضرت تاج الشریعہ کا تقویٰ ہرگز اس کو برداشت نہیں کرتا۔ ۱۴۰۷ھ کی بات ہے کہ زنان خانہ میں عورتیں زیارت و بیعت کے لئے حاضر ہوئیں۔ جب آپ زنان خانہ میں تشریف فرما ہوئے تو چند عورتوں کے نقاب الٹے اور منہ کھلے ہوئے تھے۔ آپ نے فوراً اپنی آنکھیں دوسری

جانب پھیر لیں اور فرمایا "پردہ کرو بے حجابانہ گھومنا پھرنا سخت منع ہے نقاب ڈالو۔" لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

سب عورتوں نے نقاب ڈالنے کا اہتمام کیا پھر بیعت فرمایا۔

یہ ہے حضرت تاج الشریعہ کا زہد وتقویٰ کہ ایک لمحہ بھی بے پردہ رہنا گوارہ نہ فرمایا۔ اہتمام نماز کے حوالے سے مولانا شہاب الدین لکھتے ہیں کہ سفر چاہے جیسا ہو، ہوائی جہاز سے ہو چاہے ٹرین یا گاڑی سے نماز کا وقت ہوتے ہی نماز کی ادائیگی کے لئے بے چین و مضطرب ہوجاتے۔ اکثر فقیر کو حکم فرماتے مصلیٰ بچھاؤ نماز ادا کروں گا اور آپ ہر جگہ نماز وقت پر ادا فرماتے۔ میں نے پندرہ سال تک حضرت کے ساتھ پورے ملک کا سفر کیا مگر نماز حضرت کی کوئی قضا نہ ہوتے دیکھا۔ یہ ہے حضرت تاج الشریعہ کا اہتمام نماز۔

اللہ ہم سب کو سرکار تاج الشریعہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت تاج الشریعہ کے زہد وتقویٰ کے حوالے سے حضرت علامہ سید فخر الدین اشرفی مدظلہ العالی صاحب سجادہ آستانہ مخدوم سمنان کچھوچھہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ تاج الشریعہ مالدہ کلیا چک جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کو قضا کے حاجت درپیش ہوئی آپ نے گھر والوں سے انتظام کرنے کو فرمایا۔ گھر والوں نے ایک استنجا خانہ کو صاف ستھرا کرکے آپ کی بارگاہ میں عرض کی حضرت تشریف لے چلیں۔ حضرت جب استنجا خانہ میں تشریف لے گئے تو اتفاق سے استنجا خانہ کی چھت کھلی تھی آپ باہر نکل آئے اور فرمایا کھلی چھت کو کسی چیز سے ڈھانپ دیا جائے۔ جب اس کو چھتری سے چھپایا گیا تو آپ نے اپنی ضرورت پوری فرمائی۔

حضرت تاج الشریعہ کے اس عمل سے ہر کوئی اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ زہد وتقویٰ کی کس بلندی پر فائز تھے۔ جس انسان کا تقویٰ کھلی فضا میں قضائے حاجت سے روک دے وہ انسان فرائض و واجبات اور دیگر احکام شرع کی پاسداری کتنا فرماتا ہوگا، ہر کوئی اندازہ لگا سکتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یوں ہی لوگوں کے دلوں میں حضرت کی محبت نہیں ڈالی ہے بلکہ آپ نے احکام خدا و فرمان مصطفی ﷺ کے مطابق زندگی کا ایک ایک لمحہ گزارا ہے تب یہ مقام و مرتبہ ملا ہے۔ آپ کے زہد وتقویٰ کے حوالے سے اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں جن کو اکٹھا کیا جائے تو خود ایک مستقل کتاب بن جائے بس ایک واقعہ اور ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا الیاس فیضی صاحب جن کا شمار ہندوستان کے بڑے بڑے نقباء میں ہوتا ہے وہ حضرت تاج الشریعہ کے تقویٰ کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ مفتی عابد حسین نوری مصباحی صاحب نے اپنے ایک مقالہ میں درج فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت تاج الشریعہ ٹرین میں سفر کررہے تھے اتفاق سے فقیر بھی شریک ہوگیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت تاج الشریعہ کی جس جگہ سیٹ تھی اس کے قریب میں ایک سیٹ پر ایک عورت نیم برہنہ لباس میں ملبوس بیٹھی تھی حضرت نے دیکھتے ہی فرمایا میری سیٹ اور اس کی سیٹ کے درمیان پردہ کا انتظام کیا جائے۔ کسی طرح چادر لگا کر پردہ کیا گیا تب حضرت تشریف فرما ہوئے۔ عورت نے جب یہ منظر دیکھا تو خود اپنے آپ میں شرمندہ ہوئی اور وہاں سے ہٹ کر دوسری سیٹ پر جانے میں اپنی عافیت سمجھی۔

مختصر یہ کہ حضرت تاج الشریعہ کی ذات جس طرح علمی اعتبار سے بلند و بالا تھی ویسے ہی آپ کی ذات روحانیت میں بھی بے مثال تھی۔ آپ شریعت وطریقت دونوں کے جامع تھے آپ کے جانے سے علمی وروحانی دنیا میں عظیم خلا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کا روحانی سایہ جماعت اہل سنت پر تا قیامت قائم رہے۔ آمین

ooo

☆ خادم دارالعلوم مجاہد ملت دھام نگر شریف، اڑیسہ

میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں؟

محمد علاؤ الدین رضوی قادری★

حضرت ازہری میاں زید مجدہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، ہمہ رنگ شخصیت کے حامل، علوم فنون کے ماہر تھے، اسلامیات کے حوالے سے درسی غیر درسی ہر فن پر آپ یکساں عبور رکھتے تھے، زبان وبیان پر گہری گرفت تھی، لسانیات میں عربی، فارسی، اردو، ہندی، انگریزی (سنسکرت بھی) جیسے ان کی مادری زبان ہوں، بے جھجک ان زبانوں میں آپ ہر کسی سے اپنا مدعا بڑی آسانی کے ساتھ رکھ دیا کرتے۔ عربی زبان وادب پر قدرت اس طور پر تھی کہ آپ جہاں برجستہ عربی زبان بولتے، وہیں آپ فصیح وبلیغ عربی قوائد وضوابط کے اعتبار سے کسی بھی موضوع پر سیر حاصل تحریر فرمالیا کرتے تھے، جس کی مثال آپ کی وہ عربی کتابیں ہیں جنھیں آپ کی علمی یادگار کے طور پر زمانہ نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے پاس محفوظ کر رکھا ہے۔

آپ نہایت متبع سنت اور متقی تھے، کثیر المطالعہ ہونے کے ساتھ قوی الحافظہ بھی تھے، بے شمار احادیث مبارکہ آپ کو زبانی یاد تھیں۔ یہ بات صادقین کی زبان سننے میں آتی رہتی تھی کہ آپ جب اپنی قیام گاہ پر کسی حدیث کو پڑھتے تو اس کی تفہیم اس قدر کرتے جیسے بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں باادب بیٹھے ہوں اور پھر حدیث سنا رہے ہوں، زبان لڑکھڑاتی پھر رونے لگتے، عشق رسول کا آپ کی طبیعت پر ایسا غلبہ ہوتا کہ قلب پر رقت طاری ہوجاتی، آنکھیں ساون بھادوں کی طرح مشکبار ہو جاتیں، احادیث اور ان کے رجال پر اس قدر گرفت تھی کہ مشکل سے مشکل سند کو بھی بڑی آسانی کے ساتھ باحوالہ بیان فرمالیا کرتے۔

جہاں رہے خوش اور مرجع خلائق رہے، فقر ودرویشی وراثت میں ملی تھی کہ سب کچھ ہوتے ہوئے عجز وانکساری کا کوہ ہمالہ تھے۔ کبھی کسی فقہی مسئلہ میں کوئی ایک موقف اختیار کر لیتے تو پھر اس سے رجوع ناممکن ہی رہا، چونکہ کسی مسئلہ کو لکھنے سے پہلے خوب غور وخوض کرتے پھر قلم بند فرماتے، اس لیے رجوع کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی، اس حوالے سے بہت سے فقہی مسئلے ہیں جیسے لاؤڈ اسپیکر پر عدم جواز سے متعلق تصویر کشی، ٹیلی ویژن کا گھر میں رکھنا، خواہ اس پر مذہبی پروگرام ہی کیوں نہ دیکھے جائیں آپ نے سختی سے منع فرمایا کہ یہ ایک بہانہ ہے۔ اس پروگرام کی آڑ میں کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان اپنی طرف مائل کر لے اور بجائے دینی مذہبی پروگرام دیکھنے کے گھر کے افراد فلم ودیگر خرافات دیکھنے کے عادی نہ ہوجائیں۔ اسی نکتہ نظر کی بنیاد پر آپ نے مطلقاً ٹلی ویژن کا گھر میں رکھنا ہی ناجائز وحرام قرار دیا۔ اس پر آپ اپنی پوری زندگی سختی کے ساتھ قائم بھی رہے۔ زمانے کے جید سے جید علماء ماہرین علوم عقلیہ ونقلیہ اپنی دلائل دیتے رہے، مگر آپ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

آخری دم تک ایسے بہت سے مسئلے میں اپنی ہی جماعت کے علماء سے آپ کا فقہی، جزوی اختلاف رہا مگر کچھ ناعاقبت اندیشوں نے ان مسائل اور اختلاف کو لے کر تنازع کی صورت بھی پیدا کیں، آپسی انتشار وافتراق میں مبتلا رہے، مگر حضرت ازہری میاں نے اپنے موقف کی تائید میں کسی فریق مخالف کے لیے کبھی بھی کسی صورت میں نازیبا کلمات کا استعمال نہیں کیا، اسے اپنی ذاتی دشمنی کی بنیاد نہیں بننے دیا۔ آپ کی دوستی اور دشمنی کی بنیاد حب رسول اور بغض رسول کے میزان پر قائم رہا۔ جو رسول ﷺ کی غلامی پر نازاں ہوئے وہ آپ کے حبیب ومحبوب اور جسے حضور اکرم ﷺ سے عداوت ونفرت ہوئی اس سے آپ نفرت وبزاری کا اظہار فرمایا کرتے۔ مذہب مخالف اور گستاخ رسول پر بہت خوبصورت طنز سے کام لیتے اور اصلاح کا پہلو بھی رکھتے تھے۔ جیسے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

وہ جنون خلد میں کوؤں کودے بیٹھے دھرم
میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں؟

آپ اپنے تلامذہ مریدین ومتوسلین سے مختلف المراتب کے لحاظ سے شفقت ومحبت کا یکساں سلوک فرمائے، حسن اخلاق، منکسر المزاجی، سنت رسول کی پیروی، مسلک ومذہب پر استقامت، وقت کی پابندی، فرائض وواجبات کی وقت مقررہ پر ادائیگی، عالمانہ، محدثانہ، فقیہانہ

صفات آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری پڑیں تھیں۔

خود نمائی اور نمائش سے کوسوں دور رہتے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ علم حدیث کے طالب علم کا شیوہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ سنجیدہ، بردبار، خدا ترس اور متبع سنت ہو۔اس قول کے آپ مظہر اتم تھے۔علم، تقویٰ، اتباع سنت، اخلاق وسیرت، گفتار وکردار، معاملات و معمولات جس رخ سے انہیں دیکھیں، ہر رخ اپنی مثال آپ ہے۔

اس مرد قلندر نے اپنی حیات مستعار کے آخری سانس تک دین وسنت کی خدمت کیں۔ستائش کی تمنا نہ صلہ کی پرواہ، درہم ودینار کا مطالبہ، نہ نام ونمود کی خوائش محض رضائے الٰہی اور رضائے محبوب کی تمنا لیے دین متین کی خدمت میں اپنی پوری زندگی بسر کردی اور اسی خدمت دین متین کا نتیجہ تھا کہ پوری دنیا نے دیکھ لیا کہ آپ کے جنازہ میں شرکت کے لئے پوری دنیا سے لوگ جوق درجوق حاضر آتے گئے۔

واہ بریلی تمہارا ابھی جواب نہیں! تم نے سب کو اپنے قلب ومحبت میں ایسار چابسالیا کہ ہر ایک کے کھانے، پینے اور رہنے کا انتظام بخوبی فضل الٰہی سے ہوتا چلا گیا اور لوگ بغیر کسی حیرانی پریشانی کے اپنے بریلی کے سر تاج حضرت تاج العلماء تاج الاسلام تاج الشریعہ کا فیضان لیے اپنے گھر بخیر وعافیت واپس لوٹ آئے۔

اے بریلی! تیری عظمت کو سلام، یہاں تک دیکھا گیا کہ لوگ مندروں کے بیرونی حصوں میں بیٹھ کر وضو کرتے نظر آرہے ہیں، اس دن بریلی نے اپنے اور غیر کی دیوار کو پاٹ دیا، لوگوں کو جہاں موقع ملا، قیام کیا، کسی نے کسی کو اُف تک نہیں کہا۔حضرت تاج الشریعہ کی یہ سب مقبولیت کی دلیل نہیں تو پھر کیا ہے!

یہ بات یقینی ہے کہ آپ خاموش طبع اور کم گفتار تھے مگر ہزاروں نہیں لاکھوں کو بولنے کا سلیقہ سیکھا گئے۔خرمن علم سے خوشہ چینی کر کے کوئی مدرس ہوئے کوئی مصنف تو کوئی مناظر تو کوئی اپنے وقت کے جید عالم دین اور خطیب اعظم ہند و پاک کہلائے۔

رقم الحروف کو ایک مرتبہ ابراہم بھائی جان کے یہاں آپ کا قیام تھا میرے رفیق وہمدم حافظ شمس الحق رضوی میرے ساتھ تھے۔بعد نماز عشاء حضرت کھانا تناول فرما کر چہل قدمی کے لئے بالا خانہ سے نیچے اترے تو بہت سے علماء ملاقات کا شوق لیے کھڑے تھے۔ جناب عبدالطیف صاحب نے حضرت سے کہا کہ علماء ملاقات کے خواہاں ہیں۔بس کیا تھا فوراً آپ نے سلام میں سبقت کرتے ہوئے ہم سب سے خیریت معلوم کی اور چونکہ میں سب سے پہلے مصافحہ کے لئے آگے بڑھ کر ہاتھ ملایا، آپ نے فوراً اپنے انگلیوں کی گھائیوں میں میری انگلیاں جکڑلیں اور ساتھ لے کر چل پڑے۔

میں اب تک اس کیفیت کو نہیں بھلا پایا اور شاید پوری زندگی بھلا نہ پاؤں۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے میں نے گلاب کے پتیوں میں اپنا ہاتھ رکھ دیا ہو، یہ کوئی پورے پندرہ منٹ تک حضرت اسی طرح مجھے ہاتھ میں ہاتھ لیے چلتے رہے اور باقی ساتھ کے علماء سے گفتگو فرما رہے تھے، مجھے بارہا حضرت سے ملنے کا موقع فراہم ہوا مگر اس ملاقات کی بات ہی کچھ اور تھی، اس قدر قربت، اس قدر پیار، لب ولہجہ میں اس قدر شائستگی میں نے کبھی کسی عالم دین میں نہ دیکھی تھی۔اللہ اکبر

اللہ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔
آمین بجاہ سید المرسلین

ooo

☆ شہر قاضی وصدر مفتی محکمہ شرعیہ سنی دارالافتاء والقضاء، میرا روڈ ممبئی

مجلس قرآن خوانی وایصال ثواب

خانقاہ سلطانیہ چشتیہ، چشتی نگر، دیانہ رمضان پورہ مالیگاؤں میں آج مورخہ ۲۳؍جولائی بروز دوشنبہ، تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کے لیے سجادہ نشین نبیرۂ شیخ الکبیر شہزادۂ سلطان الاولیاء پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا الشاہ سید محمد فاروق میاں چشتی مصباحی دامت برکاتہم القدسیہ (دیوئی شریف) کی سرپرستی وقیادت میں قرآن خوانی وایصال ثواب کا اہتمام بعد نماز ظہر ہوا۔اس موقع پر خانقاہ عالیہ سلطانیہ چشتیہ سے وابستہ سلسلۂ عالیہ چشتیہ قادریہ کے مریدین ومعتقدین اور شہر عزیز کے لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔ حضرت والا قبلہ دامت برکاتہم نے دعا فرمائی۔ یا اللہ عزوجل! تاج الشریعہ علیہ الرحمہ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرما، اُن کی قبر انور پر صبح قیامت تک انوار کی بارش فرما۔ہم سب کو اُن کا نعم البدل عطا فرما، تمام اہل سنت کو صبر جمیل عطا فرما۔آمین

منجانب: خانقاہ سلطانیہ چشتیہ، چشتی نگر، مالیگاؤں

حضرت ازہری میاں، تاج الشریعہ کیوں؟

محمد ارشد نعیمی قادری ★

اس فرش گیتی پر لاتعداد افراد اپنے وجود کی نمائش کر کے دار البقاء کی طرف کوچ کر گئے مگر ان کا کوئی نام ونشان اس دار الحزن میں باقی نہ رہا مگر جب ہم اوراق کتب کی ورق گردانی کرتے ہیں تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ لم یزل جل مجدہ نے اپنے کارخانہ قدرت سے کچھ ایسے نفوس قدسیہ کو بھی اس دنیا میں بھیجا جن کی چمک دمک سے پوری انسانیت روشن وتابناک ہوگئی۔ ان نفوس قدسیہ کے علم وفضل کا خورشید جہاں جہاں طلوع ہوگیا وہاں ہاں سحر ہوگئی۔ تنہا اُن کی ذات، علم وحکمت، فضل وعزت، اخوت ومروت، خلوص و محبت کا ایسا مہکتا ہوا انقلاب برپا کر گئی جس کے شامیانے تلے لاکھوں لاکھ افراد چین وسکون کی سانس لیتے رہے۔

انہی ذوات قدسیہ میں اک نام نامی اسم گرامی ایسی ذات بابرکات کا بھی آتا ہے جس کو دنیائے سنیت مُظہر شریعت مکسّرِ بدعت، غواص بحار التحقیق، کاشف اسرارِ التدقیق تاج الشریعہ نبیرہ اعلی حضرت الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری رضوی ازہری نوری برکاتی افاض اللہ علینا فیضہ للامتناھی کا بھی ہے جن کی خدمت جلیلہ اوج ثریہ پر کمند ڈالے ہوئے ہے جن کے نورانی عرفانی شاف وشفاف، صاف وصفاف چہرہ پرضیاء کی اک جھلک پانے کے لئے عشاق مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پروانوں کی مانندان کے ارد گرد حلقہ بگوش رہتے تھے جن کا جود ونوال فضل وکمال جاہ وجمال گم گشتہ بادہ ضلالت کے لئے ضیائے صراط ثابت ہوتا تھا۔

جن کی تصنیفات میں جمل تنقیح عاطر وتوضیح ماطر کو دیکھ کر ہندو بیرون ہند کے مفتیان کرام انگشت بدنداں رہ گئے۔ بیشمار علماء و فضلاء جن کے کرم فیض سے خوشہ چیں ہوئے آپ کی زندگی پاک کا ہر لمحہ شجر اسلام کی آبیاری کے لئے وقف نظر آتا ہے ہند بیرون۔ ہند کے بے شمار مفتیان کرام مشائخ عظام علمائے عظام آپ کے خوان علم وفضل سے سیرابی کرتے ہوئے نظر آئے۔ اعلی حضرت کا یہ شہزادہ جدھر بھی قدم رنجہ ہوگیا، ابر کرم وابستگان خدا ہر برسنے لگا۔

آپ نے ہر محاذ، پر احقاق حق ابطال باطل کا سد باب کرنے کے لئے خود کو ڈھال بنایا مگر اسلام وحامیان اسلام کو سکون وچین عطا فرمایا۔ آپ کی زندگی پاک کا وہ دور جس میں مذاہب فاسدہ وعقائد کاسدہ پیش از پیش مجتمع ہوئے اور اسی کے ساتھ فرق ضالہ کا انشعاب بکثرت موجود رہا۔ ایسے پر آشوب ماحول میں آپ کا وجود، ہم سب کے لئے اللہ لم یزل کی طرف سے تحفہ شاداب رہا کہ آپ نے تحریر وتقریر، تصنیف وتالیف، بیعت وارشاد کے ذریعہ مذہب حقہ حق احق کو معاندین ومنکرین پر خوب ظاہر فرما کر اسلامی علم کو سرخروئی عطا فرمائی۔

آپ کے کثیر فضائل محمودہ اوصاف مشہورہ میں جو سب سے اعلی واکرم وصف پاک ہے۔ وہ آپ کا علم وفضل تھا جس کی بدولت آپ حلقہ اہل سنت کے علماء وفضلا پر تفوق وتفضّل حاصل کیے رہے اہل سنن کے لئے آپ کی صحبت ومعیت وایتلاف وموانست کسی لعل و گوہر سے کم نہیں تھی۔ آپ کے نوک کلک سے نکلے ہوئے کواکب حسنہ ایسے جامع ومانع ہوئے کہ جن کو اختلاف امصار تبدل اعصار نہ بدل سکے۔ جب بھی آپ نے شرع مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اپنے قلم کو حرکت دے دی تو آپ کے نوک کلک سے نکلے کوئے کواکب حسنہ ایسے جامع ومانع ثابت ہوئے کہ پھر اس پر تردید وتنکیر کرنا بڑے بڑے علم کے جیالوں کے لئے محال ثابت ہوگیا۔

آپ اپنے جد اعلی سرکار اعلی حضرت ومفتی اعظم عالم اسلام رضی اللہ عنہم و ارضی ورحمنا بہم یوم تعرض الاعمال عرضا کے مسلک پر بحسن خوبی فائز المرام رہے۔ کروڑ سے زائد افراد آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے جو کہ آپ کے صوفی وقت قطب وقت ہونے کا اشارہ کرتے ہیں جس قدر اللہ

لم یزل نے خصائص وافرہ، اوصاف ظاہرہ، علوم باہرہ تاج الشریعہ علیہ رحمتہ خالق بریہ کو عطا فرمائے آپ کے معاصرین اس سے محروم سمجھے گئے۔ تاج الشریعہ ایسے فائق الاقران ہوئے کہ ہند و بیرون ہند میں آپ کے عاشقین و مریدین محبین و متوسلین کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے جو آپ کی بارگاہ خدا اور رسول جلت عظمتہ و صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبولیت کی علامت ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے در دولت پر حاجت مندان عالم اپنے مطالب و مقاصد میں آپ کو اپنا پیشوا سمجھ کر آستان فیض نشان پر سر ارادت دھرتے رہے۔

آپ کا تفقہ فی الدین و خدمت دین متین و عشق سید المرسلین دیکھ کر مفتیان عظام مشائخ کرام نے آپ کو "تاج الشریعہ" کے لقب سے ملقب فرمایا یہاں تک کہ حلقہ اہل سنت میں تاج الشریعہ لقب آپ کا مشہور و معروف ہوگیا اور ازہری میاں کا غلغلہ سمک سے سماک تک جا پہنچا جسے دیکھ کر علمائے اہل سنن عش عش کر اٹھے۔ آئے دن آپ کی زیادت اعزاز و فور امتیاز، منازل بمنازل طے کرتی گئی جس سے خلق خدا مستفید و مستنیر ہوتی رہی ہے۔

فقیر اس لائق نہیں کہ آپ کے فواضل بحار کو دائرہ احصار میں لاسکے جو کچھ بھی بحمدہ تعالیٰ لکھا آپ اس سے لاتعداد اوصاف و خصائل کے بحر عمیق تھے۔ آپ کا فیض حسنہ ملت اسلامیہ کے لئے قالع رنج و محن ساطع شر و فتن ثابت ہوتا رہے گا۔ تاج الشریعہ یقیناً ہم سب کے لئے اللہ حق سبحانہ کی طرف سے اعظم و افضل اتم و اکمل نعمت رہے مگر افسوس ہم کما حقہ اس فیض بحر سے مکمل فیضیاب نہ ہو سکے اور آپ ہم سب کو کرب و اضطراب رنج و محن میں روتا بلکتا چھوڑ کر اس دار فانی سے دار الخلد کی طرف راہی ہوگئے۔

ایسی نعمت عظمیٰ کے لئے ہم سب کو چاہئے کہ آپ کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھ کر آپ کے لئے بارگاہ لم یزل میں دعا بلندی درجات و ایصال خیر و برکات کرتے رہیں تا کہ آپ کے فیوض و برکات ہم سب کے لئے ذریعہ نجات ثابت ہوتے رہیں۔ مولیٰ کریم قادر قیوم اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور قبلہ جان و دل بے لوث آب وگل حضرت غوث اعظم جیلانی قدسنا اللہ بسرہ الکریم و رحمنا بہ یوم لا ولی ولا حمیم کے واسطے ہمارے تاج الشریعہ کے بلندی درجات میں خوب اضافہ فرما اور ہم سب پر آپ کا فیضان گہر بار ابر نیساں کی طرح برساتا رکھ۔ آمین آمین بجاہ النبی الکریم الامین

☆☆☆

فاضل و مفتی جامعہ نعیمیہ مراد آباد (یوپی)

کلکتہ کی سرزمین پر تاج الشریعہ کی یادیں

جامعہ سلیمیہ للبنات کو "جامعہ سلیمیہ انوار تاج الشریعہ للبنات" میں تبدیل کر دیا گیا

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری کی رحلت کی خبر جو نہی ملی، مرکزی دینی دانش گاہ مدرسہ سلیمیہ فیض الاسلام کمرہٹی کولکاتا۔ ۵۸ کے اراکین و مدرسین اور طلبہ سوگوار ہوگئے۔ خبر ملتے ہی مدرسہ کے سربراہ اعلیٰ، ناظم اعلیٰ اور مدرسین بریلی شریف کے لئے روانہ ہوگئے اور مسلسل دو دنوں تک مدرسہ ہذا، مدرسۃ البنات میں قرآن خوانی ہوتی رہی۔ اس لئے کہ حضرت تاج الشریعہ علم و فضل کا کوہ ہمالہ اور طریقت و روحانیت کا عظیم مرکز و مرجع تھے جن سے علمائے اسلام، مشائخ طریقت ہمیشہ علمی و روحانی تشنگی بجھایا کرتے۔ حضرت کی رحلت سے شریعت و طریقت کا سورج غروب ہوگیا۔ بریلی شریف سے واپسی کے فوراً بعد خلیفۂ تاج الشریعہ مفتی مختار عالم رضوی ناظم اعلیٰ مدرسہ ہذا نے، سرپرست اعلیٰ مولانا سیف اللہ علیمی، سربراہ اعلیٰ مولانا زین الدین شمسی، نائب صدر مدرس مولانا مشتاق احمد نوری، صدر اعلیٰ الحاج جمیل احمد قریشی، سکریٹری مولانا منظر حسین رضوی اور دیگر اراکین مدرسہ سے رابطہ کیا اور ان حضرات کے مشورے سے لڑکیوں کی تعلیم کے لئے جو ادارہ بنام جامعہ سلیمیہ للبنات تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے، تاج الشریعہ کی دائمی یاد اور علمی و روحانی فیض کے حصول کے خاطر "جامعہ سلیمیہ انوار تاج الشریعہ للبنات" کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں قبول فرمائے اور حضرت تاج الشریعہ کا فیض ہمیشہ جاری رہے۔ فقط والسلام

غلام تاج الشریعہ (قاری) حیات عالم رضوی، خادم التدریس و دفتر انچارج مدرسہ سلیمیہ فیض الاسلام و جامعہ سلیمیہ انوار تاج الشریعہ للبنات کمرہٹی کولکاتا۔ ۵۸

باب ششم

ادب شناسی

رضوی نعتیہ شاعرانہ ذوق اور معیارِ عشق رسول

جہاں بانی عطا کردیں بھری جنت ہبہ کردیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کردیں

سفینۂ بخشش میں حدائق بخشش کی جھلک

''آپ کے علمی اثاثے میں ایک معتد بہ حصہ عربی نثر ونظم پر مشتمل ہے۔آپ کو اپنے اسلاف کرام علوم وفنون اور شریعت وطریقت کے ساتھ عشق نبوی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی دولت عظمی بھی ملی۔عشق رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو گھٹی میں پلایا گیا۔اپنے اجدادِ عظام کی طرح دنیائے علم وادب کو''سفینۂ بخشش'' کے نام سے ایک گراں قدر تحفہ عنایت کیا۔''

ooo

اعلیٰ حضرت کے شاعرانہ ذوق کے مالک

علامہ محمد عبدالستار سعیدی٭

ہندوستان میں علم وعرفان کے بے شمار قدیم وجدید مراکز، مدارس وخانقاہ کی صورت میں موجود ہیں، ان کے درمیان ایک مرکز بریلی شریف کے نام سے بھی ہے جو، ایک جہان کو تعلیم وتربیت، علم وحکمت، معرفت ومحبت اور عشق رسول رحمت ﷺ سے روشن ومنور کرتا رہا ہے۔ اس خانقاہ ومرکز علم کے موسس وبانی امام المتکلمین علامہ شاہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ تھے۔ ان کے بعد ان کے فرزند ارجمند جنہیں دنیا اعلیٰ حضرت، مجددِ دین وملت، امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا قادری حنفی کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے، نے اس خانقاہ کے سجادہ نشین اور دارالعلوم کے مہتمم کے طور پر فرائض سرانجام دِیے۔ آپ نے دنیا کو دیگر کتب کثیرہ کے ساتھ فقہ حنفی کا ایک عظیم ذخیرہ جسے عالم اسلام کا سب سے بڑا فقہی انسائیکلوپیڈیا کہا جاتا ہے، العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویہ۔ المعروف بہ فتاویٰ رضویہ کی صورت میں عطا فرمایا جسے ترتیب جدید، ترجمہ وتسہیل اور تخریج وتحقیق کے ساتھ ہمارے استاذ گرامی مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ بانی جامعہ نظامیہ رضویہ پاکستان، نے اپنے قائم کردہ ادارے رضا فاؤنڈیشن سے طبع کروایا، اس کے کثیر حصہ میں کام کرنے کی سعادت راقم کو بھی حاصل ہے۔

امام اہل سنت، آپ کے برادر گرامی، صاحبزادگان عزت مآب اور آپ کے خاندان کے دیگر رجال عظیم نے اِس بیش قیمت علمی وروحانی وراثت کی حفاظت خوب فرمائی اور اپنے اجداد کے اس فیضان کو عام بھی خوب فرمایا۔

گذشتہ کچھ دنوں تک اس امانت کے امین، جانشین مفتی اعظم ہند مولانا الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری، بریلوی قدس سرہ (متوفی ۶ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ، بعد نماز مغرب) تھے۔ آپ دارالعلوم بریلی شریف اور عالم اسلام کی قدیم ترین یونیورسٹی جامعۃ الازہر قاہرہ، مصر کے قابل قدر فضلائے کرام میں سر فہرست تھے اور جامعہ ازہر سے آپ نے اَلدِّرعُ الفخری یعنی ازہری اعزازی تمغہ بھی حاصل کیا۔

آپ نے اس سلسلہ عشق ومحبت اور طریقہ رشد وہدایت کو مزید وسعت بخشی اور کئی علمی وفکری مراکز قائم فرمائے، آپ نے تدریسی میدان میں ہی اس مرکز کو ترقی عطا نہیں کی بلکہ تصنیفی وتحقیقی میدان میں خود بھی کئی معرکے سر کیے اور اس کے لئے اپنے اجداد کے انداز میں ایک عظیم الشان، مستعد محنتی، شبانہ روز اخلاص کے ساتھ دین اسلام کی خدمت میں کوشاں رہنے والے جذبے سے سرشار ایک قابل قدر اور لائق ذکر ٹیم بھی تیار فرمائی۔

بذات خود کئی اردو کتب کی تعریب اور کئی عربی کتب اردو میں منتقل فرمائیں، یہ عربی تراجم عرب میں بہت مقبول ٹھہرے اور متعدد عرب ممالک سے شائع بھی ہوئے۔ اجداد کے سلسلہ افتاء کو بھی آگے بڑھایا، فتاویٰ تاج الشریعہ کے نام سے دو جلدوں پر مشتمل فتاویٰ بھی آپ کے منصب افتاء کے ایک عظیم شاہ سوار ہونے کا پتہ دیتا ہے۔

آپ کا شاعرانہ ذوق اس پر مستزاد، متعدد نعتیں، فاضل بریلی کے انداز میں عشق ومحبت میں ڈوب کر لکھیں جو آپ کا نعتیہ دیوان ''سفینۂ بخشش'' کی صورت میں منصۂ شہود پر آکر محبان رسول ﷺ کے سینوں کی ٹھنڈک کا سامان کر رہا ہے۔

بلاشبہ آپ اعلیٰ حضرت کے افکار، علوم اور کردار کے امین وپاسبان تھے۔ آپ کا وصال ملک وملت کے لیے نا قابل تلافی نقصان ہے۔

اللہ کریم بطفیل نبی کریم ﷺ آپ کے فیضان کو عام فرمائے اور آپ کی جملہ اولادِ نسبی وروحانی کو اس فیضان کو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، جامعہ نظامیہ کے جملہ اساتذہ، طلباء اور منتظمین نہ صرف اِس غم میں برابر کے شریک ہیں بلکہ اِس غم کو اپنا غم سمجھتے ہیں کہ جامعہ نظامیہ کا جو تعلق بریلی شریف سے ہے وہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔

اللہ کریم ہمیں یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت تاج الشریعہ کے مزار پرانوار پر کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آمین

OOO

٭ شیخ الحدیث وناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان

اختر رضا بریلوی کی نعتیہ شاعری

ڈاکٹر محمد حسین مُشاہد رضوی*

علامہ مفتی محمد اسماعیل رضا المعروف اختر رضا قادری برکاتی ازہری بریلوی عالمِ اسلام کی عظیم روحانی شخصیت امام احمد رضا بریلوی، علامہ حسن رضا بریلوی، علامہ حامد رضا بریلوی، علامہ مصطفی رضا نوری بریلوی کی پُرنور امانتوں کے آپ ایک سچے وارث و امین اور جانشین تھے۔

علامہ اختر رضا ازہری بریلوی بیک وقت عظیم محدث وفقیہ، مفکر و مدبر، ادیب و خطیب، تصوف وولایت کے دُرِ نایاب، دعوت وتبلیغ کے آفتاب و ماہ تاب، رشد و ہدایت کے گلِ خوش رنگ اور بافیض معلم و مصلح ہونے کے ساتھ ساتھ مقبولِ زمانہ نعتیہ کلام کے عمدہ اور مشہور و معروف نعت گو شاعر بھی تھے۔ آپ کا اشہب قلم نثر و نظم میں یکساں رواں دواں رہا۔ اردو کے علاوہ آپ کو عربی و فارسی پر بھی عالمانہ و فاضلانہ دسترس حاصل تھی۔ آپ کی عربی دانی کو دیکھ کر اہلِ زبان عش عش کر اُٹھتے۔ آپ کے علمی اثاثے میں ایک معتدبہ حصہ عربی نثر و نظم پر مشتمل ہے۔ آپ کو اپنے اسلافِ کرام سے علوم وفنون اور شریعت وطریقت کے ساتھ عشقِ نبوی علیہ الصلاۃ والتسلیم کی دولتِ عظمیٰ بھی ملی۔ عشقِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو گھٹی میں پلا یا گیا۔ اسی عشق کے اظہار کے لیے آپ نے نعتیہ شاعری کو وسیلہ بنایا اور اپنے اجدادِ عظام کی طرح دنیائے علم و ادب کو ''سفینۂ بخشش'' کے نام سے ایک گراں قدر تحفہ عنایت کیا۔ آپ کا مجموعۂ کلام ''سفینۂ بخشش''، عشقِ رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ڈوبی ہوئی نعتوں کا ایک حسین و جمیل اور روح پرور گل دستہ ہے جس میں مدحتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عقیدت مندانہ بیان ہے۔ علامہ اختر رضا بریلوی کی نعت گوئی کو بھی دبستانِ بریلی کے دیگر شعرا کی طرح محض عشقِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اظہار کا مرقع نہیں کہا جاسکتا بل کہ آپ کا کلام فکر وفن، جذبہ وتخیل، زبان و بیان، فنی گیرائی و گہرائی، جدتِ ادا، زورِ بیان، حسنِ کلام، تشبیہات واستعارات اور صنائع لفظی و معنوی جیسے شعری وفنی محاسن کا آئینہ دار بھی ہے۔

''سفینۂ بخشش'' سے چیدہ چیدہ اشعار نشانِ خاطر ہوں ؎

گرمیِ محشر گنہ گارو ہے بس کچھ دیر کی
ابر بن کر چھائیں گے گیسوے سلطانِ جمال

جو تُو اے طائرِ جاں کام لیتا کچھ بھی ہمت سے
نظر بن کر پہنچ جاتے تجلی گاہِ سرور میں

خاکِ طیبہ کی طلب میں خاک ہو یہ زندگی
خاکِ طیبہ اچھی اپنی زندگی اچھی نہیں

زبان و بیان کی پختگی، ندرتِ خیال، جدتِ اظہار، اختصار و جامعیت، معانی آفرینی، سنجیدگی و شگفتگی اور برجستگی وغیرہ عناصر ایک اچھے اور خوب صورت کلام کی خوبیاں ہیں جو کہ ''سفینۂ بخشش'' کے اشعار میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ یہ شعری خصوصیات ''سفینۂ بخشش'' کی نعتوں کو تاثیر کے جوہر سے آراستہ و مزین کرتی ہیں۔ حضرت اختر رضا بریلوی نے حمدیہ و نعتیہ شاعری کے جملہ لوازمات کی پاس داری کا مکمل اہتمام کیا ہے۔ اسی طرح پاکیزہ اوصاف کے حامل ''دبستانِ بریلی'' کے جید شعراے کرام کے کلامِ بلاغت نظام کے گہرے مطالعہ کی وجہ سے آپ کے کلام کی زیریں رَو میں فصاحت و بلاغت، حلاوت و ملاحت، حزم و احتیاط، حسنِ معنیٰ اور قادر الکلامی کا جو لہریں لیتا دریا موجزن ہے اُس میں آپ اپنے اسلاف کے پرتَو نظر آتے ہیں۔ ''سفینۂ بخشش'' کے نعتیہ کلام میں جو گہرا فنی رچاو ہے، وہ قاری و سامع کو دیر تک مسحور کیے رہتا ہے اور انھیں ایک کیف آگیں لطف و مسرت سے سرشار کر دیتا ہے ؎

جہاں بانی عطا کر دیں بھری جنت ہبہ کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

تبسم سے گماں گزرے شبِ تاریک پر دن کا
ضیاے رُخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کر دیں

دامنِ دل جو سوے یار کھنچا جاتا ہے
ہو نہ اس نے مجھے آج بُلایا ہوگا

سر فرازیِ ازل اُن کو مِلا کرتی ہے
نخوتِ سر جو ترے در پہ جھکا جاتے ہیں

اپنے در پر جو بُلاؤ تو بہت اچھا ہو
میری بگڑی جو بناؤ تو بہت اچھا ہو
گردشِ دَور نے پا مال کیا مجھ کو حضور
اپنے قدموں میں سلاؤ تو بہت اچھا ہو
جہاں کی بگڑی اسی آستاں پہ بنتی ہے
میں کیوں نہ وقفِ درِ آں جناب ہو جاؤں

اختر رضا بریلوی کی شاعری تصوفانہ آہنگ کی عکاسی اور حالِ دل کی ترجمانی کرنے میں جمالیاتی طرزِ اظہار لیے ہوئے ہے۔غزلیہ انداز میں تقدیسی شاعری کرتے ہوئے آپ نے بڑی ادیبانہ مہارت اور عالمانہ ہنرمندی کا مظاہرہ کیا ہے؛ کہیں بھی لب ولہجہ بوجھل محسوس نہیں ہوتا، نہ ہی شریعتِ مطہرہ کے تقاضوں کے برعکس کوئی مضمون آپ کے کلام میں نظر آتا ہے۔ داخلیت یعنی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں والہانہ وارفتگی کے ساتھ ساتھ بے ساختگی، جذب وکیف، نغمگی و موسیقیت، سلاست وصفائی، ترکیب سازی پیکریت اور سوز وگداز جیسے اعلاترین جوہر کلامِ اختر بریلوی میں پنہاں ہیں جسے پڑھ کر اہلِ نقد ونظر یقیناً دادوتحسین کے لیے مجبور ہو جائیں گے ؎

جس کی تنہائی میں وہ شمعِ شبستانی ہے
رشکِ صد بزم ہے اُس رندِ خرابات کی رات
پینے والے دیکھ پی کر آج اُن کی آنکھ سے
پھر یہ عالم ہوگا کہ خود کا پتہ ملتا نہیں
مہرِ خاور پہ جمائے نہیں جمتی نظریں
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو
میری خلوت میں مزے انجمن آرائی کے
صدقے جاؤں میں انیسِ شبِ تنہائی کے
دشتِ طیبہ میں گمادے مجھے اے جوشِ جنوں
خوب لینے دے مزے بادیہ پیمائی کے
شامِ تنہائی بنے رشکِ ہزاراں انجمن
یادِ جاناں دل میں یوں دھومیں مچائے خیر سے

چھوٹی بحور میں نعت گوئی کرتے ہوئے مؤثر پیرایۂ اظہار میں معانی آفرینی، تراکیب، پیکریت، روانی اور نغمگی جیسے عناصر کے جوہر دکھانا آسان نہیں مگر علامہ اختر رضا بریلوی کو اِس وصف میں بھی یدِطولیٰ حاصل ہے۔آپ کے چھوٹی بحور پر مشتمل اشعار نہایت معنی خیز ہیں۔ان میں پوشیدہ غنائیت قاری وسامع کے قلب وذہن کو براہِ راست متاثر کرتی ہے ؎

اے مکینِ گنبدِ خضرا سلام — اے شکیبِ ہر دلِ شیدا سلام
مصطفائے ذاتِ یکتا آپ ہیں — یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں
جانِ گلشن سے ہم نے منہ موڑا — اب کہاں وہ بہار کا عالم
ہر گھڑی وجد میں رہے اختر — کیجیے اُس دیار کی باتیں
ہر گلِ گلستاں معطر ہے — جانِ گل زار کے پسینے سے
روئے انور کے سامنے سورج — جیسے اک شمعِ صبح گاہی ہے

ہر عاشقِ رسول (ﷺ) یہ چاہتا ہے کہ اُسے دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شادکامی حاصل ہوجائے اور وہ اپنی نظروں میں جمالِ جہاں آرائے گنبدِ خضرا بسالے۔اختر رضا بریلوی نے کس درجہ حُسن وخوبی اور والہانہ انداز میں اپنے سوزِ دروں کو پیش کیا ہے۔نشانِ خاطر ہوشہ پارہ ؎

داغِ فرقتِ طیبہ قلبِ مضمحل جاتا
کاش گنبدِ خضرا دیکھنے کو مِل جاتا

سبحان اللہ! مصرعۂ ثانی ع

کاش گنبدِ خضرا دیکھنے کو مِل جاتا

کی بار بار تکرار کرنے کو جی چاہتا ہے؛ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ صرف اختر رضا بریلوی کی آواز نہیں بل کہ ''میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے'' کے مصداق ہر عاشق کی آواز ہے۔

اور جب بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کا مژدۂ جاں فزا حاصل ہوگیا تو قسمت کو گویا معراج مل گئی؛ فرشِ گیتی سے اُٹھ کر عاشق فرازِ عرش پر پہنچ گیا۔دل کی بے قراریوں اور اضطراب کو ڈھارس بندھاتے ہوئے چشمِ شوق کو آنسو نہیں بل کہ موتی لُٹانے کا پیغام دیتے ہوئے حضرت اختر بریلوی راقم ہیں ؎

سنبھل جا اے دلِ مضطر مدینہ آنے والا ہے
لُٹا اے چشمِ تر گوہر مدینہ آنے والا ہے

اور جب جمالِ سبز گنبد پیشِ نظر ہوگیا تو عاشق کا اندازِ والہانہ یوں نکھر کر سامنے آتا ہے۔منظر کشی اور تصویریت کا حُسن متاثر کن ہے ؎

وہ چمکا گنبدِ خضرا وہ شہر پُر ضیا آیا
ڈھلے اب نور میں پیکر مدینہ آنے والا ہے
مدینہ آ گیا اب دیر کیا ہے صرف اتنی سی
تُو خالی کر یہ دل کا گھر مدینہ آنے والا ہے

اختر رضا بریلوی نے اپنی نعتوں کے ذریعہ عقیدہ وعقیدت، فضائل وشمائلِ نبوی اور محبت والفتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اظہار کے ساتھ سیرتِ طیبہ کے اہم گوشوں کو اجاگر کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ سنت وشریعت سے دوری کی وجہ سے جو تباہی و بربادی ہمارا مقدر بنتے جارہی ہے اس کی طرف اشارا کرتے ہوئے الحاد و بے دینی اور مغربی کلچر کی یلغار سے اُمتِ مسلمہ کو دور رہنے کی تلقین بھی کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی پر عمل کرنا، آپ کی تعظیم وتوقیر اور آپ کے اسوۂ حسنہ سے والہانہ وارفتگی ہی ہماری دنیوی اور اُخروی نجات کا وسیلۂ عظمیٰ ہے۔ کلامِ اختر رضا بریلوی کے مطالعہ کے بعد ماننا پڑتا ہے کہ آپ کے یہاں عصری حسّیت بھی نمایاں ہے، جو ایک سچی شاعری کا توصیفی پہلو ہے، اس لحاظ سے ''سفینۂ بخشش'' کے شاعرِ محترم ہر اعتبار سے لائقِ تحسین وآفرین ہیں ؎

رہت آقا کی چھوڑ دی ہم نے اپنی مہمان اب تباہی ہے

طوقِ تہذیبِ فرنگی توڑ ڈالو مومنو !
تیرگی انجام ہے یہ روشنی اچھی نہیں

عبث جاتا ہے تُو غیروں کی جانب
کہ بابِ رحمتِ رحماں یہیں ہے

فریبِ نفس میں ہمدم نہ آنا بچے رہنا یہ مارِ آستیں ہے

الغرض علامہ اختر رضا ازہری بریلوی کے موئے قلم سے نکلے ہوئے نعتیہ نغمات عقیدت ومحبت کا مرقع ہونے کے ساتھ شعریت کے بناؤ سنگھار سے سجے سنورے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج عالمِ اسلام میں آپ کے کلام کی دھوم مچی ہوئی ہے، دنیا بھر کے اہلِ عقیدت ومحبت آپ کے نعتیہ اشعار کو ذوق وشوق سے گنگناتے ہیں؛ عالمی شہرت یافتہ نعت خواں حضرات بھی علامہ اختر رضا بریلوی کے نعتیہ کلام کی نغمگی وموسیقیت اور جذب وکیف سے عاشقانِ رسول کو لطف اندوز کر رہے ہیں۔

تاہم مقامِ حیرت واستعجاب ہے کہ عالمی مقبولیت کے حامل اس عظیم نعت گو شاعر کا ادبی دنیا میں کہیں تذکرہ نہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ناقدینِ ادب کی تحریریں اس عظیم نعت گو شاعر کے ذکر سے عاری کیوں؟ اس موقع پر پہنچ کر ڈاکٹر محمود حسن الٰہ آبادی کا یہ چشم کشا خیال پیش کرنا غیر مناسب نہ ہوگا:

''اسلام پسند شاعروں کی یہ بدنصیبی رہی ہے کہ اپنے بھی انہیں ایک محدود فکر کا شاعر گردانتے ہیں۔ ادب اور فن کا جو وسیع کینوس ہے اس کی رنگ آمیزی میں شاعر کی فکر کے عمق پر اُن کی نگاہ نہیں جاتی۔ غیر تو اُن سے اس لیے صرفِ نظر کرتے ہیں کہ انہیں ایسی فکر کو ابھرنے سے روکنا ہوتا ہے۔ اپنے بھی انہیں مذہب اور اسلام کی اعلا قدروں کے ترجمان کی حیثیت سے پیش کر کے مطمئن ہوجاتے ہیں۔ اردو کے دو عظیم شاعر حفیظ میرٹھی اور شفیق جون پوری اسی تعصب کے شکار رہے۔''

(اردو بک ری ویو جنوری تا مارچ ۲۰۰۹ء ص ۴۱)

ڈاکٹر محمود حسن الٰہ آبادی کی یہ بات بالکل درست اور مبنی بر صداقت ہے۔ محض حفیظ میرٹھی اور شفیق جون پوری ہی نہیں بل کہ حضرت رضا بریلوی، حسن رضا بریلوی، جمیل بریلوی، نوری بریلوی، اجمل سلطان پوری، راز الٰہ آبادی، نظمی مارہروی جیسے کئی اہم شعرا بھی ہمارے ناقدین کے تعصب کا شکار ہوئے ہیں۔ آخر کب تک اسلام پسند شاعروں اور ادیبوں سے ہمارے ناقدین گریز کرتے رہیں گے؟ جب کہ فکروفن، زبان و بیان کی وسعت اور شعریت کے اعتبار سے ان شاعروں اور ادیبوں نے زبان وادب کی جو گراں قدر خدمت انجام دی ہے وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ کے نظریہ کے مطابق ''شاعر کا مقام ومرتبہ فن کے وسیع تناظر میں ہونا چاہیے'' اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ہمارے ناقدین کو اپنے تنقیدی رویوں میں وسعت لاتے ہوئے نعتیہ ادب پر بھی خامہ فرسائی کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو یہ بھی ایک طرح سے زبان وادب اور لسانیات کی خدمت ہی ہوگی۔ علامہ اختر رضا بریلوی جیسے عظیم نعت گو شاعر کی شعری کائنات پر اپنی طالب علمانہ تبصراتی کاوش کو انہیں کے ایک شعر پر روکتا ہوں ؎

گوش بر آواز ہوں قدسی بھی اُس کے گیت پر
باغِ طیبہ میں جب اختر گنگنائے خیر سے

ooo

www.mushahidrazvi.com
mushahidrazvi79@gmail.com
9420230235 / 9021761740

سفینۂ بخشش میں حدائق بخشش کی جھلک

توقیر احمد قادری مرکزی

ذکر خدا عزوجل کے بعد ثنائے مصطفی ﷺ کائنات کا سب سے عظیم مشغلہ ہے۔ مدحت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کی دولت بے بہا سب کو نہیں عطا ہوتی۔ اللہ تعالی جن پر اپنا خاص فضل و کرم فرماتا ہے ان خوش نصیبوں کو نعت مصطفی ﷺ لکھنے اور پڑھنے کا اعزاز نصیب فرماتا ہے۔ وارث علوم اعلی حضرت، جانشین حضرت مفتی اعظم حضرت مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری اختر بریلوی علیہ الرحمہ بھی انہیں سعادت مندوں میں سے ایک تھے، آپ کو توصیف مصطفی ﷺ کا وظیفہ ورثے میں ملا تھا۔ آپ کے آبا و اجداد نے ثنائے مصطفی ﷺ کے وہ ترانے گنگنائے ہیں جنہیں سن کر آج بھی عاشقان رسول جذبہ حب رسول میں سرشار ہو کر وجد کرنے لگتے ہیں۔

آج ذکر رسول ﷺ کی وہ کون سی محفل ہے جس میں آپ کے جد امجد امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے لکھے ہوئے قصیدے نہ پڑھے جاتے ہوں۔ استاذ زمن علامہ حسن رضا علیہ الرحمہ کا نعتیہ کلام قاری اور سامعین کو بیک وقت بے خودی کے عالم میں پہنچا دیتا ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام اور حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے بے پناہ جذبہ عشق رسالت سے سرشار اشعار سے بھلا کون آشنا نہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو ثنائے مصطفی و توصیف مصطفی ﷺ کا وظیفہ ورثے میں ملا تھا۔ آپ نے اس کو عاشقان رسول کے درمیان خوب عام فرمایا۔

آپ کے اجداد کرام نے عموماً چار زبانوں میں شاعری فرمائی ہے۔ جہاں تک اردو زبان کی بات ہے وہ تو آپ کے خاندان میں پلی اور بڑھی ہے اور خانوادۂ رضویہ سے اسے بہت ہی زیادہ فروغ و استحکام حاصل ہوا ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس سے انکار دن کے وقت سورج کے وجود کے انکار کے مترادف ہے یا عدم واقفیت کا ثبوت۔

آخر عربی میں انہیں مہارت تامہ کیوں حاصل نہ ہوتی جو دین اسلام کی زبان ہے کیونکہ دین کا اصل سرمایہ اسی زبان میں موجود ہے اور ان کی زندگیاں خدمت دین کے لیے وقف تھیں اور فارسی ماضی قریب کے اہل علم کی زبان مانی جاتی تھی اور آپ کے اجداد کرام صرف اہل علم و فضل ہی نہیں بلکہ ان کے ماوی و ملجا تھے پھر انہیں اس میں درک کیوں نہیں حاصل ہوتا۔ ان کی تصنیفات و تالیفات اس پر شاہد عدل ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے بھی اپنے آبا و اجداد کی اتباع کرتے ہوئے ثنائے مصطفی ﷺ کے وہ گلشن کھلائے جن کی خوشبو سے دماغ عالم معطر ہے۔ آپ نے عربی فارسی اور اردو زبان میں مدحت مصطفی ﷺ کے وہ ترانے گائے ہیں کہ سارا زمانہ گوش بر آواز ہے۔ آپ بطور تحدیث نعمت فرماتے ہیں:

گوش بر آواز ہو قدسی بھی اس کے گیت پر
باغ طیبہ میں جب بھی اختؔر گنگنائے خیر سے

میں حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے دیوان "سفینہ بخشش" کے صرف اردو کلام کا معائنہ علم معانی و بیان و بدیع کے عدسے سے نہ کر کے، اس کا ایک موضوعاتی مطالعہ آپ حضرات کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ اللہ تعالی قبول فرمائے۔

سفینہ بخشش میں حدائق بخشش کی جھلک:

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے آبا و اجداد خود ہی ایسے قادر الکلام شاعر اور ادیب تھے کہ آپ کو کسی اور شاعر اور ادیب سے استفادے کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔ آپ کے اجداد کا اتنا لٹریچر مختلف زبانوں خاص طور سے اردو زبان میں موجود ہے کہ اسے پڑھنے کے لیے کئی زندگیاں درکار ہیں۔

اگر آپ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی شاعری کا جائزہ لیں گے تو معلوم ہوگا کہ آپ نے جا بجا اپنے آبا و اجداد سے استفادہ کیا ہے اور صرف معانی ہی مستعار نہیں لیے بلکہ ان حضرات کی زمینوں میں بھی کامیاب شاعری فرمائی ہے جو سفینہ بخشش کے ہر قاری پر عیاں

چند ایسے اشعار ہدیہ ناظرین ہیں جن میں حدائق بخشش کی جھلک صاف نظر آ رہی ہے۔ مزہ دو چند کرنے کی غرض سے حدائق بخشش کے اشعار بھی ساتھ میں نقل کیے جا رہے ہیں:

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اے خدا کو دیکھنے والے نبی
کون سی شے تجھ سے عالم میں چھپی

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جو مستغنی ہوا اُن سے مقدر اس کا خیبت ہے
خلیل اللہ کو ہنگام محشر اُن کی حاجت ہے

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تم جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا تم جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو
جان جہاں تمھیں تو ہو، جان جناں تمھیں تو ہو

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اسی در پر تڑپتے ہیں مچلتے ہیں بلکتے ہیں
اٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

دشت طیبہ میں چلوں چل کے گروں گر کے چلوں
ناتوانی میری صد رشک توانائی ہو

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

طیبہ سے ہم آتے ہیں کہیے تو جناں والو!
کیا دیکھ کے جیتا ہے جو، واں سے یہاں آیا

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

نہیں جچتی جنت بھی نظروں میں ان کی
جنھیں بھا گیا خار زارِ مدینہ

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ظلمتوں میں روشنی کے واسطے داغ سینہ کی حفاظت کیجئے

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

آتش دوزخ بجھانے کے لیے تیز تر نارِ محبت کیجیے

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جان دیدو وعدۂ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

دیں گے وہ خود ہی محبت کا صلہ
مرتے دم ان کی زیارت کیجئے

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دِیے ہیں

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

کیجیے یادِ ختام الانبیاء ختم یوں ہر رنج و کلفت کیجیے

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سناتے جائیں گے

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ذکر سرکار کرتے ہیں مومن
کوئی مر جائے جل کے کینے سے

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جن جن مرادوں کے لیے احباب نے کہا

پیش خبیر کیا مجھے حاجت خبر کی ہے

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تو تو واقف ہے میرے احوال سے
کیا غرض پھر مجھ کو عرضِ حال سے

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

أنْتَ فیهِم نے عدو کو بھی لیا دامن میں
عیش جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

انت فیهم کے دامن میں منکر بھی ہیں
ہم رہے عشرتِ دائمی کے لیے

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

من رانی قد رأی الحق جو کہے
کیا بیاں اس کی حقیقت کیجیے

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

آپ کی طلعت خدا کا آئینہ
جس میں چمکے حق کا جلوہ آپ ہیں

اسی طرح آپ نے استاذ زمن علامہ حسن رضا، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند علیہم الرحمہ کے کلام سے بھی خوب استفادہ فرمایا ہے۔

کلام تاج الشریعہ میں قرآنی مضامین:

آپ نے جابجا قرآنی مضامین اور احادیث مبارکہ کے مفاہیم کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ اشعار کے قالب میں ڈھال کر اس کمال کے ساتھ پیش کیا ہے کہ سن کر طبیعت جھوم اٹھتی ہے۔ چند اشعار جو کسی نہ کسی قرآنی پیغام کو عام کرنے کی خدمت انجام دے رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں اور آپ کی قادر الکلامی کی داد دیں۔

آیت وسیلہ کی تلاوت کر کے یہ شعر پڑھیے۔ کتنے نفیس انداز میں منکرین وسیلہ کو چاروں شانے چت کیا ہے، فرماتے ہیں:

ابتغوا فرما کے گویا رب نے یہ فرما دیا
بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں

سورہ بلد کو مدنظر رکھ کر یہ شعر ملاحظہ کیجیے کہ

خدا نے یاد فرمائی قسم خاک کف پا کی
ہوا معلوم طیبہ کی دو عالم پر فضیلت ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدعائے زیارت اور شب معراج مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی لا مکاں میں دعوت سے متعلق آیات کریمہ کو نگاہوں میں بسا کر یہ اشعار ملاحظہ فرمائیے:

دید کے ہوں طالب جب خدا سے موسیٰ
ان سے لن ترانی کہہ دے رب تمہارا
پر تمہارے رب کو تم سے میرے مولا
ہے پیام وصلت یا رسول اللہ
نعرہ رسالت یا رسول اللہ ﷺ
شب معراج وہ اوحی کے اشارات کی رات
کون سمجھائے وہ کیسی تھی مناجات کی رات

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کی تلاوت کر کے یہ شعر پڑھیے اور جھومیے:

آپ کی اطاعت یا رسول اللہ	ہے خدا کی طاعت یا رسول اللہ
جس کو ہو بصیرت یا رسول اللہ	دیکھے شان قربت یا رسول اللہ

نعرہ رسالت یا رسول اللہ

حضور ﷺ کی رحمت للعلمینی کو بیان فرمانے والی آیت مبارکہ کو سامنے رکھ کر آپ نے نجدیوں کو کمالات مصطفیٰ ﷺ کا نظارہ کرنے کے لیے آنکھوں سے عناد و دشمنی حبیب خدا کا چشمہ اتارنے کی جو دعوت دی ہے، وہ قابل دید بھی ہے اور قابل داد بھی ملاحظہ فرمائیں:

وہی جو رحمت للعلمیں ہیں جان عالم ہیں
بڑا بھائی کہے ان کو کوئی اندھا بصیرت کا

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الموت کی روشنی میں یہ شعر دیکھیں:

اٹھا جو اختر خستہ جہاں سے کیا غم ہے
مجھے بتاؤ عزیزو! کسے ممات نہیں

وَلَو اَنَّهُم اِذ ظَّلَمُوا اَنفُسَهُم جَآءُوكَ فَاستَغفَرُوا اللهَ وَاستَغفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا

رب تعالیٰ کے اس فرمان کو سامنے رکھیے اور یہ شعر ملاحظہ کیجیے:

جہاں کی بگڑی اسی آستاں سے بنتی ہے
میں کیوں نہ وقف در آں جناب ہو جاؤں

النبی اولی بالمومنین من انفسهم، اس آیت مبارکہ کے نور سے پر نور یہ شعر دیکھیں:

میری جان سے بھی وہ نزدیک تر ہیں

وہ مولائے ہر بے قرارِ مدینہ

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ، اس آیت مبارکہ

مستفید یہ شعر دیکھیں

انت فیھم کے دامن میں منکر بھی ہیں

ہم رہے عشرت دائمی کے لیے

کلام تاج الشریعہ میں مضامین احادیث مبارکہ:

قرآن پاک کے بعد آپ کے اشعار کا سب سے بڑا ماخذ احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، بہت سے اشعار میں احادیث کریمہ کی ترجمانی فرما کر آپ نے لوگوں کے قلوب واذہان کو منور فرمانے کی کامیاب کوشش فرمائی ہے۔ چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں:

حدیث نور کو سامنے رکھتے ہوئے یہ شعر دیکھیے:

آب وگل میں نور کی پہلی کرن   جان آدم جان حوا آپ ہیں

حدیث لولاک کی روشنی میں لکھا گیا یہ شعر پڑھ کر لطف حاصل کیجیے:

آپ کی خاطر بنائے دو جہاں   اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں

حدیث ایکم مثلی کو سامنے رکھیے اور یہ شعر دیکھیے:

آپ جیسا کوئی ہوسکتا نہیں   اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں

حدیث پاک انا حبیب الله ولا فخر کو نگاہوں میں بسا کر یہ شعر دیکھیے:

آپ کو رب نے کیا اپنا حبیب   ساری خلقت کا خلاصہ آپ ہیں

انا اول من یقرع باب الجنۃ کی روشنی میں یہ شعر دیکھیے:

اگلے پچھلے سبھی خلد میں چل دیے   روزِ محشر کہا جب نبی نے چلیں!

حوض کوثر سے متعلق احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے یہ شعر دیکھیے:

لب کوثر ہے میلہ تشنہ کامانِ محبت کا

وہ ابلا دست ساقی سے وہ ابلا چشمہ رحمت کا

پل صراط سے گزرتے وقت غمگسارِ امت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا: رب سلم، کو سامنے رکھ کر یہ شعر ملاحظہ فرمائیے اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھیے کہ تاج الشریعہ کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر کس قدر بھروسا ہے:

رب سلم وہ فرمانے والے ملے کیوں ستاتے ہیں اے دل تجھے وسوسے

بلا سے گزریں گے ہم وجد کرتے ہوئے کون کہتا ہے پاؤں پھسل جائے گا

حدیث پاک انما انا قاسم والله یعطی کی ترجمانی آپ نے کس نفیس انداز میں فرمائی ہے:

کہہ دیا قاسم انا دونوں جہاں کے شاہ نے

یعنی درِ حضور سے بٹتی ہے نعمت خدا

إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔ اس حدیث پاک سے استدلال کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے:

مر کے مٹی میں ملے وہ نجدیو! بالکل غلط

حسب سابق اب بھی ہیں مرقد میں سلطان جمال

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ سامنے رکھتے ہوئے یہ شعر ملاحظہ فرمائیے:

جہاں بانی عطا کر دیں بھری جنت ہبہ کر دیں

نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

من رأني فقد رأى الحق کی روشنی میں یہ اشعار دیکھیں:

آپ کی رویت ہے دیدار خدا   جلوہ گاہ حق تعالیٰ آپ ہیں

آپ کی طلعت خدا کا آئینہ   جس میں چمکے حق کا جلوہ آپ ہیں

تاج الشریعہ اور بیان شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے اشعار پڑھ کر آپ کے بے پناہ عشق رسول کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کے نظریات بڑے ٹھوس دلائل پر قائم ہیں، آپ تمام کائنات کو مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت مانتے ہیں۔ اسی لیے آپ نے مختلف مقامات پر بڑے انوکھے انداز میں بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت کچھ مانگا ہے اور بہت کچھ پایا بھی ہے۔ اس طرح کے اشعار سے آپ کے بے پناہ عشق رسالت کے ساتھ ساتھ بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی مقبولیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار وتصرف سے متعلق یہ اشعار ملاحظہ کریں:

جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دَم میں کیا سے کیا کر دیں

زمیں کو آسماں کر دیں ثریا کو سرا کر دیں

وہ ظاہر کے بھی حاکم ہیں وہ باطن کے بھی سلطاں ہیں

نرالا طورِ سلطانی ہیں شاہوں کے سکندر کا

خلائق پر ہوئی روشن ازل سے یہ حقیقت ہے

دو عالم میں تمہاری سلطنت ہے بادشاہت ہے

تخت زریں نہ تاج شاہی ہے   کیا فقیرانہ بادشاہی ہے

فقر پر شان یہ کہ زیرنگیں　　مور سے لے کے تا بہ ماہی ہے

حضور ﷺ کی بے مثالی کے تعلق سے یہ اشعار دیکھیں:

مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں　　یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں
آب وگل میں نور کی پہلی کرن　　جان آدم جان حوا آپ ہیں
آپ کی طلعت خدا کا آئینہ　　جس میں چمکے حق کا جلوہ آپ ہیں
آپ کی خاطر بنائے دو جہاں　　اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں

تیرا ذرہ وہ ہے جس نے کھلائے ان گنت تارے
تیرا قطرہ وہ ہے جس سے ملا دھارا سمندر کا

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو صرف دنیا ہی نہیں آخرت میں بھی ہر طرف حضور اکرم ﷺ کی سلطنت نظر آتی ہے۔ فرماتے ہیں:

زمیں پر وہ محمد ہیں وہ احمد آسمانوں میں
یہاں بھی ان کا چرچا ہے وہاں بھی ان کی مدحت ہے
یہ عالم انبیاء پر اُن کے سرور کی عنایت کا
جسے دیکھو لیے جاتا ہے پروانہ شفاعت کا
گنہ گارو! نہ گھبراؤ کہ اپنی　　شفاعت کو شفیع المذنبیں ہے

غلامی حبیب خدا ﷺ کی برکتیں:

یقیناً سرکار دو جہاں ﷺ سے نسبت کونین کا سب سے بڑا اعزاز ہے، یہ وہ دولت بے بہا ہے جس کا کوئی بدل ہے ہی نہیں، جو حضور کا ہو گیا وہ خدا کا ہو گیا۔ نتیجتاً ساری خدائی اس کی ہو گئی۔ اس مفہوم کو حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی زبان میں ملاحظہ فرمائیں:

اس کا اے شاہ زمن سارا زمانہ ہو گیا
جو تمہارا ہو گیا سارا زمانہ چھوڑ کر
پی کے جو مست ہو گیا بادۂ عشق مصطفی
اس کی خدائی ہو گئی اور وہ خدا کا ہو گیا
ان کے صدقے میں ملا مول انوکھا مجھ کو
ہو گئے دونوں جہاں آپ کے شیدائی کے
نہاں جس دل میں سرکار دو عالم کی محبت ہے
وہ خلوت خانہ مولا ہے وہ دل رشک جنت ہے
سوائے میرے آقا کے سبھی کے رشتے فانی ہیں
وہ قسمت کا سکندر ہے جسے آقا سے نسبت ہے

بارگاہ مصطفی ﷺ میں استغاثہ: جب حبیب خدا ﷺ عطائے رب دو جہاں سے تمام کائنات کے مالک ومختار ہیں تو کیوں نہ ان کی بارگاہ سے کونین کی نعمتیں طلب کر کے دارین کی پونجی جمع کی جائے۔ یہی پیغام دیتے ہوئے حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جا بجا منفرد انداز میں حضور ﷺ سے دارین کی بھلائیاں طلب کرتے نظر آتے ہیں۔ آیئے ہم بھی یہ اشعار گنگناتے ہیں تا کہ ہمیں بھی کچھ عطا ہو جائے:

میں گناہ گار ہوں اور بڑے مرتبوں کی خواہش
تو مگر کریم ہے خو تری بندہ پروری ہے
کس سے کروں بیان غم کون سنے فغان غم
پاؤں کہاں امان غم امن و اماں تمہی تو ہو
مجھے کیا فکر ہو اختؔر میرے یاور ہیں وہ یاور
بلاؤں کو جو میری خود گرفتارِ بلا کر دیں
انہیں منظور ہے جب تک یہ دورِ آزمائش ہے
نہ چاہیں تو ابھی وہ ختم دورِ ابتلا کر دیں
وہ جہان بھر کے داتا مجھے پھیر دیں گے خالی
میرے دل کو بھی جلاؤ تو بہت اچھا ہو
رو چکا یوں تو میں اوروں کے لیے خوب مگر
اپنی الفت میں رلاؤ تو بہت اچھا ہو
یوں نہ اختؔر کو پھراؤ میرے آقا در در
اپنی چوکھٹ پہ بٹھاؤ تو بہت اچھا ہو
بھٹکتا یوں پھیرے کب تک تمہارا اختؔر خستہ
دِکھا دو راستہ اس کو خدارا شہر الفت کا
اک نگاہ کرم سے مٹ جائے
دل پہ اختر کے جو سیاہی ہے

یادِ مصطفی ﷺ: جو جس سے محبت کرتا ہے، اسے کثرت سے یاد بھی کرتا ہے۔ اس تناظر میں جب ہم سفینۂ بخشش کا مطالعہ کرتے ہیں تو حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جا بجا غم ہجر نبی ﷺ میں تڑپتے بلکتے اور سسکتے نظر آتے ہیں۔ غم نبی ﷺ کی دولت کو وہ گنج گراں مایہ قرار دیتے ہیں اور اس کے حصول پر خدا کا شکر ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

یکتا ہیں جس طرح وہ ہے ان کا غم بھی یکتا
خوش ہوں کہ مجھ کو دولت انمول مل گئی ہے

دل کا ہر داغ چمکتا ہے قمر کی صورت
کتنی روشن ہے رخ شہ کے خیالات کی رات
ڈوبے رہتے ہیں تیری یاد میں جو شام وسحر
ڈوبتوں کو وہی ساحل سے لگا جاتے ہیں
آسماں تجھ سے اٹھائے نہ اٹھیں گے سن لے
ہجر کے صدمے جو عشاق اٹھا جاتے ہیں
ہر شب ہجر لگی رہتی ہے اشکوں کی لڑی
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

آپ یادِ سرکار ﷺ میں گم ہو کر اپنی ہستی سے بے خبر ہو جانے کو کامیابی تصور کرتے ہیں اور جب تک اپنی ہستی کی خبر رہے وہ اسے کمال محبت تصور نہیں کرتے۔فرماتے ہیں:

یادِ جاناں میں معاذ اللہ ہستی کی خبر
یادِ جاناں میں کسی سے آگہی اچھی نہیں

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نہ صرف یہ کہ ساری زندگی حضور ﷺ کی یاد میں مگن رہے بلکہ انہیں کی یاد میں مرنے کی تمنا لیے اس جہان سے رخصت ہوئے۔فرماتے ہیں:

تیری یاد تھپکی دے کر مجھے اب شہا سلا دے
مجھے جاگتے ہوئے یوں بڑی دیر ہو گئی ہے
غم شاہ دنی میں مرنے والے تیرا کیا کہنا
تجھے لاتحزنوا کی تیرے مولا سے بشارت ہے
اٹھے شورِ مبارک باد اُن سے جا ملا اختر
غم جاناں میں کس درجہ حسیں انجام فرقت ہے

اس کا فائدہ مرنے کے بعد فوراً ہی مل جاتا ہے ارشاد فرماتے ہیں:

میں مروں تو میرے مولا یہ ملائکہ سے کہہ دیں
کوئی اس کو مت جگانا ابھی آنکھ لگ گئی ہے
جو پئے سوال آئے مجھے دیکھ کر یہ بولے
اسے چین سے سلاؤ کہ یہ بندۂ نبی ہے

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی نظر میں جس طرح یادِ نبی میں مگن رہنے کے اتنے فائدے ہیں، اسی طرح آقا ﷺ کی یاد سے غفلت، غم ہستی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔فرماتے ہیں:

جب کبھی ہم نے غم جاناں بھلایا ہوگا
غم ہستی نے ہمیں خون رلایا ہوگا

حضرت تاج الشریعہ اور شوق زیارت مصطفی ﷺ:

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو حبیب خدا ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ وہ ہمہ وقت زیارت کے مشتاق رہا کرتے تھے۔یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں اور اندازہ کریں کہ کس طرح آپ ہر وقت زیارت سرکار ﷺ کے لیے بے چین و بے قرار رہا کرتے تھے:

جمال روئے جاناں دیکھ لوں کچھ ایسا ساماں ہو
کبھی تو بزم دل میں یا خدا آرام جاں آئے
جس نے شرمندہ کیا مہر و مہ و انجم کو
اک جھلک پھر وہ دکھاؤ تو بہت اچھا ہو
وہ خرام ناز فرمائیں جو پائے خیر سے
کیا بیاں وہ زندگی ہو دل جو پائے خیر سے

گنبد خضری حضرت تاج الشریعہ کی نظر میں:

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ گنبد خضرا کو وہی اہمیت دیتے ہیں، جو کونین کے فرمانروا کے درِ دولت کو دی جانی چاہیے۔وہ ساری خدائی کو اسی در کا گدا گدا قرار دیتے ہیں اور اس در کی خاطر خواہ تعظیم وتکریم کا درس دیتے ہیں۔فرماتے ہیں:

فرشتے جس کے زائر ہیں مدینے میں وہ تربت ہے
یہ وہ تربت ہے جس کو عرش اعظم پر فضیلت ہے
ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
یہاں آتے ہیں یوں عرشی کہ آوازہ نہیں پر کا
یہ دربارِ نبی ہے جس کے آگے نہ جانے عرش اعظم کب سے خم ہے
گنبد سبز رحمت عالم تجھ کو کہتے ہیں سبزہ زار سلام
گداگر ہے جو اس در کا وہی سلطان قسمت ہے
گدائی اس درِ والا کی رشک بادشاہت ہے
تمہارے در پہ جو میں بار یاب ہو جاؤں
قسم خدا کی شہا کامیاب ہو جاؤں
جہاں کی بگڑی اسی آستاں سے بنتی ہے
میں کیوں نہ وقف درِ آں جناب ہو جاؤں
اپنے در پہ جو بلاؤ تو بہت اچھا ہو
میری بگڑی جو بناؤ تو بہت اچھا ہو

تیرے دامن کرم میں جسے نیند آ گئی ہے
جو فنا نہ ہوگی ایسی اسے زندگی ملی ہے
درِ جاناں پہ فدائی کو اجل آئی ہو
زندگی آ کے جنازے پہ تماشائی ہو

شہر مدینہ حضرت تاج الشریعہ کی نظر میں:

ہر عاشق رسول کی تمنا ہوتی ہے کہ وہ شہر حبیب ﷺ کی بار بار زیارت کرے مگر یہ سعادت بہت کم خوش نصیبوں کو عنایت ہوتی ہے۔ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ بھی انہیں مبارک ہستیوں میں سے ایک ہیں۔ یقینا یہ آپ کی سرور دو جہاں ﷺ سے بے پناہ محبت اور مدینہ منورہ کی بار بار زیارت کی سچی تڑپ کا نتیجہ تھا کہ رب تعالی نے آپ کو متعدد بار شہر حبیب ﷺ کی حاضری نصیب فرمائی۔ مدینہ طیبہ کی عظمت و وقار کے اظہار کے لیے کہے گئے آپ کے اشعار یقیناً آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ فرماتے ہیں:

الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے دِکھا دینا
جہاں رحمت برستی ہے جہاں رحمت ہی رحمت ہے
ہمیں کیا حق تعالیٰ کو مدینے سے محبت ہے
مدینے سے محبت ان سے الفت کی علامت ہے
خدا نے یاد فرمائی قسم خاک کف پا کی
ہوا معلوم طیبہ کی دو عالم پر فضیلت ہے
یہاں بھی ان کی چلتی ہے وہاں بھی ان کی چلتی ہے
مدینہ راجدھانی ہے دو عالم پر حکومت ہے
خلد کہتی ہے یوں مدینے سے تجھ پہ اے خلد کی بہار سلام
مدینہ گر سلامت ہے تو پھر سب کچھ سلامت ہے
خدا رکھے مدینے کو اسی کا دم غنیمت ہے
مدینہ ایسا گلشن ہے کہ ہر گلشن کی زینت ہے
بہارِ باغ جنت بھی مدینے کی بدولت ہے
مدینہ چھوڑ کر سیر جناں کی کیا ضرورت ہے
یہ جنت سے بھی بہتر ہے یہ جیتے جی کی جنت ہے
مدینہ چھوڑ کر جنت کی خوشبو مل نہیں سکتی
مدینے سے محبت ہے تو جنت کی ضمانت ہے

ذرا خاک مدینہ طیبہ کو تاج الشریعہ الرحمہ کی نگاہوں سے دیکھیے:

یہ خاک کوچہ جاناں ہے جس کے بوسے کو
نہ جانے کب سے ترستے ہیں دیدہائے فلک
نہا لیں گنہ گار ابر کرم میں اٹھا دیکھیے وہ غبارِ مدینہ
غبارِ راہ انور کس قدر پرنور ہے اختر
تنی ہے نور کی چادر مدینہ آنے والا ہے
مجھ سے پہلے میرا دل حاضر ہوا
ارض طیبہ کس قدر ہے جاں فزا
چلا کون خوشبو لٹا تا کہ اب تک
ہے مہکی ہوئی رہ گزار مدینہ
کیسی بھینی ہے مدینے کی مہک
بس گئی بوئے مدینہ عرش تک

تاج الشریعہ الشریعہ اور فرقت طیبہ: تاج الشریعہ علیہ الرحمہ مدینہ طیبہ سے فرقت کے اوقات کس طرح گزارتے تھے۔ ملاحظہ کریں:

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا
فرقت مدینہ نے وہ دِیے مجھے صدمے
کوہ پر اگر پڑتے کوہ بھی تو ہل جاتا

آپ دیارِ حبیب ﷺ سے دور رہ کر گزرنے والی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

دور اے دل رہیں مدینے سے موت بہتر ہے ایسے جینے سے
فرقت طیبہ کے ہاتھوں جیتے جی مردہ ہوئے
موت یا رب ہم کو طیبہ میں جلائے خیر سے

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اور تمنائے مدینہ:

درج ذیل اشعار کو پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ آپ ہر وقت دیارِ حبیب ﷺ میں حاضری کے متمنی رہا کرتے تھے۔ رب تعالیٰ ہمیں بھی یہ دولت بے بہا نصیب فرمائے! یہ شعر یقینا آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے:

زندہ باد اے آرزوئے باغ طیبہ زندہ باد
تیرے دم سے ہیں زمانے کے ستائے خیر سے
وہ بلاتے ہیں کوئی یہ آواز دے!
دم میں جا پہنچوں میں حاضری کے لئے

خاک طیبہ کی طلب میں خاک ہو یہ زندگی
خاک طیبہ اچھی اپنی زندگی اچھی نہیں

اے نسیم صبا اُن سے کہہ دے ذرا
مضطرب ہے گدا حاضری کے لئے

ہند کا جنگل مجھے بھاتا نہیں
بس گئی آنکھوں میں طیبہ کی زمیں

خلد زارِ طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا

ہو مجھے سیر گلستان مدینہ یوں نصیب
میں بہاروں میں چلوں خود کو گمائے خیر سے

اگر طلب سچی ہو تو آقا ﷺ ضرور کرم فرماتے ہیں:

طلب گار مدینہ تک مدینہ خود ہی آجائے
تو دنیا سے کنارہ کر مدینہ آنے والا ہے

مدینہ آگیا اب دیر کیا ہے صرف اتنی سی
تو خالی کر یہ دل کا گھر مدینہ آنے والا ہے

دل بے تاب سے اخترؔ یہ کہہ دو
سنبھل جائے مدینہ اب قریں ہے

قدم بن جائے میرا سر مدینہ آنے والا ہے
بچھوں رہ میں نظر بن کر مدینہ آنے والا ہے

تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلب مضطر میں
مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں

تم چلو ہم چلیں سب مدینے چلیں
جانب طیبہ سب کے سفینے چلیں

مے کشو آؤ آؤ مدینے چلیں
بادۂ خلد کے جام پینے چلیں

آپ کسی بھی حال میں درِ سرکار ﷺ سے دور نہیں ہونا چاہتے تھے:

دشت طیبہ چھوڑ کر میں سیر جنت کو چلوں
رہنے دیجے شیخ جی دیوانگی اچھی نہیں

دشت طیبہ کے فدائی سے جناں کا تذکرہ
جو رلا دے خون ایسی دل لگی اچھی نہیں

دیار حبیب ﷺ کی باتیں سن کر وجد میں آ جانا، یقینا عاشق رسول ہی کی شان ہے:

ہر گھڑی وجد میں رہے اخترؔ　　کیجیے اس دیار کی باتیں

بلاشبہ جسے دیارِ حبیب ﷺ میں موت آجائے، وہ مر کر بھی امر ہو جاتا ہے:

مدینے کی وہ مرگ جاں فزا گر ہے مقدر میں
امر ہو جائیں گے مر کر دیار روح پرور میں

گل طیبہ میں مل جاؤں گلوں میں مل کے کھل جاؤں
حیات جاودانی سے مجھے یوں آشنا کر دیں

میرے دل سے دھل جاتا داغ فرقت طیبہ
طیبہ میں فنا ہو کر طیبہ ہی میں مل جاتا

میرا دم نکل جاتا اُن کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں میں مل جاتا

موت لے کے آ جاتی زندگی مدینے میں
موت سے گلے مل کر زندگی سے مل جاتا

اہل دنیا کی بے وفائی وخود غرضی کلام تاج الشریعہ کی روشنی میں:

دور حاضر کے لوگوں کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ دنیا ہی ان کے لیے سب کچھ ہے۔ لوگوں نے اہل دنیا سے اتنی توقعات وابستہ کر لی ہیں کہ اپنے مالک حقیقی کو بھول سے گئے ہیں اور دنیا کی رنگینیوں میں مست و بے خود ہیں حالاں کہ اہل دنیا کی بے وفائی وخود غرضی سب پر عیاں ہے۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ دنیا اور اہل دنیا کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس دورِ مصلحت میں وفا کوئی شے نہیں
گاہے ہوئے ہمارے تو گاہے بدل گئے

اِن سے امید وفا اے دل محض بے کار ہے
اہل دنیا سے محبت کا صلہ ملتا نہیں

کس نے تجھ سے کہہ دیا دل بے غرض آتے ہیں وہ
بے غرض نادان کوئی بے وفا ملتا نہیں

کیف و مستی میں غرق یہ دنیا
جانے کیا دل فگار کا عالم

کس کو سنائے گا یہاں غم کی داستاں
جو غم میں ساتھ دیتے وہ سارے بدل گئے

اہل دنیا کی بے وفائی و خود غرضی واضح کرنے کے بعد کتنا عظیم درس دیا ہے:

اختر لگائے لو نبی کریم سے
کیا فکر اہل دنیا جو سارے بدل گئے

دنیا کی حقیقت: جو لوگ دنیا کو دل میں بٹھا لیتے ہیں، وہ عملی طور پر اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ وہ دنیا سے جانا نہیں چاہتے حالانکہ یہ ممکن نہیں۔ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کا کتنا پر اثر انداز اختیار کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

بوقت نزع یاں للچا کے دیکھتا کیا ہے
یہ دارِ فانی ہے راہی اِسے ثبات نہیں

وہ غم دوراں کو بھلانے کے لیے اپنے آقا ﷺ کی بارگاہ میں یوں فریادی ہیں:

بھول جائے جسے پی کر غم دوراں اختر
ساقی کوثر و تسنیم وہ صہبا دے دو

کلام تاج الشریعہ میں موت کا تذکرہ:

قرآن و حدیث میں جابجا موت کا تذکرہ کر کے اسے ہمیشہ یاد رکھنے کا درس دیا گیا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اسی پر عمل پیرا ہو کر اپنی موت کا تذکرہ کر کے لوگوں کو موت کو زیادہ سے زیادہ یاد کرنے کا سبق دے رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

میری میت پہ یہ احباب کا ماتم کیا ہے
شور کیسا ہے یہ اور، زاری پیہم کیا ہے
کچھ بگڑتا تو نہیں موت سے اپنی یارو
ہم سفیران گلستاں نہ رہے ہم کیا ہیں
میری حقیقت فانی بھی کچھ حقیقت ہے
مروں تو آج خیال اور خواب ہو جاؤں
اٹھا جو اختر خستہ جہاں سے کیا غم ہے
مجھے بتاؤ عزیزو! کسے ممات نہیں

مرنا تو سب کو ہے مگر آپ مقصود کائنات ﷺ پر جان دینے کی دعوت دیتے ہیں کیونکہ اس طرح مرنا عاشق رسول کے نزدیک دوام زندگی ہے:

ان پہ مرنا ہے دوام زندگی — موت سے پھر کیوں نہ الفت کیجیے
ان پہ مرجانے کی رکھیے آرزو — یوں سدا جینے کی صورت کیجیے

جو نبی ﷺ کی الفت میں جان دیتا ہے قبر و حشر میں خود کو تنہا نہیں پاتا:

آپ کی طلعت کو دیکھا جان دی
قبر میں پہنچا تو دیکھا آپ ہیں

فکر آخرت: قرآن و حدیث میں بے شمار مقامات پر فکر آخرت اور اس کی تیاری کا حکم دیا گیا ہے۔ تاج الشریعہ علیہ رحمہ نے بھی اپنے قول و فعل سے ہمیں ہمیشہ یہی سبق دیا۔ کاش ہمیں یہ سبق ہر وقت یاد رہے تاکہ گناہوں سے دور رہنا بہت آسان ہو جائے۔ آپ نے زندگی کے کسی بھی موڑ پر آخرت کو فراموش نہیں کیا۔ آپ خود ملاحظہ کیجیے:

یہ میں نے مانا حسین و دل کش سماں یہ مستی بھرا ہے لیکن
خوشی میں حائل ہے فکر فردا مجھے یہ مستی کھٹک رہی ہے
ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا
پر یہ ناز اُن کے بندے کا دیکھیں گے سب تھام کر اُن کا دامن مچل جائے گا

متقی اور پرہیزگار ہونے کے باوجود اپنے اعمال پر غرہ نہیں بلکہ میدان محشر میں شافع محشر ﷺ کی دست گیری کا پورا پورا یقین ہے:

تپش مہر قیامت کو سہیں ہم کیسے
اپنے دامان کرم کا ہمیں سایہ دے دو
گرمی محشر گنہگار و ہے بس کچھ دیر کی
ابر بن کر چھائیں گے گیسوئے سلطان جمال
ہماری سمت وہ مہر مدینہ مہرباں آیا
ابھی کھل جائے گا سب حوصلہ خورشید محشر کا
چمک سکتا ہے تو چمکے مقابل ان کی طلعت کے
ہمیں بھی دیکھنا ہے حوصلہ خورشید محشر کا
اگلے پچھلے سبھی خلد میں چل دیے
روزِ محشر کہا جب نبی نے چلیں

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی امت مسلمہ کو نصیحت:

یقینا جو حضور ﷺ سے سچی محبت کرتا ہے، اسے آپ کی امت سے بھی بے پناہ محبت ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ تاحیات امت مسلمہ کی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنی پوری زندگی امت مسلمہ کی خدمت کرتے ہوئے گزاری، آپ نے کس انوکھے انداز میں ہمیں نصیحت فرمائی ہے۔ کاش ہم ٹھنڈے دل سے غور کر کے اس پر عمل کرنے کی کوشش بھی کریں:

بوالہوس سن! سیم و زر کی بندگی اچھی نہیں
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

مر نہ جانا متاع دنیا پر   سن کے تو مال دار کی باتیں

فضا میں اڑنے والے یوں نہ اترائیں ندا کر دیں
وہ جب چاہیں جسے چاہیں اسے فرمانروا کر دیں

امت مسلمہ کی ہر محاذ پر ناکامی کا سبب بیان کرتے ہوئے آپ نے جو ارشاد فرمایا ہے، وہ لوحِ دل پر تحریر کرنے کے لائق ہے:

ریت آقا کی چھوڑ دی ہم نے   اپنی مہمان اب تباہی ہے
طوق تہذیب فرنگی توڑ ڈالو مومنو   تیرگی انجام ہے یہ روشنی اچھی نہیں
یوں نہ ہوتے اسیر ذلت تم   سنتے گر ہوشیار کی باتیں

کاش ہم ان باتوں کو مدنظر رکھ کر ٹھنڈے دل سے غور کر کے اِن پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے تو حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی دلی تمنا بر آتی:

دارِ فانی سے کیا غرض اس کو
جس کا عالم قرار کا عالم
نہ گھبرا حادثات دہر سے اتنا میرے ہمدم
یہ دنیا ہے کبھی یہ ایک حالت پر نہیں رہتی

نفس کی شرارتوں سے متنبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فریب نفس میں ہمدم نہ آنا   بچے رہنا یہ مارِ آستیں ہے

کاش ہم اِن اشعار کی روشنی میں اپنے شب و روز گزارتے:

جن کے دل میں ہے عشق نبی کی چمک
وہ ترستے نہیں روشنی کے لئے
نقش پائے سگان نبی دیکھیے
یہ پتہ ہے بہت رہبری کے لئے

یہ صد فیصد سچ ہے کہ جو حضور ﷺ کا وفادار نہیں وہ کسی بھی صورت میں ہمارا نہیں ہوسکتا۔ اسی لیے فرماتے ہیں:

نبی سے جو ہو بیگانہ، اسے دل سے جدا کر دیں
پدر مادر برادر مال و جان اُن پر فدا کر دیں

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے مطابق درحقیقت یہ زندگی مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی غلامی کے لیے دی گئی ہے۔ فرماتے ہیں:

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لیے   زندگی ہے نبی کی نبی کے لیے
ناسمجھ مرتے ہیں زندگی کے لیے   جینا مرنا ہے سب کچھ نبی کے لیے
چاندنی چار دن ہے سبھی کے لیے   ہے صدا چاند عبدالنبی کے لیے
داغ عشق نبی لے چلو قبر میں   ہے چراغ لحد روشنی کے لیے

بارگاہ رسول ﷺ میں امت مسلمہ کے لیے استغاثہ:

درج ذیل اشعار میں امت مسلمہ کے تعلق سے حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے غم گسار امت پناہ بے کساں ﷺ کی بارگاہ میں جو استغاثہ پیش کیا ہے، وہ آپ کی امت مسلمہ سے بے پناہ محبت کا آئینہ دار ہے۔ عرض کرتے ہیں:

محو خواب غفلت یا رسول اللہ   ہوگئی ہے امت یا رسول اللہ
سویاں بخت ملت یا رسول اللہ   کیجیے عنایت یا رسول اللہ
کیجیے حمایت یا رسول اللہ   نعرہ رسالت یا رسول اللہ

آیئے ہم بھی دورِ حاضر کے حالات کو دیکھتے ہوئے حضرت تاج الشریعہ کی زبان میں اپنے رسول ﷺ کو مدد کے لیے پکارتے ہیں:

در پئے شرارت یا رسول اللہ   کفر کی جماعت یا رسول اللہ
ناتواں ہے امت یا رسول اللہ   کیجیے حمایت یا رسول اللہ
نعرہ رسالت یا رسول اللہ

حضرت تاج الشریعہ اور ردِ لامذہباں: آپ نے گستاخان رسول کا رد اس انداز میں فرمایا ہے کہ اگر وہ گروہ نامراد دل کی نظر سے اسے پڑھ لیں تو انہیں توبہ نصیب ہو جائے۔ ساتھ ہی انہیں گستاخی رسول کے وبال سے مطلع و متنبہ فرما کر اپنے اس رویے پر نظر ثانی کی دعوت دی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

کر کے دعویٰ ہم سری کا کیسے منہ کے بل گرا
مٹ گیا وہ جس نے کی توہین سلطان جمال
بھلا دعویٰ ہیں ان۔ سے ہم سری کے
سر عرش بریں جن کا قدم ہے
وہی جو رحمت للعالمیں ہیں جان عالم ہیں
بڑا بھائی کہے ان کو کوئی اندھا بصیرت کا
وہ رگ جان دو عالم ہیں بڑے بھائی نہیں
ہیں یہ سب پھندے برے تیرے بڑے بھائی کے
مر کے مٹی میں ملے وہ نجدیو بالکل غلط
حسب سابق اب بھی ہیں مرقد میں سلطان جمال

آپ نے نبی کریم ﷺ کا سایہ ماننے والوں کا رد کتنے حسین انداز میں فرمایا ہے۔ ملاحظہ کریں:

یہ سن لیں! سایہ جسم پیمبر ڈھونڈنے والے
بشر کی شکل میں دیگر ہے وہ پیکر پیمبر کا
وہ ظل ذات رحماں ہیں نبوت کے مہ تاباں
نہ ظل کا ظل کہیں دیکھا نہ سایہ ماہ و اختر کا

سایۂ ذات کیوں نظر آئے — نور ہی نور ہے ضیا ہی ہے

ذکر سرکار ﷺ سے جلنے والوں کے تعلق سے یہ اشعار دیکھیں:

ذکر سرکار کرتے ہیں مومن
کوئی مر جائے جل کے کینے سے
ذکر سرکار بھی کیا آگ ہے جس سے سنی
بیٹھے بیٹھے دل نجدی کو جلا جاتے ہیں

آپ نے منکرین وسیلہ کا رد کتنے انوکھے انداز میں فرمایا ہے:

ابتغوا فرما کے گویا رب نے یہ فرما دیا
بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں

بارگاہ خدا میں کیا پہنچے — گر گیا جو نبی کے زینے سے

آپ منکرین سرکار ﷺ کو آخرت کی یاد دلا کر انہیں اس فعل بد سے باز آنے کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

عیش کر لو یہاں منکرو! چار دن
مر کے ترسو گے اس زندگی کے لیے
جو جنون خلد میں کوؤں کو دے بیٹھے دھرم
ایسے اندھے شیخ جی کی پیروی اچھی نہیں
عقل چوپایوں کو دے بیٹھے حکیم تھانوی
میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں
یہ کس کے در سے پھرا ہے اے نجدی بے دیں
برا ہو تیرا تیرے سر پہ گر ہی جائے فلک
سجدہ بے الفت سرکار عبث اے نجدی
مہر لعنت ہیں یہ سب داغ جبیں سائی کے

آپ نے نیچریوں کا رد کتنے برجستہ انداز میں فرمایا ہے:

بتاتا تھا کہ نیچر اُن کے زیر پا مسخر ہے
بنا پتھر میں یوں نقش کف پا میرے سرور کا

حضرت تاج الشریعہ کی منظر اسلام سے محبت: جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف حضرت اعلی حضرت علیہ الرحمہ کی ایک عظیم یادگار ہے۔ دور حاضر میں ہند و پاک کے تمام اور بیرون ملک کے بھی کثیر علما کا سلسلہ درس کسی نہ کسی مرحلے میں منظر اسلام سے مل جاتا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی مکمل تعلیم اسی ادارے سے ہوئی۔

آپ کو ان نسبتوں کے سبب منظر اسلام سے بے پناہ لگاؤ رہا، دائمی علالت سے قبل آپ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کے طلبہ کو موقع بموقع درس دیا کرتے تھے چونکہ چند سالوں سے آپ ہمیشہ علیل رہتے تھے، اس کے باوجود آپ کو جب بھی افاقہ ہوتا تو اکثر منظر اسلام کے طلبہ کو طلب فرما کر درس دیا کرتے، اس سے آپ کی درس و تدریس سے گہری وابستگی کے ساتھ منظر اسلام سے بے پناہ لگاؤ کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

آپ نے صرف دو اشعار میں منظر اسلام کا جو مختصر اور جامع تعارف کرایا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ اس سے جہاں جامعہ رضویہ منظر اسلام کی عظمت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے، وہیں آپ کی اس سے بے پناہ محبت اور لگاؤ کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

منبع نورِ رسالت منظر اسلام ہے
درس گاہ علم و سنت منظر اسلام ہے
قبلہ گاہ دین و ملت منظر اسلام ہے
مرکز اصلاح خلقت منظر اسلام ہے
یادگارِ اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے
دور سے آتا یہاں ہر ایک تشنہ کام ہے
بادہ حب نبی کا اُس کو ملتا جام ہے
آپ کٹ جاتا ہے اسے جو بھی نافرجام ہے
منکروں کے واسطے یہ تیغ خوں آشام ہے
جیسا اُس کا نام ہے ویسا ہی اس کا کام ہے

تاج الشریعہ اور مناقب اولیائے کرام علیہم الرضوان: حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے توصیف مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بزرگان دین کی مدحت سرائی بھی بڑے حسین انداز میں فرمائی ہے۔ آپ کا کمال یہ ہے کہ آپ نے صرف چند اشعار میں ممدوح کے ساتھ اپنے قلبی لگاؤ کے اظہار کے ساتھ ان کے امتیازی اوصاف اور ان

کے تعلق سے بنیادی معلومات کو بڑے حسین پیرائے میں شعر کے قالب میں ڈھالا ہے۔ میں طوالت سے بچنے کے لیے چند منقبتوں کے کچھ اشعار بغیر کسی تبصرے کے پیش کررہا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں:

نواسہ رسول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے فرماتے ہیں:

شجاعت ناز کرتی ہے جلالت ناز کرتی ہے
وہ سلطان زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے
جہان حسن میں بھی کچھ نرالی شان ہے ان کی
نبی کے گل پہ گلزاروں کی زینت ناز کرتی ہے
شہنشاہ شہیداں ہو، انوکھی شان والے ہو
حسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے
بٹھا کر شانہ اقدس پہ کر دی شان دو بالا
نبی کے لاڈلوں پر ہر فضیلت ناز کرتی ہے
خدا کے فضل سے اخترؔ میں ان کا نام لیوا ہوں
میں ہوں قسمت پہ نازاں مجھ پہ قسمت ناز کرتی ہے

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے فرماتے ہیں:

پیروں کے آپ پیر ہیں یا غوث المدد
اہل صفا کے میر ہیں یا غوث المدد
رنج و الم کثیر ہیں یا غوث المدد
ہم عاجز و اسیر ہیں یا غوث المدد
تیر نظر سے پھیر دو سارے الم کے تیر
کیا یہ الم کے تیر ہیں یا غوث المدد
صدقہ رسول پاک کا جھولی میں ڈال دو
ہم قادری فقیر ہیں یا غوث المدد

سلطان الشہداء فی الہند حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمۃ والرضوان کے تعلق سے فرماتے ہیں:

نائب شاہ شہیداں وہ محافظ نور کا
جس نے سینچا ہے لہو سے گلشن دین خدا
نوشہ بزم جناں وہ بندہ رب جہاں
حور وغلماں جس کی خدمت پر مقرر ہیں سدا
اللہ اللہ یہ نصیب اخترؔ شیریں سخن
فیض مولا سے ہے وہ سالار کا مدحت سرا

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے تعلق سے یوں گویا ہیں:

چل دیے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر
رنج وفرقت کا ہر اک سینے میں شعلہ چھوڑ کر
ایک تم دنیا میں رہ کر تارک دنیا ہوئے
رہ کے دنیا میں دِکھائے کوئی دنیا چھوڑ کر
متقی بن کر دِکھائے اس زمانے میں کوئی
ایک میرے مفتی اعظم کا تقوی چھوڑ کر
ہو سکے تو دیکھ اخترؔ باغ جنت میں اسے
وہ گیا تاروں سے آگے آشیانہ چھوڑ کر

مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمٰن قادری عباسی کے تعلق سے فرماتے ہیں:

دل نے کہا مجاہد ملت کو ڈھونڈیے
لے کر چراغ شاہ ولایت کو ڈھونڈیے
ہم زیر آسماں انہیں یوں دیکھتے رہے
وہ کب کے آسماں کے پرے خلد میں گئے
تم کیا گئے مجاہد ملت جہاں گیا
عالم کی موت کیا ہے عالم کی ہے فنا
میں رحلت مجاہد ملت کو کیا کہوں
یوں سمجھو گر گیا کوئی اسلام کا ستوں

اپنے والد ماجد مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے تعلق سے فرماتے ہیں:

چل بسے ہم کو دِکھا کر راہ سیدھی خلد کی
دین حق کے رہنما تھے شاہ جیلانی میاں
مال وزر سب کچھ نچھاور راہ حق میں کر گئے
کیسے مخلص پیشوا تھے شاہ جیلانی میاں
شور کیسا ہے یہ برپا غور سے اخترؔ سنو
پرتو احمد رضا تھے شاہ جیلانی میاں

حضرت احسن العلماء مارہروی علیہ الرحمہ کے تعلق سے فرماتے ہیں:

حق پسند و حق نوا و حق نما ملتا نہیں
مصطفیٰ حیدر حسن کا آئینہ ملتا نہیں
خوب صورت خوب سیرت وہ امین مجتبیٰ

اشرف و افضل نجیب ظاہرہ ملتا نہیں
پیکر صدق و صفا وہ شمع راہ مصطفیٰ
جو مجسم دین تھا وہ کیا ہوا ملتا نہیں
مردِ میدان رضا وہ حیدرِ دین خدا
شیر سیرت شیر دل حیدر نما ملتا نہیں
سنیوں کی جان تھا وہ سیدوں کی شان تھا
دشمنوں کے واسطے پیک رضا ملتا نہیں
یاد رکھنا ہم سے سن کر مدحت حیدر حسن
پھر کہو گے اختؔر حیدر نما ملتا نہیں

دوسری منقبت میں یوں فرماتے ہیں:

اے نقیب اعلیٰ حضرت مصطفیٰ حیدر حسن
اے بہارِ باغ زہرا میرے برکاتی چمن
ایک شمع انجمن تھی جو بالآخر بجھ گئی
اب اجالے کو ترستی ہے یہ بزم آگہی
سوگواروں کو شکیبائی کا ساماں کم نہیں
اب امین قادریت بن گیا تیرا امیں
اختؔر خستہ ہے بلبل گلشن برکات کا
دیر تک مہکے ہر اک گل گلشن برکات کا

ان اشعار سے جہاں حضرت احسن العلماء علیہ الرحمہ کی شان و عظمت کا اظہار ہوتا ہے، وہیں حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی مارہرہ مقدسہ اور شہزادگان حضرت احسن العلماء سے بے پناہ محبت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ بحمدہ تعالیٰ اب بھی شہزادگان حضرت احسن العلماء اور ان حضرات کے صاحبزادگان بھی حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے ویسی ہی محبت وعقیدت رکھتے ہیں جیسی اکابرین مارہرہ حضرت اعلیٰ حضرت کے شہزادوں سے فرمایا کرتے تھے۔ حضرت امین ملت، حضرت رفیق ملت اور شرف ملت دامت برکاتھم العالیہ کے فرمودات اس کا روشن ثبوت ہیں۔

میں سر دست ولی عہد خانقاہ برکاتیہ شہزادہ حضرت امین ملت حضرت سید محمد امان میاں قادری صاحب قبلہ ڈائریکٹر البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ کے تعلق سے چند باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں، جس سے ان کی حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے بے پناہ عقیدت کا اندازہ ہوتا ہے:

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد آپ نے بغیر رخصت طلب کیے ہم لوگوں کو پیغام بھیجا:

آپ سب کو جنازے میں شرکت کی اجازت ہے۔ ساتھ ہی آپ نے فرمایا: کل سے دل بے چین ہے اور رو رہا ہے۔

اکیس جولائی کی شب جب راقم الحروف البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کے علمائے کرام اور علی گڑھ کے چند احباب کے ساتھ بذریعہ بس بریلی شریف جا رہا تھا۔ اسی دوران راقم الحروف نے رات کے تقریباً بارہ بجے حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی شان میں ایک خودنوشت منقبت، اپنی جماعت کے واٹسپ ایپ گروپ جس میں حضرت سید امان میاں صاحب قبلہ بھی شامل ہیں ڈالی، جس کا مطلع ہے:

واہ کیا بات تھی اے تاج شریعت تیری
یاد آتا تھا خدا دیکھ کے صورت تیری

اس کے بعد راقم الحروف اور حضرت سید امان میاں صاحب قبلہ کے درمیان جو بات چیت ہوئی وہ ہدیہ قارئین ہے:

سید امان میاں صاحب قبلہ: مجھے خوشی ہے کہ آپ لوگ اپنی تحریروں سے خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔

راقم الحروف: جزاك الله خير الجزاء۔

سید امان میاں صاحب قبلہ: کل سے دل بڑا دکھی ہے، وہ اہلسنت کے مضبوط مینار تھے۔ **راقم الحروف:** بے شک۔

سید امان میاں: اب دیکھیے آگے چل کر کہاں کہاں سے کون کون کیا کیا کرتا ہے۔ پہلے کوئی بھی کچھ غلط کرتا تھا تو ایک ڈر تھا۔ اب ہر کوئی آزاد ہے۔

راقم الحروف: یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کے لیے کسی کو منتخب فرمالے گا۔

سید امان میاں صاحب قبلہ: ضرور، لیکن جب کوئی ایسی مضبوط شخصیت جاتی ہے پھر ویسی دوبارہ آسانی سے نہیں ملتی۔

راقم الحروف: یہی تو سب سے بڑا المیہ ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ لوگ چلے جاتے ہیں اور اپنے اچھے شاگرد نہیں چھوڑتے، اس لیے دنیا اہل علم سے خالی ہوتی جا رہی ہے۔ جس طرح اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے شاگردوں کو

تیار کیا تھا، اگر سارے علما ویسا ہی کر پاتے تو آج ہمارا یہ حال نہ ہوتا۔
بریلی شریف سے واپسی کے بعد آپ نے ہم لوگوں کو یہ پیغام ارسال فرمایا:

آپ سب حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے تعلق سے روز اخباروں میں مراسلے اور مضامین لکھتے رہیے۔ پچاس ساٹھ اخبار ہیں، آپ لکھتے رہیں، ضرور چھپیں گے۔ کیا آپ سب صاحب قلم اپنے قائد کے لیے اتنا بھی نہیں کرسکتے؟

ستائیس جولائی کو البرکات کے نوٹس بورڈ کے ذریعے ''ضروری اعلان'' کے عنوان سے آپ نے ہم لوگوں کو دوبارہ یہ پیغام دیا:

حضرت تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری میاں علیہ الرحمہ کے سانحہ ارتحال پر عالمی میڈیا میں مضامین، مراسلے اور خطوط کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ حضرات سے گزارش ہے کہ آپ بھی اس میں اپنی شمولیت درج کرائیں۔ سید محمد امان

پھر اٹھائیس جولائی کو یہ پیغام بھیجا:

امید ہے کہ آپ سب حضرت تاج الشریعہ کے بارے میں اخباروں میں مراسلے بھیج رہے ہوں گے۔

بحمدہ تعالیٰ اب تک علمائے البرکات کی حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے تعلق سے لکھی گئی کئی تحریریں اخباروں کی زینت بن چکی ہیں اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے جس شعر سے یہ بات شروع ہوئی تھی میں اسی پر اِس تحریر کا اختتام کرتے ہوئے رب تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اسے قبول فرمائے۔

اختر خستہ ہے بلبل، گلشن برکات کا
دیر تک مہکے ہر اک گل گلشن برکات کا

☆☆☆

☆ ریسرچ اسکالر: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (یوپی)

علمی ادبی قد کی بلندی شرح قصیدہ بردہ

محمد توفیق احسن برکاتی*

مفتی اعظم کے وصال سے جو علمی وروحانی خلا محسوس کیا جانے لگا تھا، تاج الشریعہ کی علمی ذات سے وہ خلا بہت جلد پر ہوگیا اور دنیا پھر ایک تجربہ کار مفتی، متبحر عالم دین، قابل قدر مربی اور ہمہ رنگ علمی شخصیت کے جاہ وجلال کی شیدا ہوئی۔ بریلی کا دارالافتاء شہرتوں کی بلندیاں چڑھنے لگا اور جماعت اہل سنت کا حوصلہ فرزوں ہوا۔ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنا دینی ومسلکی تصلب باقی رکھا، اس کے خلاف بکواس کرنے والوں کو کرارا جواب دیا، اپنی تقریر وخطابت میں ایسوں کا ردبلیغ فرمایا، کتابوں میں ان کے غلط نظریے کی تردید کی۔ دشمنان اسلام کی جانب سے ابھرنے والے ہر الزام کا تحریراً و تقریراً جواب دیا۔ اپنے متعلقین ووابستگان کو مسلک حق [مسلک امام احمد رضا] پر سختی سے قائم رکھنے کا حکم دیا۔ امام احمد رضا قادری کے افکار واذکار کو دنیا کی مختلف زبانوں میں، مختلف ممالک میں عام وتام کیا، اردو، فارسی، عربی کتابوں کے تراجم منظر عام پر آئے، ان زبانوں میں باقاعدہ ان کی مستقل تصانیف شائع ہوئیں۔ علمی وتحقیقی مضامین لکھے اور "تحقیق ازہری" کا ایک نیا زاویۂ نظر سامنے آیا۔ تعلیمی وتربیتی مرکز "جامعۃ الرضا" قائم فرمایا، اس میں علم وتحقیق کے نئے شعبے وجود میں آئے۔ اس چشمۂ علم سے ہزاروں تشنگان محبت نے سیرابی حاصل کی، یہ سلسلہ ان کے وصال کے بعد باقی ہے۔ وہ چہرہ فقط ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوا ہے، لیکن اس علمی آفتاب کی کرنیں چھن چھن کر باہر آرہی ہیں اور لوگوں کے اذہان وافکار منور ہورہے ہیں۔

اس تحریر میں ان کی عربی کتاب الفردۃ فی شرح البردۃ۔ کا مختصراً تعارفی جائزہ پیش کیا جارہا ہے جس کے مطالعہ سے ان کے علمی ادبی قد کی بلندی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت تاج الشریعہ کی اپنی کتابوں کے علاوہ بہت سے مصنفین کی کتب پر تقاریظ، تقدیمات، تاثرات، خطوط، اور مختلف موضوعات پر بیش قیمت مضامین حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی قلمی یادگار ہیں، کچھ قسط وار مضامین ہیں، جو ماہ نامہ اعلیٰ حضرت اور ماہ نامہ سنی دنیا وغیرہ میں شائع ہوئے۔ ضرورت ہے کہ ان سب کو جمع کرکے "مضامین تاج الشریعہ" کے نام سے شائع کردیا جائے، جو حضرت کی بارگاہ میں بہت بڑا اخراج عقیدت ہوگا اور ایک گراں قدر علمی کام بھی۔ مولانا محمد شہاب الدین رضوی نے حضرت کے کچھ نادر فتاویٰ اور خطوط کا عکسی ایڈیشن "نوادرات تاج الشریعہ" کے نام سے مرتب کرکے شائع کردیا ہے جو ایک اچھا کام ہے۔

علامہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا شعری مجموعہ "سفینۂ بخشش" محبتوں اور عقیدتوں کا گلستان ہے، جس کا ہر حمد یہ ونعتیہ کلام عشق کی روشنائی میں ادب کا قلم ڈبوکر شائستگی کے کاغذ پر لکھا گیا ہے، کہ انھیں ارادت کی گہری نفسیات کی چھاؤں میں پڑھا جائے تو عجب کیفیت کا سچا احساس ہوگا اور دل کی دنیا مشغول سفر محبت ہوجائے گی۔ یہ مجموعہ ایک زمانے سے طبع ہورہا ہے اور اہل ذوق اسے مطالعے کی میزان پر رکھتے ہیں۔ راقم الحروف نے اسے مکمل پڑھا ہے اور محظوظ ہوا ہے۔

خوشی کی بات یہ کہ پڑوسی ملک پاکستان کے شہر کراچی سے "سفینۂ بخشش" کے نام سے باقاعدہ ایک علمی وادبی سہ ماہی رسالہ محترم محمد یونس شاکر اختر القادری کی ادارت میں نکلتا ہے جس کا ایک شمارہ [جولائی تا ستمبر ۲۰۱۴ء] راقم کے موبائل میں پی ڈی ایف شکل میں موجود ہے۔ اس شمارے کے "بہار حدیث" کالم میں تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا ایک مضمون "لعنتی لوگ" کے عنوان سے تین صفحے میں شائع کیا گیا ہے۔ یہ بہت عمدہ مضمون ہے اور تاج الشریعہ کے اخاذ ذہن کا منہ بولتا ثبوت بھی۔

راقم الحروف کے ذہن میں تصانیف تاج الشریعہ کے حوالے سے اہل علم کو ایک مشورہ ہے کہ اگر غور کرلیا گیا تو اس پر عملی اقدام ایک بہت بڑا علمی کام ثابت ہوگا، مجھے امید ہے کہ شہزادۂ گرامی حضرت مولانا عسجد رضا قادری اور ان کے رفقا اس سلسلے میں توجہ فرمائیں گے۔

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی تحریر کردہ جتنے عربی، اردو رسائل ہیں انھیں الگ الگ ''رسائل تاج الشریعہ'' [عربی، اردو] کے نام سے مرتب کر کے شائع کیا جائے، تاکہ ان کی تمام تر علمی و قلمی یادگاریں یکجا اہل علم کے مطالعے میں آئیں اور ان پر تحقیق و تجزیہ کا کام بآسانی کیا جاسکے۔ ورنہ الگ الگ کتابوں کی دستیابی ایک مشکل کام ہوتا ہے، کچھ تصانیف ایک بار طبع ہوئیں پھر مارکیٹ سے غائب ہیں، کچھ عالم عرب سے شائع ہوئی ہیں، اگر ایک ساتھ انڈیا سے ان سب کی طباعت ہوجائے تو بہت بہتر ہوگا۔

سر دست علامہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی مہتم بالشان کتاب الفردۃ شرح قصیدۃ البردۃ کا مختصر تجزیاتی مطالعہ پیش خدمت ہے:

علامہ محمد بن سعید شرف الدین بوصیری قدس سرہ ساتویں صدی ہجری کے ایک صوفی مصری شاعر اور سلسلہ شاذیہ کے صاحب نسبت و اجازت بزرگ تھے، ان کی ولادت دلاص میں ۶۰۸ھ میں اور وفات اسکندریہ میں ۶۹۷ھ میں ہوئی، عربی زبان کے قادر الکلام شاعر اور پختہ فکر ادیب کا مکمل دیوان مصر سے کئی بار چھپ چکا ہے، جس میں مختلف متصوفانہ و عارفانہ موضوعات پر کئی مہتم بالشان قصائد موجود ہیں اور کچھ کے تراجم دنیا کے مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ البتہ اس صوفی نعت گو شاعر کو سب سے زیادہ شہرت ان کے حالت مرض میں تحریر کردہ ''قصیدہ بردہ'' کو حاصل ہوئی، اس ناموری کی کئی وجوہات میں ایک اہم وجہ اس ''قصیدہ میمیہ'' کا بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مقبول ہونا ہے، فالج زدہ حالت میں وہ نعتیہ قصیدہ تحریر کرنا، خواب میں صاحب نعت کی زیارت، قصیدے کی سماعت، اور چادر مبارک کا حصول، فالج شدہ حصہ کا مکمل شفا یاب ہونا پھر اس واقعے سے کئی واقعات کا جڑنا یہ ایسے حقائق ہیں جنھوں نے قصیدہ بردہ کو شہرت کے بام عروج تک پہنچا دیا، ایک وجہ اور بھی ہے کہ یہ شاعری دل کی شاعری ہے، آمد کی شاعری ہے، آپ بیتی ہے، جس نے رفتہ رفتہ جگ بیتی کا درجہ حاصل کرلیا ہے۔

قصیدہ بردہ شریف کی اولاً متعدد عربی شروحات، تضمینات، تشطیرات اور تراجم لکھے گئے، دنیا کی مختلف زبانوں میں منثور و منظوم ترجمہ آج تک ہو رہا ہے اور بے شمار شرحیں کچھ مختصر کچھ طویل آج تک لکھی جارہی ہیں، اس قصیدے کے عرب شارحین میں ابن الصائغ، علی بن محمد قلصائی، شہاب الدین ابن العماد، علاء الدین بسطامی، یوسف بن ابی اللطف، یوسف بسطامی، ملا علی قاری، شیخ زادہ محی الدین، جلال الدین محلی، محمد بن احمد مرزوقی، عبدالحق بن عبدالفتاح، محمد مصری، زکریا انصاری، علامہ عمر خرپوتی، امام قسطلانی، محمد بن مصطفی مورنی، محمد عثمان مرغنی، شیخ حسن عدوی اور علامہ باجوری نمایاں ہیں۔ مذکورہ شارحین کا زمانہ آٹھویں صدی ہجری کے نصف آخر سے لے کر چودھویں صدی ہجری کے آغاز تک ہے۔

قصیدہ بردہ کے عربی شارحین میں تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری علیہ الرحمہ کا نام بھی شامل ہے۔ فارسی زبان میں سب سے معروف منظوم ترجمہ علامہ عبدالرحمن جامی کا ہے، اردو میں دکنی شاعر محمد فیاض الدین نظامی کا منظوم ترجمہ کافی اہم مانا گیا ہے، ماضی قریب اور موجودہ عہد کے شارحین میں علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری پاکستانی کی کتاب ''طیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ'' اور استاذ گرامی مولانا نفیس احمد مصباحی کی ''کشف بردہ'' راقم کی نگاہ سے گزری ہے۔

قصیدہ بردہ کے اردو منظوم تراجم میں تین راقم کے مطالعے میں آئے ہیں، ایک دائرہ شاہ اجمل، الہ آباد کے سجادہ نشیں ممتاز شاعر و ادیب حضرت سید محمد اکمل اجملی جنیدی کا ''قصیدہ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ'' کا منظوم ترجمہ (سال نامہ اہل سنت کی آواز، مارہرہ، شمارہ: اکتوبر ۲۰۱۰ء، ص: ۱۶۲ تا ۱۷۶) اور اہم بات یہ کہ یہ منظوم ترجمہ بھی میم کے قوافی میں ہے جیسا کہ قصیدہ بردہ شریف ہے۔ دوم ممتاز شاعر سجاد حسین ساجد کا ''ساقی کوثر'' (سہ ماہی فروغ نعت، اٹک پاکستان، شمارہ ۶۔ ۲۰۱۴ء) سوم مفتی سید عبدالفتاح اشرف علی گلشن آبادی علیہ الرحمہ کا، جو ''دیوان اشرف الاشعار'' میں شامل ہے۔

علامہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے قلم زرنگار سے منصۂ شہود پر جلوہ گر عربی شرح ایک علمی و ادبی شاہکار کا درجہ رکھتی ہے جس میں شارح نے متعدد علوم و فنون کو جمع کر دیا ہے۔ جس طرح امام شرف الدین بوصیری نے اس کلام میں بے شمار علوم و معارف کا خزانہ جمع کیا ہے، ان کا ہر شعر ایک مستقل مفہوم بیان کرتا ہے، اس میں دین کے سچے عقائد و نظریات کی حقیقت پنہاں ہے، شریعت کا حسن بھی ہے، طریقت کا جمال بھی، محبت کی تازگی بھی ہے، ادب کی کرشمہ سازی بھی علم بھی ہے، فن بھی، ذکر بھی، فکر بھی، تدبر بھی ہے، تفکر بھی، سوز بھی ہے،

ساز بھی۔ شارح علام نے اپنی شرح میں بھی۔ بے شمار علوم متداولہ کا جلال و جمال بھر دیا ہے، مثلاً لغت، نحو، صرف، معانی، بیان، بدیع، منطق، کلام، حدیث و اصول حدیث، فقہ و اصول فقہ، تصوف جیسے علوم وفنون کی اصطلاحات اور ان کی تشریحات بھی درج کر دی ہیں، جس سے قصیدے میں مستعمل الفاظ وتراکیب کی تفہیم سہل ہوگئی ہے۔ شاعر عشق نے جہاں جہاں عقائد اہل سنت کے بیان میں نکتہ آفرینی کا رنگ سمویا تھا، شارح علام نے ان کی ایسی تشریح فرمائی ہے کہ وہ عقائد پوری طرح مجلّا ہو گئے ہیں۔ جو بہت بڑی خوبی ہے۔

الفردۃ فی شرح البردۃ۔ کا عربی متن محب گرامی مولانا محمد عاشق حسین کشمیری مصباحی کی جمع وترتیب سے منظر عام پر آیا ہے جس کے مجموعی صفحات ۳۰۹ ہیں۔ آغاز میں محمد خالد مکی نے شارح قصیدہ علامہ تاج الشریعہ کی مختصر سوانح لکھی ہے، اس کے بعد راقم الحروف کے دادا استاذ حضرت مفتی محمد شبیر حسن رضوی کا گراں قدر مقدمہ شامل کتاب ہے، ان کا کہنا ہے: قام الشیخ الکبیر بشرح هٰذہ القصیدۃ الشریفة بعبارۃ فصیحة لها فی النفس أثر خلاب بأسالیب رائعة تختلب الأذهان و تثیر الوجدان، واختار من الألفاظ و الأسالیب أخفها علی السمع و أقواها أثراً فی النفوس و أروعها حسناً و جمالاً۔ الخ [ص:ہ]

مقدمہ نگار نے شرح قصیدہ بردہ کی چند خصوصیات پر روشنی ڈالی ہے مثلاً شارح نے قصیدے میں شامل تمام الفاظ مفردہ کی لغوی و اصطلاحی تشریح کردی ہے اور ان دونوں معانی کے مابین وجہ اشتراک بھی بیان کی ہے اور کلام عرب [نثر ونظم] سے مثالیں بھی درج کی ہیں جس سے ان الفاظ کے معانی مجلّا ہو گئے ہیں۔ اشعار میں شامل مشکل کلمات کا نحوی، صرفی حل بھی پیش کیا ہے، ساتھ ہی نقل و بیان کی خوبی کی جانب اشارہ بھی کیا ہے، ایسی جگہوں پر وجوہِ اعراب سے بھی بحث کی ہے اور شاعر کی مراد کو منکشف کر دیا ہے۔

اشعار کے ظاہر و باطن میں موجود فصاحتوں، بلاغتوں اور الفاظ وتراکیب میں حسن ترتیب، تشبیہ و استعارہ، مجاز وحقیقت، محسنات لفظیہ ومعنویہ بھی بیان کر دیے ہیں اور مثالوں سے ان کی وضاحت بھی کردی ہے۔ قصیدہ بردہ کے شارحین کے تسامحات بھی گنائے ہیں اور دلائل وشواہد کی روشنی ان کی تضاد بیانی، غیر ضروری تشریحات اور نقد وجرح کا جائزہ بھی لیا ہے اور معروضی انداز میں اپنی بات رکھی ہے۔ ہر شعر کی ایسی تشریح وتوضیح کی ہے جو شاعر قصیدہ کا حقیقی عندیہ ہے گویا المفهوم فی بطن الشاعر کا جلال و جمال پوری طرح شرح کے رخ پر نمودار ہو گیا ہے اور شاعر کی مراد تک رسائی ممکن بنا دی گئی ہے۔

شاعر نے جہاں جہاں دین حق کے بنیادی نظریات ومبادیات پیش کیے تھے، بے شمار شواہد عقلیہ ونقلیہ کی روشنی میں شارح نے ان حقائق سے پردہ اٹھایا ہے اور جہاں ضرورت پڑی ہے بد باطن فرقوں اور باطل نظریات کے حامل افراد پر سخت تنقید وتردید بھی کی ہے۔ ایسے مقامات پر شارح نے امام احمد رضا کی تصانیف سے کافی استفادہ کیا ہے اور انکشاف حقیقت کے معاملے میں کسی لومہ لائم کی بالکل پروا نہیں کی ہے جو خانوادۂ رضا کا اپنا امتیاز ہے۔

قصیدہ بردہ کل دس فصلوں پر مشتمل ہے جن کی تفصیل یہ ہے:

الفصل الاول فی ذکر العشق، الثانی فی منع هوی النفس، الثالث فی مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الرابع فی مولدہ علیہ افضل الصلوٰۃ و السلام، الخامس فی معجزاته صلی اللہ علیہ وسلم، السادس فی شرف القرآن الکریم و مدحه، السابع فی اسراءہ و معراجه صلی اللہ علیہ وسلم، الثامن فی جهاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، التاسع فی التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم، العاشر فی المناجاۃ وعرض الحاجات۔

ان دس فصلوں میں موجود اشعار کی تعداد ۱۶۰ ہے، اس کے بعد سات اشعار بعض صالحین کا اضافہ ہیں، جو قصیدۂ بردہ کی طرز پر تحریر کیے گئے ہیں جن کے متعلق علامہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ویوجد فی بعض النسخ أبیات لم یشرح علیها أحد من الشارحین لکن لا بأس بها۔ [ص:۳۰۸]

آغاز کتاب میں قصیدۂ بردہ کا مکمل عربی متن بھی دیا گیا ہے، جو مجموعی طور پر ۱۶۷/ اشعار پر مشتمل ہے، یہ اس لیے کیا گیا تا کہ قاری سب سے پہلے ان ابیات کے فیوض و برکات حاصل کر لے، پھر ان کے معانی کی تہہ میں اترنے کی کوشش کرے۔ شارح علام نے مختلف اوقات میں قصیدے کی شرح تحریر کی ہے اس لیے دو، دو، تین، تین، چار، چار اشعار کی تشریح کے آغاز میں مستقل بسملہ اور تحمید نظر آتا ہے۔

شارح نے تلاوت قصیدہ کی جو شرطیں بتائی ہیں وہ یہ ہیں:
قاری وسامع دونوں باوضو ہوں، قبلہ کے استقبال ہو، ادب کی مجلس ہو، اور مسلسل زبانوں پر درود وسلام کے نغمات ہوں اور ہر شعر کے بعد یہ پڑھا جائے:

مولای صل و سلم دائماً ابداً
علیٰ حبیبك خیر الخلق کلهم

یہ درود کا وہ صیغہ ہے جو شاعر قصیدہ امام بوصیری علیہ الرحمہ نے نبی اکرم ﷺ کے روبرو پیش کیا تھا، اس لیے اس کی برکات کا کیا پوچھنا؟ درود وسلام کے دیگر صیغوں کے بالمقابل یہ زیادہ مناسب ہے، جو شخص اس درود اور قصیدہ کی قراءت کی دیگر شرائط کی رعایت کرتے ہوئے عالم بے خودی میں مسلسل ان ابیات کا وِرد آقا ﷺ کی زیارت کی آرزو لے کر کرے، یقیناً وہ اپنی مراد کو پہنچے گا۔ اور ممدوح قصیدہ ﷺ خواب میں اسے اپنی زیارت سے شادکام فرمائیں گے۔ اس وقت سے آج تک یہ قصیدہ ایک اہم وظیفہ بنا ہوا ہے اور سلف وخلف کے مابین مقبول ہے، دینی مجالس و مذہبی محافل میں اس کا ورد کیا جاتا ہے، انفرادی واجتماعی طور پر اسے پڑھا جاتا ہے، اس وقت ایک عجب کیفیت کا احساس ہوتا ہے اور محفل میں تقدس کی بارش ہونے لگتی ہے۔

یوں تو پورا قصیدہ ہی بے پناہ حسنات و برکات کے حصول کا ذریعہ ہے لیکن اس کے کچھ اشعار اثر وتاثیر کے لحاظ سے کچھ الگ ہی رنگ رکھتے ہیں، اثر آفرینی کے لحاظ سے اشعار کے امتیازات بھی ہمیں اس شرح میں نظر آتے ہیں۔ شارح نے ان شعار کی خاصیت بھی اخیر میں بیان کر دی ہے، ایک مثال ملاحظہ فرمائیں، شعر ہے:

فإن امارتی بالسوء ما اتعضت
من جهلها بنذير الشيب و الهرم

اس کی شرح میں شارح لکھتے ہیں:

وهٰذا البيت والاثنان بعده خاصيتها ان من كانت نفسه غالبة عليه وامتنعت من التوبة و عجز عن مخالفة النفس فليكتب الابيات الثلاثة بعد الفراغ من صلاتها و يمحوها بماء ويشربها. فاذا شربها استمر جالساً مستقبل القبلة حتىٰ يصلي العصر و المغرب و يذكر الله تعالىٰ ويكرر هٰذه الابيات في بعض الاوقات ايضاً فانه لا يفارق هٰذا المجلس الا و قد انقادت نفسه و حسن حالها ان شاء الله تعالىٰ ويوفقه الله للتوبة ۔ [ص:۳۲]

مطلب یہ کہ جو شخص نفس کے شکنجے میں جکڑا ہوا اور کسی طرح توبہ کی راہ نہ پاتا ہو، وہ نماز کے بعد یہ شعر اور اس کے بعد کے دو اشعار کاغذ پہ لکھ کر پانی میں حل کر کے پی لے، پینے کے بعد قبلہ کے استقبال کیے ہوئے بیٹھا رہے اور عصر ومغرب کی نماز پڑھ کر ذکر الٰہی میں مشغول رہے اور ان اشعار کی تکرار کرتا رہے تو اس وظیفے سے فارغ ہوتے ہی وہ نفس کے شکنجے سے باہر محسوس کرے گا اور اللہ نے چاہا تو اس کی حالت بہتر ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اسے توبہ کی توفیق ارزانی فرمائے گا۔

قصیدے کے ۱۳۷ رویں شعر کی تشریح میں شارح نے حیات النبی ﷺ سے متعلق علامہ امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کا لکھا ایک عربی قصیدہ [جو تیس اشعار پر مشتمل ہے] بھی درج کر دیا ہے جو العمدۃ علی شرح البردۃ [ص:۶۰۶، ۶۰۷] کے حاشیے پر موجود ہے۔
[ص:۲۶۶]

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس قصیدے کی عربی شرحیں شارح کی نگاہ میں ہیں اور چند مقامات پر شارح نے ان شارحین کی علمی ولسانی فروگزاشت پر سکت نکیر بھی فرمائی ہے اور قصیدے کی ایسی تشریح کی ہے وہ ان کے شبہات خود بہ خود دور ہو گئے ہیں اور شعر بے غبار ہو گیا ہے۔ اخیر میں مناجات اور عرض حاجات کے تحت علامہ بوصیری علیہ الرحمہ نے جو شعر لکھا ہے وہ کافی شہرت رکھتا ہے، عرض کرتے ہیں:

یا أکرم الخلق ما لی من ألوذ به
سواك عند حلول الحادث العمم

۱۵۴ رویں شعر: فان من جودك الدنيا و ضرتها۔ ومن علومك علم اللوح والقلم۔ کے ذیل میں جو تشریحی بیانیہ شارح نے تحریر کیا ہے وہ بطور خاص پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، یہ تشریحی بیانیہ دس صفحات کو محیط ہے، جس میں شارح نے قلم توڑ دیا ہے، علم لوح وقلم کی تحقیق میں جو استدلالی رنگ شرح کے افق پر منعکس ہوا ہے وہ فریق مخالف کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے، یہاں دلائل عقلیہ ونقلیہ کی بہتات نظر آتی ہے، قرآن واحادیث،

کتب تفاسیر، عقائد وکلام کا اصولی بیان بالخصوص امام احمد رضا قادری قدس سرہ کی مہتم بالشان کتاب الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ سے جو تفصیلات پیش کی گئی ہیں وہ انتہائی اہم ہیں اور شارح کی قوت استحضار کا منہ بولتا ثبوت بھی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ عربی شرح بہت سی خوبیوں اور امتیازات کی حامل ہے، آسان لب ولہجے میں شاعر کی مراد تک رسائی کو ممکن بنایا گیا ہے اور شعر کی ایسی تشریح کی گئی ہے جو لسانی، نحوی، صرفی، بدیعی، استعاراتی نظام کی منظر کشی کرتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ شارح شاعر کے قالب میں متمکن ہو کر گفتگو کر رہا ہو۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ شارح خود عربی، اردو کا ایک باذوق شاعر ہے، جسے شاعری کی مبادیات سے کما حقہ آگاہی ہے اور جو شریعت وطریقت کا مزاج آشنا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ شعر کا استعاراتی افق کیسے روشن کیا جائے گا اور اس کے مجازات میں کیسے حسن معنی پیدا کرنا ہے، اس لیے بھی یہ شرح ایک اچھی اور جامع شرح کے درجے پر فائز نظر آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس شرح کو قبولیت عامہ سے نوازے، امت مسلمہ کو علامہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے علمی فیضان سے مالا مال فرمائے۔ آمین

ooo

☆ استاذ شعبہ درس نظامی جامعہ اشرفیہ مبارک پور

یوم ولادت پر ملت اسلامیہ کی ہمہ جہت ترقی کے لئے

ہمیشہ فکر مند رہنے والے حضرت امین ملت پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی صاحب قبلہ کے قائم فرمودہ تعلیمی ادارے:

البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی، جامعہ البرکات، علی گڑھ، البرکات پلے اینڈ لرن سینٹر، البرکات پبلک اسکول، پیم پرکاش ہاسٹل، البرکات انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ اسٹڈیز، البرکات جامعہ ہمدرد اسٹڈی سینٹر، البرکات آئی ٹی شعبہ، لینگویج لیب، البرکات قادریہ گرلس سیکشن، البرکات انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن (B.Ed.)، البرکات آفٹر نون اسکول، البرکات ویلفیئر سوسائٹی، البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، البرکات کالج آف گریجویٹ اسٹڈیز، مارہرہ پبلک اسکول، جامعہ احسن البرکات، مارہرہ مطہرہ، البرکات سید حامد کمیونٹی کالج، البرکات سینٹر فار کمپیوٹر سائنس اینڈ لینگویجز، علی گڑھ، البرکات سید حسن ہاسٹل برائے پروفیشنل کورسیز، علی گڑھ

حضرت امین ملت دام ظلہٗ کی سخاوت و فیاضی: حضرت امین ملت دام ظلہٗ العالی ہر سال البرکات پبلک اسکول کے تقریباً ۱۰۰ ہونہار لیکن ضرورت مند طلبہ کی فیس معاف فرماتے ہیں۔ اس کے علاوہ اہل سلسلہ و دیگر افراد کی بھی ہر ممکن مدد چاہے وہ تعلیم کے سلسلے میں ہو، بیٹیوں کی شادیوں کا سلسلہ ہو، علاج و معالجہ کا معاملہ ہو حضرت والا ہمیشہ صف اول میں رہ کر تعاون فرماتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ اپنے متوسلین و معتقدین کے مزید کن کن مسائل اور معاملات کو حل فرماتے ہیں یہ وہی بہتر جانتے ہوں گے۔ ان کی قربت میں رہنے والوں نے تو ان کا دل اور ہاتھ معاشرے کے پسماندہ اور ضرورت مند طبقے کے لیے ہمیشہ کھلا پایا۔

حضرت امین ملت نے اپنی والدہ ماجدہ علیہا الرحمہ کو خراج محبت پیش کرتے ہوئے بنام ''امی کا گھر'' عالیشان اور خوب صورت عمارت تعمیر کرائی جس میں عرس کے تینوں دن خواتین کے لیے معلمات کے ذریعہ درس و تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ وہ نماز، روزہ، طہارت، ازدواجی زندگی اور خانگی امور کے ساتھ روزانہ کے معاملات کے مسائل کو آسانی سے سمجھ کر عمل کر سکیں۔ عرس قاسمی کے علاوہ اوقات میں یہ مہمان خانہ قصبے کی بیٹیوں کی شادی بیاہ کے لیے بغیر کسی کرایہ کے فراہم کیا جاتا ہے۔ ''امی کا گھر'' مارہرہ مطہرہ جیسے چھوٹے سے قصبہ کے لیے ایک نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ لوگ اپنی بیٹیوں کی شادی بیاہ کے لیے لگنے والے بہت سے اخراجات سے خانقاہِ برکاتیہ کی وجہ سے بے فکر ہو جاتے ہیں۔ اللہ کریم آپ کا سایۂ عاطفت ہم خواجہ تاشانِ خاندانِ برکات پر سلامت با کرامت رکھے۔ آمین

(ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی)

ترتیب و پیش کش: محمد حسین مشاہد رضوی، مالیگاؤں

سالانہ عرس قاسمی برکاتی مارہرہ شریف ۲۶، ۲۷، ۲۸، اکتوبر ۲۰۱۸ء کو بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہا ہے

باب ہفتم

اکابر شناسی

اعتراف و تعزیت نامے، اظہارِ غم، دعائے مغفرت

''وہ ایک متصلب عالم شریعت اور باعمل پیر طریقت تھے۔''

OO

''موصوف خانوادۂ رضویہ کے نامور فرد تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی کے علمی روحانی سلسلہ کے اہم ستون تھے اور جماعت اہل سنت کے معروف عالم دین تھے۔''

OO

''کثیر المریدین شیخ طریقت اور عالم ربانی تھے۔''

OO

خانوادۂ رضویہ کے رکن عظیم، مسلک اہل سنت کے بے باک ترجمان، افکارِ رضا کے معتبر و موقع شناس عالم دین، شارح اسلام، اسلاف کے علمی روحانی کارناموں کے پاسبان تھے۔''

OO

تعزیت نامے

میر کارواں جاتا رہا۔ صد حیف!

تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری کی رحلت کا غم صرف ایک خاندان، ایک شہر یا، ایک ملک کا غم نہیں بلکہ ان کی جدائی پر پوری ملت سوگوار ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک اور بے شمار خطوں میں ان کے وصال کے بعد ہی سے تعزیتی جلسوں اور فاتحہ وایصال ثواب کا سلسلہ جاری ہے۔

آج ۷ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۱ر جولائی ۲۰۱۸ء سنیچر کی صبح کو الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور میں بھی تلاوت قرآن، ایصال ثواب اور تعزیت کی محفل دیر تک منعقد ہوئی پھر علما وطلبہ کی کثیر تعداد نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے بریلی شریف روانہ ہوگئی اور جامعہ میں آج اور کل (دودِنوں) کی تعطیل کر دی گئی۔

میں اپنے متعلقہ تمام اداروں کی طرف سے حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے اہل خاندان کو خصوصاً اور پوری ملت کو عموماً تعزیت پیش کرتا ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ سب کو صبر جمیل واجر جزیل سے نوازے اور حضرت کے روحانی وعلمی فیضان سے سب کو مستفیض ومستنیر فرمائے۔ آمین

شریک غم: محمد احمد مصباحی

(۱) ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور (۲) صدر مجلس شرعی، مبارک پور (۳) نگراں مجلس برکات، مبارک پور
(۴) ناظم المجمع الاسلامی، مبارک پور (۵) صدر انجمن امجدیہ ومدرسہ عزیزیہ خیر العلوم، بھیرہ ولید پور ضلع مئو (۶) سرپرست مرکزی دار القراءت، ذاکر نگر، جمشید پور (جھارکھنڈ)

تاج الشریعہ کی رحلت ملت اسلامیہ کے لئے عظیم خسارہ

وارث علوم اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں ازہری رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت عالم اسلام کے لئے عظیم خسارہ ہے۔ آپ دنیائے سنیت کے عظیم رہنما، افکار رضا کے امین و پاسبان تھے۔ ملک کی عظیم الشان دینی وعصری اسلامی یونیورسٹی جامعہ مرکز الثقافۃ السنیہ آپ کی وفات کے غم میں شریک ہے۔ فخر ازہر تاج الشریعہ کے وصال پُرملال کی خبر سنتے ہی پورے جامعہ میں ایک خاموشی چھا گئی، اساتذہ سمیت طلبہ سبھی رنج و الم کے ماحول میں ڈوب گئے۔ آپ اچھے اخلاق اور دعوت وتبلیغ کے سچے علمبردار تھے۔ آپ کی شخصیت عالم اسلام کے علمائے کرام اور سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت کے اکابر میں سے تھی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، ہمیں تاج الشریعہ کا نعم البدل عطا فرمائے اور جماعت اہل سنت کو آپ کے فیوض وبرکات سے مستفیض فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

سوگوار: شیخ ابوبکر احمد (شافعی مسلیار ملباری)، سربراہ اعلیٰ جامعہ مرکز الثقافۃ السنیہ کالی کٹ کیرالا

ازہری میاں کا انتقال مسلمانان ہند کا عظیم نقصان

تقدس مآب حضرت الحاج ڈاکٹر سید شاہ گیسودراز خسرو میاں حسینی صاحب سجادہ نشین بارگاہ بندہ نواز گلبرگہ شریف نے نبیرہ حضرت احمد رضا خان صاحب، حضرت مولانا مفتی اختر رضا خان صاحب کے انتقال پر اپنے گہرے رنج وملال کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضرت مفتی

اختر رضا خان صاحب کا انتقال مسلمانان ہند کا عظیم نقصان ہے۔ حضرت خسرو حسینی صاحب نے اپنے ایک تعزیتی بیان میں فرمایا ہے کہ حضرت مولانا مفتی اختر رضا خان صاحب کے انتقال کی اطلاع پا کر انہیں بے حد رنج و افسوس ہوا۔ مرحوم بڑے اچھے، نہایت ملنسار، خوش اخلاق اور اپنے وقت کے ایک جید عالم تھے۔ حضرت خسرو حسینی صاحب نے مولانا مفتی اختر رضا خان صاحب سے اپنے دیرینہ روابط کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضرت مولانا مفتی اختر رضا خان صاحب سے متعدد مرتبہ نئی دہلی میں ان کی ملاقاتیں ہوئیں، جب بھی ملاقات ہوتی مولانا محترم ان کی بڑی عزت کیا کرتے، بہت محبت کا اظہار کرتے اور ہماری نسبت کا احترام کیا کرتے، مولانا مفتی اختر رضا خان صاحب کا انتقال ''موت العالم موت العالم'' کے مصداق ہے۔ ان کے انتقال سے نہ صرف علماء کے طبقہ میں بڑا خلا پیدا ہوا ہے بلکہ مسلمانان ہند کا ایک عظیم نقصان ہے جس کی تلافی دشوار نظر آتی ہے۔ موصوف کی جامعہ ازہر سے بھی فراغت تھی جس کی بنا پر موصوف کو علوم وفنون میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ اپنے تبحر علمی سے موصوف نے علماء کے ایک بڑے طبقہ کو علمی فیضان سے آراستہ کیا۔ جن کی گرانقدر علمی کاوشوں کو دنیا ہمیشہ یاد رکھے گی۔

اپنی جانب سے تعزیت پیش کرتے ہوئے حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نواز کے وسیلہ سے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے وصال سے جو خلا پیدا ہوا ہے، اس کا بدل عطا فرمائے، انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے، جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

۲۳ر جولائی، گلبر گہ۔ کے بی این ٹائمز، موصول بذریعہ واٹس ایپ مولانا محمد کاشف رضا شاد مصباحی، گلبر گہ

تاج الشریعہ اپنے رب کے جوارِ رحمت میں

رسالہ جام تہود، پریس جاتے جاتے یہ اندوہناک خبر موصول ہوئی کہ بریلی شریف کی ایک نابغۂ روزگار شخصیت ہمارے درمیان اب نہ رہی۔ یعنی تاج الشریعہ حضرت مولانا مفتی الشاہ اختر رضا خاں الازہری قائم ومقام مفتی اعظم بریلی شریف ۲۰ر جولائی ۲۰۱۸ء کو بعد نمازِ مغرب اپنے رب کے جوارِ رحمت میں پہنچ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اِس وقت عالم اسلام کی سب سے معروف شخصیات میں آپ کا شمار تھا، علما ہوں یا عوام، پورے ہندو پاک میں آج کے مریدین چھائے ہوئے ہیں۔ یوں تو آپ کی طبیعت سرد وگرم بہت دنوں سے چل رہی تھی لیکن ادھر کچھ دنوں سے علالت کی خبریں برابر موصول ہو رہی تھیں۔

آپ علم وعمل میں اپنے اسلاف کے مظہر تھے، عوام وخواص سبھی آپ کے اوپر اعتماد کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی رحلت سے بریلی ہی نہیں پوری سنی دنیا یتیمی کا کرب محسوس کر رہی ہے اور بریلی شریف کا نقصان تو ناقابل تلافی ہے۔ رب تبارک وتعالیٰ پردۂ غیب سے اس خلا کو پُر فرمائے اور آپ کے خانوادے کو صبر جمیل کی دولت سے سرفراز کرے۔ آمین

آج ۲۱ر جولائی سنیچر کو مدرسہ اصدقیہ مخدوم شرف بہار شریف نالندہ مین قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ ۱۰ر بجے دن ادارہ کے ہال کمرے میں مجلس تعزیت منعقد ہوئی جس میں اساتذہ، طلبہ اور مخلصین شریک ہوئے۔ مہتمم ادارہ مولانا سید نور الدین اصدق چشتی نے حضرت تاج الشریعہ کی خدمات جلیلہ پر روشنی ڈالی، اس کے بعد اہتمام فاتحہ ہوا۔ آخر میں صلاۃ وسلام اور رقت انگیز دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔ اس کے بعد ادارہ میں تعطیل کا اعلان کر دیا گیا۔ ؏

سوگوار: سید شاہ رکن الدین اصدق چشتی غفرلہٗ، آستانہ چشتی چمن پیر بیگھہ شریف، ضلع نالندہ (بہار)

رضوی روحانی سلسلہ کے اہم ستون

جمعہ مبارکہ کے دن نمازِ مغرب کے بعد نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، حضرت مولانا مفتی شاہ محمد اختر رضا خاں صاحب قادری ازہری کے وصال کی خبر موصول ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن: سن کر بہت افسوس ہوا۔

مولیٰ تعالیٰ موصوف کی مغفرت فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین
حضرت موصوف خانوادۂ رضویہ کے نامور فرد تھے، اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہٗ کے سلسلۂ علمی وروحانی کے اہم ستون تھے اور جماعت اہل سنت کے معروف عالم دین بھی۔آپ کے انتقال سے جماعت اہل سنت میں ایک بڑا خلا واقع ہوا ہے۔آپ نے مختلف جہات سے دین ومسلک کی خدمات انجام دی ہیں جو بلاشبہ قابل قدر ہیں۔
اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ان کے پسماندگان اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین بجاہ نبیہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

شریک غم: فقیر محمد عبید الرحمٰن رشیدی عفی عنہ

خادم خانقاہ رشیدیہ جون پور، یوپی۔مورخہ: ۸/ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۲/جولائی ۲۰۱۸ء

جماعت اہل سنت کے نمائندہ تھے

مورخہ ۲۰/جولائی کی شب میں عزیز ذوالقدر مولانا محمد ظفر الدین برکاتی ایڈیٹر ماہنامہ کنز الایمان دہلی نے تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری کے انتقال کی افسوس ناک خبر سنائی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔
حضرت تاج الشریعہ، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے علوم وفنون کے سچے وارث اور جماعت اہل سنت کے حقیقی نمائندے تھے، ان کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوا ہے، بظاہر اس کا پُر ہونا دشوار ہے۔اللہ تعالیٰ حضرت ازہری میاں کی دینی خدمات کو قبول فرمائے اور جملہ اعزہ واقارب اور لواحقین ومتعلقین کو صبر وشکر کی توفیق بخشے۔آمین

احقر العباد: شرؔ مصباحی ۲۲/جولائی ۲۰۱۸ء (مولانا ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرؔ مصباحی، رکن مجلس شوریٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور)

اک شمع تھی دلیل سحر

ظلمت کدے میں میرے شب غم کا جوش ہے　　اک شمع تھی دلیل سحر سو خموش ہے

عزیزم احرار عالم شہبازی برادرِ خرد جو اِس وقت الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور میں زیر تعلیم ہیں، ان کے ذریعہ یہ خبر پُرغم پہنچی کہ جانشین مفتی اعظم ہند فقیہ عصر حضرت علامہ اختر رضا خان المعروف ازہری میاں کا وصال پُرملال ہو گیا ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون
بلاشبہ آپ عظیم خانوادہ کے چشم وچراغ تھے اور اپنی علمی وجاہت میں بے نظیر وممتاز۔آپ کے چلے جانے سے دنیائے سنیت میں ایک ایسا خلا ہو گیا ہے جس کا پُر ہونا مشکل ہے۔اِس غم وآلام کی گھڑی میں فقیر شہبازی خانوادہ رضویہ سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔
مولیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ جانشین مفتی اعظم علامہ ازہری میاں علیہ الرحمہ کے حسنات کو قبول فرمائے، ان کے درجات کو بلند فرمائے، ان کے جملہ محبین ومتوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین

شریک غم: فقیر سید شاہ انتخاب عالم شہبازی غفرلہ، سجادہ نشین خانقاہ عالیہ شہبازیہ ملا چک، بھاگلپور (بہار)

اہل سنت کا آفتاب بریلی شریف میں غروب

صد حیف وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین سرکار مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی اختر رضا ازہری میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان بریلی شریف آج اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔
آپ علوم اعلیٰ حضرت کے عظیم وارث سرکار مفتی اعظم ہند کے سچے جانشین جماعت اہل سنت کے رہبر ورہنما کثیر المریدین شیخ طریقت اور صاحب تقویٰ ومرجع فتویٰ عالم ربانی تھے۔آپ کا انتقال سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت کا ناقابل تلافی خسارہ ہے۔اس اندوہ ناک خبر سے عالم

اسلام میں اضطراب کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے۔ ہر عاشق رسول کا دل غمگین اور ہر سنی کی آنکھیں اشکبار ہیں۔ آپ کے انتقال فرمانے سے عالم اسلام میں عظیم خلا کا احساس ہو رہا ہے۔

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو   تم ڈھونڈھنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

اس المناک موقع پر خاکسار سید محمد علیم الدین اصدق مصباحی اعظمی اور دار العلوم قادریہ غریب نواز لیڈی اسمتھ ساؤتھ افریقہ کے جملہ اساتذہ طلبہ، اراکین ادارہ شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا عسجد رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی جناب عالی میں تعزیت پیش کرتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے، اہل خانہ، اہل سلسلہ اور تمام اہل سنت کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین والہ وصحبہ اجمعین

شریک غم: سید محمد علیم الدین اصدق مصباحی اعظمی غفرلہ، دار العلوم قادریہ غریب نواز لیڈی اسمتھ افریقہ

افکارِ رضا کے معتبر موقع شناس عالم دین

مؤقر ومحترم حضرت مولانا عسجد رضا خان صاحب قاضی شہر بریلی شریف السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ

مؤرخہ ۲۰ر جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ قبل نمازِ عشاء ایک ہوش ربا خبر موصول ہوئی کہ خانوادۂ رضویہ کے رکن عظیم، مسلک اہل سنت کے بے باک وبے مثال ترجمان، فکر رضا کے معتبر وموقع شناس عالم دین، شارح اسلام اور اسلاف کے علمی وروحانی کارناموں کے پاسبان تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی اختر رضا خان ازہری میاں رحمۃ اللہ علیہ کا وصال پر ملال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت تاج الشریعہ کی اندوہ ناک رحلت کی خبر سے ملک وبیرون ملک اہل سنت وجماعت میں صف ماتم بچھ گئی، چاروں طرف سوگوار سناٹا چھا گیا، اہل سنت وجماعت پر ایک ایسی شام الم مسلط ہوگئی جس کی ہوائے درد وکرب نے ہر رخ پر مایوسی کے نقوش ظاہر کردیے، یقیناً اُن کی جدائی پر ہر بزم اداس، ہر آنکھ اشکبار، ہر دل مغموم اور ہر چہرہ پژمردہ ہے۔ بے شک یہ رب عزوجل کے قضا وقدر سے ہے۔

ان للہ ما أخذ ولہ ما أعطی وکل شیٔ عندہ بأجل مسمیٰ فلتصبر ولتحتسب۔ اللہ ہی کا تھا جو اُس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا، اور اس کے ہاں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اس لئے صبر کرنا چاہیے اور حصول ثواب کی نیت رکھنی چاہیے۔

اِس رنج ومحن کے وقت میں ہم اساتذہ، اراکین وممبران بھی آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں، مولیٰ تعالیٰ حضرت کو غریق رحمت کر اعلیٰ علیین میں جگہ عنایت فرمائے اور اہل سنت وجماعت، وآپ کو مع اہل خاندان کے صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

شریک غم: اساتذہ، اراکین وممبران جامعہ جلالیہ علائیہ اشرفیہ، مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، قطب شہر، مالدہ، مغربی بنگال

مرجع علما وفتاویٰ تھے حضرت تاج الشریعہ

تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ محمد اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال پر جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف میں مخدوم گرامی حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں سربراہ اعلی جامعہ صمدیہ کے حکم پر تعزیتی نشست کا انعقاد کیا گیا۔ جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی نے بتایا کہ حضرت علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ کا وصال ملک وملت اور جماعت اہل سنت کے لیے ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ وہ اپنے وقت کے ایک عظیم محقق ومفتی اور افکار رضا کے بے باک ترجمان تھے، بلکہ آپ کی علمی شخصیت مرجع الفتاوی اور مرجع العلما تھی، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور مفتی اعظم ہند کے علمی اور روحانی وراثتوں کے سچے وارث وجانشین تھے۔ آمین

حضرت علامہ الشاہ سید محمد انور میاں صاحب سربراہ اعلی جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف نے فرمایا کہ مصیبت کی اِس گھڑی میں ہم خانوادہ رضویہ کے جملہ افراد خصوصاً حضرت ازہری میاں صاحب قبلہ کے پسماندگان اور مریدین ومتوسلین، محبین ومتعلقین کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ سب کو صبر و

اجر سے نوازے اور حضرت ازہری میاں صاحب کے مراتب و درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے۔

تعزیتی نشست میں جامعہ کے تمام شعبوں کے طلبہ و اساتذہ، خصوصیت کے ساتھ مولانا غلام سبحانی چشتی ازہری، مولانا غلام جیلانی مصباحی، مولانا امیر الحسن چشتی، مولانا احکام چشتی، مولانا عابد چشتی، مولانا توقیر چشتی، مولانا مفتی آفتاب عالم چشتی، مولانا ابوسعید مصباحی، مولانا رشید الدین ازہری، مولانا ششماد ازہری، مولانا رضاء الحق مصباحی، مولانا عبد السبحان مصباحی، قاری عبد الحمید چشتی، قاری رحمت چشتی، قاری ذاکر چشتی، قاری ایوب چشتی، قاری ہاشم چشتی، قاری سرتاج چشتی، قاری رحمت اللہ نظامی صاحبان شریک رہے۔

اطلاع: ناظم نشر و اشاعت جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف، ضلع اناؤ (یوپی)

سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے عالمی شیخ طریقت

نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری میاں (جانشین مفتی اعظم ہند، بریلی شریف) کے وصال کی خبر سے بہت افسوس ہوا۔ إنا لله وإنا إليه راجعون ورحمة الله رحمةً واسعة۔ ہماری خانقاہ و دار العلوم واقع دربھنگہ (بہار) میں حضرت کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی و تعزیتی نشست کا اہتمام کیا گیا اور حضرت کی بلندیِ درجات کی دعا کی گئی۔

حضرت تاج الشریعہ خانوادۂ رضویہ کے ممتاز علمی و روحانی فرد تھے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے علوم کے وارث اور سلسلہ عالیہ رضویہ قادریہ کے ملکی و عالمی شیخ تھے، فقہ و فتاوی اور تقوی و طہارت میں وہ بے نظیر تھے۔ وہ ایک عظیم تحقیقی مزاج کے مصنف، متعدد کتب کے مترجم اور محشی ہونے کے ساتھ صنف نعت شریف کے اعلیٰ تخیلات کے حامل قادر الکلام شاعر بھی تھے اور اس کے ساتھ ملک و بیرون ملک میں کثیر مدارس کے سرپرست اور شہر بریلی شریف میں جامعۃ الرضا مرکز الدراسات الاسلامیہ کے بانی تھے۔ وہ تنہا ایک انجمن تھے۔ ایسے شجر سایہ دار کے اٹھ جانے سے ہماری صف میں واقعی ایک بڑا خلا ہو گیا جس کا بھرپور احساس تمامی اہلِ سنت کو ہے۔

میں اپنے تمام مریدین اور خانقاہ سمرقندیہ کے جمیع منتسبین و متوسلین اور اپنے زیر سرپرستی تمام اداروں کی جانب سے حضرت کے تمام پسماندگان، جملہ مریدین، بالخصوص صاحبزادہ عالی وقار حضرت مولانا عسجد رضا قادری صاحب کو تعزیت پیش کرتا ہوں اور غم کی اِس گھڑی میں ان سب کے ساتھ شریک ہوں۔

دعا ہے کہ ربِ رحمن و رحیم حضرت کو کروٹ کروٹ جنت کی بہاریں عطا فرمائے، ہم سبھوں کو صبر جمیل سے نوازے اور ہم سبھوں کو توفیق دے کہ ہم ان کے چھوڑے ہوئے علمی و روحانی مشن کو جاری رکھ کر پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔

آمین بجاہ سید المرسلین سیدنا وحبیبنا محمد صلی الله علیه وسلم وآله وصحبه أجمعين.

لحد میں عشقِ رخِ شہ کا داغ لے کے چلے — اندھیری رات سنی تھی، چراغ لے کے چلے

شریکِ غم: سید شمس اللہ جان مصباحی، خادم منصب سجادگی: خانقاہ عالیہ سمرقندیہ نقشبندیہ، دربھنگہ (بہار)

ارسال کردہ: مولانا محمد شہباز عالم مصباحی، انجمن وابستگان سلاسل تصوف، اسلام پور، اتر دیناج پور، مغربی بنگال

گلشن شریعت و طریقت کے پھول

کلماتِ تعزیت۔ منجانب: جانشین مخدوم ثانی، پیر طریقت حضرت علامہ شاہ سید کمیل اشرف اشرفی جیلانی، کچھوچھہ شریف

محبِ محترم حضرت مولانا عسجد رضا خاں صاحب و جمیع فرزندان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ سلام مسنون۔

میں تقریباً دو ماہ سے بسترِ علالت پر ہوں اور اس سلسلے میں کبھی جسلوک ہسپتال تو کبھی اسمٰعیلیہ ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ آج بھی بسترِ علالت پر ہوں۔ اچانک مجھے یہ خبر ملی کہ حضرت مولانا مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری میاں کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس خبر کو سن کر زبان سے بے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ نکلا۔ حضرت مولانا اختر رضا خاں صاحب کی جدائی پر انتہائی افسوس ہوا، کبھی کبھی اپنے خاص لوگوں سے میرے پاس سلام کہلواتے تھے اور میں انہیں جواب سلام کے ساتھ اپنی خاص دعاؤں میں یاد کرتا رہا۔ ایسا بھی ہوا کہ المدینہ مسجد آگری پاڑہ ممبئی میں دعاؤں کے ساتھ انہیں یاد کرتا تھا اور خصوصیت کے ساتھ اُن کے لیے دعائے خیر کرتا رہا، اگرچہ میری ملاقات بظاہر اُن سے کم رہی لیکن ان کے خلوص ومحبت کی چھاپ آج بھی میرے دل میں محفوظ ہے اور خانوادۂ اشرفیہ آج بھی انہیں اپنی مخلصانہ دعاؤں میں یاد کرتا ہے، ان کے انتقال پر ملال سے اہل سنت وجماعت میں جو کمی پیدا ہوئی ہے اُس کا بھرپور احساس کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ رب کریم عزیزم مولانا عسجد رضا خاں کو اس قابل بنادے کہ وہ اپنے پدرِ بزرگوار کی نیابت کا بھرپور حق ادا کرسکیں۔

حضرت مولانا مفتی اختر رضا خاں صاحب بہت سی خوبیوں کے جامع تھے۔ حق گوئی اور خودداری میں اپنی مثال آپ تھے۔ ایسے لوگ دنیا میں بڑی تلاش کے بعد ملتے ہیں۔ چمنستانِ اہل سنت وجماعت میں وہ ایک گلدستے کے مانند تھے جس میں بہت سے پھول موجود تھے۔ ایک جانب اگر گلشن شریعت کے پھول تھے تو دوسری جانب گلشن طریقت کے بھی پھول تھے جس کی ایک ایک پتی کتابِ حیات کا پُرسبق ورق تھی۔ ان کی زبان پر جو کلمات ہوتے تھے، وہی ان کے دل میں ہوتے تھے اور جو اُن کے دل میں ہوتے تھے وہی ان کی زبان پر ہوتے تھے۔ ان میں ایسی خودداری تھی کہ وہ کسی کی باتوں میں آنے والے نہیں تھے۔ اسی سلسلے میں مجھے دو شعر یاد آرہا ہے جو مولانا مفتی اختر رضا خان صاحب کی زندگی کا صحیح آئینہ دار ہے۔

دل ہمارا غیرتِ قومی کو کھوسکتا نہیں ہم کسی کے سامنے جھک جائیں ہوسکتا نہیں
راہِ خودداری سے مرکر بھی بھٹک سکتے نہیں ٹوٹ تو سکتے ہیں لیکن ہم لچک سکتے نہیں

میری مخلصانہ دعا ہے کہ رب کریم مولانا اختر رضا خاں صاحب کی قبر پر اپنی رحمتوں کے پھول برسائے اور مرحوم کو اپنے خاص جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سید محمد کمیل اشرف اشرفی جیلانی۔ (جانشین حضور مخدوم ثانی)

رب کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم ہے

عزیز القدر مولانا عسجد رضا خاں صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۷ ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء کی شام نہ صرف خانوادۂ رضویہ کے لئے شام غم بن کر آئی بلکہ پوری جماعت اہل سنت کے لئے رنج والم کا پیغام لے آئی کہ آپ کے والد گرامی عالمی شہرت یافتہ علمی عبقری شخصیت امین علوم اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری رحمۃ اللہ علیہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موت برحق ہے اور ہر نفس کو اُس کا مزہ چکھنا ہے۔ موت ایک ایسا پل ہے جس کو عبور کرکے ہی مومن وصال حبیب کی لذتوں سے شادکام ہوسکتا ہے۔ لکل امة اجل اذا جاء اجلهم فلا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون۔ یہ ہمارے رب کا اٹل فیصلہ ہے، جس کے سامنے ہم سب کے سر تسلیم خم ہیں۔ صبر وشکر بندہ مومن کا ہتھیار ہے۔

آپ کے والد ماجد کے وصال پر ملال پر ہم آپ کے رنج وغم میں شریک ہیں، پورے خانوادہ رضویہ اور خصوصاً آپ کو تعزیت پیش کرتے ہوئے اللہ غفور ورحیم سے دست بدعا ہیں کہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی آل اطہار کے وسیلے سے حضرت ازہری میاں کی جملہ دینی علمی خدمات وحسنات کو قبول فرمائے۔ اُن کی مغفرت فرماکر انھیں جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ اُن کے جملہ پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین یا مجیب دعوة المضطرين بوسيلة نبيك ورسولك سيد المرسلين والصلاة والسلام عليه وعلى صحبه وعترته وذوى قرابته اجمعين۔

شریک غم، فقیر اشرفی وگدائے جیلانی

ابوالمختار سید محمود اشرف سجادہ نشین خانقاہ عالیہ، اشرفیہ درگاہ کچھوچھہ شریف

از خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف۔ مورخہ ۱۱؍ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۴؍جولائی ۲۰۱۸ء

سورج غروب ہوا، روشنی باقی ہے

افسوس کہ حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری میاں صاحب داغِ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے   بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت ازہری میاں صاحب کے سانحہ ارتحال کی خبر اہل سنت کے قلب وضمیر کو ہلا دینے والی خبر ہے، بلاشبہ حضرت قبلہ گاہی کی ذات مجمع البحرین تھی۔ ان کے وصال سے نہ صرف خانوادہ رضویہ کا خسارہ ہوا بلکہ پوری جماعت اہل سنت کا خسارہ ہوا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے علوم کا وارث وامین اب ہمارے درمیان نہ رہا۔ علم وفضل کا آفتاب بحکم الٰہی غروب ضرور ہوا ہے لیکن اُس کی نورانی کرنیں ہمیشہ اہل سنت والجماعت پر پھیلی رہیں گی۔

مولیٰ کریم بطفیل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت والا کی مغفرت فرمائے اور ان کی درجات کو بلند فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

شریک غم: فقیر اشرفی وگدائے جیلانی محمد مکی ارشد اشرفی جیلانی، نبیرۂ محدث اعظم ہند، کچھوچھہ شریف

برصغیر کے جملہ اہل سنت کے لئے شدید غم

اہلِ خانوادہ اور کچھ خیر خواہ احباب سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی کہ وارثِ علوم اعلیٰ حضرت مفتی اختر رضا خان قادری عرف ازہری میاں صاحب اس دارِ فانی سے ملکِ جاودانی کی جانب کوچ فرما چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یہ سانحہ یقیناً نہ صرف خانوادۂ رضویہ کے لیے دھچکا ہے بلکہ برصغیر کے جملہ اہل سنت کے لیے شدید غم کا سبب ہے۔ علامہ موصوف کا وصال بلاشبہ ایک بڑا علمی وروحانی خسارہ ہے جس کا ازالہ اِس دورِ قحط الرجال میں ناممکن سا نظر آتا ہے۔ رب تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ آپ کی علمی وملی خدمات کے سبب آپ کو تادیر یاد رکھا جائے گا۔

بارگاہِ رب العزت میں دعا گو ہوں کہ مولیٰ کریم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل آپ کے اہلِ خانہ نیز مریدین و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور آپ کے جانشین کو خانوادۂ اعلیٰ حضرت کی مکمل علمی ترجمانی کا متحمل بنائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

شریکِ غم: ابوالفیض سید محمد نورانی الاشرفی الجیلانی ابن سید محمد ہاشمی اشرفی الجیلانی کچھوچھہ مقدسہ

نہایت غم ناک خبر

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ النبی الکریم

نہایت غم ناک خبر ملی ہے کہ حضرت تاج الشریعہ جانشین سرکار حضرت مفتی اعظم ہند حضرت مولانا اختر رضا خان ازہری کا انتقال ہوگیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

یا اللہ پیارے حبیب ﷺ کے واسطے حضرت کو غریق رحمت فرما۔ الہ العلمین حضرت کے درجات کو بلند فرما۔ پروردگار اُن کی تربت پر انوار وتجلیات کی بارشیں فرما۔ اے اللہ ان کی تربت کو نورِ مصطفیٰ ﷺ کے صدقے روشن فرما۔ یا اللہ حضرت تاج الشریعہ کو بے حساب مغفرت

سے مشرف فرما کر جنت الفردوس میں اپنے پیارے حبیب ﷺ کا پڑوس نصیب فرما۔ یا رب المصطفیٰ جل جلالہ و ﷺ حضرت کے مریدین، متوسلین وتمام معتقدین اور خصوصاً آپ کی آل بالخصوص حضرت مولانا منان رضا خان صاحب المعروف منانی میاں اور آپ کی اولاد سب کو صبرِ جمیل اور اجرِ جزیل مرحمت فرما۔ آمین بجاہ نبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم

حضرت مولانا الیاس قادری عطاری (امیر دعوت اسلامی) موصول واٹس ایپ: محمد احمد عطاری، ویڈیو

چل دیے تم آنکھوں میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر

۲۰ر جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ شام مغرب کے بعد سے لے کر اب تک، دنیا بھر سے عقیدت مند و اہل محبت، تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال پرملال پر تعزیت پیش کرتے رہے، ان میں بے شمار تعزیتی پیغامات میری نظر سے بھی گزرے، مگر ہمت نہیں ہو پا رہی تھی کہ کوئی تعزیتی پیغام لکھ سکوں، حضرت استاذی وشیخی، تاج الشریعہ کے وصال کو لے کر دل و دماغ سکتے کے عالم میں ہیں، اشکوں کا ایک سمندر اندر ہی اندر موجزن ہے کہ تھمنے کا نام نہیں لیتا، نہ باہر امنڈ پاتا ہے، ایک عجیب سی حالت اضطرابی طاری ہے کہ اس حوالے سے نہ کچھ سوچنے دیتی ہے، نہ کچھ لکھنے دیتی ہے۔ خدا خدا کر کے آج ہمت باندھ کر کچھ لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ

تاج الشریعہ قبلہ ازہری میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلاشبہ قوم کے روحانی باپ تھے جو، اب ہم میں نہ رہے۔ حضرت کے انتقال پُر ملال پر اپنی اور قوم کی یتیمی کا واضح احساس ہونے لگا ہے، حضرت کے وجود سے لاشعوری احساس رہتا تھا کہ حضرت کے ہوتے کوئی ڈر و خوف نہیں، حضرت کا سایہ ایک مہربان باپ کے سائے کی طرح تھا۔ حضرت کے ساتھ بہت سی علمی، روحانی، اور شخصی یادیں وابستہ ہیں، جنھیں یاد کر کے دل فراقِ یار میں بے چین ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے طفیل حضرت کو غریق رحمت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، حضرت کی برکتوں سے ہمیں کبھی محروم نہ کرے، حضرت کا روحانی سایہ ہمیشہ ہم پر دراز رہے اور ہم احبابِ اہل سنت کو سچے پکے عقیدۂ اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

علم وحکمت وروحانیت کے اس جبل شامخ تاج الشریعہ حضرت ازہری میاں قبلہ مفتیٔ دیارِ ہندیہ مفتی اختر رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصالِ پُرملال کی مناسبت سے، میں اپنی طرف سے اور ادارۂ اہل سنت کی طرف سے، امت مسلمہ، حضرت کے اہل خاندان، حضرت شہزادے اور خود اپنے آپ کو تعزیت پیش کرتا ہوں کہ حضرت کا اِس دنیائے فانی سے کوچ کرنا پوری امتِ مسلمہ کا نقصان ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور حضرت کے بعد ہمیں ان کا نعم البدل عطا کرے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام علیکم جمیعًا ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعا گو و دعا جو: محمد اسلم رضا میمن تحسینی

ادارۂ اہل سنت کراچی پاکستان مفتیٔ حنفیہ اوقاف ابوظبی، متحدہ عرب امارات۔ UAE

۲۴/۷/۲۰۱۸ء

اکابر مشائخ اہل سنت کے نامور خلیفہ

حامل ووارث علوم رضا، شبیہ وعکسِ رضا، حضرت مفتی اختر رضا، رب اکبر کی رضا سے ملاقی ہو کر، کثیر یادیں چھوڑ گئے۔ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی جانشینی کا حق ادا کر گئے۔ ذہن کے کئی گوشوں میں برکاتیت ورضویت کی کرنیں پھیلا گئے۔ حضرت کے وصال باکمال سے فقہ وعلم کا ایک اور باب بند ہو گیا۔ حضرت اسلاف کی یادگار اور خانقاہ برکاتیہ اور خانقاہ رضویہ کا منظر پُر بہار تھے۔

یہ علمی خلاء بظاہر پُر ہونا ممکن نظر نہیں آتا۔ ساٹھ سے زیادہ کتب ورسائل تین زبانوں میں اور حضرت کی تقاریر، ایک علمی فنی، روحانی سرمایہ ہیں۔ حضرت بذات خود، اکابر مسانید برکاتیہ اور مشائخ کے خلیفہ تھے اور آپ کے خلفا میں بھی کثیر تعداد علما کی ہی ہے۔ فقیر قادری صمیم قلب سے حضرت کے صاحبزادہ۔ گرامی مکرمی مولانا عسجد رضا خاں صاحب دامت فیوضہم، ان کے جملہ اہل خانہ اور تمام اہل سنت کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ رب کریم جلا وعلا درجات بلند فرمائے اور ان کے علم سے ہمیں بھی بہرہ مند فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

العارض: العبد القادری احمد غفرہ الحمید (احمد میاں برکاتی) ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ/۲۱ جولائی ۲۰۱۸ء

خادم دار الحدیث والافتاء، دار العلوم احسن البرکاتی، شاہ راہ مفتی محمد خلیل حیدر آباد (پاکستان)

چند گھنٹوں میں دنیائے سنیت غم واندوہ میں ڈوب گئی

جملہ مسلمانان عالم کے لئے یہ اطلاع انتہائی دردناک ہے کہ عالم اسلام کی ایک عظیم مذہبی شخصیت فقیہ عصر تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کا وصال ہوگیا۔ ان کے وصال کی اطلاع پوری دنیا میں چند گھنٹوں کے اندر پھیل گئی اور پوری دنیائے سنیت غم واندوہ میں ڈوب گئی۔ میں ورلڈ اسلامک مشن کی جملہ شاخوں اور علما کی طرف سے شہزادہ تاج الشریعہ مولانا عسجد رضا اور جملہ اہل خاندان کو بالخصوص اور پوری دنیائے سنیت کو بالعموم تعزیت پیش کررہا ہوں۔

تاج الشریعہ کا وصال ایک ایسا المیہ ہے جسے ہمیشہ محسوس کیا جائے گا۔ دنیائے سنیت میں جو خلا ہوا ہے وہ شاید کبھی نہ پر ہوسکے۔ خدائے قدیر وجبار حضرت تاج الشریعہ کو جنت میں مقام بلند عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

کل ہی سے جلسہ ہائے تعزیت وایصال ثواب کا آغاز ہورہا ہے، ورلڈ اسلامک مشن کی طرف سے انگلینڈ، اسکاٹ لینڈ، ہالینڈ، امریکہ، کینڈا، بلجیم اور ناروے کی بہت سی مساجد میں جلسہ ہائے تعزیت منعقد ہوں گے۔ اس وقت علامہ شاہد رضا نعیمی، علامہ محمد فروغ القادری، علامہ شفیق الرحمٰن ہالینڈ اور دیگر علمائے ملت تعزیت پیش کررہے ہیں۔

شریک غم: محمد قمر الزماں اعظمی سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، لندن

ویران میکدہ ہے کہ ساقی خموش ہے

حضرت تاج الشریعہ کی وفات حسرت آیات پر عالم اسلام غم واندوہ میں ڈوب گیا۔

مورخہ ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء/ بروز جمعہ/شب، ۷: ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ بعد نمازِ مغرب خانوادۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ (متوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کی عظیم شخصیت، جانشین مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری اس جہانِ فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

وہ کیا گئے کہ سارا زمانہ خموش ہے

آپ اِس وقت فقہ وفتویٰ میں یادگار اعلیٰ حضرت اور زہد تقویٰ میں پرتَو سرکار مفتی اعظم ہند تھے، تنہا پوری جماعت اہل سنت کے مرجع تھے، پیر طریقت ایسے تھے کہ ہندوستان میں جن کی مثال نہیں، جزئیات فقہ پر کامل عبور حاصل تھا، بیشمار جزئیات نوک زبان پر تھے، آپ کے اٹھ جانے سے صرف بریلی نہیں، صرف ہندو پاک نہیں، بلکہ پورا عالم اسلام سوگوار اور غم زدہ ہے، مریدین ومعتقدین اور خلفا ومسترشدین، عاشقان اعلیٰ حضرت اور احباب اہل سنت غم واندوہ کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، سب فکر مند ہیں کہ اب ہمارے دکھوں کا مداوا کون بنے گا، شریعت وطریقت کی راہ میں ہماری پیشوائی کون کرے گا، خدائے قادر ووہاب ہی اپنے فضل عظیم سے ہمیں نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

یوں تو سبھی سنی مسلمان سوگوار ہیں، لیکن آپ کے خلف حضرت مولانا عسجد رضا قادری اور خانوادے کے دیگر افراد کے اوپر جو کوہ غم گرا ہے،

اسے کچھ وہی لوگ محسوس کر سکتے ہیں، مولائے کریم سب کو صبر عطا فرمائے اور ان کے روحانی فیوض و برکات سے ہمیں مالا مال کرے۔ آمین
حضرت تاج الشریعہ کی ولادت ۲۶ محرم الحرام ۱۳۶۲ھ/ ۲ فروری ۱۹۴۳ء بروز سہ شنبہ (منگل) کو ہوئی، اس طرح آپ کی عمر شریف نے سنہ ہجری کے اعتبار سے ستتر (۷۷) بہاریں دیکھیں، اور سن عیسوی سے پچھتر (۷۵) آپ نے ابتدائی تعلیم والد گرامی حضرت علامہ شاہ ابراہیم رضا جیلانی میاں (بن حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا) سے حاصل کی پھر دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے اساتذہ سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد جامع الازہر قاہرہ مصر گئے وہاں کے اساتذہ سے علمی استفادہ کیا، اور ۱۹۶۶ء میں سند سے سرفراز ہو کر واپس لوٹے۔

آپ کے اساتذہ میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں:

(۱) سرکار مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خان نوری (شہزادۂ اعلیٰ حضرت)
(۲) والد گرامی مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا جیلانی میاں
(۳) بحر العلوم مفتی محمد افضل حسین مونگیری (استاذ دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف)
(۴) ریحان ملت مولانا ریحان رضا خان بریلوی (برادر اکبر)
(۵) مولانا مفتی حافظ جہان گیر احمد خان فتحپوری، علیہم الرحمۃ والرضوان۔

میں اپنے اداروں، دار العلوم قادریہ چریا کوٹ، المجمع الاسلامی مبارک پور۔ مرکز اشاعت کنز الایمان نشان اختر ممبئی اور اس کے بانی الحاج عمران دادنی رضوی کی طرف سے جملہ پسماندگان کو تعزیت و تسلی کے کلمات پیش کرتا ہوں، جب کہ میں خود ہی ہجوم غم میں گرفتار ہوں۔

(مولانا) محمد عبد المبین نعمانی قادری

اس دورِ قحط الرجال میں بھرپائی مشکل

کس سے اس دردِ مصیبت کا بیاں ہوتا ہے آنکھیں روتی ہیں، قلم روتا ہے، دل روتا ہے

آج مؤرخہ ۲۰ر جولائی ۲۰۱۸ء بعد نمازِ مغرب ہمارے درمیان سے وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، تاج الشریعہ مولانا الشاہ الحاج مفتی اختر رضا خاں ازہری رضوی علیہ الرحمہ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اور ہم سب کو روتا بلکتا، سسکتا چھوڑ کر راہی جنت ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ موت برحق ہے، اس سے کسی کو راہ فرار نہیں، جس نے بھی اس دنیائے ہست و بود میں قوم رکھا ہے اسے ایک نہ ایک دن گوشۂ قبر کی تنہائی کا سامنا یقیناً کرنا پڑے گا۔ اس دنیا کا دستور یہی ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی بچھڑتا ہے اور اپنے خویش و اقارب کو داغ مفارقت دے جاتا ہے۔

تاج الشریعہ کی وفات حسرت آیات ایسا عظیم سانحہ ہے جس کی بھرپائی اس قحط الرجال کے دور میں ناممکن ہے، علم و حکمت سے لبریز رہنے کے باوجود آپ نے ملک و بیرون ملک اتنے تبلیغی اسفار کیے ہیں اور دین و سنیت کا وہ کام کیا ہے کہ یقیناً علم و حکمت خود آپ پر نازاں ہے۔

لہٰذا ہم لوگ انتہائی غم و اندوہ کے ساتھ اولاد کو باپ کی، بھائی کو بھائی کی، دوست کو دوست کی، عزیز کو ایک عزیز کی تعزیت پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ رب قدیر حضرت کو اپنے جوارِ عزت و جلال میں جگہ دے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ان کے ورثہ خصوصاً حضرت مولانا عسجد رضا خان صاحب کو صبر جمیل مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

یکے از سوگواراں: عبد الخبیر اشرفی مصباحی

صدر المدرسین دار العلوم اہل سنت منظر اسلام، التفات گنج امبیڈکر نگر (یوپی) 9932807264

بے شک اللہ ہی کا ہے جو وہ لے لے

دنیا میں جو بھی آیا ہے وہ جانے ہی کے لیے آیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف پلٹ کر جائیں گے۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ بے شک میری نماز، میری قربانیاں اور میرا جینا، میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

مگر کچھ شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جن کے جانے سے صرف ان کی اولاد اور اہل خانہ ہی نہیں بلکہ پوری قوم اور جماعت آنسو بہاتی ہے۔

انھیں باکمال شخصیات میں ایک نام وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ مرشدی علامہ شاہ مفتی اختر رضا خان صاحب قبلہ ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کا بھی ہے۔ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا سانحۂ ارتحال پوری جماعت اہل سنت کا ایک بڑا خسارہ اور صف علما میں ایک عظیم خلا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ملت کا ہر فرد غمزدہ ہے اور انتقال کی خبر سنتے ہی مدارسِ اہل سنت میں ایصال ثواب اور تعزیتی محفلیں منعقد ہو رہی ہیں۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں بھی قرآن خوانی، تعزیت اور ایصالِ ثواب کی محفل منعقد ہوئی اور دو دن کے لیے جامعہ میں تعلیم موقوف کر دی گئی۔ علماء طلبہ اور عوامِ اہل سنت لاکھوں کی تعداد میں بریلی شریف پہنچے۔ تاج الشریعہ کے آخری دیدار کے لیے محلہ سوداگران کی گلیاں تنگ پڑ گئیں اور نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے شہر بریلی مریدین و معتقدین سے بھرا پڑا ہے۔

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ علوم اعلیٰ حضرت کے سچے وارث و امین، حجۃ الاسلام کے حسن و جمال کے مظہر اتم اور مفتی اعظم ہند کے زہد و تقویٰ کے پیکر جمیل تھے۔ ہند و بیرونِ ہند میں سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے صحیح ترجمان اور عظیم علم بردار تھے۔ دنیا کے بیش تر ممالک میں آپ نے دعوت و ارشاد کے نمایاں کارنامے انجام دیے۔ لاکھوں افراد آپ کے دامن سے وابستہ ہیں۔ جو قبولِ عام اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا، اس کی مثال دیکھنے میں نہیں آتی۔ دعوت و ارشاد کے علاوہ آپ کی درجنوں تصانیف ہیں۔ بہت ساری کتابوں کے عربی اور اردو زبان میں ترجمے بھی کیے۔ آپ کی تحقیقات اور فتاویٰ امتیازی شان کے حامل ہیں، جن پر علما اعتماد کرتے ہیں۔ کسی بھی محفل میں تشریف فرما ہوتے تو میر محفل ہوتے اور طلعت زیبا کی زیارت کے لئے لوگوں کی نگاہیں ان کی طرف مرکوز ہوتیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہلِ خانہ اور جملہ پس ماندگان کو صبر و شکر کی توفیق اور جماعت اہل سنت کو تاج الشریعہ کا بدل عطا فرمائے، حضرت کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے　　حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

شریک غم: محمد صدر الوریٰ قادری، خادم الحدیث الشریف، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

اہل سنت کا میر کارواں جاتا رہا

محسن دنیائے سنیت عاشق مصطفیٰ ﷺ حضرت تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری کی رحلت دنیائے اسلام کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔

۲۱ روی صدی میں دنیائے سنیت کی جن شخصیات نے اپنے علم و فقہ، فکر و فن اور اصلاحی کارناموں سے صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ پورے برصغیر میں اسلام اور مسلمانوں کی شیرازہ بندی کی ہے ان میں تاج الشریعہ کا مقام و مرتبہ کافی بلند ہے۔ تاج الشریعہ علوم اسلامیہ کے امام تو تھے ہی، سماجی مصلح اور مسلک اعلیٰ حضرت کے بہترین ناشر اور ترجمان کی حیثیت سے بھی وہ اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ تاج الشریعہ نے فقہ وفتویٰ، تفسیر و کلام اور سیر و تاریخ کے دامن میں اپنے علم و فضل کے جو، انمٹ نقوش چھوڑے ہیں وہ آبدار موتی کی طرح چمکتے اور دمکتے رہیں گے اور ان سے عالم انسانیت فیضیاب ہوتا رہے گا۔

برصغیر کے طبقہ علما کے سرخیل تاج الشریعہ تمام عمر جہالت و ظلمت کے ایوان میں نہ صرف علم و عمل کی قندیل ربانی روشن کرتے رہے بلکہ

محبوب خدا محمد عربی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والوں اور شریعت مصطفیٰ ﷺ سے بے اعتنائی برتنے والوں کے خلاف سخت گیری، ان کا طرہ امتیاز رہا۔ وہ عشق مصطفیٰ ﷺ میں خود بھی ڈوبے رہتے اور آقائے کریم ﷺ کے نام لیواؤں سے بھی اسی کی توقع کرتے تھے۔ اسی بے مثالی کیفیت کی وجہ سے انھوں نے غیر تو غیر، اپنوں سے بھی دوری اختیار کر لی۔

آج پوری دنیا میں اسلام دشمن طاقتیں متحد ہو چکی ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صف آرائی کی جا رہی ہے۔ اہل سنت کی خانقاہوں میں بھی انتشار پیدا کر کے تفریق و تقسیم کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ایسے ماحول میں اکابرین اہل سنت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تاج الشریعہ ہمیشہ اتحاد اہل سنت کی جدوجہد کرتے رہے۔ ملک اور بیرون ملک میں حضرت تاج الشریعہ کی زیر سرپرستی چلنے والے ہزاروں مدارس جہاں علوم دینیہ کی روشنی بکھیر رہے ہیں تو وہیں اہل سنت و جماعت کی داخلی تلخیوں کو ختم کرنے کے لیے بھی وہ ایک پل کا کام کر رہے ہیں۔

آج وہ ہمارے درمیان نہیں، یہ نقصان دنیائے سنیت کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے، لیکن حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو بہترین خراج عقیدت یہی ہوگا کہ ان کے نقش کف پا کو چوم کر علم و عمل کی شمع جلائیں رکھیں، مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہیں، عشق مصطفیٰ ﷺ اور دولت ایمان کی حفاظت کریں۔ تاج الشریعہ کی علمی، عملی فکری، روشن نظریات اور خدمات، سے اکتساب فیض کر کے مسلم معاشرے کی تعمیر و ترقی کے لیے ہمہ وقت تیار ہیں۔ رب کریم بطفیل سید المرسلین ﷺ ان کے درجات میں بلندی عطا فرمائے اور جماعت اہل سنت کو ان کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

خاکپائے تاج الشریعہ: محمد زاہد رضا رضوی، سابق چیئر مین، عربی فارسی مدرسہ بورڈ، اترا کھنڈ

علامہ اختر رضا خان ازہری کی رحلت ملت اسلامیہ کا بڑا خسارہ

خانقاہ دائرہ شاہ اجمل الہ آباد، آستانہ جنیدیہ غازی پور، درگاہ شاہ ولی قادری بلیا کے سجادگان کا اظہارِ تعزیت

تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خان ازہری بریلوی صاحب کا وصال ملک و ملت خصوصاً اہلسنت والجماعت کا عظیم علمی و دینی خسارہ ہے۔ دین وسنت کے کسی واقف کار کا دنیا سے رخصت ہونا عظیم نقصان ہوتا ہے اور یہی نقصان حضرت ازہری میں کے وصال سے جماعت اہل سنت کا ہوا ہے۔ دائرہ شاہ اجمل الہ آباد، آستانہ جنیدیہ غازی پور اور درگاہ حضرت سید شاہ ولی قادری سکندر پور بلیا (یوپی) کے سجادہ نشین سید حسین نجم الثاقب اجملی نے جماعت اہل سنت کے اس بڑے فقیہ اور خانوادہ فاضل بریلوی کے اس بطل جلیل کی رحلت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے اپنے اس دکھ درد کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خانوادہ فاضل بریلوی بالخصوص صاحبزادگان و پسماندگان کی خدمت میں ہم سبھی تعزیت پیش کرتے ہیں، صاحب سجادہ کے برادر بزرگ اور درگاہ سید شاہ ولی قادری کے متولی پیر طریقت حضرت ڈاکٹر سید منہاج الدین اجملی نے بھی حضرت علامہ ازہری کی وفات کو ملت اسلامیہ ہند کا بڑا خسارہ بتایا ہے اور حضرت کی مغفرت و بلندی درجات کی دعا کرتے ہوئے خانوادہ فاضل بریلوی کے افراد کی خدمت میں تعزیت پیش کی ہے۔ اسی سلسلے سے وابستہ جناب قاضی محمد مظفر حسنین رومی (گورکھپور) نے بھی اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم ہند کے افکار و علوم کے نقیب علامہ ازہری میاں بریلوی کے وصال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

اس عہد میں آپ کی شخصیت سے محرومی نقصان عظیم

خانقاہ عالیہ رضویہ کی مؤقر و بزرگ شخصیت حضرت مفتی اختر رضا خان ازہری میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات صرف جماعت اہل سنت ہی کے لئے نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ آپ کی وفات سے پورے عالم اسلام میں بے چینی کی ایک زبردست لہر

پیدا ہوگئی ہے۔
اِس عہد میں آپ کی شخصیت سے محرومی شدید نقصان کا باعث ہے۔ آپ کی وفات بمصداق حدیث پاک موتُ العالم موت العالم ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس سانحۂ عظیم پر سب کو بالخصوص اہل خانوادہ و مریدین و متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

سجادہ نشین و نمائندگان: خانقاہ عالیہ صفویہ صفی پور شریف، ضلع اناؤ (یوپی)

OOO

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

۲۰ رجولائی ۲۰۱۸ء بعد نمازِ مغرب جامعہ عارفیہ (سید سراواں، الٰہ آباد) کے اساتذہ کے ساتھ حضرت داعی اسلام شیخ ابوسعید شاہ احسان اللہ محمدی صفوی دام ظلہ کی محفل تذکیر و مجلس مشاورت جاری تھی کہ اچانک حضرت کے موبائل پر حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری بریلوی کی وفات پر ملال کی خبر موصول ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت داعی اسلام نے افسوس کا اظہار کیا اور ان کے لئے رحمت و مغفرت اور بلندی درجات کی دعائیں کیں۔ ساتھ ہی آپ کے اہل خانہ اور متوسلین کے حق میں کلمات تعزیت پیش فرمائے۔
اس مجلس میں صاحب زادہ گرامی حضرت مولانا حسن سعید صفوی، مولانا حسین سعید صفوی، مولانا غلام مصطفیٰ ازہری، مولانا ضیاء الرحمٰن علیمی، مفتی حافظ رحمت علی مصباحی، مولانا رفعت رضا نوری وغیرہ موجود تھے۔

اطلاع: بذریعہ واٹس ایپ مولانا شوکت علی سعیدی، مدیر ماہ نامہ ''خضر راہ'' الٰہ آباد

وہی چراغ بجھا جس کی لو قیامت تھی

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، سرکار تاج الشریعہ، علامہ اختر رضا خاں ازہری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضواں آپ کی رحلت کے ساتھ ہی علم و فضل کے ایک عہد کا خاتمہ ہوگیا۔ آپ خانوادہ رضا کے علمی چشم و چراغ، عالم اسلام کے عظیم دینی پیشوا، سواد اعظم کے رہنما تھے۔
تاج دارِ اہل سنت، شہزادہ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے بعد آپ کی شخصیت کو خاک ہند میں جو عام مقبولیت و مرجعیت حاصل ہوئی اس کی مثال دور دور تک نظر نہیں آتی۔ آپ کی صدر رنگ شخصیت کا ہر پہلو نمایاں اور ممتاز ہے، جس جہت سے بھی آپ کی ذات بابرکات کا مطالعہ کیا جائے، حیرت انگیز انکشافات ہوتے ہیں۔ علم و فضل، توکل و بے نیازی، سادگی و سادہ مزاجی، علم پروری و علما نوازی اور تصوف و روحانیت وغیرہ اوصاف و کمالات میں آپ اپنے اقران و معاصرین میں ممتاز نظر آتے ہیں۔
آپ نے اپنی مسلسل علالت، بے پناہ مصروفیت اور کثیر دعوتی و تبلیغی اسفار کے باوجود جو عظیم علمی و تحقیقی کارنامے انجام دیے، وہ بذات خود حیرت انگیز ہیں۔ قحط الرجال کے اِس دور میں آپ کی شخصیت عالم اسلام کے لیے عظیم نعمت تھی۔ آپ کے وصال سے عالمی و جماعتی سطح پر جو خلا پیدا ہوا ہے بظاہر اُس کی تلافی مشکل نظر آتی ہے۔
مصیبت کی اِس گھڑی میں یہ غلام اپنے سبھی ہم منصب صاحبان کے ساتھ خانوادہ رضویہ کے جملہ مخدومین خصوصاً شہزادہ تاج الشریعہ حضرت مولانا عسجد رضا خاں بریلوی صاحب قبلہ دام ظلہ کی بارگاہ میں تعزیت پیش کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ جل شانہ تاج الشریعہ کے درجات بلند فرمائے اور جملہ اہل خانہ، مریدین، متعلقین، متوسلین اور مومنین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین

سوگوار: محمد ساجد رضا مصباحی خادم تدریس اسلامیہ دار العلوم غریب نواز، داہو گنج، کشی نگر (یوپی)

مدیر اعلیٰ سہ ماہی ''پیغام مصطفےٰ'' اتر دیناج پور بنگال

OOO

اداس مےکدہ، خم وساغر اداس ہیں

تاج شریعت وطریقت، مُتبع توحید وسنت، آفتاب اہل سنت و جماعت، گُل گلزارِ رضویت، استاذِ علم وفن، فخر شعر وسخن، دافع اہل فتن، حامی اہل سنن، استاذ العلماء، مجمع الفضلاء، حضرت علامہ مولانا محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال نے کروڑوں مسلمانان عالم کو پُرملال کردیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یقیناً تاج شریعہ کی ذات عالی صفات زیورِتقویٰ وطہارت سے آراستہ وپیراستہ تھی، آپ کی ہستی اِس دورِ پُرفتن میں حق وصداقت، اتباع قرآن وسنت اور اقتدائے اکابر شریعت وطریقت کی منہ بولتی تصویر تھی۔

آپ کے بیان مسائل شریعت میں حضرت مفتی اعظم ہند کی فتویٰ نویسی کا جاہ وجلال، آپ کی گفتار وکردار میں حضرت مفسر اعظم ہند ابراہیم رضا خاں کا جمال، آپ کے علم زبان عربی میں حجۃ الاسلام حضرت حامد رضا خاں کی فصاحت وبلاغت کا کمال اور آپ کی حکمت دینی اور دانشوری میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی حنفیت وفقاہت کا نور خصال تھا۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

استاذی الکریم حضرت ازہری میاں قبلہ کے اِس سفر عالم بالا کی وجہ سے حضرت کے اہل وعیال، آپ کے برادران کرام، خانوادۂ رضویہ کے فرزندان واطفال، عقیدت کیشان ومریدین اور آپ کی دانش گاہ کے درودیوار سب پر اداسی چھائی ہوئی ہے، سچ ہے کہ ایک عالم دین جس سے سب فیوض وبرکات حاصل کرتے تھے وہ اب اس صورت زیبا کی زیارت اور حصول برکات سے محروم ہوگئے ہیں۔

اُداس میکدہ، خم وساغر اداس ہیں ☆ تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

رحیم وکریم پروردگار سب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت تاج الشریعۃ کو اپنے قرب وحضور میں جگہ عطا فرمائے۔

شریک غم: صفی احمد رضوی، سابق مدرس جامعہ منظر اسلام، بریلی شریف، یوپی (انڈیا) مقیم حال برمنگھم انگلینڈ۔ ۴ اگست ۲۰۱۸ء

دینی استقامت کے کوہ ہمالہ تھے

نبیرۂ اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان دنیائے اسلام کی ایک عظیم شخصیت کا نام ہے۔ آپ نے تاحیات اسلام وسنیت کی متنوع الجہات خدمت انجام دیں اور لاکھوں کو تصلب فی الدین کا درس دیا۔ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ حق گوئی وبے باکی میں کسی کی طعن وتشنیع کی پرواہ ہرگز نہیں کی۔ بلاشبہ آپ علم وعمل اور استقامت فی الدین کے جبل شامخ تھے۔ بجاطور پر آپ امام اہل سنت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مظہر ونمونہ تھے۔ لاکھوں کی تعداد میں آپ کے مریدین ومتوسلین میں علما وطلبا کی ایک بہت بڑی تعداد آپ سے وابستہ ہے۔ جو آپ کی مقبولیت کی واضح دلیل ہے۔

آپ کا وصال پرملال صرف خانوادۂ رضویہ کا خسارہ نہیں بلکہ پوری دنیائے سنیت کا ایک بڑا خسارہ ہے۔ آپ کے وصال پرملال کی خبر ملی تو دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ ماری پور مظفر پور (بہار) میں قرآن خوانی اور تعزیتی اجلاس کا اہتمام ہوا جس میں دارالعلوم کے صدر مدرس مفتی محمد مزمل عالم اشرفی، مولانا غلام یزدانی اشرفی نے آپ کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالی۔ قاری محمد وصی اختر اشرفی، حافظ ابرار عالم رضوی صاحبان وطلبہ نے نعت ومنقبت کے گلدستے پیش کیے۔ ناظم اعلیٰ مولانا الحاج محمد نور عالم اشرفی کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔

اطلاع: محمد ساحل رضا اشرفی، انجمن فیضان نورِ قطب عالم، دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ ماری پور مظفر پور (بہار)

اسلامی شریعت کے پاسبان اور اہلسنت کی جان

عالم اسلام کی نہایت ہی معروف ومقبول ترین شخصیت تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند علامہ الشاہ مفتی اختر رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان

کا سانحہ ارتحال پوری سنیت کے لیے ایک عظیم خسارہ ہے اور سواداعظم اہلسنت و جماعت کے لیے ایک نا قابل تلافی نقصان ہے آپ کے وصال سے جماعت اہلسنت میں جو خلا پیدا ہوا، اس کا پر ہونا بظاہر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، آپ کی وفات حسرت آیات کی خبر پھیلتے ہی پورے عالم اسلام میں غم والم کی لہر دوڑ گئی ہے اور میڈیا پر تعزیتی پیغامات کا انبار ہے عالم اسلام کے کونے کونے تک ہر خاص و عام کی زبان پر آپ کا ذکر جمیل اور گونا گوں خوبیوں کا چرچا ہے اور عقیدت مندامنڈ تے ہوئے سیلاب کی طرح آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کیلئے چلے آرہے ہیں۔ بھلا ایسا کیوں نہ ہو کیونکہ آپ کی شخصیت کوئی معمولی نہیں تھی بلکہ آپ مظہر اعلیٰ حضرت تھے، جانشین مفتی اعظم تھے، بریلی کی شان تھے، اہلسنت کی جان تھے، حق و باطل کی پہچان تھے، بدمذہبوں کے لیے شمشیر بے نیام تھے، ہندوستانی قاضیوں کے امیر تھے، مفتیان کرام کے سربراہ اعلیٰ تھے، علمائے اسلام کے رہنما تھے، مدارس اسلامیہ کے سرپرست اعلیٰ تھے، علماء اور عوام اہلسنت کے لیے مرکز علم وادب اور مرکز عقیدت تھے۔

عالمی سطح پر آپ قائد کی حیثیت سے جانے جاتے تھے، مسائل شرعیہ میں عوام اہلسنت کا آپ پر کافی اعتماد تھا، آپ کا قول، قول فیصل کی حیثیت سے جانا جاتا، آپ کے موقف پر سختی اور مضبوطی کے ساتھ عمل بھی ہوتا۔ آپ کی دینی وملی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، ہمہ جہت شخصیت کی وجہ سے زیادہ تر سفر و حضر میں رشد و ہدایت، تبلیغ و اشاعت اور خدمت خلق میں مصروف ہوتے، دینی علوم وفنون میں آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی، اپنے نوک قلم سے ہزاروں فتاوے لکھے، مختلف اہم موضوعات پر درجنوں کتابیں تحریر کیں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی متعدد عربی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا، اردو کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا، شعر و سخن کی دنیاں میں بھی اپنی یادگاریں چھوڑیں۔

راقم الحروف نے 1996 میں باغ فردوس جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں مجلس شرعی کے فقہی سیمینار میں پہلی بار آپ کے دلکش اور نورانی رخ زیبا کی زیارت کی۔ اس کے بعد متعدد ملاقاتیں اور دست بوسی کا شرف ملا لیکن افسوس کہ اب زیارت نصیب نہیں ہوگی، صرف یادوں کے نقوش زندہ و تابندہ رہ جائیں گے۔

راقم الحروف اپنی طرف سے نیز ادارہ شرعیہ اتر پردیش رائے بریلی کے تمام اساتذہ کی طرف سے اور ناظم اعلیٰ علامہ عربی الاشرف بالخصوص امیر شریعت اتر پردیش حضرت علامہ پیر عبدالودود فقیہ تلمیذ شارح بخاری وخلیفہ اول جانشین مخدوم ثانی کچھوچھہ شریف کی جانب سے تمام محبین اور مریدین، معتقدین تاج الشریعہ و وابستگان خانوادہ رضویہ کو بالعموم اور شہزادہ تاج الشریعہ مولانا عسجد رضا خان کی بارگاہ میں بالخصوص تعزیت پیش کرتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں حضرت تاج الشریعہ کی دینی ومذہبی خدمات کو قبول فرمائے اور جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

شریک غم: محمد کمال الدین اشرفی مصباحی

خادم التدریس والافتاء، ادارہ شرعیہ اتر پردیش، رائے بریلی (یوپی) 22 جولائی 2018 بروز ہفتہ، 9580720418

خطہ ماریشش بھی سوگوار ہے

۲۰ رجولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ ہندوستانی وقت کے حساب سے شام کو سرزمین بریلی سے ایک ایسی اندوہناک خبر پھیلی جس نے عالم اسلام کو سوگوار کر دیا۔ یقیناً وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضرت مفتی اعظم ہند، فرزند حضرت مفسر اعظم ہند، تاج الشریعہ حضرت اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی رحلت دنیائے اسلام کے لئے ایک عظیم خسارہ ہے بلا شبہ آپ کا وصال علم وعمل اور شہرت و مقبولیت کے ایک جہان کا اٹھ جانا ہے۔ آپ خانوادۂ رضا کے دینی وعلمی چشم و چراغ، عالم اسلام کے علمائے کرام و مشائخ عظام کے علمی وروحانی پیشوا، سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے مقتدا، افکار رضا وعلوم رضا کے محافظ و پاسبان تھے۔

اس المناک خبر سے افریقہ کے مشرقی خطہ ماریشش میں بھی لوگ اشکبار ہو گئے۔ بعد نماز عشا ایک تعزیتی مجلس منعقد کر کے قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا جس میں حضرت کی زندگی کے چند گوشوں پر مختصر روشنی ڈالی گئی اور حاضرین نے نم آنکھوں کے ساتھ حضرت کے حق

بلندیٔ درجات کی دعا کی۔ اللہ عزوجل حضرت تاج الشریعہ کے درجات بلند فرمائے اور جملہ اہل خانہ، خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے جملہ مخدومین، متعلقین، متوسلین، معتقدین ومومنین کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

سوگوار: محمد شمیم ریاض مصباحی، خطیب وامام مسجد اہل بیت ماریشش (افریقہ) ۲۱ر جولائی ۲۰۱۸ء

تاج الشریعہ اپنے آپ میں اک انجمن تھے

یہ کوئی دوہزارے کے ابتدائی برسوں کی بات ہے جب حضرت نعمانی صاحب قبلہ دام ظلہ کے ہمراہ مالے گاؤں میں کنز الایمان کی تصحیح کے سلسلے میں رہنا ہوا جو، رضا اکیڈمی مالے گاؤں کے زیر اہتمام ہو رہا تھا۔ اسی دوران حضرت تاج الشریعہ ممبئی میں قیام پذیر تھے مجھے اپنے ایک عزیز سے ملاقات کرنے ممبئی جانا بھی تھا جس کے لیے میں ممبئی جانے کے لیے تیار ہوگیا۔ رضا اکیڈمی کے احباب نے جب سنا تو کہا کہ تاج الشریعہ ممبئی میں فروکش ہیں آپ حضرت کی بارگاہ میں بھی چلے جایئے گا اور لگے ہاتھوں قبلہ حضرت نعمانی صاحب نے کچھ صفحات تصحیح شدہ کنز الایمان کے یا کچھ اور میٹر تھا، فی الوقت یاد نہیں حضرت تاج الشریعہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لیے عطا فرمایا۔

میں ان لمحوں کو کیسے بھول سکتا ہوں جب پہلی بار سانتا کروز میں کسی معتقد کے مکان پر حضرت ٹھہرے تھے اور میں اپنے دوست بدرِ عالم چریاکوٹی کے ہمراہ بارگاہ تاج الشریعہ میں حاضر ہوا۔ شام کا وقت تھا حضرت ایک حجرے میں محو آرام تھے کچھ لوگ باہر ملاقات کی تمنا لیے انتظار میں بیٹھے تھے لیکن چند حوالوں کی وجہ سے مجھے جلد ہی باریابی کی اجازت مل گئی۔ ڈرتے ڈرتے اندر داخل ہوا حضرت ایک تخت پر بیٹھے تھے۔ سلام ودست بوسی کے بعد میں نے آنے کی غایت بیان کی اور ساتھ لائے مسودے کو پیش کیا۔ حضرت نے دعاؤں سے نوازا پھر میں نے اپنے عزیز بدر عالم کو حضرت سے بیعت کی درخواست کی جسے سرکار تاج الشریعہ نے قبول فرمایا اور دست بستہ مرید کیا جس پر میرا دوست آج بھی فخر کرتا ہے کہ مجھے تاج الشریعہ کی دست بوسی اور ان کے ہاتھوں شرف بیعت حاصل ہوا۔ پھر کچھ دیر بعد حضرت کی بارگاہ سے ہم نکل آئے۔

یہ تھی وہ ملاقات جو شاید مجھے تاعمر یادر ہے گی اور اپنی لذتوں سے شادکام کرتی رہے گی۔ وہ محفل کیا تھی بس ایسا لگا کہ کسی اللہ والے کہ بارگاہ میں بیٹھے ہیں نہ کوئی تام جھام نہ بلا وجہ کی لمبی چوڑی تقریری محفل۔ بس ضرورت محسوس ہوئی تو لفظوں کے پھول جھڑے ورنہ پھر خاموشی اور گہرا تفکر۔

حضرت تاج الشریعہ بہت کم گو لیکن حق گو اور خدا لگتی کہنے والے تھے۔ آپ کی ذات اپنے آپ میں ایک انجمن تھی علم وعمل کی کہکشاں تھی جن سے عالم مستنیر ہوتا رہا۔ آپ کو دیکھ کر اسلاف کی استغنا وشان بے نیازی یاد آ جاتی تھی۔ اگر تاج الشریعہ چاہتے تو دنیا اُن کے قدموں کی باندی ہوتی مگر آپ نے اللہ والوں کی زندگیوں کو اپنی زندگی کا محور بنایا تھا، اس لیے دنیا دار چاہ کر بھی آپ سے قریب نہ ہوسکے۔ آج جب تاج الشریعہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو ان بوجھل لمحوں میں وہی اکسیر لمحے مداوائے درد بن رہے ہیں۔

تاج الشریعہ کو اللہ کریم نے بے پناہ بلندیوں سے نوازا جس کی نظیر زمانہ قریب میں نہیں ملتی بلکہ حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے بعد ایسا کوئی نظر نہیں آتا اور بظاہر امید بھی نظر نہیں آتی۔ آپ کو اللہ نے تسخیری صلاحیتوں کا حامل بنایا تھا ہم دیکھتے ہیں کہ زمانے میں مقبولیت حاصل کرنے کے لیے دو باتیں از حد ضروری ہوتی ہیں یا تو بندہ ایک فصیح وبلیغ مقرر ہو یا پھر صاحب طرز انشا پرداز محرر ہو لیکن اگر اس جہت سے دیکھا جائے تو نہ تاج الشریعہ کوئی بڑے مقرر تھے نہ ہی شین قاف کرنے والے کوئی ادیب لیکن پھر بھی رب نے انھیں جو مقبولیت عامہ عطا فرمائی وہ بڑے بڑوں کی ٹوپیاں سیدھی کرنے کے لیے کافی ہے، یہ سب یقیناً من جانب اللہ تھا، اور اس کا فضل خاص۔

آپ کی تو وہ شان دیکھی جو کسی کی نہیں دیکھی جن سے آپ کا زندگی بھر اختلاف رہا جن کے خلاف آپ نے فتوے دیے، یا ان پر کوئی حکم لگایا وہ بھی آپ کی تعریف میں رطب اللسان رہے اور آپ کی ذات پر چند سطریں لکھنا اپنی سعادت جانا یہ بلاشبہہ رب العالمین کی آپ پر خصوصی نوازش ہے اور عند اللہ آپ کے تقرب کی دلیل بھی۔

اختر الاسلام نوری، چریاکوٹ، ۸ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۲ جولائی ۲۰۱۸ء

حق کی آواز بن کر رہے جہاں بھی رہے

عالی رتبہ جانشین حضرت تاج الشریعہ حضرت مولانا عسجد رضا خاں بریلوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا صاحب سجادہ خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف.........السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت تاج الشریعہ کا وصال فرمانا عالم اسلام کے لئے ایک ایسا نا قابل تلافی سانحہ ہے جس کی تلافی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی وہ ایک صاحب عزیمت، پیکر علم وعمل اور زہد وتقویٰ میں اپنے اسلاف کی عملی تفسیر تھے۔ان کی مثال ملنا مشکل ہے۔وہ جہاں بھی رہے حق کی آواز بن کر رہے۔ بیبا کی وحق گوئی میں آئین جواں مرداں تھے۔اہل سنت وجماعت کا شعار اور سنیت کی فی زمانہ سب سے عظیم پہچان تھے۔حق وباطل کا معیار تھے۔رب تعالیٰ ہمیں ان کے فیوض وبرکات سے ہمیشہ مستفیض فرمائے اور ان کے مرقد اقدس پر ہمیشہ نور ورحمت کی بارش برسائے۔

حضرت کے وصال کی خبر سن کر ہماری مسجد میں عظیم الشان قرآن خوانی کا اعلان کیا گیا اور حضرت تاج الشریعہ علامہ الرحمہ کی بارگاہ عالی میں نذر عقیدت پیش کرنے کے لئے کثیر تعداد میں مصلیانِ کرام اور وابستگانِ سلسلہ نے شرکت کی نعت ومنقبت اور تقریر وسلام ودعا پر یہ روحانی پروگرام تکمیل کو پہنچا۔شرکت کرنے والوں میں خاص کر مینارہ مسجد کے مین ٹرسٹ جناب عبدالوہاب لطیف اشرفی اور بابا احمد منیجر محفل ذکر رسول مینارہ مسجد کے نام قابل ذکر ہیں۔

دعا ہے کہ آپ کو رب تعالیٰ عزم وحوصلہ کے ساتھ رکھے۔حاسدین وباغضین سے بچائے اور انتشار کے اس پر فتن دور میں مولیٰ تعالیٰ اہل سنت وجماعت میں آپ کو اتحاد واتفاق کا وسیلہ بنائے۔والسلام

طالب دعا: عبدالرشید رحمانی برکاتی اشرفی خطیب وامام مینارہ مسجد، مومن واڑہ روڈ، محمد علی روڈ، ممبئی۔ ۳

حضرت تاج الشریعہ کی رحلت اہل سنت کا عظیم خسارہ

آج ۲۷ رجولائی، بعد نماز جمعہ رضا اکیڈمی کولکاتا کی جانب سے رضا جامع مسجد کمرہٹی میں وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتیٔ اعظم ہند، جگر گوشۂ مفسر اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے ایصال ثواب کے لئے جلسۂ تعزیت ومحفل ایصال ثواب کا انعقاد ہوا۔تلاوت ونعت کے بعد حضرت تاج الشریعہ کا ذکر جمیل کرتے ہوئے خلیفۂ تاج الشریعہ مفتی محمد مختار عالم رضوی صاحب نے پرنم آنکھوں اور لرزتی زبانوں سے بیان کیا کہ تاج الشریعہ امین شریعت اور عشق رسالت کے پاسبان تھے جنھوں نے اپنی پوری زندگی عشق رسالت اور دین وسنت کی اشاعت میں گذار دی جن کی فقیہانہ بصیرت، طریقت ومعرفت اور مسائل شریعہ کے استحضار کا معترف علمائے عالم اسلام تھے۔ملکی اور غیر ملکی اسفار میں جہاں بھی تشریف لے جاتے وہاں کے علما اُن سے بھر پور علمی پیاس بجھاتے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقے میں تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے روضہ پر رحمت بارش برسائے اور حضرت کے جانشین حضرت مولانا عسجد رضا قادری بریلوی مدظلہ العالی اور ان کے خانوادے کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم غلامان اہل سنت کو فیضان تاج الشریعہ مالا مال فرمائے۔آمین ثم آمین

سراپا غم: محمد توقیر المصطفیٰ رضوی، متعلم الجامعۃ الازہر، مصر۔نزیل کمرہٹی، کلکتہ

سوگواران: محمد تنویر المصطفیٰ رضوی، محمد ریحان المصطفیٰ رضوی وجملہ غلامان تاج الشریعہ، رضا کیڈمی، داسو بابو بگان، کمرہٹی، کلکتہ (مغربی بنگال)

ہم کو اُن کے جینے کی ضرورت اور تھی

تاج الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال کی خبر سن کر مدرسین وطلبہ پر سکتہ طاری

ہوگیا۔آپ کی مقناطیسی شخصیت عالم اسلام کے لئے ایک عظیم سرمایہ تھی۔آپ اپنے آباواجداد کے حقیقی وارث اور جانشین تھے۔آپ کی رحلت دنیائے سنت کے لیے ایک عظیم خسارہ ہے۔

۲۱ جولائی کو ایک تعزیتی محفل ادارہ کی طرف سے بلائی گئی، جملہ مدرسین وطلبہ شریک ہوئے، قرآن خوانی اور نعت ومنقبت کے بعد تعزیت پیش کی گئی۔تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی حیات اور خدمات پر روشنی ڈالی گئی۔ایصال ثواب کے بعد صلاۃ وسلام پر مجلس کا اختتام ہوا۔دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل آپ کے درجات بلند فرمائے اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت اور جملہ متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین۔

وہ جدا ہم سے ہوئے رب کی مشیت اور تھی
ورنہ ہم کو اُن کے جینے کی ضرورت اور تھی

(مولانا) عرش محمد برکاتی، صدرالمدرسین مدرسہ عربیہ رضویہ ،ضیاءالعلوم ادری، مئو(یوپی)

دھنوجی خرد کشی نگر میں بھی تشریف لا چکے ہیں تاج الشریعہ

دسمبر ۲۰۰۰ء کی بات ہے کہ مدرسہ فیض العلوم دھنوجی خرد فاضل نگر کے ارکان اور گاؤں کے عقیدت مند باشندگان نے ’’فلاح ملت کانفرنس‘‘ کرنے کا فیصلہ کیا جس میں طے پایا کہ حضرت ازہری میاں تاج الشریعہ صاحب کی دعوت کسی طرح لینا ہے اور مدعو کرنے کی ذمے داری راقم کے سپرد کردی گئی۔ہم بھی خوش ہو گئے کہ اسی بہانے اپنے پیرومرشد کی زیارت اور ملاقات وگفتگو کا شرف حاصل ہوجائے گا پھر بریلی شریف میں کئی مرتبہ حاضری کے بعد مولانا محمد نظام الدین صاحب (برادرِ کبیر مولانا محمد امام الدین صاحب) اُس وقت حضرت کے مصاحب مولانا محمد شہاب الدین رضوی اور ماموں جان کی کوشش سے ۱۸ مارچ ۲۰۰۱ء کی تاریخ یوں ملی کہ ۱۷ مارچ کو حضرت گونڈہ میں تشریف لانے والے تھے۔

ہم وہیں سے حضرت کو ۱۸ مارچ کی صبح لے کر بارہ بجے کے قریب کشی نگر پہنچے جہاں سے ارکان ادارہ اور عوام وخواص جلوس کی شکل میں تقریباً پندرہ بیس کلومیٹر دور فاضل نگر دھنوجی خرد ظہر کے وقت پہنچے۔مدرسہ ہی کے ایک حجرے میں حضرت کا قیام تھا جس میں داخل ہوتے ہی حضرت نے کثیر افراد کو اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کیا۔ایک صاحب چین والی گھڑی پہنے مصافحہ کرنے پہنچے تو دوبارہ پہنچنے سے منع فرمادیا۔شب میں فلاح ملت کانفرنس کو’’ایمان، اسلام، احسان‘‘ پر ایمان افروز خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہی مسلک اعلیٰ حضرت ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کا تحفظ ،نماز کی پابندی سے ہوگا۔آپ کے حکم سے اسی رات میں مقامی علمائے کرام کی جماعت رضائے مصطفےٰ کی ارکان سازی کے لئے کامیاب نشست بھی ہوئی پھر جب ہم صبح فیض آباد ریلوے اسٹیشن پہنچے تو حضرت نے مولانا محمد نظام الدین صاحب کی درخواست پر ہمیں دعا تعویذ کی اجازت دیتے ہوئے دعا فرمائی۔

(مولانا) محمد اکبر علی قادری، استاد مدرسہ اہل سنت فیض العلوم، دھنوجی خرد، فاضل نگر ضلع کشی نگر(یوپی)

اہل سنت کا عظیم قائد دنیا سے کوچ کر گیا

موت العالم موت العالم دنیائے سنیت کے عظیم خانوادے کے چشم وچراغ جماعت اہل سنت وجماعت کے عظیم عالم دین وارث علوم اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خان ازہری میاں صاحب قبلہ کا انتقال پرملال سن کر بہت رنج ہوا یقیناً اہل سنت وجماعت کا ایک عظیم قائد اس دنیائے فانی سے کوچ کرگیا۔دنیائے سنیت کو بہت بڑا نقصان ہوا ہے الجامعۃ الاحمدیہ احمد نگر حمالی پورہ قنوج میں تعطیل کا اعلان کیا گیا ہے اور بعد نماز فجر قرآن خوانی اور ایک تعزیت نشست کا انعقاد بھی کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ حضرت کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

شریک غم: (بحر العرفان مفتی) محمد آفاق احمد مجددیبانی وشیخ الحدیث الجامعۃ الاحمدیہ السنیۃ قنوج یوپی انڈیا

باب ہشتم

اختر شناسی

شاعروں کا اپنے عظیم شاعر کی بارگاہ میں منظوم خراجِ عقیدت

کیوں گلی مرجھائی ہے اور کیوں صبا خاموش ہے؟
آسمانِ علم کا اختر کہاں روپوش ہے؟

OO

جہاں سے پھوٹتی تھی روشنی یقین و دین کی — وہاں ہوا ہے کوکب جمال عارفاں غروب
سن وصال مخلص مجددی نے یوں کہا — ہوا ہے آج اختر علوم کاملاں غروب
۱۴۳۹ھ

OO

دی صدا ہاتف نے موضوعِ سخن ہے اِن دِنوں
جنت فردوس میں تاج الشریعہ کا جمال
۲۰۱۸ء

OO

منظوم خراج عقیدت

حمد باری تعالیٰ

حمد تیری اے خدائے لم یزل
ہے یہ اپنی زندگی کا ماحصل

تو ہی خالق ہے تو ہی خلاق ہے
تو ہی رب انفس و آفاق ہے

تیری قدرت کی نہیں کچھ انتہا
شکر تیرا کیا کسی سے ہو ادا

یا علیم یا سمیع یا بصیر
تو ہی قادر اور تو ہی ہے خبیر

نام تیرا میرے دل کی ہے دوا
ذکر تیرا روح کی میری شفا

یہ زمین و آسماں ، شمس و قمر
دیتے ہیں سب ذات کی تیری خبر

تو ہی مالک تو ہی رب العالمیں
تیرے در پر جھکتی ہے سب کی جبیں

شان تیری کون سمجھے گا بھلا
ابتدا تو ہی ہے تو ہی انتہا

تو ہی ہے مقصود تو ہی مدعا
جان و دل کرتا ہوں میں تجھ پر فدا

کید سے شیطان کے یارب چھڑا
اور شرورِ نفس سے مجھ کو بچا

یا الٰہی مجھ کو اب اپنا بنا
کر لے تو مقبول احمدؔ کی دعا

کاوشِ فکر: محمد احمد پرتاپ گڑھی

پیش کش: حافظ محی الدین امجدی، برکاتی بک سینٹر، اوکھلا

نعت پاک مصطفٰے

موسم سدا بہار حضور آپ کے حضور
ہر لمحہ نور بار حضور آپ کے حضور

جو دل ہیں اِس جہان میں بیتاب و مضطرب
پاتے ہیں سب قرار حضور آپ کے حضور

عاصی جو ہیں امید شفاعت لیے ہوئے
آتے ہیں بار بار حضور آپ کے حضور

گردن جھکی ہوئی ہے گناہوں کے بوجھ سے
حاضر گناہ گار حضور آپ کے حضور

ہوتی ہے قلب و روح کو تابندگی نصیب
چھٹتا ہے سب غبار حضور آپ کے حضور

سن لیجیے حضور یہ آہیں یہ سسکیاں
سب ہیں عرض گزار حضور آپ کے حضور

کچھ لوگ شرم سار ستونوں کی اوٹ میں
روتے ہیں زار زار حضور آپ کے حضور

سلمان و زید و بوذر و کعب و معاذ سے
بنتے ہیں شاہکار حضور آپ کے حضور

اک آہِ نارسا ہے یہ دو چار اشک ہیں
کرتا ہوں اختصار حضور آپ کے حضور

شہزادؔ پر بھی ایک عنایت کی ہو نظر
آیا ہے دل فگار حضور آپ کے حضور

OOO

نتیجۂ فکر: علامہ محمد شہزاد مجددی (پاکستان)

پیش کش: (مفتی) منظر محسن نعیمی حسینی

جمشید پور، جھارکھنڈ (ہندوستان)

قطعہ تاریخ رحلت

تاج الشریعہ حضرت اختر رضا خاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

موت کہتے ہیں جس کو اہل حیات
آ رہی ہے وہ رفتہ رفتہ قریب

موت کو مات دے نہیں سکتا
فلسفی ہو حکیم ہو کہ طبیب

آج رخصت ہوئے میاں اختر
خاندانِ رضا کے تھے جو نقیب

صاحبانِ نظر کہیں دیکھا ؟
ان سا زاہد ، فقیہ اور ادیب

سال کی ہو جسے عروسؔ طلب
وہ کہے "اختر بلند نصیب"

۱۴۳۹ھ

اختر نگار: صاحبزادہ محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی

مونیاں شریف (گجرات) پاکستان

کاوش فکر
سید سراج اجملی
دائرہ شاہ اجمل، الہ آباد

سلام ببارگاہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

پیش کش
قاضی مظفر حسنین رومی
(گورکھپوری)

بصد ادب اور بصد عقیدت بصدق و صد احترام آقا
سلام کی ڈالیاں لیے ہیں یہاں پہ سارے غلام آقا
ہے تشنگی روح سے لبوں تک ملیں عنایت کے جام آقا
غلام حاضر ہیں دست بستہ قبول کیجئے سلام آقا

سلام اے کاروان ارتقا کے رہبر اعظم
سلام اے رحمۃ للعالمیں پیغمبر اعظم

سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی
سلام اے سید و سالارِ تحریکات نورانی

سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے
سلام اے افتخارِ نسل کے بت توڑنے والے

سلام اے زیر دستوں، غم زدوں کے محسن اعظم
سلام اے دل شکستہ رہ رووں کے محسن اعظم

سلام اے نقش الا اللہ قائم کرنے والے تم
سلام اے مدحت اللہ دائم کرنے والے تم

سلام اے انفس و آفاق کے خالق کے تم پیارے
سلام اے آتش و چقماق کے خالق کے تم پیارے

سلام اے بنت حوا کے لئے رحمت سراپا تم
سلام اے محسن انسانیت عصمت سراپا تم

سلامی پیش کرنے مظہر و طلعت بھی حاضر ہیں
یہ ان کی بھی سلامی لائے جو آنے سے قاصر ہیں

انھیں میں اک سراج اجملی بھی ہے مرے آقا
قبول اس کا سلام عاجزانہ کر لیں سیدنا

خاندانِ ازہری

اونچے اونچوں سے ہے اونچا آسمانِ ازہری
جاذبِ قلب و نظر ہے داستانِ ازہری

فخر ازہر، فخر ملت، فخر پاک و ہند بھی
جس جہت سے دیکھیے اعلیٰ ہے شانِ ازہری

غم کے ماروں کو یہاں آتے ہی ملتا ہے سکوں
کس قدر راحت رساں ہے سائبانِ ازہری

لب پہ ہر دم مرحبا صلِ علیٰ کا ورد تھا
اور ذکرِ رب سے رہتی تر زبانِ ازہری

عظمت تاج الشریعہ کیا بیاں ہو پائے گی
دیکھیے کعبہ بنا ہے میزبانِ ازہری

علم و فتویٰ، زہد و تقویٰ میں نہیں جس کی مثال
وہ شرف رکھتے ہیں اعلیٰ خاندانِ ازہری

اک نظر کرگس پہ ڈالی اور شاہیں کر دیا
اوج پر ہیں آج سارے طائرانِ ازہری

شہرت و مقبولیت ان کی کبھی ہوگی نہ کم
حشر تک باقی رہے گی آن بانِ ازہری

ایک شب فرمایا مجھ سے: کھانا کھائے یا نہیں
فخر ہے مجھ کو بنا، میں، میہمانِ ازہری

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
کر رہے ہیں یہ دعا سب خادمانِ ازہری

ہے دعا احمدؔ کی تجھ سے اے خدائے ذوالجلال
حشر تک باقی رہے نام و نشانِ ازہری

نتیجۂ فکر
طفیل احمد مصباحی، مدیر معاون ماہ نامہ اشرفیہ، جامعہ اشرفیہ مبارک پور

فردوس ہے کس کا ؟

اک سوال آیا کہ فردوس ہے کس کا حصہ؟
داخلہ خلد میں کیسے ہو، یہ کیا ہے قصہ؟
کس کے ہو جائیں کہ مل جائے ہمیں بھی جنت
کس سے دل اپنا لگالیں کہ عطا ہو، راحت
آئی کانوں میں یہ آواز کہ حیران ہے کیوں؟
غور کر ساری خدائی میں، پریشان ہے کیوں؟
کون ہے؟ جس کے لیے رب نے بنائی دنیا
کس کی خاطر مہ و اختر سے سجائی دنیا ؟
جس کا دل رحم و عنایت سے بھرا ہے رب نے
نام سے اس کے بڑے کام نکالے سب نے
اس کی آنکھوں پہ فدا ساقی و میخوار سبھی
لب رنگیں سے ہے شرمندہ گلابوں کی کلی
رخ روشن کی تجلی میں نہیں کوئی کلام
چاند سورج بھی کیا کرتے ہیں جھک جھک کے سلام
کوئی پوچھے تو سہی ہم سے کہ کیا دیکھا ہے؟
اک حسیں حضرت یوسف سے سوا دیکھا ہے
وہ لعاب اُس کا کہ زم زم کو ہے خواہش جس کی
رد نہیں کرتا ہے اللہ سفارش جس کی
ہاں وہی رحمت عالم، وہی مطلوب جہاں
جس کے ہونے سے ہی موجود ہے بزم امکاں
اس کی تعریف بھلا کیا کرے انساں کی زباں
صرف قرآں سے ہوا حسن مجسم کا بیاں
جس سے وعدہ کیا خالق نے فترضی کہہ کر
شان میں گویا ہوا جس کی رفعنا کہہ کر
جس کی توہین پہ انسان جہنم میں جلے
کیوں نہ پھر اُس کے وفادار کو فردوس ملے؟

نتیجہ فکر
محمد عطیف قادری عشقی بدایونی
(ولی عہد خانقاہ قادریہ مجیدیہ، بدایوں شریف)

حضرت اختر رضا

لے کے ہونٹوں پر مسرت حضرت اختر رضا
جارہے ہیں سوئے جنت حضرت اختر رضا
جامِ عشق مصطفےٰ دنیا میں بانٹا ہر طرف
سر پہ رکھ تاج شریعت حضرت اختر رضا
عصر حاضر میں یقیناً ذات تھی اک آپ کی
مرجع ہر علم و حکمت حضرت اختر رضا
ہم شبیہ غوث اعظم مفتی اعظم سے تھی
آپ کی شان ولایت حضرت اختر رضا
آپ تھے بزم طریقت کے یقیناً تاجدار
غوث وخواجہ کی کرامت حضرت اختر رضا
جان کر حیراں فقیہان جہاں ہیں بالیقیں
آپ کی فہم و فراست حضرت اختر رضا
یک نظر کن سوئے علوی مرشدی یا پیر ما
جان لوں رازِ حقیقت حضرت اختر رضا

ooo

کلام: علوی پوکھریروی

قطعہ تاریخ وفات

مرشد حق نما، اخترِ جمالِ ہدیٰ

۲۰۱۸ء

اجل کی شام ہوگئی کمال التزام سے
ہوا بحکم ایزدی شہاب آسماں غروب
جہاں علم و فن ہے آج سوگوار و غمزدہ
جہاں سے پھوٹتی تھی روشنی یقین و دین کی
وہاں ہوا ہے کوکب جمالِ عارفاں غروب
بجھا تو ہے چراغ دو دمانِ رضویت مگر
نہیں ہوا ہے نجم ذکرِ شاہ مرسلاں غروب
سن وصال مخلصِ مجددی نے یوں کہا
ہوا ہے آج ''اختر علوم کاملاں'' غروب

۱۴ ھ ۳۹

رشحاتِ قلم مدحت رقم

احقر العباد

محمد شہزاد مخلصؔ مجددی

پیش کش: مفتی نثار احمد مصباحی جہانگیر گنج

ازہری سرکار

مسند افتا کی زینت ازہری سرکار تھے
بالیقیں شان فقاہت ازہری سرکار تھے
فقہ میں تھے بوحنیفہ کے وہ سچے جانشیں
اعلیٰ حضرت کی بصیرت ازہری سرکار تھے
غسل کعبہ کی سعادت سے ہوئے وہ بہرہ مند
فخر ازہر فخر امت ازہری سرکار تھے
فیض مارہرہ کی چلتی، بولتی تصویر تھے
رہبر راہ طریقت ازہری سرکار تھے
یاد آتا ہے خدا نورانی صورت دیکھ کر
جلوۂ حق کی زیارت ازہری سرکار تھے
عاشقان مصطفےٰ پر سایۂ ابر کرم
جان کافر پر قیامت ازہری سرکار تھے
زندگی کا لمحہ لمحہ سنتوں کا آئینہ
کیسے پابند شریعت ازہری سرکار تھے
وقت کا فرعون بھی فتویٰ بدل سکتا نہیں
ایسے جبلِ استقامت ازہری سرکار تھے
کج کلاہان جہاں دیکھیں پکڑ کر ٹوپیاں
وہ منارِ صیت و شہرت ازہری سرکار تھے
جامعہ کی رفعتیں، تابانیاں کہتی ہیں یہ
پیکر جود و سخاوت ازہری سرکار تھے
سن کے شرکائے سفر کی گنتیاں مبہوت ہیں
کس قدر وحدت میں کثرت ازہری سرکار تھے
اشک خونیں اب کلیمؔ قادری نہ کیوں بہائے
باعثِ تسکین و راحت ازہری سرکار تھے

کاوش فکر

محمد کلیم اللہ برکاتی کلیمؔ مصباحی

خادم دارالعلوم قادریہ موتی پور دیوریا (یوپی)

ooo

اخترِ کہاں روپوش ہے؟

کیوں کلی مرجھائی ہے اور کیوں صبا خاموش ہے
آسمانِ علم کا اختر کہاں روپوش ہے؟
متقی و پارسا تاج الشریعہ بالیقیں
ناز تھا جس پر فقہ کو وہ کفن بر دوش ہے
عالم اسلام کو جس کی جدائی کا ہے غم
قرب حق کا جام پی کر ہوگیا مدہوش ہے
جھومتے نازاں چلے چپ چاپ وہ اختر رضا
ان کی خاطر خلد پھیلائے ہوئے آغوش ہے
مفتیٔ اعظم کے دست حق سے ہوکر منسلک
غوث کے دربار کا شبلی بھی اک پاپوش ہے

نتیجہ فکر: شبلی پوکھریری

موت کو مات دے نہیں سکتا ○ فلسفی ہو حکیم ہو کہ طبیب

خراجِ عقیدت

اہل سنت کے روح رواں چل دِیے
میرے بے چین دل کی دوا چل دِیے
غم کے ماروں کو تنہا یہاں چھوڑ کر
ملنے رب سے یہ اختر رضا چل دِیے
عاشق مصطفیٰ ، اہل تقوی وفا
نائب خانوادے رضا چل دِیے
غوث و خواجہ رضا حامد و مصطفی
پنج ولیوں کا جلتا دیا چل دِیے
مسلک اہل سنت کا جھنڈا لیے
حق کی پہچان، حق کی ندا چل دِیے
اک معلم محدث مفسر محقق
بے مثال فقیہ زماں چل دِیے
میرے مرشد مرے شیخ اختر رضا
غم زدوں کو رلا کر کہاں چل دِیے
آئے کیسے یقیں اب یہ ذیشان کو
حیف، کہ جانشین رضا چل دِیے

کاوش فکر عبید انصاری ذیشان ھدوی
غوری پاڑہ، بھیونڈی، مہاراشٹر

ooo

ہے دعائے عاشقاں تجھ سے یہ اے رب جلیل
کر مرے تاج الشریعہ کو عطا عمر طویل
ہے جہانِ سنیت میں ہر طرف رنج و الم
یہ خبر سن کر کہ حضرت کی طبیعت ہے علیل
(۱۸ر جولائی ۲۰۱۸ء)

حضرت علامہ مفتی عبد واجد قادری
ہوگئے رب کو پیارے لے کے سانس آخری
یا خدا ہو سنی علما کو عطا عمر دراز
ہے تر و تازہ ابھی زخم وصال ازہری
سید قیصر خالد فردوسی۔ دہلی شریف

ازہری رنگ تغزل

وہی تبسم وہی ترنم وہی نزاکت وہی لطافت
وہی ہیں دزدیدہ سی نگاہیں کہ جن سے شوخی ٹپک رہی ہے
گُلوں کی خوشبو مہک رہی ہے دلوں کی کلیاں چٹک رہی ہیں
نگاہیں اٹھ اٹھ کے جھک رہی ہیں کہ ایک بجلی چمک رہی ہے
یہ مجھ کو کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لے لو
وہ دور ساغر کا چل رہا ہے شرابِ رنگیں چھلک رہی ہے
یہ میں نے مانا حسین و دلکش سماں یہ مستی بھرا ہے لیکن
خوشی میں حائل ہے فکر فردا مجھے یہ مستی کھٹک رہی ہے
نہ جانے کتنے فریب کھائے ہیں راہِ الفت میں ہم نے اخترؔ
پر اپنی مت کو بھی کیا کریں ہم فریب کھا کر بہک رہی ہے

پیش کش
ڈاکٹر محمد حسین مشاہدؔ
رضوی، مالیگاؤں

تاج شریعت

ہم سنیوں کی جو تھے، عظمت چلے گئے
یعنی ہمارے تاج شریعت چلے گئے
قلبِ رضا کی چین تھے اہل سنن کی جاں
روتا بلکتا چھوڑ کے حضرت چلے گئے
وہ جانشین مفتی اعظم تھے با خدا
ہم سب کی شان عزّ و کرامت چلے گئے
کہتی ہے سوگوار بریلی کی سر زمیں
ملت کی آبرو میری راحت چلے گئے
علم و عمل ، زہد اور تقویٰ میں بالیقیں
احمد رضا کی علمی وراثت چلے گئے
دشمن تھے جن کے رخ پر سو جان سے نثار
نعمت خدا کی عالی وجاہت چلے گئے
رو رو کے کہہ رہا ہے دار القضاء یہی
نازشِ دین نازِ فقاہت چلے گئے

نتیجہ فکر: محمد معین الدین الازہری
افضل العلماء فاؤنڈیشن نئی دہلی
6203980319

سوداگراں رونے لگا

جب گئے تاج الشریعہ آسماں رونے لگا
آپ کی رحلت پہ سنگ آستاں رونے لگا
جانشین مفتیٔ اعظم کے جانے کی خبر
سنتے ہی ہر سو ہجوم عاشقاں رونے لگا
فرط غم میں ڈوب کر ہے ہر کلی آج اشکبار
تازہ گل مرجھا گئے یہ گلستاں رونے لگا
ہو گئی سونی بریلی شہر کی ہر اک گلی
آپ کیا رخصت ہوئے سوداگراں رونے لگا
ازہری مہمان خانہ بن گیا جنت نشاں
آپ کو دامن میں پا کر بے زباں رونے لگا
آپ کے قدموں کی خوشبو سے معطر جو رہا
وہ مرے تاج الشریعہ کا مکاں رونے لگا
یادگارِ حجۃ الاسلام قیصرؔ کیا گئے
غم میں دیوانہ جہاں بھی تھا وہاں رونے لگا

نتیجۂ فکر
شریک غم: سید قیصر خالد فردوسی، دہلی شریف

امیر کارواں

آہ یوں رخصت ہوا ہم سے امیر کارواں
جس طرح سے جسم سے رخصت ہوا کرتی ہے جاں
اس طرح سے چھوڑ کر ہم کو گئے سوئے جناں
جس طرح سے چھوڑ دیتی ہیں بہاریں گلستاں
چار سو اُن کے تھے اہل فضل مثل کہکشاں
آپ تھے مثل قمر لاریب ان کے درمیاں
زہد اُن کا تھا مثالی سارے جگ میں بے گماں
ہم سبھوں پر حشر تک ان کا کرم ہو سائباں
روز گرتے تھے ستارے آسماں سے ٹوٹ کر
آج لگتا ہے کہ خود ہی گر گیا ہے آسماں
اے مرے مرشد نہ دیکھا جگ میں تجھ سا نہ سنا
ایک تجھ میں لاکھ باتیں تھی فضیلت کی نہاں
جتنا ظاہر تھا حیات ظاہری میں مجھ پہ تو
جاتے جاتے اُس سے زیادہ ہو گیا ہے اب عیاں
جب بھی دل میلا ہوا جگ سے، ترے در پر گیا
اب بتا دے یہ سوالی بھیک مانگے گا کہاں
کس کا چہرہ دیکھ کر روشن کروں گا اپنی آنکھ
کس سے جا کر اب کہوں گا حال دل، دردِ نہاں
تیرے جانے سے مرے تاج شریعت کیا کہوں؟
ایسا لگتا ہے کہ جیسے لٹ گیا میرا جہاں
روح کا رشتہ تھا تیری بارگاہ ناز سے
فیض سے تیرے ہوئے سیراب میرے جسم و جاں
جو ملا تیرے توسط سے ملا ہے آج تک
ورنہ کیا تھا قبل اُس سے یہ فدائے رائیگاں

کاوش فکر
فداء المصطفیٰ قادری مصباحی

مرشد قادری حضرت ازہری

عالم عبقری اختر ازہری
علم کے جوہری اختر ازہری
دادا احمد رضا، نانا ابن رضا
شاخ اِن کی ہری اختر ازہری
سارا عرب و عجم آج مداح ہے
فضل کی برتری اختر ازہری
جس کا دین و ہدایت کا سامان ہے
عالم ظاہری اختر ازہری
بانٹنے والے فیضان بغداد کا
مرشد قادری اختر ازہری
تاج دارِ فقاہت حدیث و ادب
شکوت شاعری اختر ازہری
غوث و خواجہ رضا تک رسائی ہوئی
واہ وا رہبری اختر ازہری
ہاتھ پر بکنے والے بشر کے لئے
دولت اُخروی اختر ازہری
ردِ باطل و احقاق حق کی گھڑی
بات کرتے کھری اختر ازہری
خیبر بد عقیدت فتح کیوں نہ ہو
قوتِ حیدری اختر ازہری
سب مشائخ عرب کے ہوئے لاجواب
ایسے مردِ جری اختر ازہری
ملک افکار پر جس کی مشتاق تھی
ہر گھڑی سروری اختر ازہری

نتیجۂ فکر: مشتاق احمد قادری عزیزی
(مفتی) جامعہ اہل سنت صادق العلوم ناسک۔ ارسال کردہ: محمد عمر ضیاء رضوی

تاج الشریعہ کا جمال

جاں گزا، جاں کاہ، جاں فرسا ہے ملت کے لیے
نازشِ اہلِ تفقہ، فخر ازہر کا وصال
خیمۂ اربابِ علم و فضل ہے ماتم کدہ
بلکہ یوں کہیے کہ نوحہ خواں ہے خود فضل وکمال
تھا سراپا غم زدہ میں بھی، مگر یہ سوچ کر
کچھ ہوئی تسکین، قدرے چھٹ گیا ابر ملال
موت ہے ولیوں کی اصلاً صرف پردہ آنکھ کا
لے کے آتا ہے پیامِ جاودانی، انتقال
ہے فنا کی یہ فنا، اور ہے بقا کی یہ بقا
راز کھلتا ہے یہیں، کیا ہے اجل کا ارتحال
الغرض دل میں خیال آیا کہ مجھ کو ہو عطا
قطعۂ تاریخ کی توفیق ربِّ ذو الجلال

دی صدا ہاتف نے موضوعِ سخن ہے ان دنوں
جنت فردوس میں تاج الشریعہ کا جمال

۱۸ ء ۲۰

نتیجۂ فکر
ڈاکٹر واحد نظیر، شعبۂ تعلیمات جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

دلیلیں کیسی ہیں فاضلانہ

سناؤں توصیف کیسے اُن کی ، کہاں ہیں الفاظ واصفانہ
یہاں صفت تو ہیں ساری مہمل، وہاں ہیں اوصاف عالمانہ
بلاغتوں کے ہیں تنگ دامن، فصاحتوں کے ہیں قصر روزن
عجز کی ہیں چغلی کھاتی بحریں، ہیں قافیے سب ہی ناقصانہ
مگر ہاں جتنی بھی قوتیں ہیں بیان کی جو بھی وسعتیں ہیں
بسا کے دل میں عقیدتوں کے نثار دوں اُن پہ والہانہ
وہ جان مذہب و روح ملت وہ فخر و رشک کتاب و سنت
خطاب تاج الشریعہ ان کا حیات ان کی تھی سرورانہ
رضا و حامد و مصطفےٰ کے فیوض نسبت سے ان شہا کے
زبان رکھتے تھے قطبیت کی نگاہیں ان کی تھیں عارفانہ
جو دین و ایماں کی شرح کر کے بتائی ہم کو، وہ سنیت ہے
ہزار ہم پہ کرم ہے ان کا ہیں لاکھوں احسان مشفقانہ
وہ اہل سنت کے بادباں تھے وہ سچے مسلک کے ترجماں تھے
تمام حنفی فقہ پہ مبنی فتاویٰ ان کے تھے رضویانہ
علوم احمد رضا کے وارث فنون دنیا و دیں کے نازش
تھی ان کی تحریر اجتہادی خطاب ان کا تھا مفتیانہ
وہ ناشر شرع مصطفےٰ تھے وہ حامی مسلک رضا تھے
عقائد سلف کے محافظ عمل تھا ہر ایک راسخانہ
کیے یہ تجدیدی کام ہیں وہ ، دیے یہ شرعی پیام ہیں وہ
ضرورتوں کے ہیں جو بھی منکر ، خیال ان کا ہے کافرانہ
وہ ٹی وی اور وہ ٹرین چلتی ، وہ ٹیلیفونی خبر کی گتھی
پڑھو کہ سلجھائے کیسے ہیں وہ ، دلیلیں کیسی ہیں فاضلانہ
شیعہ روافض یا خارجی ہو وہابی نجدی یا نیچری ہو
تمام فرقوں پہ اس بشر کی نگاہ خامہ تھی قاہرانہ
حضور اختر رضا کی راحتؔ تمہارے دل میں رہے محبت
نہ چھوٹے ہاتھوں سے ان کا دامن، رہے تا محشر، یہ عاشقانہ

☆☆☆

نتیجہ فکر: محمد شمیمؔ راحت برکاتی امانی، مادھے پور کٹیہار (بہار)

سید مارہرہ کے پیارے

حامی سنت ماحی بدعت میرے تاج شریعت ہیں
چشم و چراغ اعلیٰ حضرت میرے تاج شریعت ہیں
مفتی اعظم کے ہیں دلارے سید مارہرہ کے پیارے
نازاں جن پر اہل سنت میرے تاج شریعت ہیں
چہرہ ہے نورانی دیکھو فیض و کرم عرفانی دیکھو
نوری نوری جن کی شباہت میرے تاج شریعت ہیں
غوث و خواجہ شاہ برکت مفتی اعظم اعلیٰ حضرت
کی یہ چلتی پھرتی کرامت میرے تاج شریعت ہیں
یا رب ان کا سایہ قائم رکھنا ہم بندوں پر دائم
قاضی ملت پیر طریقت میرے تاج شریعت ہیں
سید خستہ تیرا سوالی بھر دے جھولی مرشد عالی
اس کی ثروت اس کی دولت میرے تاج شریعت ہیں

نتیجۂ فکر: سید محمد قادری (سنی دعوت اسلامی ممبئی)

سارے سنی رو پڑے

داغ فرقت دے گئے اختر رضا خاں ازہری
سارے سنی رو پڑے اختر رضا خاں ازہری
روٹھ کر ہم سے چلے اختر رضا خاں ازہری
مسکرا کر دیکھئے اختر رضا خاں ازہری
تھا لقب تاج الشریعہ آپ کا کتنا حسیں
تاج والے چل دیے اختر رضا خاں ازہری
وقت رحلت لب پہ اللہ اکبر کی صدا
موت پائی آپ نے اختر رضا خاں ازہری
تیری قبر پاک پر رحمت کی بارش ہو مدام
سب یہی کہتے رہے اختر رضا خاں ازہری
اللہ اللہ حور و غلماں آئے استقبال کو
سوئے جنت جب چلے اختر رضا خاں ازہری
آپ کے غم سے سسکتا رہ گیا عبد الحلیم
سوئے جنت جب چلے اختر رضا خاں ازہری

کاوش فکر: (مفتی) عبد الحلیم رضوی قادری
امیر دعوت اسلامی (ہند) ناگپور

منقبت بزبانِ فارسی در شان تاج الشریعہ

ما زمینیم آسماں تاج الشریعہ ازہری
سایہ افگن سائباں تاج الشریعہ ازہری

مرشدانِ عصر محدودند تا بس آدمی
مرشد انسان و جاں تاج الشریعہ ازہری

صورت پرکار ہر ذی علم گردد، گردِ او
ہست قطب رہبراں تاج الشریعہ ازہری

سی ہزاراں در ہزار اعداد بودن در نماز
شان بس دارد چناں تاج الشریعہ ازہری

نورِ ایماں منعکس از چہرۂ زیبائے او
رشک آئینہ رخاں تاج الشریعہ ازہری

گفتہ باشند آں را در برزخ ملک خوش آمدید
از رخت ایماں عیاں تاج الشریعہ ازہری

فخر از ہر مرحبا تاج الشریعہ زندہ باد
نعرہ ات بر ہر زباں تاج الشریعہ ازہری

اے براہیم ست پدرت نامت اسمٰعیل بود
شہرہ در اہل جہاں تاج الشریعہ ازہری

خامۂ فیضی ست وقف مدحت احمد رضا
چشم الفت کن براں تاج الشریعہ ازہری

نتیجۂ فکر

عبدالرحمٰن فیضی، گریڈیہ (جھارکھنڈ) 9430121559

پیش کردہ: اسیر تاج الشریعہ فیض احمد رضوی ابن مولانا عبدالرحمٰن فیضی

گلشن تاج الشریعہ لہلہاتا ہی رہے

واصف شاہ ہدیٰ اختر رضا ازہری
منبع جود و عطا اختر رضا خاں ازہری

جن میں تھا بے شک جمال مفتیٔ اعظم کا عکس
وہ ہمارے رہنما اختر رضا خاں ازہری

وہ تھے بے شک پاسبان مسلک احمد رضا
سنیوں کے پیشوا اختر رضا خاں ازہری

علم و تقویٰ فقہ و افتاء سیرت و کردار میں
نائب غوث الوریٰ اختر رضا خاں ازہری

آپ کی شان تفقہ دیکھ کر سب نے کہا
ثانیٔ احمد رضا اختر رضا خاں ازہری

بے نشانوں کو نشاں ملتا ہے تیرے فیض سے
ہادی راہ ہدیٰ اختر رضا خاں ازہری

تیری ہستی شمع عشق مصطفائی بن گئی
عاشق خیر الوریٰ اختر رضا خاں ازہری

منکردیں کتنے ہی ایمان لائے دیکھ کر
جلوۂ زیبا ترا اختر رضا خاں ازہری

دشمنان دیں پہ ہے تیرا قلم قہر خدا
پرتو کلک رضا اختر رضا خاں ازہری

محفل علم و عمل پہ چھا گئیں تاریکیاں
تھے تمھیں اس کی ضیاء اختر رضا خاں ازہری

گلشن تاج الشریعہ لہلہاتا ہی رہے
جلوہ دکھلائیں سدا اختر رضا خاں ازہری

آپ کی رحلت سے محفل میری سونی ہوگئی
دیجیے پھر سے ضیاء اختر رضا خاں ازہری

یا خدا عسجد میاں کو صبر کی توفیق دے
ہوگئے ان سے جدا اختر رضا خاں ازہری

ہے نعیم قادری رضوی بھی محتاج کرم
آپ کے در کا گدا اختر رضا خاں ازہری

نتیجۂ فکر: قاری محمد نعیم الدین قادری حنفی

نائب صدر مدرس مدرسہ عربیہ رحمانیہ، رحمان گنج، بارہ بنکی (یوپی)

کر کے صحت یاب گیا

چھوڑ کر اپنی ضیا اختر نایاب گیا
کر کے روشن ہمیں وہ نجمِ جہاں تاب گیا

اس نے قربان کیا عشق نبی میں سب کچھ
وہ، محبت کے سکھا کر ہمیں آداب گیا

زندگی جس کی تھی کردارِ رضا کی مظہر
آہ افسوس، کمالوں کا وہ مہتاب گیا

کشت احساس پہ ہے ابر الم کی بارش
آنکھ میں چھوڑ کے اشکوں کا وہ سیلاب گیا

کھل گئیں اس کے جنازے سے سبھی کی آنکھیں
کور دیدہ کو بھی وہ کر کے صحت یاب گیا

اس کی یادوں کا نشہ دل سے نہ اترے گا کبھی
دید کی ایسی پلا کر وہ مئے ناب گیا

جھک گئی جس کے تصلّب پہ جبین عالَم
کر کے تعمیر اصولوں کی وہ محراب گیا

جس کے جلووں سے ملا شوکت ملت کو فروغ
آہ دنیا سے قیادت کا وہ سیماب گیا

تابشِ غیرتِ ایماں سے ،، ہمیں چمکا کر
برج اسلام کا وہ نیر دل تاب گیا

بخش کر ساری فضاؤں کو حسینی ماحول
سرفروشی کا چمن، کر کے وہ شاداب گیا

اُس کی فطرت کو ملا علمِ علی کا فیضان
کھول کر فکر و نظر کے وہ نئے باب گیا

فوج ملت کو ملے ویسا ہی قائد یا رب
جیسا وہ اختر دیں، رہبرِ احزاب گیا

اے فریدیؔ اُسے بھولے گا زمانہ کیسے
دے کے تعمیر و ترقی کے جو اسباب گیا

نتیجۂ فکر

محمد سلمان رضا فریدیؔ صدیقی مصباحی، بارہ بنکوی

مرشد کی چوکھٹ پر

ہر ایک دل میں ہے جن کی چاہت اختر رضا ازہری ہیں
جو چل دیے ہیں اب سوئے جنت اختر رضا ازہری ہیں

غوث الوریٰ کی زندہ کرامت اختر رضا ازہری ہیں
بخشی خدا نے جن کو یہ عزت اختر رضا ازہری ہیں

جن کا لقب ہے تاجِ شریعت اختر رضا ازہری ہیں
مانیں جنھیں رہبر اہلِ سنت اختر رضا ازہری ہیں

تھے جو ہمیشہ پابند سنت اختر رضا ازہری ہیں
روشن ہے جگ پر جن کی ولایت اختر رضا ازہری ہیں

تھا جن کا شیوہ رشد و ہدایت اختر رضا ازہری ہیں
فتوؤں میں جن کے اعلیٰ فقاہت اختر رضا ازہری ہیں

کرتی ہے یہ دنیا جن کی عزت اختر رضا ازہری ہیں
بن کر خدا کی جو آئے رحمت اختر رضا ازہری ہیں

اہلِ شریعت شیدائی جن کے اہلِ طریقت فدا ہیں
کرتے ہیں ہم سب جن سے محبت اختر رضا ازہری ہیں

ثابت یہ کرتا ہے سب کا آنا تجہیز و تدفین کے دم
کرتے ہیں جو ہر دل پر حکومت اختر رضا ازہری ہیں

ہر دم خدا کی رحمت برستی ہے جن کی مرقد کے اوپر
روشن ہے ہر لمحہ جن کی تربت اختر رضا ازہری ہیں

مانگے نہ کیوں یہ فیضان آخر مرشد کی چوکھٹ پہ جا کر
جن کے توسل پوری ہو حاجت اختر رضا ازہری ہیں

نتیجۂ فکر: فیضان احمد نعیمی
امام و خطیب قادری مسجد، ذاکر نگر
(جامعہ ملیہ اسلامیہ ایم۔ایڈ اسپیشل) دہلی

چہرے سے بکھرتی چاندنی

چاند شرمندہ ہو جن کا دیکھ کر حسن و جمال
عظمت علم و بزرگی میں نہیں جن کی مثال
جن کے چہرے سے بکھرتی حسن کی ہے چاندنی
باتوں میں ہے شوکت اسلام کا جاہ و جلال
ہو زمانہ کیوں نہ علم و آگہی کا معترف
اعلیٰ حضرت کے ہیں فیضانِ کرم سے مال مال
جامعہ ازہر کو جن کے فکر و فن پہ ناز ہے
پڑھتے ہیں ان کا قصیدہ صاحب فضل و کمال
توبہ عصیاں سے، برائی سے وہ کر لے اجتناب
دیکھ لے حسن سراپا کا جو تیرے خد و خال
صاف ہو جائے غبار دل، تر و تازہ ہو روح
جس کی آ جائے ساعت میں ترے شیریں مقال
کیجئے مشکل کشائی خطرے میں ایمان ہے
ہیں بچھے چاروں طرف ایماں شکن موسم کے جال
جب کبھی فریاد کرتا ہوں میں اپنے پیر سے
موج کشتی کے لئے دیتی ہے خود رستہ نکال
میرے مرشد کا کرم ہر وقت میرے ساتھ ہے
اے وصی ایمان کے درپن میں کیوں آئے گا بال

نتیجۂ فکر: وصی مکرانی واحدی سرلاہی، نیپال

مردِ قلندر ہیں تاج الشریعہ

حبیب پیمبر ہیں تاج الشریعہ
عزیمت کا پیکر ہیں تاج الشریعہ
خزاں کا اثر اُس پہ ہرگز نہ ہوگا
رضا کے گلِ تر ہیں تاج الشریعہ
ہیں سب اہلِ علم و ہنر قطرہ قطرہ
سمندر سمندر ہیں تاج الشریعہ
نہ ہوگا مرے دل پہ شیطاں کا قبضہ
مرے دل کے اندر ہیں تاج الشریعہ
انہیں جس جہت سے بھی تم چاہو دیکھو
منور منور ہیں تاج الشریعہ
جو کرتے رہے دیں کی خدمت ہمیشہ
وہ مردِ قلندر ہیں تاج الشریعہ
نفیس ان کو بھولے گی ہرگز نہ دنیا
کہ دنیا کے رہبر ہیں تاج الشریعہ

نتیجۂ فکر: محمد نفیس مصباحی بلرام پوری
خادم دار العلوم رضویہ فیض العلوم، شیر پور، اترولہ، بلرام پور (یوپی)

باب نہم

شخصیت شناسی

شخص و شخصیت کو جاننے، سمجھنے اور پرکھنے کا حقیقی معیار

سن کے شرکائے سفر کی گنتیاں مبہوت ہیں
کس قدر وحدت میں کثرت ازہری سرکار تھے

○○

''سچ یہ ہے کہ شرکائے جنازہ کی تعداد، گمان سے کہیں زیادہ تھی، لوگ بے شمار تھے، بریلی شہر ابال کھا رہا تھا۔ ایک میں ہی کیا، میرے علاوہ لاکھوں لوگ ایسے ہوں گے کہ جن کی زندگی کا یہ سب سے بڑا جنازہ ہوگا۔ البتہ ۶ کروڑ کی بات ایک افسانہ سازی ہے، انداز وتخمین کی قیاس آرائیوں سے جہالت کا نتیجہ ہے جس کی یہاں قطعی ضرورت نہ تھی۔
البتہ چند عجلت پسندوں کی طرف سے اِس قسم کی تعداد سامنے آنے کے بعد، عجلت پسندانہ رد میں آسمان کو سر پر اٹھالینا بھی کوئی عقل مندی نہیں۔''

کھل گئیں اس کے جنازے سے سبھی کی آنکھیں
کور دیدہ کو بھی وہ کر کے صحت یاب گیا

○○

شخصیت شناسی

کثیر المریدین مفتی وقاضی تھے ازہری میاں

تاج الشریعہ محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی کے وصال کی خبریں سن کر مجھے بہت غم ہوا۔ میں نے فوراً انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی۔ اللہ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ مولیٰ کریم اُن کے درجات کو بلند عطا فرمائے اور ان کا فیضان جاری رکھے۔ آمین

آپ علوم اعلیٰ حضرت کے وارث سرکار مفتی اعظم ہند کے سچے جانشین کثیر المریدین شیخ طریقت تھے۔ آپ کا انتقال سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کا ناقابل تلافی خسارہ ہے۔ آپ کے انتقال فرمانے سے عالم اسلام مین عظیم خلا کا احساس ہورہا ہے۔ تاج الشریعہ کی شخصیت عرب وعجم مین محتاج تعارف نہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے نگہبان و پاسبان تھے۔ آپ فقیہ اسلام اہل سنت و پیر طریقت رہبر شریعت تھے۔ تاج الشریعہ کی شخصیت کو اُن کے علم وفضل، شان وشوکت، فنون وتقویٰ نے عرب وعجم میں ذیشان بنادیا۔

ہندوستان کی تاریخ میں بریلی شریف علم وعمل کا گہوارہ ہے۔ اسی بریلی شریف کی دھرتی پر تاج الشریعہ پیدا ہوئے اور مفتی اعظم ہند نے حضرت تاج الشریعہ کو گود میں لیے (حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں کے دوست تھے مناظر اہل سنت مفتی عبدالحفیظ بجھاراشریف، ضلع قدیم (پورنیہ) جدید ضلع کٹیہار) مفتی عبدالحفیظ صاحب کی گود میں پیش کیا کہ یہ ان کا دوست ناتی ہیں۔ مفتی اعظم ہند اور مناظر اہل سنت میں بڑی محبت تھی اور تقریباً پڑھائی لکھائی تک ۲۲ر سال ایک ساتھ رہے۔ آزادی کے بعد آپ گھر تشریف لائے تو گھر ہی میں رہنے لگے۔ جیسے ہی آپ نے گود میں لیا، بے ساختہ فرمایا کہ یہ لڑکا اپنے وقت کا بہت بڑا عالم بنے گا۔ دیکھئے چہرے پر اس کا نور ٹپکتا ہے۔ مفتی اعظم ہند نے فرمایا کہ یہ ناتی آپ کا ہے، آپ ان کو سنبھالئے، اس لئے بھی وہ ہمیشہ مناظر اعظم ہند کی صحبت میں رہا کرتے تھے۔

چارسال کی عمر میں مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں نے بسم اللہ خوانی کرائی۔ ابتدائی تعلیم دارالعلوم منظر اسلام میں ہوئی۔ تاج الشریعہ نے پہلی اور دوسری فارسی وگلستاں و بوستاں دارالعلوم منظر اسلام کے استاد حافظ انعام اللہ خاں حامدی بریلوی سے پڑھی۔ آپ کے والد ماجد مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی بریلوی کی خواہش ہوئی کہ محمد اختر رضا خاں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے قاہرہ بھیج دیا جائے تاکہ عربی کے علاوہ تفسیر وحدیث میں اچھی صلاحیت حاصل ہوجائے۔ والد کی خواہش کے مطابق تاج الشریعہ کو جامعہ ازہر بھیج دیا گیا۔ آپ کا داخلہ بھی ہوگیا مگر بھیجنے والا خود ہی اپنے سفر آخرت پر نکل گیا یعنی وصال فرماگئے۔ تاج الشریعہ نے پدر بزرگوار کے حکم کے مطابق فن تفسیر اور حدیث کے مطالعہ کو جاری رکھا۔ وہیں سے فراغت کی بنا پر علامہ اختر رضا خاں کو ''ازہری میاں'' کہتے ہیں۔

تاج الشریعہ محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی کی قل خوانی ۲ر بجے دن، دفن وکفن کے بعد دارالعلوم اہل سنت تنظیم المسلمین بجھارا کروم، بارسوئی کٹیہار (پورنیہ) میں ہوئی جس میں گاؤں کے اکثر وبیشتر حضرات طلبہ واساتذۂ کرام سلام وقیام ودعاخوانی میں شامل تھے۔

شریک غم: فقیر محمد ضیاء الحق نوری حفیظی اشرفی
ناظم اعلیٰ دارالعلوم اہل سنت تنظیم المسلمین بجھارا پوسٹ کروم، وایا بارسوئی، کٹیہار (بہار)

ہاں! جنازے فیصلہ کرتے ہیں

حضرت تاج الشریعہ کے جنازے سے آج صبح سویرے ساڑھے چار بجے واپسی ہوئی ہے، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ایک ایسے جنازے میں شرکت کی سعادت نصیب فرمائی جس سے ایمان کو جلاء، روح کو سکون وقرار ملتا ہے، اللہ تعالی شرکت قبول فرمائے اور حضرت کے صدقے میں ہم سب کی بھی مغفرت فرمائے۔ آمین

شرکائے جنازہ کی تعداد کو لے کر سوشل میڈیا پر ہنگامہ برپا ہے، کوئی ۶ کڑور کی بات کر رہا ہے، تو کوئی استہزا اور مذاق بنارہا ہے، مگر سچ یہ ہے کہ شرکائے جنازہ کی تعداد گمان سے کہیں زیادہ تھی، لوگ بے شمار تھے، بریلی شہر ابال کھا رہا تھا، ہر طرف انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہی نظر آ رہا تھا، ایک میں ہی کیا میرے علاوہ لاکھوں لوگ ایسے ہوں گے کہ جن کی زندگی کا یہ سب سے بڑا جنازہ ہوگا۔

البتہ ۶ کڑور کی بات ایک افسانہ سازی ہے، اندازو تخمین کی قیاس آرائیوں سے جہالت کا نتیجہ ہے، جس کی یہاں قطعاً ضرورت نہ تھی۔ البتہ چند عجلت پسندوں کی طرف سے اس قسم کی تعداد سامنے آنے کے بعد عجلت پسندانہ رد میں آسمان کو سر پر اٹھالینا بھی کوئی عقل مندی نہیں کیوں کہ جب بھی اس قدر بھیڑ ہوگی مبالغہ آمیز افسانے گڑھ لیے جائیں گے جو بداہۃً غیر قابل قبول ہوتے ہیں۔ اصحاب عقل وخرد قلم کاروں کے یہاں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی ہے اور نہ وہ ایسی سطحی چیزوں میں الجھتے ہیں۔

ہاں جنازے میں جو بات قابل ذکر تھی وہ یہ تھی کہ اس جنازے میں جہاں عوام کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی وہیں ایسے خواص کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی جن کا کسی جنازے میں پہنچ جانا خود میں ایک کمال کی بات ہوتی ہے۔ پیر وفقیر، داعی ومبلغ، عالم وفاضل اور مفتی وادیب، سب کشاں کشاں نظر آئے، بلکہ بعض قابل رشک شخصیتوں کا وجودِ مسعود بہت معنی خیز ہے، جیسے کہ مفتی آفاق احمد صاحب قبلہ مجددی دام ظلہ جیسی نابغہ روزگار شخصیت نے ناسازیِ طبع کے باوجود شرکت کر کے اپنی وسعت ظرفی اور اعلی کردار کا بہترین نمونہ پیش فرمایا ہے۔

رہی بات جنازہ روک کر بھیڑ اکٹھا کرنے کی تو یہ چیز تاج الشریعہ کے جنازے ہی کے ساتھ خاص نہیں، یہ تو انڈیا میں عام ٹریڈشن بن چکا ہے جو حدیث شریف کی رو سے صحیح نہیں، مگر یہ بات بھی واضح رہنی چاہئے کہ اگر شنبہ کو بھی جنازہ ہوتا تب بھی بھیڑ کافی ہوتی، کیوں کہ جس قسم کا وہاں مجمع آنکھوں نے دیکھا ہے وہ ہماشما کے جنازے میں جانے والا نہیں۔ خواہ تین دن نہیں تین ماہ جنازہ کیوں نہ روک لیا جاتا، بلکہ سچ یہ ہے کہ تاج الشریعہ کا علمی مقام، دلوں میں ان کی بے مثال محبت اور بارگاہ خدا عزوجل اور رسول پاک ﷺ میں ان کی بے پناہ مقبولیت کی اثر آفرینی تھی اور بس۔

البتہ بدنظمی اور کم از کم اعلان کے لئے مائک کے نہ استعمال کرنے کی وجہ سے پیدا ہونے والی افراتفری تو اُس کا ذمہ دار صرف صاحبزادہ حضرت مولانا عسجد رضا صاحب قبلہ (اللہ تعالی ان کی عمر دراز فرمائے اور انھیں صبر جمیل عطا فرمائے) کو ہی نہیں قرار دیا جاسکتا ہے، کیوں کہ وہ تو خود سایہ پدری کے اٹھ جانے سے نڈھال تھے، ذمہ داری تو اُن حضرات کی تھی جو ذمہ داریوں کا تاج زریں تو اپنے سر ہمیشہ ہی سجانے کی کوشش کرتے ہیں، مگر ایسے موقعوں پر وہ غائب ہی دکھائی دیتے ہیں۔

اس لئے اس موقعے پر میں اہل سنت کے سرخیل علما وفضلا سے گذارش کروں گا کہ ایسی ضرورتوں کے پیش نظر نظم ونسق کی جماعتی صلاحیتوں اور مائک کے عدم جواز پر نظر ثانی فرمایا جائے تاکہ آئندہ اس طرح کی بدنظمی سے بچا جاسکے اور لاکھوں لوگوں کو حیران وپریشان ہونے سے بچایا جاسکے۔

آپ ذرا سوچئے! لوگ کتنا پریشان تھے، سینکڑوں میل چل کر آنے والوں لاکھوں لوگ صحیح طور پر جنازہ نہ پڑھ سکے، کیوں کہ کوئی اعلان نہیں، کسی کو کچھ معلوم نہیں، کوئی کنٹرول روم نہیں، کوئی اعلامیہ نہیں، ہر طرف افراتفری، کوئی کہتا صف بندی کرو نماز ہونے جارہی ہے، کوئی کہتا کہ ابھی رکو، عوام وخواص پر مشتمل مجمع عجیب اضطراب کا شکار تھا، پھر شدت کی دھوپ اپنا قہر الگ ڈھا رہی تھی، بلا مبالغہ پسینے سر سے ٹپک کر قدموں سے ہوکر بہہ رہے تھے، بھیڑ سے پیدا ہونے والی گرمی اس پر مستزاد، حالت یہ تھی کہ لوگ غشی کھا کر گر رہے تھے، اول فول بک رہے تھے۔

ایک صاحب نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ بریلی شریف کا یہ دوسرا جنازہ ہے جس میں شرکت کے لئے سینکڑوں میل دور سے چل کر آیا ہوں،

ایک جنازہ حسینی دوسرا جنازہ ازہری، دونوں مرقعوں پر ہی جنازہ چند لوگوں نے ہی قاعدے سے پڑھا ہے بقیہ بھیڑ بے وقوف بنی کھڑی رہی ہے، اب اگر پوری بریلی فوت ہو جائے تو میں آنے والا نہیں ہوں۔ ایسے ناگفتہ بہ حالات سے نمٹنے کے لئے مسائل پر نظر ثانی کرنا، لوگوں کو زحمتوں اور پریشانیوں سے بچانے کی تدبیر کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

(مولانا) انوار احمد بغدادی چیف ایڈیٹر عربی ماہنامہ المشاھد، لکھنو 23 جولائی 2018

اٹھ گیا دھوم مچانے والا

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

فخر ملت، نازش اہل سنت، وقارِ خانوادۂ رضویت، وارث علوم اعلی حضرت، آفتاب علم وحکمت، نور دیدۂ طریقت، زینت بزم معرفت، صاحب التصانیف العالیہ جامع المولفات الفاخرہ، تاج الشریعہ، پیکر حُسن، مفسر، محقق، محدث، مفکر، مدبر، ادیب، شاعر، شیخ، علامہ مفتی اختر رضا بریلوی کے وصال پر ملال سے ہر آنکھ اشک بار، ہر سنی نڈھال ہے۔ ایک عہد رخصت ہوا، ایک دور روانہ ہوا، ایک امت نے الوداع کہا، ایک کہکشاں نے دامن سمیٹا، ایک انجمن نے داغ مفارقت دی۔

بچھڑا کچھ اِس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

میں نے جب آپ کی تاریخ ولادت کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ ہمارے پاکستان سے چار سال بڑے تھے مگر جب آپ کے مقام علم و معرفت پہ نظر ڈالی تو وسیع تر آسمان بھی آپ سے کافی چھوٹا نظر آیا۔ ہند میں آپ سرمایہ ملت کے نگہبان اور ساری دنیا میں عقائد اہل سنت کے پاسبان تھے، آپ کی علمی عظمتوں کو آسمان کے ستارے بھی جھک کر سلام کرتے تھے۔ روحانی رفعتوں کو تو نوری دنیا والے ہی بہتر جانتے تھے۔

آپ کی ساری زندگی کام، کام اور بس کام سے عبارت تھی۔ دنیا بھر کے جملہ معاملات کو نمٹانے سے لے کر جامعۃ الرضا کی مسند تدریس و افتاء تک، تصنیف و تالیف کے جاں گسل مراحل سے لے کر شعر و ادب کے گیسو سنوارنے تک، وعظ وخطابت کے موتی بکھیرنے سے لے کر مریدین کی تربیت فرمانے تک، جولانیِ فکر کے جوہر دکھانے سے لے کر اختلافی امور کے نمٹانے تک ایک بہت بڑی کائنات ہے جو آپ کے درِ دولت پہ دست بستہ نظر آتی ہے۔

صرف ایک باعمل عالم کی موت سارے زمانے کی موت ہے مگر ہمارا تو پورا زمانہ ہی داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ ایک محقق کا قلم چھن جائے تو دمِ حسرت و یاس ہوتا ہے مگر ہمارا تو پورا قلم دان ہی چھن گیا۔ فقط ایک علم کا ماہر کامل آنکھیں موند لے تو ناقابل تلافی نقصان سمجھا جاتا ہے مگر ہمارا تو پورا چمن علم وفن ہی ہم سے روٹھ گیا۔

ویراں ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہیں تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

دل سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہا ہے کہ اب اس عبقری وقت کا خلا کون پُر کرے گا، اب باغ رضویت کی بلبل بن کر کون چہکے گا، اب جامعۃ الرضا کے حسن کو کون دوبالا کرے گا، اب مسند طریقت کو حیاتِ نو کون بخشے گا، اب آبروئے قلم کی رکھوالی کون کرے گا؟ برزخ کے اُس پار رضاؔ کی آنکھیں ایسے کسی جانشین کی متلاشی ہیں۔

کیوں رضا آج گلی سونی ہے اٹھ میرے دھوم مچانے والے

یہ شعر بطورِ تعزیت ہم نے مولانا محمد ظفر الدین برکاتی کو بھیجا تو آپ نے جواب میں یہ شعر واپس کیا کہ

یوں رضا آج گلی سونی ہے اٹھ گیا دھوم مچانے والا

ہند والے ہم دور افتادوں کا پرسہ قبول کریں اور سب سنی دیوانے ہم پاکستانیوں کو اپنا شریک غم سمجھیں۔

پروفیسر عون محمد سعیدی مصطفوی بہاولپور پاکستان

عاشق کا جنازہ تھا بڑی دھوم سے نکلا

۲۰ر جولائی ۲۰۱۸ء بروزِ جمعہ بعد نمازِ مغرب عالمی شہرت یافتہ مرکزی شخصیت تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری میاں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون) ۲۲ر جولائی بروزِ اتوار نمازِ ظہر کے بعد مزارِ اعلیٰ حضرت کے قریب ازہری گیسٹ ہاؤس میں آپ ہمیشہ کے لئے آسودۂ خاک ہو گئے۔ نمازِ جنازہ آپ کے صاحبزادے و جانشین مولانا عسجد رضا خان قادری بریلوی نے پڑھائی۔

آپ کے انتقال سے پورا عالم اسلام اچانک سکتے میں آ گیا۔ آپ کا آخری دیدار پانے اور نمازِ جنازہ میں شریک ہونے کے لئے لوگ جوق در جوق بریلی شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہندوستان میں سنی جماعت کا کوئی ادارہ، کوئی خانقاہ، تحریک اور تنظیم نہیں بچی ہو گی جس کے مندوبین تاج الشریعہ کی نماز جنازہ میں نہ پہنچے ہوں۔ بیرون ممالک سے بھی اہم دینی و ملی شخصیات اور آپ کے مریدین و معتقدین کثیر تعداد میں بریلی پہنچ کر اپنے پیر و مرشد کے جنازہ میں شریک ہوئے اور خراج عقیدت پیش کیا۔ ہندوستان کی تاریخ میں شاید یہ پہلا موقع ہے کہ کسی عالم و شیخ کے جنازہ میں اتنی بڑی تعداد میں لوگ پروانہ وار شریک ہوئے جس کا صحیح اندازہ لگانا انتہائی مشکل ہے۔ البتہ ظن و تخمین اور محتاط اندازے کے مطابق تاج الشریعہ کے جنازے میں شریک ہونے والوں کی تعداد بتانا خطرہ سے خالی نہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ عاشق کا جنازہ تھا بڑی دھوم سے نکلا۔

انتقال کے بعد سے تدفین تک سوشل میڈیا اور اخبارات میں دینی و ملی اور سیاسی و سماجی رہنماؤں کی جانب سے جو تعزیتی پیغامات نشر ہوئے وہ بھی اپنے آپ میں ایک بہت بڑا ریکارڈ ہے۔ آپ سے نظریاتی اختلافات رکھنے والوں نے بھی آپ کی رحلت پر گہرے صدمے کا اظہار کرتے ہوئے تعزیت پیش کی ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تاج الشریعہ کی مقبولیت پورے عالم اسلام میں تھی۔ آپ عوام و خواص میں یکساں مقبول تھے لیکن بعد انتقال اُمڈتے ہوئے سیلاب کی طرح عقیدت مندوں کے ہجوم نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ یقیناً مقبول بارگاہ الٰہی ہیں۔

اللہ نے آپ کو گوناگوں خصوصیات سے نوازا تھا۔ دینی علوم و فنون اور فقہ و فتاویٰ کی گیرائی و گہرائی میں آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی اور نانا جان مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ کے پرتو تھے۔ آپ نے اردو اور عربی وغیرہ میں اہم عناوین پر تقریباً ۵۰ ر کتب و رسائل لکھے جن سے اہل علم استفادہ کرتے رہیں گے۔ آپ کے قلم سے صادر ہونے والے فتاوے پانچ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں۔ آپ نعتیہ و منقبتیہ شاعری کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ آپ کا نعتیہ دیوان ''سفینۂ بخشش'' کے نام سے بہت پہلے شائع ہو چکا ہے۔ آپ ایک سچے عاشق رسول تھے۔ عشق رسالت کے اظہار کے لئے آپ نے نعتیہ شاعری کو وسیلہ بنایا۔ حضرت ازہری میاں نے ایک شیخ کامل و بزرگ کی حیثیت سے لاکھوں افراد کو بیعت کر کے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل کیا۔ گرچہ حضرت اب ہمارے درمیان نہیں رہے لیکن آپ کے علمی آثار اور روحانی فیوض ہمیں ہر موڑ پر سہارا دیتے رہیں گے۔

(مولانا) محمد عرفان قادری، استاذ مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن شاہی مسجد بڑا چاند گنج لکھنؤ (یوپی)

تاجدارِ سنیت کی تدفین میں انسانوں کا ہجوم

حضرت ازہری میاں کا وصال پرملال گذشتہ 20 جولائی 2018 بروز جمعہ شام 7 بج کر 37 منٹ پر ہو گیا تھا۔ مورخہ 22 جولائی کو نماز جنازہ پڑھی گئی اور تدفین عمل میں آئی۔ تاجدار سنیت جانشین حضرت مفتی اعظم ہند حضرت ازہری میاں کی نم آنکھوں سے تدفین عمل میں آئی۔ جلوس جنازہ کے وقت لاکھوں کا قافلہ نماز جنازہ کے بعد مقام تدفین سے قبل کچھ دور، دوش بدوش کچھ خوش نصیبوں کو کاندھا دینے کا شرف حاصل ہوا۔ لگاتار نعروں کی گونج نعرہ ہائے تکبیر و رسالت، بستی بستی قریہ قریہ تاج الشریعہ تاج الشریعہ، میرا مرشد تاج الشریعہ جیسے نعروں سے بریلی کی گلیاں معطر ہو رہی تھیں۔ درود پاک اور صلوٰۃ و سلام مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام بھی لگاتار جاری رہا۔ بالآخر وارث علوم اعلیٰ حضرت بدر طریقت حضرت علامہ ازہری میاں تاج الشریعہ 22 جولائی 2018 بروزِ اتوار دن کے بارہ بج کر پچپن منٹ میں اپنی آرام گاہ میں جلوہ بار ہوئے یعنی حضرت پیر و مرشد کی تدفین عمل میں آئی۔ قبر انور میں الحاج منصوب علی خان اور حاجی برہان صاحبان نے نہایت ادب و احترام کے

ساتھ اتارا۔ حضرت کو جس وقت قبر مبارک پر رکھا جارہا تھا شہزادہ حضرت تاج الشریعہ مولانا عسجد رضا خان، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مصباحی، قاضی ابوصالح، مولانا غلام رسول بلیاوی، مفتی شہاب الدین رضوی کو زاروقطار بلکتے دیکھا گیا پھر ہر چہار سو ماتم کناں ہوا۔ ناچیز اسیر حضرت تاج الشریعہ بڑی ہمت جتا کر دو چند لفظ لکھ پا رہا ہے۔ 22 جولائی 2018 بروزِ اتوار دن کے ٹھیک گیارہ بجے اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف میں حضرت ازہری میاں کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ جنازے کی نماز ان کے صاحبزادے حضرت عسجد رضا خان بریلوی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں لاکھوں سے زیادہ لوگ شریک ہوئے۔

نماز جنازہ کے دوران کافی تعداد میں علماء تکبیر کے لئے نامزد تھے۔ جنازہ کو کاندھا دینے کا شرف مولانا غلام رسول بلیاوی، راقم قاری مشتاق محشر، قاضی مفتی انور نظامی کو بھی حاصل ہوا۔ جن ممالک کے مندوبین حضرت تاج الشریعہ کے جنازے میں شریک ہوئے ان میں خصوصاً سعودی عرب، عمان، ٹرکی، شام، مصر، بنگلہ دیش، عراق، افغانستان، پاکستان، نیپال، برما، سری لنکا، امریکہ، انگلینڈ، کویت، ساؤتھ افریقہ، ایران، چین، آسٹریلیا، کیناڈا، جاپان، جرمنی، انڈونیشیا، ملیشیا، مالدیپ، دوبئی، روس، جارڈن۔ وغیرہ

ہندوستان کی جن خانقاہوں کے نمائندے شامل رہے، ان میں خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف، درگاہ خواجہ غریب نواز اجمیر شریف، خانقاہ سمرقندیہ پھپھوند شریف، خانقاہ تیغیہ سرکانہی شریف، خانقاہ سلامیہ برہانیہ جبل پور، خانقاہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف، خانقاہ عالیہ شہبازیہ بھاگلپور، خانقاہ رشیدیہ جون پور، خانقاہ عالیہ قادریہ کالپی شریف، خانقاہ عالیہ قادریہ بلگرام شریف، خانقاہ مسعودیہ بہرائچ، خانقاہ امجدیہ گھوسی، خانقاہ غوث بنگالہ، خانقاہ چشتیہ پنڈوا شریف، خانقاہ عالیہ چشتیہ فخریہ جے پور، خانقاہ حبیبیہ دھام نگر، خانقاہ منعمیہ رانچی، خانقاہ جلیلیہ حبیبیہ کاکو، خانقاہ عالیہ پیلی بھیت، خانقاہ عالیہ رشیدیہ بلیا، خانقاہ درگاہ شاہ ارزاں پٹنہ۔ وغیرہ

جبکہ ادارہ شرعیہ، علماء ومشائخ بورڈ، تحریک فروغ اسلام، مسلم پرسنل لا کانفرنس جھارکھنڈ، علماء کونسل مسلم متحدہ محاذ، قومی مومنٹ آف انڈیا، صدائے صوفیائے ہند، جمیعۃ القریش، ورلڈ علماء کونسل آف انڈیا، ورلڈ اسلامک مشن، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، مدرسہ فیض العلوم، دارالعلوم اہلسنت حنفیہ غریب نواز، دارالعلوم مسعود العلوم، دارالعلوم حنفیہ رضویہ قلابہ ممبئی، دارالعلوم محبوب سبحانی کرلا، دارالعلم شاہ مینا، دارالعلوم امجدیہ، دارالعلوم اشرفیہ چشتیہ، دارالعلوم خیریہ نظامیہ، الجامعۃ القادریہ، اسلامی مرکز، دارالعلوم اہلسنت مظہر حسنات، الجامعۃ الرضویہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ علی گڈھ مسلم یونیورسٹی، جامعۃ الرضا، دارالعلوم نوریہ، دارالعلوم جوناگڈھ، الثقافۃ السنیہ، دارالعلوم حضرت بلال، جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء، روہیل کھنڈ یونیورسٹی، دارالعلوم مجاہد ملت جیسے اہم تنظیموں تحریکوں اداروں یونیورسٹیوں کے عمائدین شریک جنازہ ہوئے۔ بریلی شریف حضرت تاج الشریعہ کے جنازے میں آئے تمام زائرین ومعتقدین کا والہانہ استقبال یہاں کے تمام طبقوں اور مذاہب کے ماننے والوں نے بہت دل کھول کر کیا۔ حضرت ازہری میاں ہر طبقے میں بہت مقبول تھے۔ بہار بنگال یوپی آسام چھتیس گڈھ مدھیہ پردیش جھارکھنڈ مہاراشٹر دہلی راجستھان اتراکھنڈ اڑیسہ تلنگانہ تملناڈو گجرات کرناٹک کیریلا میگھالیہ منی پور پانڈیچری ناگالینڈ میزورم کے صوبوں سے کثیر تعداد میں لوگ شریک جنازہ ہوئے۔

علماء ومشائخ میں خصوصاً حضرت سید شاہ سلمان چشتی، حضرت سید شاہ نجیب حیدر میاں، حضرت سید شاہ امین میاں، حضرت سید شاہ عالمگیر اشرف میاں، حضرت محدث کبیر، مفتی شمس الدین رضوی، حضرت منانی میاں، حضرت امین شریعت، حضرت سبحانی میاں، حضرت مفتی مطیع الرحمٰن مضطر رضوی، مولانا توقیر رضا خان، مولانا توصیف رضا خان، مولانا سلمان رضا خان اور خانوادہ اعلیٰ حضرت کے تمام مقدس چشم وچراغ شامل اور حضرت مفتی سلیم بابو، حضرت مولانا تطہیر احمد بریلوی، مفتی حسن رضا نوری، مفتی امجد رضا امجد قاضی شریعت، مولانا مفتی انور نظامی قاضی شریعت، مولانا عبدالحنان فیضی، مولانا حافظ محمد شاکر علی نوری (SDI) ممبئی، پروفیسر آرزو نقشبندی، پروفیسر عبدالحمید مالاباری وغیرہم نے جنازے میں شرکت کی۔

بریلی کے پرانے لوگوں کا کہنا ہے کہ اتنی بھیڑ آج تک نہیں دیکھا۔ تاج الشریعہ حضرت ازہری میاں کی یاد اہل دنیا کو آتی رہے گی۔ ایک اندازے کے مطابق آپ کے مریدوں کی تعداد کروڑ سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔ 2014-15 میں یورپین محققین نے دنیا کے 500 مدبرین پاورفل اور مقبول ترین شخصیتوں کی سروے رپورٹ جاری کیا تھا، اس میں حضرت ازہری میاں کا نام پچیسویں نمبر پر تھا۔

سرکار اعلیٰ حضرت کے بعد خانہ کعبہ کی کنجی حضرت ازہری میاں تاج الشریعہ کو بھی ملی تھی اور غسل کعبہ میں سعودیہ حکومت نے حضرت ازہری میاں کے موقف اور منصب کے ساتھ مدعو کیا تھا، حضرت ازہری میاں غسل کعبہ میں شریک ہوئے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ

(مولانا) محمد قطب الدین رضوی (بذریعہ واٹس ایپ موصول)

(مولانا قطب الدین رضوی صاحب نے یہ اپنی آپ بیتی اور مشاہدہ لکھا ہے۔ ہماری دانست میں حضرت امین ملت اور حضرت امین شریعت نمازِ جنازہ میں موجود نہیں تھے لیکن انھوں نے لکھا ہے تو نظر انداز کرتے ہیں۔ ادارہ)

تاج الشریعہ کی شہرت بہت دور، دور تک

علامہ اختر رضا ازہری علیہ الرحمہ کی مقبولیت، ان کا علم، اتقاء اور اسلامی اصول پر پابندی کی بنیاد پر تھی۔ چند باتیں پیش ہیں:

(۱) سیوان سنی کانفرنس کے موقع پر میں نے ریلوے اسٹیشن میں حضرت کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، چہرے سے کوئی فکر عیاں تھی اور نہ طمانیت میں کوئی کمی۔ آج کے دنیا دار پیروں کو دیکھیے مریدوں کی جھرمٹ میں نمازوں کی قطاریں اور وظائف کی کثرت، گھر میں سب کی قلت کہیں صفر۔ (۲) آج کے کچھ پیروں کی نظر مریدوں کی جیبوں پر رہتی ہے، لیکن حضرت تاج الشریعہ کی نظر مریدوں کی اصلاح پر۔ ۱۹۸۷ء میں حضرت میرے گھر تشریف لائے۔ میرے صاحب زادے سید عبدالسبوح رضوی اور احباب داخل سلسلہ ہوئے۔ نیاز مند نے خلوص کی جو کیفت دیکھی وہ کیفیت کہاں!

(۳) یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کچھ لوگ ان کے نام سے بکتے ہیں اور ان کے مریدوں سے وصولتے ہیں، لوگ عقیدت سے دے دیا کرتے ہیں لیکن یہ دھندہ کب تک؟ مریدوں نے بھانپ لیا تو دھاندلی کرنے والوں کی خوب خبر لی ''بے حیا باش ہر چہ خواہی کن'' دھاندلی کرنے والے کی بے حیائی کا عالم یہ تھا کہ عزت گنوانے کے باوجود وہی لاف زنی۔ باتیں ایسی کہ ان سے زیادہ شریف شاذونادر کوئی ملے۔ (۴) حضرت تاج الشریعہ کے اسلامی اصول کی پاسداری کا عالم یہ تھا کہ جب آپ نے اپنے کسی خلیفہ کو راہ بھٹکتے، غلاظتوں میں گلے تک ڈوبتے ہوئے دیکھا، جس کے تعفن سے مسلمان بیزار ہیں تو، اس کے خلاف فتویٰ صادر کیا، اس کو دی ہوئی خلافت کو منسوخ کر دیا۔ یہ نہ سوچا کہ ماضی میں آں جناب سے تعلق کتنے خوشگوار تھے۔ جہاں شریعت کی بات آئی وہاں عملی کردار ادا کرنے میں لیت ولعل سے کام نہیں لیا۔ (۵) ہندوستان میں سیکڑوں لوگ جامعہ ازہر مصر سے فارغ ملیں گے لیکن حضرت تاج الشریعہ نے جامعہ ازہر سے فارغ ہونے کے بعد جو ملی اور قومی خدمات انجام دیں وہ ایک مثال ہے ارباب نظر سے کوئی پوشیدہ نہیں۔

(۶) آج کے دور میں کچھ لوگ اپنی پبلیسٹی کے لیے Whatsapp، Face Book، اور دیگر Social Media، میں تصویر چھوڑتے رہتے ہیں۔ حضرت مصر کی لائبریری میں کھڑے ہیں، مدینہ شریف میں براجمان ہیں، مریدوں کی جھرمٹ میں۔ وغیرہ وغیرہ

خود از عملہائے نکوہیدہ بری دار بچہ کار آیدت تسبیح و مرقع

حضرت تاج الشریعہ ان سب چیزوں سے بہت دور تھے۔ آپ کی شہرت سرحد پار بہت دور دور تک ہے، وہ مقام کتنے لوگوں کو حاصل ہے؟ دنیا کی متاثر کن شخصیات میں سے ایک ذات آپ کی تھی۔ کوئی بدنصیب اگر آپ پر کیچڑ اچھالے خواہ وہ زبان سے، یا کسی اور کے ذریعہ یا انٹرنیٹ کے ذریعہ، اس کی درگت قوم کس طرح کر رہی ہے۔ آپ دیکھیے اور عبرت حاصل کیجیے۔

(۷) ان شاء اللہ حضرت تاج الشریعہ پر ہزاروں صفحات پر مشتمل مضامین آئیں گے۔ زندگی کے ہر ہر گوشے پر روشنی ڈالی جائے گی۔ آپ پڑھیں گے اور عش عش کریں گے۔

موت اس کی ہے زمانہ کرے جس پر افسوس ورنہ دنیا میں سبھی آتے ہیں مرنے کے لیے

سید عبدالسجود حبیبی، ننگ گاہ محلہ، بھدرک، اڑیشہ، 9437016097/8342862262

شخصیت شناسی کے لئے زیارت وملاقات بھی ضروری

محمد ہاشم قادری مصباحی*

شہزادہ مفسر اعظم ہند حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی علیہ الرحمہ وجانشین حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان عرف مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ علامہ مفتی ازہری میاں معروف بتاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی اللہ کی بارگاہ میں مقبولیت کی یہ دلیل ہے کہ آپ کی نماز جنازہ میں بے شمار لوگ حاضر ہوئے، بیرون ملک وعالم اسلام کی عبقری (کارہائے نمایہ سرانجام دینے والا) شخصیتیں تشریف لائیں اور ہندوستان کی ہر خانقاہ کے بزرگ، جید علماء، مبلغ، مفکر، سجادہ نشین حضرات بھی شریک ہوئے۔

صدق دل سے سوچیں تو یہ آپ کی کرامت بھی مانی جاسکتی ہے کہ آپ نے اپنے وصال پر سبھی کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کردیا۔ اللہ والوں کو منجانب اللہ مقبولیت ملتی ہے اور یہ مقبولیت ان کی محبوبیت کی دلیل ہے۔

حضرت تاج الشریعہ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (اور پیرومرشد) مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں کے علوم کے وارث وامین اور ان کے جانشین تھے۔ آپ صحیح معنوں میں نائب رسول اور وارث انبیاء تھے۔ علم قرآن، علم حدیث، علم فقہ، اور دیگر علوم وفنون میں متبحر اور کئی زبانوں کے ماہر تھے، عربی، فارسی، اور انگریزی زبان لکھنے اور بولنے میں دسترس رکھتے تھے۔ وہ علم شریعت اور علم طریقت کے سنگم تھے۔ اسی لئے شریعت پر چلنے والے بھی آپ کے شیدائی اور طریقت کو اپنانے والے بھی آپ کے فدائی ہیں۔ اس کی واضح دلیل ہے کہ پوری دنیا میں آپ کے مریدین کی تعداد لگ بھگ کروڑوں تک ہے۔ بریلی شریف میں آپ کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے لاکھوں لاکھ مسلمانوں کا اکٹھا ہونا اور پوری دنیا میں آپ کے ایصال ثواب کے لیے، مجالس دعا منعقد ہونا، آپ کے پیر طریقت، رہبر شریعت ہونے کی دلیل ہے۔

تاج الشریعہ اور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو سب سے پہلے 1979 میں دیکھنے کا شرف حاصل ہوا، وہیں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بیعت کا شرف بھی حاصل ہوا، اس کے بعد متعدد بار ملاقات کا شرف ملتا رہا۔ تقریباً ہر جگہ تاج الشریعہ سے بھی ملاقات ہوتی رہی۔ دوران طالب علمی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں دو ملاقاتیں ہوئیں پھر بریلی شریف میں کئی بار پھر شہر آہن جمشید پور میں تین ملاقاتیں تاریخی کانفرنس کنز الایمان کانفرنس میں ہوئیں۔ کنز الایمان کانفرنس حضرت مولانا مبین الہدیٰ مصباحی نے کرائی تھی، ناچیز راقم بھی اس میں پیش پیش تھا۔ تاج الشریعہ سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع میسر ہوا۔ تقریباً ہر سال ایک یا دوبار بریلی شریف کی حاضری ہوتی رہی ہے اور ہمیشہ تاج الشریعہ کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل رہا۔ کئی واقعات قلم بند کرنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تاج الشریعہ کے تفقہ فی الدین کا ایک دلچسپ واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

راقم کا آبائی وطن قصبہ مورانواں، ضلع اناؤ، یوپی ہے جہاں قدیم تاریخی مدرسہ ضیاء الاسلام ویتیم خانہ قائم ہے جو کہ تقریباً 90 سالوں سے چل رہا ہے مدرسہ ویتیم خانہ، ضلع اناؤ تو کیا یوپی کے نامی گرامی بلکہ ہندوستان کے پرانے مدرسوں ویتیم خانوں میں سے ایک ہے۔ الحمد للہ! آج بھی شان وشوکت سے چل رہا ہے جس کی بنیاد حاجی عبد الوحید رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی، چلایا پھر آپ کے بعد ان کے قریبی رشتے دار کوتوال صاحب نے چلایا۔ ان کے بعد، آج ملک کے مشہور عالم دین ومفتی کانپور اور مدرس احسن المدارس کانپور محمد حنیف برکاتی کے نانا حضرت مولوی دلاور حسین صاحب نے تقریباً 30 سال چلایا۔ انتہائی نیک شریف پابند صوم وصلاۃ، بہت ایمان دار، چہرہ نورانی چمکتا دمکتا ہوا بہترین مشفق استاد پیار سے پڑھاتے۔ ناچیز کا املا درست کرانے میں آپ کی محبت بھری کاوش شامل ہے 45 سال گزر جانے کے بعد بھی ان کے میٹھے بول، مشفقانہ تنبیہ اور پاکیزہ تعلیم وتربیت کی یادیں بالکل

پابندی نماز کا اثر انھیں کی محبت بھری نصیحت و کاوش کا نتیجہ ہے۔ اب ایسے نیک اور طالب علم کے خیر خواہ استاد کہاں، دور دور تک دھندلا دیکھائی دیتا ہے الا ماشاء اللہ۔

مدرسہ ضیاء لاسلام ویتیم خانہ کی جدید بلڈنگ ''دار العلوم ضیاء الاسلام'' کا سنگ بنیاد رکھنے شہزادہ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ مورانواں تشریف لائے تو ایک عجیب واقعہ پیش آگیا، ہوا یوں کہ حضرت کو لانے میں رئیس ہندوستان، ہندوستان ٹرانسپورٹ کے مالک جناب محمد رفیق خاں اور ان کے خسر محترم حاجی معظم خاں اور مولانا ڈاکٹر محمد قاسم خان، حضرت مولانا برکت اللہ نانپاروی اور حضرت مفتی رجب علی نانپاروی کا ہاتھ تھا۔ جمعہ کا دن تھا، حاجی معظم خاں مفتی اعظم ہند کو اپنے گھر تحصیل پور وہ لے جانا چاہ رہے تھے، دیہات میں جمعہ کا مسئلہ چھیڑ کر فائدہ اٹھانا چاہ رہے تھے۔ سرکار حضور مفتی اعظم نے فرمایا کہ میں جہاں جس کام کے لیے آیا ہوں وہیں لے چلو۔ آپ مورانواں تشریف لائے، مورانواں میں جمعہ زمانہ قدیم سے قائم تھا جمعہ کی نماز ہوتی تھی۔ آپ نے جمعہ پڑھا پھر آپ نے شریعت مطہرہ کا مسئلہ بتایا کہ یہاں جمعہ قائم ہے تو جمعہ کی نماز ہوتی رہے گی لیکن آپ حضرات ظہر کی نماز بھی با جماعت ادا کریں چنانچہ ظہر کی نماز بھی با جماعت ادا کی گئی اور یہ سلسلہ تقریباً 3 سال تک چلا۔ دیو بندیوں، جماعت اسلامی والوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔

بعد جمعہ دار العلوم ضیاء الاسلام کی جدید بلڈنگ کی بنیاد 8 شوال المکرم 1394ھ بمطابق 25 اکتوبر دن جمعہ 1974 مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اور حضرت تاج الشریعہ و دیگر علمائے کرام کے مقدس دست مبارک سے رکھی گئی۔ سنگ بنیاد رکھنے والے دن ہی ،رات بعد نماز عشا جلسہ تھا۔ پورے اطراف کے گاؤں کے لوگ حتیٰ کہ شہر سے بھی لوگ آئے تھے۔ ناچیز نے مورانواں میں اتنا مجمع کبھی نہیں دیکھا۔ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد قاسم خان مصباحی نے تلاوت قرآن کریم سے جلسے کا آغاز کیا پھر حضرت مولانا برکت اللہ نانپاروی نے جمعہ کی جماعت کے مسائل بتائے (جو مدرسہ ضیاء الاسلام ویتیم خانہ کے مدرس تھے) پھر حضرت مفتی رجب علی نانپار وی نے بیان فرمایا۔

اس کے بعد بحکم حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حضرت ازہری میاں قبلہ نے براہین و دلائل سے جمعہ قائم ہونے کے مسائل بیان فرمائے (کاش وہ تقریر ریکارڈ ہوتی تو کیا بات ہوتی) پورا مجمع پر سکون انداز میں تاج الشریعہ کا بیان سن رہا تھا۔ بیچ میں ناچیز اور مولوی محمد وارث عرف منیم مولی صاحب نعرہ تکبیر کی صدا لگا تے تو پورا مجمع بھی لگا تا، پورا قصبہ دہل جاتا، صبح پورے اطراف کے برادران وطن (ہندو) آئے حضرت کی زیارت کی، مشہور کروڑ پتی ہندو ''چندن سنار'' بھی آیا اور مفتی اعظم ہند کی زیارت کی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت کے جانے کے بعد اس نے اسلام قبول کر نے کا اظہار کیا تھا، کیوں نہ ہوا، معلوم نہ ہو۔ یہ بات ہمیں مرا دعلی صاحب عرف مرادی بڑے ابّا نے بتائی تھی۔ تاج الشریعہ کے کیا کہنے میرے جیسا کم علم آدمی بھی لکھے تو کم از کم سو پیج کی کتاب لکھ دے اِن شاء اللہ۔ افسوس وسائل کی کمی صحت کی گڑ بڑی آڑے آتی ہے جو کچھ لکھا، اللہ قبول کر لے بڑی سرکار کی بات ہی نرالی ہے۔

دین میں تصلب کا مفہوم ہے سختی، مضبوطی کے ساتھ تا عمر اپنے دین پر قائم رہنا، اپنے دین کے علاوہ تمام ادیان کو غلط، باطل اور خلاف حق جاننا اور اپنے قول و فعل سے یہی ظاہر کرنا۔ ہر وہ نظریہ و عقیدہ جو دین اسلام کے خلاف ہو اُس سے کنارہ کشی اور دوری اختیار کرنا، دین اسلام کے احکام پر مضبوطی سے قائم رہنا۔ دین اسلام کی ترقی اور خوش حالی دیکھ کر خوش ہونا، اس کی تنزلی اور بربادی دیکھ کر غمگین اور رنجیدہ ہونا۔ یہی، تصلب فی الدین ہے، اسی کو حضرت تاج الشریعہ کے دادا حضرت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ یوں فرماتے ہیں:

دہن میں زباں تمہارے لئے، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے، اُٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

اللہ کے جتنے بھی مقدس و برگزیدہ بندے ہیں خواہ خلفائے راشدین کی جماعت ہو یا صحابۂ کرام، تابعین کی جماعت ہو یا صالحین کی یا ربانی علما کی جماعت ہو یا اقطاب و اغواث اور اولیائے عارفین کی سبھی تصلب فی الدین اور اعلان علی الحق کے وصف جمیل سے متصف اور آراستہ رہے ہیں، دین کے دشمنوں اور بدمذہبوں نے جب بھی دین

اسلام میں قطع و برید کرنے اور مسلمانوں کے عقیدے پر شب خون مار نے کی ناپاک کوشش کی تو مردان حق نے بغیر کسی پس و پیش کے مومنانہ فراست اور مجاہدانہ ہمت کے ساتھ خود میدان عمل میں کود کر دین اسلام کی حفاظت فرمائی ہے۔ سرزمین بریلی شریف میں خانوادہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔

حضرت مفسر اعظم حضرت مولانا ابراہیم رضا خان جیلانی میاں، حضرت حجۃ الاسلام ہوں، حضرت ریحان ملت ہوں، ایمر جنسی کے دور میں نس بندی کے خلاف فتویٰ دینا ''نس بندی حرام حرام حرام ہے۔ قانونِ الٰہی نہیں بدلتا حکومتیں بدل جاتی ہیں'' یا حضرت تاج الشریعہ ہوں، ہر زمانے میں نئے نئے فتنوں نے جنم لیا لیکن اللہ کے اِن بندوں نے ان کا منھ توڑ جواب دیا اور اللہ کی مخلوق کی رہنمائی فرمائی۔ سیکڑوں مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ اعلائے کلمۃ الحق وتصلب فی الدین کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

1945ء کی بات ہے حضرت مفتی اعظم ہند حج و زیارت کے لیے حرمین شریفین حاضر ہوئے۔ ادھر نجدی حکومت نے پوری دنیا سے آئے ہوئے لاکھوں حجاج کرام پر حج و زیارت کا ٹیکس (Tax) لگا دیا، زر خرید نجدی علماء نے جواز کا فتویٰ دے دیا۔ ظلم و جبر و استبداد کو مدنظر رکھتے ہوئے، علمائے حرمین شریفین رخصت پر عمل کر کے خاموش رہے، لیکن مجدد اسلام امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کے صاحبزادے مفتی اعظم ہند سے خاموش نہ رہا گیا، آپ کی غیرت ایمانی پھڑک اٹھی، اعلائے کلمۃ الحق کے لیے آپ نے فوراً قلم اٹھایا اور میدان عمل میں آگئے اور آپ نے دارالافتاء کی چہار دیواری کے اندر نہیں بلکہ ظالموں کے ملک میں بیٹھ کر اُس کے خلاف فتویٰ صادر فرمایا اور دنیا کو بتایا کہ تصلب فی الدین کیا ہے؟ نجدی حکومت لرز گئی اور ٹیکس کی واپسی کا اعلان کر دیا۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضرت کے فتویٰ کو علمائے حرمین شریفین نے مطالعہ فرمایا اور متفقہ طور پر فرمایا: اِن ھٰذا الالعالم مفتی اعظم۔ تصلب فی الدین کو امام وقت، شیخ الہند والحرم تسلیم فرمایا اور بطورِ تبرک قرآن وحدیث وفقہ کی سلاسل کی اجازتیں لیں اور اپنے آپ کو مفتی اعظم کے زمرۂ تلامذہ میں داخل کرنے پر فخر فرمایا۔

سورۂ فاتحہ میں واضح طور پر مخصوص ومحبوب بندوں کے پیچھے چلنے کی تلقین کی گئی ہے، وہیں جن سے اللہ ناراض ہے اور جن پر اس کا غضب (عذاب) نازل ہوا، ان سے نفرت وبیزاری ودوری اور علاحدگی کا سبق دیا گیا ہے اور یہ دونوں باتیں ہی دین میں تصلب کا دوسرا نام ہے۔ جس میں یہ جتنی زیادہ ہوں گی اتنا ہی زیادہ متصلب ہوگا، جس کو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے جتنی زیادہ محبت ہوگی اس کو اس کے دشمنوں سے اتنی ہی زیادہ نفرت ہوگی اور جس کو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جتنی زیادہ نفرت ہوگی اس کو اتنی ہی زیادہ اللہ کے محبوب بندوں سے محبت ہوگی۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جس کو اللہ و رسول کے دشمنوں سے نفرت نہ ہو، اس کو اللہ اور اس کے دوستوں کی محبت نصیب ہو جائے۔

قرآن کریم کا مطالعہ فرمائیں، احادیث طیبہ پڑھیں، تصلب فی الدین ہی ایمان کی جڑ ہے، مسلمان ہو کر دوسرے مذاہب کے احکام اور ان کی شریعتوں کی پاسداری اور مراعات مسلمانوں کے لئے قطعاً روا نہیں اور اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ صحابہ کرام، بزرگان دین کے دینی تصلب میں قائم رہنے کے بے شمار واقعات تاریخ میں موجود ہیں۔

تاج الشریعہ یا خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے بزرگوں کی زندگی کا مطالعہ فرمائیں تو حق اور سچ کی پہچان ہوگی۔ ہمارے آقاؤں نے مارہرہ مقدسہ، کچھوچھہ مقدسہ وغیرہ نے حق اور سچ کی تعلیم دی۔ اسی میں فلاح و بھلائی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ عالم اسلام کی عظیم دینی متصلب شخصیت کا دینی کردار، اسلامی انداز اور جو مذہبی طریقہ بتایا ہے، اسی پر عمل کریں اللہ نجات عطا فرمائے گا۔ اللہ ہمیں سچا پکا مسلمان بنائے۔ آمین ثم آمین)

☆☆☆

☆ خطیب وامام مسجد ہاجرہ رضویہ، اسلام نگر، کپالی، پارڈیہہ، مانگو، جمشید پور (جھارکھنڈ) رابطہ: 09431332338
hhmhashim786@gmail.co
Mob.: 09279996221

یادگار بنے چودھویں صدی کے مجدد کا جشن صد سالہ

(مولانا) محمد عبد المبین نعمانی*

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ العزیز (متوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کی علمی جلالت اور دینی خدمات کا ڈنکا آج چہار دانگ عالم میں بج رہا ہے۔ آپ نے دین حق کی پاسبانی کا عظیم فریضہ انجام دے کر اسلامیان ہند کے ایمان و عقیدے کو تحفظ فراہم کیا۔ ورنہ بدعقیدگی کا طوفان معلوم نہیں امت مسلمہ کو ضلالت و گمراہی کے کس گڑھے میں جا گراتا۔ متعدد گمراہ جماعتیں اور الحاد پیشہ افراد ہر چہار جانب سے مسلمانوں کو اپنے دامن تزویر میں پھانس رہے تھے۔ مشکل یہ تھی کہ ہر ایک اسلام ہی کا نام لیتا اور اصلاح و ہدایت ہی کا دعویٰ کرتا تھا، ایسے نازک وقت میں برصغیر (ہند و پاک، بنگلہ دیش) میں دین کے احیا اور تجدید کا کام کر کے امام احمد رضا ہی نے بروقت مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچایا۔ انھیں اسلاف و بزرگانِ دین کے مسلکِ حق پر قائم رہنے کی تلقین کی اور نئے نئے فتنوں سے بچایا۔ صدیوں سے چلے آرہے مراسم و معمولات اہل سنت کو شرک و بدعت سے تعبیر کرنے والوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، جائز مراسم کی پشت پر دلائل کا انبار لگا دیا، اور واقعی جو رسمیں غلط اور ناجائز تھیں ان کے خلاف کھل کر قلم اٹھایا اور ان کا رد بلیغ کیا۔

حق کو حق اور باطل کو باطل بتایا، اور اس راہ میں کسی لومت لائم (کسی ملامت کرنے والے کی ملامت) کی ہرگز پروا نہیں کی۔ اپنوں کا بھی کچھ لحاظ نہیں کیا کہ الدین النصح لکل مسلم کا تقاضا ہی یہی تھا، کہ اپنوں کو بھی غلط راستے سے بچا کر ہدایت کا راستہ دکھایا جائے۔ ایسے موقعوں پر اپنوں کا لحاظ و خیال کرنا، انھیں ان کی گمراہی پر چھوڑ دینا اور اپنے کو ملامت سے بچانا سچی خیر خواہی نہیں، آپ نے اپنے اس عمل سے اپنوں کی بھی رہنمائی فرمائی اور معاندین اہل سنت کو بھی ان کے گھر تک پہنچایا۔ اس لیے علمائے عرب و عجم نے آپ کو "چودھویں صدی کا مجدد" قرار دیا۔

مجدد اسی کو کہتے ہیں جو دین کو اپنے عہد میں تحفظ فراہم کرے اور باطل افکار و نظریات کا قلع قمع کرے اور اس راہ میں اپنے اندر کوئی کمی اور کمزوری نہ محسوس کرے۔ آج ہم اسلامیان ہند ہی نہیں پوری دنیا کے خوش عقیدہ مسلمان امام موصوف کے فضل و کمال اور ان کی دینی خدمات کے معترف ہیں اور ممنون احسان بھی۔

آج بریلی شریف میں تو اعلیٰ حضرت کا یوم وصال منایا ہی جاتا ہے۔ ہند و پاک کے مختلف شہروں میں جشن رضا کی دھوم مچتی ہے بلکہ اب تو یورپ و امریکہ اور دنیا کے مختلف براعظموں میں بھی یاد رضا منائی جارہی ہے جو امام عشق و محبت کے مقبول بارگاہ رسالت ہونے کی بین دلیل ہے کیوں کہ آپ نے پوری دنیا کو زندگی بھر سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ ﷺ کے عشق و محبت کا جام پلایا۔ مخلوق خدا کو غلامی مصطفیٰ کا درس دیا، اس لیے آپ کے کلام نثر و نظم میں ایسا لگتا ہے کہ عشق رسول کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور کیوں نہ ہو کہ ہر عاشق رسول کے لیے عشق رسالت ہی سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس قیمتی سرمایے کو خوب خوب بانٹا جس سے سارا عالم سرمست و سرشار ہو اٹھا۔ بس یہی وجہ ہے کہ ہر طرف ؏

کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ اسی لیے امام عشق و محبت اپنے ایمان افروز کلام میں فرماتے ہیں:

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

اب ضرورت ہے کہ امام احمد رضا کے فکر و فن اور ان کے فضل و کمال کو مزید عالم آشکارا کیا جائے۔ آپ کی تصانیف اور آپ کی حیات و خدمات پر مشتمل کتابوں کو عربی، انگریزی اور دنیا کی مختلف زبانوں میں طبع کرایا جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ عصر حاضر میں اس محسن اہل سنت و مجدد دین و ملت کی بارگاہ میں یہ سب سے بہترین

خراج عقیدت ہے تاکہ جو، اب تک نہیں جان سکے ہیں وہ جانیں اور جو کسی غلط فہمی کے شکار ہیں وہ حقائق سے آگاہ ہوں اور معاندین کے پھیلائے ہوئے غلط پروپیگنڈوں کا ازالہ بھی ہو۔

اس سلسلے میں دردمندان اہل سنت سے گزارش ہے کہ

ارشادات اعلیٰ حضرت (از: راقم سطور نعمانی)

تعلیمات اعلیٰ حضرت (از: مولانا میکائیل ضیائی)

امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں، امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات (از: مولانا یٰسین اختر مصباحی)

فاضل بریلوی اورامور بدعت (از: سید محمد فاروق القادری)

امام احمد رضا اوران کی تعلیمات (از: نعمانی)

فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، رہبر ورہنما، اجالا، محدث بریلوی (از: پروفیسر محمد مسعود احمد نقشبندی)

اوران جیسی دوسری تصانیف کو عام کیا جائے۔

ضرورت اِس بات کی بھی ہے کہ بدعقیدہ اور گمراہ جماعتوں نے جو گمراہ کن نظریات پھیلائے ہیں ان کی خوب تشہیر کی جائے تاکہ اہل سنت کے بھولے بھالے افراد جواُن کی ظاہری دین داری دیکھ کراُن سے متاثر ہوجاتے ہیں۔ اس کا ازالہ کیا جاسکے، اس کے لیے ان چند کتابوں کی خوب اشاعت کی جائے:

(۱) المصباح الجدید (عقائد علمائے دیوبند، از: حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان) (۲) الحق المبین (از: غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہا الرحمہ) (۳) خون کے آنسو (از: پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ)

ان تین کتابوں کو کثیر تعداد میں چھپوا کر فروخت کیا جائے اور ہدیۃً بھی تقسیم کیا جائے اوران میں سب سے اہم جو کتاب ہے "تمہید ایمان بآیات قرآن" جسے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے ایمان وعقیدے کے اندر پختگی پیدا کرنے کے لیے قرآنی آیات کو سامنے رکھتے ہوئے تصنیف فرمایا ہے۔ افسوس کہ اس کتاب جیسی کچھ اشاعت ہونی چاہیے، اب تک نہ ہوئی۔

میری عقیدت مندانِ اعلیٰ حضرت سے اور امام رضا کے نام پر قائم ہونے والی اکیڈمیوں، تنظیموں اوراداروں سے گزارش ہے کہ اس ایمان افروز کتاب کو اردو، ہندی، گجراتی، بنگلہ اور انگریزی زبان میں ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں شائع کرکے ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں تقسیم کریں۔ آج نہ عقیدت کی کمی ہے اور نہ مال ودولت کی، بس صحیح سمت توجہ دینے کی کمی ہے۔ اگر اہل ثروت اوراہل عقیدت حضرات نے اس گزارش پر کان دھرا، کچھ کر گزرے تو میں سمجھتا ہوں کہ امام اہل سنت کی بارگاہ میں یہ سب سے بڑا خراج عقیدت اور سب سے بھاری فاتحہ ہوگا۔

اللہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کی بات نہیں
فیضان محبت عام تو ہے، عرفان محبت عام نہیں

○○○

☆ بانی رکن ونگراں المجمع الاسلامی، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

آپ کی سب سے بڑی کرامت آپ کی اتباع شریعت

۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب میرے فرزند مولوی محمد عارف رضا نیر اشفاقی نے بذریعہ فون خبر دی کہ حضرت تاج الشریعہ وصال فرما گئے۔ یہ سن کر بڑا صدمہ ہوا۔ زبان سے نکلا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ صبح بعد نماز فجر قرآن خوانی کا اہتمام کیا اور حضرت تاج الشریعہ کو ایصال ثواب کیا گیا۔ آپ کے جنازے میں عقیدت مندوں کا سیلاب تھا جس کی مثال ماضی قریب میں نظر آتی ہے، نہ مستقبل میں کوئی آثار دکھائی دیتے ہیں۔ آپ فی البدیہہ شاعری پر قدرت رکھتے تھے۔ آپ کا نعتیہ دیوان "سفینۂ بخشش" درحقیقت عشق کا گلدستہ ہے۔ میرے مرشد برحق حضرت مفتی اعظم راجستھان علیہ الرحمہ آپ کو امیر اہل سنت تسلیم فرماتے اور آپ کی عربی ادب میں مہارت کے تعلق سے فرمایا کرتے تھے کہ عربی ادب میں آپ اپنے جد امجد حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے پرتو ہیں۔ حضرت تاج الشریعہ بہت ملنسار تھے۔ مجھے کئی دفعہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا، دعاؤں سے نوازتے اور بہت محبت فرماتے تھے۔ حق گوئی میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت آپ کی اتباع شریعت تھی۔ ساری زندگی شریعت پر عمل پیرا رہے۔ سب کو شریعت سکھاتے رہے اور عمل کا حکم دیتے رہے۔ اللہ رب العزت حضرت تاج الشریعہ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں آپ کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین علیہ الصلاۃ والتسلیم

(مفتی) محمد اسحاق اشفاقی مرکز فروغ اسلام برکات اشفاق، ٹائیں، نوح، ہریانہ

ماہ نامہ کنزالایمان دہلی کی جانب سے تاج الشریعہ نمبر شائع کرنے پر ہم مبارک باد پیش کرتے ہیں

’’فقیر قادری کے حضرت تاج الشریعہ سے گھریلو معاملات اور تعلقات رہے ہیں۔ حضرت نے فقیر کو ہمیشہ اپنے مخدوم زادے کی حیثیت سے دیکھا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ کے ساتھ کئی دینی جلسے اور کانفرنس میں شرکت کا موقع ملا، ہر جگہ یہی مشاہدہ کیا کہ دین وسنیت کے لئے کام کرنے والوں کو ہمت و حوصلہ ملا۔ اس لئے آپ کی رحلت سے آج گلشن سنیت، اجڑا ہوا معلوم ہوتا ہے، علم وفن کی بستی لٹی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور میرا تو بس یہ حال ہے کہ ؏ ہر شام، شام گور ہے، ہر صبح، صبح حشر

شریک غم

فقیر میر سید محمد غیاث الدین احمد قادری ترمذی غفرلہ

سجادہ نشین خانقاہ سلطانیہ ضیائیہ جونرہ شریف وخانقاہ قادریہ محمدیہ کالپی شریف ضلع جالون (یوپی)

دارالعلوم [illegible]یہ نوری مسجد، اندھیری، ممبئی

یہ ادارہ سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت مسلک اعلیٰ حضرت کا عظیم دارالعلوم ہے جس کو شروع سے ہی عالم ربانی وارث علوم اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری میاں اختر بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی دعائیں اور سرپرستی حاصل رہی ہے۔ آج اس درس گاہ میں ۵۰ بیرونی طلبہ شعبہ حفظ وقرأت میں تعلیم وتربیت کے لئے مقیم ہیں جن کے خورد ونوش اور علاج کا جامعہ ہی کفالت کرتا ہے۔ گزشتہ ۸ سالوں سے سالانہ جشن دستارِ حفظ و قراءت کے اجلاس کی سرپرستی کے لئے حضرت تاج الشریعہ مسلسل تشریف لاتے رہے ہیں۔

اسیر مفتی اعظم وخاک پائے حضرت تاج الشریعہ

(مولانا) غلام مصطفیٰ نوری

خادم دارالعلوم نوریہ برکاتیہ، سنی نوری مسجد، سمتا نگر، اندھیری (ویسٹ) ممبئی

A/c No. 50041660434, IFSC Code: 26202504
Mob.: 9819923667,9869163581

امام الکاملین، زبدۃ العارفین، سراج السالکین، قاضی القضاۃ فی الھند سرکار سیدی وسندی، آقائی ومولائی مرشد گرامی ومرشد اجازت جامع حقیقت ومعرفت، مجمع البحرین تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری میاں اختر بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا ۶/ذی قعدہ، ۱۴۳۹ھ/ ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء بوقت مغرب انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

جیسے ہی یہ حسرت ناک خبر ملی دل ودماغ کے اندر عجیب سی کیفیت پیدا ہوگئی۔ بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور یادوں کا نہ ٹوٹنے والا سلسلہ جاری ہوگیا۔ اسی دوران الحاج ابراہیم بھائی جان صاحب بانی جامعہ رضویہ کنزالایمان سے رابطہ ہوا۔ سرکار کی زیارت وجنازے میں شرکت کی سعادت کیا ہے، اُسے بس محسوس کیا جاسکتا ہے لفظی جامہ نہیں پہنایا جاسکتا۔ ہزاروں مشائخ، علماء، قراء، حفاظ، طلبا حاضر تھے۔ عوام کا حال تو نہ پوچھئے، علما کو بھی روتے بلکتے دیکھا گیا۔

حضرت تاج الشریعہ وہی تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الا خرۃ یعنی وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوش خبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ ولی اللہ اُس مومن کامل کو کہتے ہیں جو بقدرِ طاقت بشری خدا کی ذات وصفات کا عارف ہو، احکام شرعیہ کا پابند ہو، لذات و شہوات میں انہماک نہ رکھتا ہو۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔ یہی طبری کی ایک حدیث میں بھی ہے: ابن زید نے کہا کہ ولی وہ ہے جس میں وہ صفت ہو جو اِس آیت میں مذکور ہے: الذین امنوا وکانوا یتقون یعنی ایمان وتقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ اِس روشنی میں میرے مرشد کی زندگی دیکھئے، بالکل سورج کی طرح چمکے گی کہ حضرت تاج الشریعہ بلا شبہ ولی کامل تھے۔ آپ اسلاف کرام کی سچی یادگار تھے۔ آپ کے جانے سے موت العالِم موت العالَم کا منظر سامنے ہے۔

ہم اراکین جامعہ رضویہ کنزالایمان شرور پونہ کے ساتھ جانشین تاج الشریعہ حضرت مولانا عسجد رضا قادری بریلوی دام ظلہ اور حضرت کے جملہ پسماندگان کو تعزیت پیش کرتے ہیں اور صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میرے مرشد کے مراتب ودرجات کو بلند فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم

شریک غم یکے از خلفائے تاج الشریعہ

(مولانا) محمد سہیل رضا خاں قادری ناظم جامعہ رضویہ کنزالایمان، شرور، پونہ (مہاراشٹر)

ماہنامہ کنزالایمان کی جانب سے
تاج الشریعہ نمبر کی اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں

حضرت تاج الشریعہ کی یادگار مولانا عسجد رضا قادری بریلوی

جماعت اہل سنت کی شان مسلک اعلیٰ حضرت کی جان، فخر ملت (فخر ہندوستان، شریعت وطریقت کی بہار) حیثیت ومعرفت کا گل سرسبد، ولی ابن ولی، میرے پیرو مرشد سرکار سیدی ومرشدی حضرت مفتی شاہ محمد اختر رضا قادری ازہری معروف سرکار بتاج الشریعہ کا انتقال پر ملال کی خبر سن کر میرا پورا وجود ہل گیا۔ زندگی تھم سی گئی۔ کچھ سمجھ میں نہ آ ہاتھا۔ بڑی مشکل سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، خود کو سنبھالا پھر اپنے اہل وعیال کو لے کر بریلی شریف روانہ ہونے کے لئے تیار ہوا حضرت تاج الشریعہ کی یادیں اور پیار بھری باتیں ذہن ودماغ میں بار بار آتی رہیں۔ پریشان ہوتا رہا اور سرکار کی زیارت کی تشنگی بجھانے کے لئے دل بے چین ہوتا رہا۔ اسی عالم میں بریلی شریف پہنچا تو دیکھا کہ انسانوں کا سمندر میرے پیرو مرشد کی زیارت وجنازے میں شرکت کے لئے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے پیرو مرشد کا مرتبہ بہت اونچا کیا ہے۔ وہ بیشک ولایت کے درجے پر فائز تھے۔ سرکار تاج الشریعہ بلاشبہ زمانے کی ضرورت تھے، جدھر جاتے سنیت میں جان پیدا کر دیتے تھے۔ میں نے اس کا بہت مرتبہ مشاہدہ کیا۔ شرور پونہ میں سرکار تشریف لاتے تو حضرت کے قدم کی برکت سے وہاں کے لوگوں کے حالات اچھائیوں میں تبدیل ہوتے۔ حضرت نے یہاں ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی اور حضرت کی سرپرستی میں جامعہ رضویہ کنزالایمان ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ ان شاء اللہ آگے بھی حضرت کا روحانی فیض جاری رہے گا۔

ممبئی اور قرب جوار کی ہزاروں محفلوں مجلسوں جلسوں اور جلوسوں میں سرکار تاج الشریعہ تشریف لاتے اور مسلک اعلیٰ حضرت کا کام کرتے۔ افسوس کہ ایسا قائد، ایسا رہبر جن کی خدمات کا زمانہ معروف ہے، اب ہمارے درمیان سے ظاہری طور پر روپوش ہو گیا، لیکن غلاموں پر ان کا فیضان جاری رہے گا۔

میں اور میری پوری فیملی اور ہمارے مدرسہ کے اراکین ناظم مولانا محمد سہیل رضا خاں قادری وغیرہ سبھی لوگ میرے حضرت کی یادگار جانشین تاج الشریعہ قائد ملت حضرت مولانا عسجد رضا خاں قادری بریلوی اور ان کی پوری فیملی کو تعزیت پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو صبر عطا فرمائے اور سرکار تاج الشریعہ کے مراتب کو بلند فرمائے اور ہم سب کو ان کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔ آمین

شریک غم ابراہیم شیخ بھائی جان صدر جماعت رضائے مصطفیٰ
(آل مہاراشٹر) سانتا کروز (ویسٹ) ممبئی

ایک بہت بڑی خوش خبری

مناظر اہل سنت، خلیفہ حضرت مفتی اعظم ہند، ماہر رضویات، صاحب تصانیف کثیرہ

علامہ عبدالستار ہمدانی مصروفؔ (برکاتی نوری)

کی تیس سال کی علمی تحقیقی کاوش کا ثمرہ ــــــ تاریخی دستاویز

دھماکہ

جس میں اکابر علمائے دیوبند اور فرقہ وہابیہ کے پیشواؤں کی کتابوں سے

- کتاب سے اصل عبارت لفظ بلفظ
- کتاب کے کل حوالے: تقریباً چھ ہزار (6,000)
- کتاب کے صفحات: تقریباً چار ہزار (4,000)
- کتاب کی کل جلدیں چار (4)
- کل عنوانات: ایک سو پچاس (150)
- ہر عنوان پر عام فہم اردو زبان میں علامہ ہمدانی کا تبصرہ
- ایک حوالہ غلط ثابت کرنے والے کو پانچ لاکھ روپیہ انعام
- اعلیٰ حضرت کے صد سالہ عرس پر رسم اجرا۔ ان شاء اللہ

ناشر

MARKAZ-E-AHLE SUNNAT BRKAT-E-RAZA

Jamia Ahmad Raza Road Porbandar (Gujrat)

اراکان جامعہ ماہ نامہ کنزالایمان کے تاج الشریعہ نمبر شائع کرنے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں

دارالعلوم فیضان رضا ممبئی

Regd. No. B/534/ THANE1994

شروع میں کرایہ کے ایک روم میں مکتب رضا کی ابتدا ہوئی لیکن رب کا کرم کچھ ایسا ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ چھوٹا سا مکتب مدرسہ کی شکل اختیار کر گیا۔ الحمدُ للہ آج دارالعلوم بن چکا ہے جس میں فی الحال تقریباً پانچ سو طلبا وطالبات اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں اور سر دست شعبہ حفظ و ناظرہ کے علاوہ درجات عالیہ میں ثانیہ تک کی جماعتوں میں طلبا موجود ہیں۔ یہ ادارہ اب کئی شعبوں پر مشتمل ہے۔

(1) رضا مسجد (2) دارالعلوم (3) نوری دارالافتاء (4) نوری دارالقضاء

درج ذیل خصوصیتوں کے ساتھ ہر آئے دن اپنی نئی بلندیوں کو چھو رہا ہے

(1) دینی علوم کے ساتھ عصری فنون خاص کر ہندی، حساب، انگریزی اور سائنس وغیرہ کی تعلیم کا اہتمام تاکہ طلبہ اگر بورڈ کے امتحانات دینا چاہیں تو بخوبی دے سکیں (2) شہر ممبئی میں ہونے کے باوجود طلبہ کو کسی طرح کی دعوت و قرآن خوانی کی اجازت نہیں تاکہ ان کا تعلیمی نقصان نہ ہو (3) ہاسٹل میں مقیم طلبہ کے لیے تینوں وقت کے خورد و نوش کا انتظام (4) بنیادی دوا وعلاج کی سہولت مکمل مفت (5) یتیم ونادار طلبہ کی مالی مدد تاکہ وہ اطمینان کے ساتھ تعلیم حاصل کر سکیں (6) طلبہ کے لیے درسی کتابیں کاپیاں اور دوسری تعلیمی ضروری چیزیں مفت۔

اہل خیر حضرات سے گزارش ہے کہ اِس کارِ خیر میں ہمارا تعاون فرما کر ہمارے لیے اِس راہ کی مشکلات آسان کریں اور دارین کی دولتوں سے اپنے اپنے دامنوں کو بھریں۔

الداعی الی الخیر

حافظ محمد رونق علی ملک بانی وناظم اعلی دارالعلوم فیضان رضا

شریفہ روڈ، امرت نگر، ممبرا، تھانے، ممبئی (مہاراشٹر)

8898234472,7385791178,9987251162

A/c 36050100002895

madarsa faizane raza bank of baroda.

مدرسہ اصلاح المسلمین دار الیتامی، رائے پور

یادگار اعلیٰ حضرت حضرت علامہ ازہری میاں اختر بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی عوامی اور علمی شہرت ومقبولیت اپنی جگہ، فقہائے ہند سے لے کر مفتیان حرم تک سب کی زبانوں پر فقیہ الہند اور تاج الشریعہ کے لقب اور خطاب سے ہی پہچانے گئے، اسی لقب سے آپ اب بھی ہمارے دلوں میں دھڑکن بن کر موجود ہیں۔ پہلی مرتبہ ۱۹۸۱ء میں جب آپ رائے پور تشریف لائے تو ہمارے مدرسہ اصلاح المسلمین ہی میں قیام فرمایا تھا۔ آپ نے عوام وخواص کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ۱۹۲۴ء میں حضرت محسن ملت نے اِس مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ میں نے حضرت مفتی اعظم ہند کی زبانی یہ بار ہا سنا ہے کہ قدرت نے رائے پور چھتیس گڑھ والوں پر محسن ملت کو بھیج کر احسان عظیم فرمایا۔

اس کے بعد شاہ بانوکیس کے زمانے میں آپ نے ۳۶ گڑھ کا طوفانی دورہ کیا جب دانشوروں کی قیادت حضرت علامہ ارشد القادری اور خطیبوں کی قیادت مولانا عبید اللہ خاں اعظمی فرمارہے تھے لیکن ۱۹۸۵ء میں ہوئی مسلم پرسنل لا کانفرنس کے موقع پر آپ کی تشریف آوری کے اثرات آج بھی محسوس کیے جاتے ہیں۔ اتفاق سے حضرت کے ساتھ ہر موقع پر امین شریعت (۳۶ گڑھ) حضرت مولانا سبطین رضا قادری بریلوی بھی موجود رہے جو ۱۹۶۰ء میں حضرت مفتی عبد الرشید قادری کے مشورہ سے حضرت محسن ملت کی دعوت پر رائے پور تشریف لائے اور سفر آخرت کے وقت ہی بریلی شریف واپس ہوئے۔ ۱۹۸۵ء کی مسلم پرسنل لا کانفرنس کے بعد ہی علمائے کرام کے اتفاق رائے سے آپ کو "امین شریعت"، تسلیم کیا گیا۔

خلاصہ یہ کہ ۳۶ گڑھ کی ریاست فیضان تاج الشریعہ کی گواہ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ تاج الشریعہ اور خانوادۂ رضویہ بریلی شریف سے ہماری اِس نسبت وتعلق کو باقی رکھے اور بابرکت بنائے۔ آمین

(مولانا) محمد علی فاروقی شہزادۂ محسن ملت

بانی ومہتمم مدرسہ اصلاح المسلمین ومحسن ملت کالج، رائے پور، ۳۶ گڑھ

رابطہ نمبر: 9425231208

Scanned with OKEN Scanner

بارگاہ تاج الشریعہ میں بطورِ خراجِ عقیدت ماہ نامہ کنز الایمان دہلی کے تاج الشریعہ نمبر شائع کرنے پر مبارک باد

مرکز الدراسات الاسلامیۃ جامعۃ الرضا

زیر انتظام: امام احمد رضا (ٹرسٹ) بریلی شریف

دین وملت کی مسلسل خدمات اور جرأت مندانہ اقدامات سے متأثر ہو کر متحدہ ہندوستان نے بیک زبان ''مرکز اہل سنت بریلی شریف'' کا نعرہ بلند کیا کیوں کہ اس مرکز کی رگوں میں ''امام احمد رضا'' کا علم وعرفان خون بن کر دوڑ رہا ہے۔ مرکز میں ایک ایسے ادارے کی ضرورت شدت سے تھی جو ہمہ جہت ہونے کے ساتھ مرکز کے شایان شان بھی ہو۔ شہر بریلی شریف سے اٹھ کلومیٹر مغرب میں بنام مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا تاج الشریعہ کی سرپرستی اور شہزادۂ تاج الشریعہ کی نظامت میں ایک عظیم دینی قلعہ معرض وجود میں آیا جس کا سنگ بنیاد تاج الشریعہ نے ۲۴ صفر ۱۴۲۱ھ ۲۹ مئی ۲۰۰۰ء بروز پیر نامور علمائے کرام ومشائخ عظام کی موجودگی میں رکھا درس نظامی ودیگر شعبہ جات کا باضابطہ آغاز ۲۵ نومبر ۲۰۰۴ء سے ہوا۔ جامعہ اپنے عمدہ نظام تعلیم وتربیت کی بنا پر ملک ہند میں صف اول کے اہل سنت وجماعت کے اداروں میں اہم مقام رکھتا ہے۔

روحانی سرپرستی: تاج الشریعہ حضرت ... رضا خاں قادری ازہری بریلوی (بانی مرکز)

نظامت وسرپرستی شہزادۂ تاج الشریعہ ... مولانا ... عسجد رضا خاں قادری بریلوی (صاحب سجادہ)

...یات

ابتدا ہی سے ماہرفن اساتذہ کی نگرانی میں تعلیم وتربیت ☆ طلبہ کی درسگاہ میں زیادہ سے زیادہ حاضری، کم سے کم غیر حاضری پر زور ☆ فجر سے لے کر ۱۱ بجے شب تک نظام الاوقات کے مطابق ہی جامعہ میں شب وروز گزارنا ☆ بعد نمازِ مغرب التزاماً تمام طلبہ کی ایک گھنٹہ کے لئے عربی محادثہ کی درسگاہ میں شرکت ☆ آخری جماعتوں کے طلبہ کے لئے English Speaking و CCC کورس کا انتظام۔

ثقافتی سرگرمیوں کے تحت ہفتہ وارانہ بزم میں طلبہ کی لازمی طور پر حاضری ☆ دارالاقامہ میں طلبہ کی آسانی کے لئے بیڈنگ سسٹم ☆ جسم ودماغ کی صحت کے لئے غذا کی صحت ضروری ہے لہٰذا جامعہ میں اشیائے خورد ونوش کا بہتر انتظام ہے، جس میں طلبہ کو تینوں وقت مینو (منتخب اشیائے خوردنی) کے مطابق کھانا دیا جاتا ہے ☆ پینے کے پانی سے ہونے والی بیماری سے طلبہ کو محفوظ رکھنے کے لئے R.O. Plant کا انتظام ہے۔

ہمارے مستقبل کے منصوبے

امام احمد رضا ٹرسٹ مستقبل میں مندرجہ ذیل عمارتیں تعمیر کرنے کا منصوبہ رکھتا ہے، فی الحال حامدی مسجد کا تعمیری کام پورے زور وشور سے چل رہا ہے۔

☆ نوری اسٹاف کالونی ☆ درسگاہی عمارت کی توسیع ☆ حجۃ الاسلام ڈائننگ ہال ☆ مستقل عمارت برائے تاج الشریعہ دار المطالعہ ومفسر اعظم لائبریری ☆ مستقل عمارت برائے **دار التجوید والتحفیظ** ☆ مستقل عمارت برائے انتظامیہ (دفتری امور) ☆ مستقل عمارت برائے شعبۂ کمپیوٹر ☆ جیلانی گیسٹ ہاؤس ☆ علامہ نقی علی کمرشیل کامپلیکس

مستقل عمارت برائے شعبۂ تحقیق وافتاء

ہمارے شعبہ جات: ☆ شعبۂ تحقیق وافتاء ☆ شعبۂ درس نظامی ☆ شعبۂ حفظ وقرأت ☆ شعبۂ علوم عصریہ ☆ شعبۂ کمپیوٹر سائنس ☆ شعبۂ نشر واشاعت

امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲ سوداگران رضا نگر بریلی شریف
IMAM AHMAD RAZA TRUST
82, Saudagaran, Raza Nagar, Bareilly Sharif - 243003 U.P. (INDIA)

مرکز الدراسات الاسلامیۃ جامعۃ الرضا
CENTRE OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA
Markaz Nagar, CB Ganj, Bareilly Sharif - 243502 U.P. (INDIA)